ماہنامہ
طلسماتی دنیا
دیوبند
شیطان نمبر
دانش عامری

محمد تسبیر نقشبندی


معاون ایڈیٹر
مریم صدیقی

خصوصی مشیر
نسیم فاطمہ شیخ صدیقی

عمومی مشیران: ___ ابوسفیان عثمانی سلیم عرشی۔
___ رابعہ بانو شیریں
___ محسن محمود
___ ڈاکٹر طاہر الاسلام قاسمی


جلد نمبر: ۳ ___ شمارہ: ۳
مارچ، اپریل ___ ۱۹۹۶ء
فی شمارہ ___ ۱۵ روپے
سالانہ ___ ایک سو پچاس روپے (سادی ڈاک سے)
دو سو پچیس روپے ___ (رجسٹرڈ ڈاک سے)
پاکستان سے سالانہ ___ پانچ سو روپے
غیر ممالک سے ___ ۲۵ ڈالر (امریکن)۔
لائف ممبری ___ تین ہزار روپے
معاونین سے سالانہ ___ ایک ہزار روپے
محسنین سے سالانہ ___ پانچ ہزار روپے

ایڈیٹر: حسن الہاشمی
سرپرست: حضرت الحاج مولانا سید جلیل حسین میاں صاحب مدظلہ
ہما: زینب ناہید عثمانی

نگران: ___ عمر فاروق عاصم عثمانی
سرکولیشن منیجر و ڈزائنر: ___ دانش عامری


## انتباہ

'طلسماتی دنیا' سے متعلق متنازعہ امور میں مقدمہ کی سماعت کا حق صرف دیوبند ہی کی عدالت کو حاصل ہوگا۔

(منیجر)

اس ◎ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہیکہ آپ کی مدت خریداری اس پرچے کے ساتھ ختم ہو جائیگی۔ لہٰذا اب آپ فوراً یہ فیصلہ فرمالیں کہ آئندہ آپ 'طلسماتی دنیا' کا مطالعہ جاری رکھیں گے یا نہیں؟ ہمیں یقین ہے کہ اس مدت میں آپنے 'طلسماتی دنیا' کو اپنے لئے اپنے گھر والوں اور دوستوں کیلئے بیحد مفید پایا ہوگا۔ لہٰذا سرخ نشان دیکھتے ہی آپ سالانہ زرِ تعاون روانہ کردیں، ورنہ رسالہ بند کرنے کی اطلاع دیں۔ خاموش رہنے کی صورت میں رسالہ وی پی سے نہیں بھیجا جائیگا بلکہ رسالے کی ترسیل روک دی جائے گی (منیجر)

## اطلاعِ عام

اس رسالہ میں جو کچھ بھی شائع ہوتا ہے وہ روحانی مرکز کی ملک ہے۔ اسکے کسی کلی یا جزوی مضمون کو شائع کرنے سے پہلے 'روحانی مرکز' سے رابطہ قائم ضروری ہے

(منیجر)

'طلسماتی دنیا' روحانی مرکز کے ذریعہ لاچاروں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔ جو صاحب آخرت کے اجر و ثواب کے لئے کوئی پیشکش کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر سے رابطہ قائم کریں۔ یا 'روحانی مرکز' کے نام اپنی رقم بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تعاون علی البر والی رقومات کیلئے پوری پوری وضاحت کردینا ضروری ہے ___ تاکہ رقومات صحیح مصرف میں خرچ کی جاسکیں۔

___ (منیجر) ___


روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند ۲۴۷۵۵۴

ROOHANI MARKAZ
ABULMALI DEOBAND–247554



اس تبیطات غیر ملکی قیمت 30/=

کتابت: محمد راشد فہیم

پرنٹر پبلشر حسن احمد صدیقی نے جے کے آفسیٹ دہلی سے چھپوا کر روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند سے شائع کیا

# کیا اور کہاں
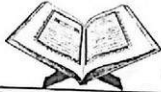






## نورِ ہدایت

اور ہم نے تم کو پیدا کیا، پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو، پس سبھی نے سجدہ کیا آدم کو۔ لیکن ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ تھا۔

اس سے کہا گیا۔ تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا ہے۔؟ جب کہ ہم نے تجھے سجدہ کرنیکا حکم دیا تھا۔ ابلیس نے کہا۔ اس لئے کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ مجھے پیدا کیا گیا ہے آگ سے اور آدم کو پیدا کیا ہے مٹی سے۔

اس سے کہا گیا تو اُتر جا یہاں سے تو اس لائق نہیں ہے کہ تو تکبر کرے پس تو یہاں سے ذلیل ہو کر باہر نکل جا۔

ابلیس بولا — مجھے زندگی دیجئے اس دن تک کی جب لوگ قبروں سے باہر نکلیں گے۔ فرمایا گیا — جا تجھکو اس وقت تک کی مہلت دی گئی۔

ابلیس نے کہا کہ میں تو ہو گیا ہوں گمراہ۔ اب میں ضرور بیٹھوں گا تاک لگا کر سیدھی راہ اور میں بہکاؤں گا۔ تیرے بندوں کو دائیں سے بائیں سے آگے سے اور پیچھے سے اور تو اُن میں سے اکثر کو نافرمان پائے گا۔

کہا گیا ابلیس سے تو نکل جا خستہ حالی کے ساتھ ذلیل اور مردود ہو کر اور جو کوئی تیری اتباع کرے گا تو میں تجھے اور تیری اتباع کرنے والوں کو دوزخ میں ڈالوں گا۔

(القرآن سورۂ اعراف۔ سپارہ ۸)

# مختلف باغوں

## علم کی فضیلت

● آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان کیلئے ایک فریضہ ہے۔
● آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرکے دوسرے مسلمان بھائی کو علم سکھلائے۔
● آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی طلب میں اپنے گھر سے نکلتا ہے۔ فرشتے اس کے استقبال کیلئے آسمان سے آتے ہیں اور اس کے قدموں میں اپنے پَر بچھا دیتے ہیں۔
● آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص علم سیکھنے اور سکھانے کیلئے اپنے گھر سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو حج کامل کا ثواب عطا کرتے ہیں۔
● آپؐ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسی برتری چاند کی تمام ستاروں پر ہے۔
● بزرگوں نے فرمایا ہے کہ شیطان عالمِ دین سے گھبراتا ہے اور اس کو بہکانے کیلئے اسے سو جتن کرنے پڑتے ہیں۔ جب کہ عابد جاہل پر شیطان بآسانی اپنا تسلّط قائم کر لیتا ہے۔

## بہترین اسلام

● ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ دین میں کونسا کام بہتر ہے۔
● آپؐ نے فرمایا کہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہیں۔

## جواہر ریزے

● جس شخص کے دل میں خوفِ خدا نہ ہو وہ ہر بُرے سے بُرا کام کر سکتا ہے۔
● دوسروں کی عیب جوئی کے بجائے اپنی کمزوریوں پر نظر رکھو۔
● شرافت میں چھپے ہوئے درندہ صفت انسان سے وہ بھیڑیا اچھا ہے جو اپنی دہشت کا مظاہرہ کھلے عام کرتا ہے۔
● جو آدمی دولت مند بننے کے خواب دیکھتا ہے وہ دُکھوں کو جمع کرنے کا خواہش مند ہے۔
● علم شریفوں کو متواضع بناتا ہے اور کمینوں کو متکبر کر دیتا ہے۔
● انسان تھوڑی سی خوشی پا کر جب حد سے زیادہ ہنستا ہے تو فطرت انتقام لیتی ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔
● جو عورت بلا وجہ اپنے شوہر سے طلاق طلب کرے اس پر جنّت کی خوشبو حرام ہے
● جو مرد اپنی بیوی کی دلجوئی نہیں کر سکتا وہ بندگی کا بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔
● تم اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ رکھو ورنہ تم اپنے دوست کے دشمن بن جاؤ گے۔
● جسم کا آرام محلوں میں ملتا ہے۔ لیکن دل کا سکون جھونپڑی والوں ہی کو میسر ہے۔
● سچ بول کر جو نقصان پہنچتا ہے وہ اُس نفع سے بدرجہا بہتر ہے جو جھوٹ بول کر حاصل کیا جاتا ہے۔

## اقوالِ زرّیں

● آخرت کا بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ (حضرت علیؓ)
● کم بولنا حکمت کی علامت ہے۔ (حضرت عمرؓ)
● مرد کا عورت سے بڑا کوئی دوست نہیں اور عورت کا مرد سے بڑا کوئی دشمن نہیں۔ (مہابھارت)
● ہر چیز صرف اپنے محلِ وقوع کے اعتبار سے خوبصورت اور بدصورت کہلاتی ہے (فرینکلن)
● نرم دلی خالقِ کائنات کی سب سے بہتر تخلیق ہے۔ (مہاتما بدھ)
● اگر کسی اچھے آدمی کی تم کسی وجہ سے تعریف نہیں کر سکتے۔ تو اس کی بُرائی بھی مت کرو۔ (یحییٰ معاذؒ)

## یہ کیسے مسلمان ہیں

● اللہ کو پہچانتے ہیں پھر بھی بندگی نہیں کرتے۔
● نبی کو مانتے ہیں لیکن اس کی پیروی نہیں کرتے۔
● قرآن کو پڑھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔
● جنّت دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن جنّت
● میں جانے کی تیاری نہیں کرتے۔ اور دوزخ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔
● جانتے ہیں کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنّت ہے۔ لیکن اسے خوش نہیں رکھتے۔
● مانتے ہیں کہ باپ جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے لیکن اسے راضی نہیں رکھتے۔





# کے پھول

گُل چیں
مرضیہ صدیقی

● زندگی کی بے ثباتی کے قائل ہیں۔ لیکن آخرت کی کوئی تیاری نہیں کرتے۔

## سُقراط نے کہا تھا

● کسی کو نقصان پہنچانا خود نقصان اٹھانے سے بھی بُرا ہے۔
● زندگی بہت مختصر ہے لیکن اگر مصیبتیں ساتھ لگی ہوں تو بہت طویل معلوم ہوتی ہے۔
● تحریر ایک خاموش آواز ہے۔ اور قلم دل کی زبان۔
● جو لوگ اپنی اولاد کیلئے دولت جوڑنے میں لگے رہتے ہیں۔ وہ بے وقوف ہیں۔ اپنی اولاد میں وہ صلاحیت اور قابلیت پیدا کرو کہ وہ خود دولت کما سکے۔
● کچھ لوگ کھانے کیلئے جیتے ہیں اور کچھ لوگ جینے کیلئے کھاتے ہیں۔
● جو لوگ خدا سے نہیں ڈرتے وہ اپنے سائے سے بھی ڈرتے ہیں۔

## حکمت کے موتی

● کسی کے دل میں ایمان اور حسد ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ (حضرت محمد صلی اللہ وسلم)
● قابلِ رشک ہے وہ آدمی جسے عقل بخشی گئی ہو اور وہ اس کے تقاضے پورے کرتا ہو (حضرت عیسیٰؑ)
● ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ (قرآن حکیم)
● نیکی بزرگی اور محبت کا نچوڑ یہ ہے کہ انسان دوسروں کی بھلائی کیلئے تکلیف اٹھائے۔ (حضرت عیسیٰؑ)
● کتابوں کا مطالعہ دماغ کو روشن کرتا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)
● غریب وہ ہے جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہو۔ (چینی کہاوت)
● غصہ دیوانگی ہے اسے قبضے میں رکھئے ورنہ یہ آپ پر قبضہ کر لے گا۔ (ہندی کہاوت)
● غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔ (حضرت داتا گنج ؒ)

## ٹانک

محبت دنیا کا سب سے زیادہ طاقت ور ٹانک ہے بے بسوں، محروموں کیلئے تو یہ تیر بہدف نسخہ ہے۔ جو مرتے بھی یہ اگر معمولی سی مقدار میں میسر آ جائے تو جان آسانی سے فرشتۂ اجل کے حوالے کی جا سکتی ہے۔ جو مسکراہٹ محبت کے ذریعہ عطا ہوتی ہے اسے موت کی تلخی بھی چھین نہیں سکتی۔ محبت کرنے والا اور محبت کیا جانیوالا انسان مرنیکے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔

## منتخب اشعار

کوئی موسم نہیں محبت کا
چاند نکلے یا آفتاب ڈھلے

●

مجھ سے دیکھی نہیں جاتی ہے جدائی یارو
شاخ پہ بیٹھے پرندوں کو اُڑاؤں کیسے

ایکدن آئیگا وہ مجھکو منانے والا۔
اتنا ظالم تو نہیں روٹھ کے جانیوالا۔

یہ اور بات ہے کہ تعارف نہ ہو سکا
ہم زندگی کے ساتھ بہت دور تک گئے

●

اپنے دامن میں تو زخموں کی بڑی دولت ہے،
کیوں نہ پھر وقت کا ہر قرض چکایا جائے

●

دفنا دیا گیا مجھے چاندی کی قبر میں۔
میں جس کو چاہتی تھی وہ لڑکا غریب تھا

●

ترکِ تعلقات کو ایک لمحہ چاہیئے
لیکن تمام عمر مجھے سوچنا پڑا

●

دشمنی آپ کی عنایت ہے
ہم فقط دوستی کے مجرم ہیں

●

یہ نیا شہر ہے کچھ دوست بنائے رکھئے
دل ملے یا نہ ملے ہاتھ ملائے رکھئے

●

جس طرف جاؤں اُدھر عالمِ تنہائی ہے
جتنا چاہا تھا تجھے اتنی سزا پائی ہے

## سوال و جواب

کیا یہ درست ہے کہ شادی شدہ افراد غیر شادی شدہ افراد کے مقابلے میں زیادہ عرصے تک زندہ رہتے ہیں؟
نہیں لیکن شادی شدہ افراد کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے موت ان کے نصیب میں نہیں ہے۔

● کیا بیوی سے ڈر کر چوہوں کی سی زندگی گزارنا ضروری ہے۔؟
ہرگز نہیں۔ لیکن بلّی کے گلے میں گھنٹی کون سے باندھے گا۔

● ایک صاحب کا دعویٰ ہے کہ ان کی بیگم دنیا کی سب سے زیادہ خوبصورت خاتون ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔؟
غالباً اُن صاحب نے یہ دعویٰ اپنی بیگم کے سامنے کیا ہوگا۔

● کیا شادی کرنا خودکشی ہے۔؟
جی ہاں۔ نکتے مردوں کیلئے تو خودکشی ہی ہے۔

● وہ شادی شدہ ہے اور ہر وقت ہشاش بشاش رہتا ہے۔
ایسا سچ نہ بولیئے کہ جس کا کوئی یقین نہ کر سکے

● آج کل بوڑھے اتنے عاشق مزاج کیوں ہیں؟
ارباب تجربہ جو ٹھہرے۔

● تجربہ کار لوگ اپنی فرم میں شادی شدہ لوگوں ہی کو کیوں ملازم رکھتے ہیں۔
اس لئے کہ شادی شدہ لوگ ڈانٹ ڈپٹ کا بُرا نہیں مانتے۔

● سفر کی بہترین ساتھی کتابیں یا بیوی۔؟
ظاہر ہے کہ کتابیں۔ اس لئے کہ اگر کوئی کتاب بور ہو تو اسے بے تکلف گاڑی سے باہر پھینکا جا سکتا ہے۔

● کیا یہ صحیح ہے کہ اگر ایک دن میں دو شادیاں ہوں تو ایک ناکام ہوتی ہے۔
شاید اس لئے کہ میری شادی جس دن ہوئی اسی دن میری بیوی کی شادی ہوئی تھی۔ اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ میری بیوی کی شادی کامیاب رہی۔

● شادی کا مقصد کیا ہے۔؟
ہر شخص کو جنّت میں جانے سے پہلے کچھ سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ اس سزا کو اُردو زبان میں شادی کہتے ہیں۔

## دو باتیں

دو باتیں ہمیشہ یاد رکھو۔
پہلی بات یہ کہ بیوی سے جو وعدہ کرو۔ اسے پورا کرو۔
دوسری بات یہ کہ بیوی سے کبھی وعدہ ہی مت کرو۔

## پہلا قدم

بیگم! اگر تم نے ضدیں نہ چھوڑیں تو میں کل ہی طلاق کی طرف پہلا قدم اُٹھالوں گا۔
پہلے قدم سے مُراد؟
میں کل ایک اور عورت سے نکاح کر رہا ہوں۔

## سبب

گرمیوں کی نسبت سردیوں میں میاں بیوی میں تکرار کم ہوتی ہے ـــــ وجہ۔؟
دراصل سردیوں میں مردوں کے کانوں پر مفلر لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

## خوش نصیب

میرا شوہر شادی کے ایک ماہ بعد ہی چل بسا۔ بہت خوش نصیب انسان تھا جو مصیبت کے دن دیکھے بغیر ہی رخصت ہو گیا۔

## جی حضور

سالن میں نمک تو زیادہ نہیں ہے۔؟
جی حضور نمک تو ٹھیک ہے۔ البتہ نمک کے حساب سے سالن کم ہے۔

## کامیاب

کامیاب شوہر وہ ہے جو بیوی کے خرچ کرنے کی طاقت سے زیادہ کمائے۔
اور کامیاب بیوی وہ ہے جو شوہر کے کمانے کی طاقت سے زیادہ خرچ کرے۔

## دوسروں کیلئے

زیادہ خوبصورت چیزوں کی تلاش مت کرو۔ کیوں کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔ جلتی ہوئی شمع کی مانند بن جاؤ جو دوسروں کو تو روشنی بخشتی ہے لیکن خود پگھل پگھل کر ختم ہو جاتی ہے۔

## قرض

قرض ایک طرح کی لعنت ہے۔ لیکن جو قرض دوسروں کو خوش کرنے کیلئے لیا جائے وہ ایک بے مثال نیکی ہے اور اس نیکی پر ہزار رحمتیں اور محبتیں قربان۔

## ارشاداتِ رسول ﷺ

● جو شخص کوشش کرے گا اسے کوشش کا پھل ضرور ملے گا۔
● میرے اپنے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔
● زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو۔ اس لئے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔
● تم میں ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔
● موت کا ذکر کرنا صدقہ ہے اور قبر کی یاد جنّت تک پہنچا دیتی ہے۔
● نیکی حسنِ اخلاق ہے۔
● گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں وسوسہ پیدا کرے اور جسے تم دوسروں سے چھپاتے ہو۔

(مرسلہ: اعظم اقبال سیکری)

## نماز

● نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔
● نماز جنّت کی کنجی ہے۔
● نماز مومن کی معراج ہے۔
● نماز بے حیائیوں اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔
● نماز کے متعلق قیامت کے دن سب سے پہلے سوال کیا جائے گا۔
● جس نے نماز ترک کر دی اس نے دین کو ڈھا دیا۔
● نماز ایک اچھی ورزش ہے۔
● نماز کفر اور اسلام کے درمیان فرق پیدا کرنے والی چیز ہے۔ (مرسلہ: اعظم اقبال سیکری)



# باتیں چند

اداریہ بقلم خاص

**شیطان نمبر** کیلئے آپ کو بہت انتظار کرنا پڑا۔ جو بھی تاخیر ہوئی اور نتیجے میں آپ کو انتظارِ شدید کی جو کوفت برداشت کرنی پڑی۔ اس کیلئے ہم آپ سے معذرت کے طلب گار ہیں۔ "شیطان نمبر" کیلئے ہم نے کافی محنت کی ہے اور کافی مواد ہم نے اس نمبر میں اکٹھا کر دیا ہے۔ جو اہل ذوق کیلئے یقیناً باعثِ حظ بھی ہوگا اور قابلِ افادیت بھی۔ شیطان نمبر کو عبرت کی نگاہوں سے دیکھ کر اثر پذیری کے ارادے سے ایک بار بھی اگر پڑھ لیا گیا تو انشاءاللہ روح کے بالاخانوں میں عبدیت کے قمقمے پوری طرح روشن ہو جائیں گے اور احساسات کی وادیوں میں عظمتوں کا اُجالا شمس و قمر کی پاکیزہ روشنی کی طرح پھیل جائے گا۔

اس نمبر کا مطالعہ پورے اہتمام کے ساتھ کیجئے۔ اور پھر اس کے بارے میں اپنی قیمتی رائے سے ہمیں نواز یئے۔ ہمیں امید ہے کہ شیطان نمبر جنّات نمبر کی طرح مقبول ہوگا اور ہر طبقے میں اُسے پسند کیا جائے گا۔ انشاءاللہ العزیز۔

● ● ●

"بابری مسجد" کی شہادت کے بعد ملک میں بداعتمادی کی جو فضا پیدا ہوئی ہے وہ ابھی تک ختم نہیں ہوئی۔ ممکن ہے کہ جلد ہی الیکشن کا اعلان ہو جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کیا وہ الیکشن کا بائیکاٹ کریں۔ یا وہ الگ تھلک کوئی تنظیم بنا کر اُسے سپورٹ کریں یا پھر وہ آزمائی ہوئی جماعتوں میں سے ہی کسی کا انتخاب کریں۔

اس سلسلے میں ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر فرقہ پرستوں کو منہ توڑ جواب دینا ہے تو کسی مضبوط سیاسی جماعت کو سپورٹ کرنا قرینِ عقل ہے اور اس وقت کانگریس کے سوا کوئی بھی جماعت ایسی نہیں ہے جو فرقہ پرستوں کا کھلے عام مقابلہ کر سکے۔ بے شمار خرابیوں اور لاتعداد کوتاہیوں کے باوجود کانگریس ہی وہ واحد جماعت ہے جو فرقہ پرستوں کو فرقہ پرستی کا مزہ چکھا سکتی ہے۔ اور اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھنے والے گرگوں کو گمنامی کے شمشان گھاٹ میں دھکیل سکتی ہے

بابری مسجد کی شہادت کا حادثہ یاد کر کے مسلمان کانگریس کے خلاف واویلا کرتا ہے۔ اور کانگریس سے انتقام لینے کی باتیں کرتا ہے۔ حالانکہ کانگریس سے جس قدر مسلمان ناراض ہے اس سے زیادہ ہندو ناراض ہے۔ مسلمانوں کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ فرقہ پرست لوگ جو ہندوستان کو "اکھنڈ بھارت" بنانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ وہ کانگریس سے خفا کیوں ہیں۔؟ اگر مسلمانوں نے اس سوال کا جواب تلاش کر لیا تو ان کے سوچنے کا رُخ بدل جائے گا۔ ذاتی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی سوجھ بوجھ اور حکمتِ عملی کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم کانگریس کو معاف کر دیں اور یقین کر لیں کہ معاف کر دینے سے بہتر کوئی انتقام ہے ہی نہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ مسلمان بے حد جذباتی ہو چکا ہے۔ وہ جوش میں ہوش کھو بیٹھتا ہے۔ اور یہ بات بھول جاتا ہے کہ وہ جس دیش کا واسی ہے وہاں اکثریت رام کا نام لینے والوں کی ہے رحیم کا نام لینے والوں کی نہیں ہے اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ رام کا نام لینے والوں کی اکثریت شاید راون کی رشتے دار ہے، نتیجہ یہ ہے کہ گندی سیاست کی باسی کڑھی میں بار بار اُبال آتا ہے اور فرقہ واریت کے آسیب گلی گلی میں اپنا رنگ دکھا کر فضاؤں کو زہر آلود کرتے ہیں۔ اور انسانیت کا خون گندے نالوں کی نذر ہو جاتا ہے مسلمانوں کو حالات نے جذباتی بھی بنا دیا ہے اور سرپھرا بھی۔ کبھی کبھی اس کے ساتھ ناروا سلوک بھی ہوا ہے اور کبھی کبھی اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پیروں پر کلہاڑی بھی ماری ہے اور ان دونوں باتوں کے نتیجے میں نقصان صرف مسلمان ہی کا ہوا ہے۔ اور افسوس در افسوس والی بات یہ ہے کہ بعض جذباتی اخبار چیوں نے مسلمان کی سنجیدگی کو پامال کر کے اُسے "خودکشی" والا راستہ بار بار دکھانے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی ہم اپنی قوم سے مایوس نہیں ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ بابری مسجد کی شہادت نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی ہیں اور آنے والے الیکشن میں وہ پوری سوجھ بوجھ سے کام لے گا اور ان لوگوں کی قبریں بنا دے گا جو یاترائیں نکال کر اتراتے پھرتے ہیں۔ اور رام کے نام پر راون کے مسلک کو پورے ملک میں پھیلانے کی داغ بیل ڈال چکے ہیں۔ لیکن ہندوستان صوفیوں اور ولیوں کا ملک ہے یہاں فرقہ واریت کے اندھیرے زیادہ دیر تک اپنی کالس برقرار نہیں رکھ سکتے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا کرے اور فرقہ پرست ہندوؤں کو بھی انسانیت کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

# غزلیں

دانش عامری
محلہ ابوالمعالی دیوبند

بکھرے ہوئے پتّوں کیطرف دیکھ لیا تھا
خود اپنے قبیلوں کی طرف دیکھ لیا تھا

دولت مجھے ملتی ہے دعاؤں کی بدولت
بس میں نے فقیروں کی طرف دیکھ لیا تھا

دی اس کو سزا چھین لی بینائی بھی اسکی
مزدور نے محلوں کی طرف دیکھ لیا تھا

پھر کوئی غلط فیصلہ ممکن ہی نہیں تھا
نبیوں کے اصولوں کی طرف دیکھ لیا تھا

کشتی کو ڈبو یا مری ملاح نے ضد میں
کیوں میں نے کناروں کیطرف دیکھ لیا تھا

پھر میں نے کسی پر کبھی تنقید نہیں کی
جب اپنے گناہوں کیطرف دیکھ لیا تھا

جب ہوں پابندیاں فن کے اظہار پر
کیا گزرتی ہے ایسے میں فنکار پر

جرأتِ عشق پر جوشِ اظہار پر
سب نے پتھر اچھالے مرے پیار پر

الجھنیں ذہن سے ایسے چسپاں ہوئیں
جیسے مکڑی کے جالے ہوں دیوار پر

آج بھی تازہ خبریں نہ پڑھ پائے ہم
ہر طرف خون پھیلا تھا اخبار پر

موت بہتر ہے جینے سے دانش اگر
آنچ آنے لگے اپنے کردار پر



مطلوب احمد قاسمی، ایم اے

اس روئے زمین پر دو قومیں شانہ بشانہ رہ رہی ہیں جو اپنے اعمال کیلئے خدا تعالیٰ کے حضور پوری طرح جواب دہ ہیں۔ ایک انسان دوسری جن۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انسان کی تخلیق آب وگل سے ہوئی ہے۔ اور جن کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ سورۂ حجر میں ارشاد باری ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ۔ انسان کو ہم نے پیدا کیا کھنکھناتے سنے ہوئے مٹی کے گارے سے اور جنکو اس سے پہلے پیدا کر چکے تھے لو کی آگ سے۔

اسی طرح قرآن کی متعدد سورتوں میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اور جن کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ فرشتوں کی تخلیق نور سے جنوں کی آگ سے اور انسان کی مٹی سے ہوئی ہے۔ اس تخلیقی فرق کی وجہ سے انسان کا وجود بھاری بھر کم اور جن کا وجود ہلکا پھلکا ہے۔ چنانچہ انسان اپنی ہیئت اور شکل تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور فاصلہ طے کرنے میں بھی اسے اچھا خاصا وقت درکار ہوتا ہے۔ جب کہ جن حسبِ خواہش اپنی شکل تبدیل کر سکتا ہے، فاصلہ انتہائی سرعت کے ساتھ طے کر سکتا ہے۔ ہزاروں میل تک دیکھ سکتا ہے اور سن سکتا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ انسانی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

ارشاد باری ہے۔ اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ (سورۂ اعراف ۲۷) وہ اور اس کا قبیلہ تم لوگوں کو دیکھتا ہے۔ جب کہ تم لوگ انہیں نہیں دیکھتے۔

اپنی انہیں مذکورہ بالا خصوصیتوں کی وجہ سے جن انسانوں کیلئے ایک مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ وہ انسانوں کے دل ودماغ پر قابو پاکر کلی طور سے اپنے کنٹرول میں لے لیتے ہیں اور جدھر چاہتے ہیں موڑ دیتے ہیں۔ سیکڑوں نوجوان لڑکے لڑکیوں کو اپنے تصرف میں لیکر ان کی دین ودنیا دونوں تباہ کرکے رکھ دیتے ہیں

## جن کا وجود

دنیا کی تقریباً تمام قومیں جن کے وجود کی قائل رہی ہیں۔ ہندوستان اور یونانی دیومالاؤں میں ان کے قصے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ قدیم چینی اور مصری قصے کہانیوں میں بھی ان کے تذکرے موجود ہیں۔ مشہور آسمانی مذاہب میں۔ یہودیت، عیسائیت اور اور اسلام تینوں ہی جنوں کے وجود کے قائل ہیں۔ صرف نئی تہذیب سے متاثر عہد حاضر کے لوگ ہی جنوں کے قائل نہیں ہیں۔ وہ ان کے اثرات کو جرثوم اور بلکر دب قرار دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اسلام میں جن کا وجود قرآن وحدیث سے باقاعدہ ثابت ہے۔ قرآن میں ان کی تخلیق کے علاوہ سورہ جن میں ان کے اسلام لانے کے واقعے کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار احادیث میں جنوں کے اسلام قبول کرنے ان کی خوراک اور ان کے اثرات کے بارے میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس طرح قرآن و حدیث اور اجماعِ امّت سے ان کا وجود ثابت ہے۔ نیز یہ کہ انسانوں کی طرح یہ بھی اپنے اعمال کیلئے خدا کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اس دنیا میں بہت سارے لوگ جن میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں۔ ان کو دیکھتے ہیں اور اُن سے باتیں بھی کرتے ہیں۔ دراصل شیاطین یا مومن جنوں کی انتہائی قربت کی وجہ سے لوگ دیکھنے اور سننے لگتے ہیں۔ اور آج کل ایسے بے شمار لوگ مل جاتے ہیں۔ جن کے نیک یا بد جنوں سے گہرے تعلقات ہوتے ہیں۔

مشہور عالمِ دین اعمشؒ کا بیان ہے کہ ایک رات ایک جن میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا آپ لوگوں کو کھانے میں کیا پسند ہے۔ جواب دیا۔ چاول۔ میں نے چاول پیش کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نوالے تو اُٹھ رہے ہیں۔ مگر کھانے والا نظر نہیں آرہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ کیا ہماری جیسی خواہشات آپ لوگوں میں بھی ہوتی ہیں۔ کہنے لگے بیشک۔ میں نے پھر سوال کیا۔ آپ لوگوں میں سب سے بُری بات کیا ہوتی ہے۔ جواب دیا کہ ہمارا شر۔

اسی طرح بہت سے علماء دین اور متقی لوگوں کی خدمت میں جنوں کی آمد ورفت اور ان سے تعلقات کے بارے میں بے شمار واقعات منقول ہیں۔

انسانوں کے علاوہ بہت سے جانور خاص طور سے گدھے اور کتّے، جنوں کو باقاعدہ دیکھتے ہیں۔

مسند امام احمد اور سنن ابوداؤد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جب تم رات میں کتوں کا بھونکنا اور گدھوں کا رینگنا سنو تو شیطان سے پناہ مانگو کیوں کہ جو چیزیں وہ دیکھتے ہیں۔ تم لوگ نہیں دیکھتے۔

## شیطان اور جن کا فرق

اردو زبان میں کافر و مشرک جن کو شیطان کہتے ہیں اور مومن جنکو بزرگ کہا جاتا ہے۔ سب سے بڑا شیطان ابلیس ہے۔ جو در حقیقت جن تھا۔ سورۂ کہف میں بہت ہی واضح طور سے فرمایا گیا ہے۔ فَکَانَ مِنَ الْجِنِّ یعنی ابلیس ایک گرا جن تھا۔ علماء سلف کے نزدیک پہلے اس کا نام عزازیل تھا۔ جو نہایت ہی اطاعت گزار تھا۔ اور اپنی اسی اطاعت کی بدولت فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں رہتا تھا۔ اور جنّت میں آتا جاتا تھا۔ مگر جب خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے سرکشی اختیار کی۔ اور راندۂ دربار ہوگیا۔ تبھی سے اس کا نام ابلیس پڑا۔ جس کے معنیٰ ہیں۔ خدا کی رحمت سے مایوس۔

اسی طرح کافر و مشرک جن کو شیطان کہا جاتا ہے۔ شیطان عربی زبان میں نافرمان اور سرکش کو کہتے ہیں۔

## جنوں کی خوراک

چونکہ جن انسانوں ہی کی طرح باشعور اور مکلف مخلوق ہے۔ اسی لئے وہ انسانوں کی طرح کھاتی پیتی اور زندگی گزارتی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں استنجا کیلئے پتھر لانے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہڈی اور گوبر نہ لانا۔ جب حضرت ابوہریرہؓ نے بعد میں اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں جنوں کی خوراک ہیں۔ جب میرے پاس نصیبین کے جنوں کا وفد آیا تو انہوں نے اپنی خوراک کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ جب بھی وہ کسی ہڈی اور گوبر سے گزریں تو اس میں وہ خوراک پائیں۔ اس کے علاوہ ترمذی میں صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ تم لوگ ہڈی اور گوبر سے استنجا مت کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہیں۔

اسی طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا اور پانی پینا چاہیئے۔ کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔ کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔"

مسند امام احمد کی ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ "جو شخص اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ اس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے اور جو بائیں ہاتھ سے پانی پیتا ہے۔ اس کے ساتھ شیطان پیتا ہے۔"

مسند امام احمد ہی کی ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ یہاں پر نہ رات گزارنے کا ٹھکانہ ہے اور نہ ہی کھانا ملے گا اور اگر داخل ہوتے وقت اور پھر کھاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا ہے تو کہتا ہے کہ کھانا بھی ملے گا۔ اور ٹھکانہ بھی۔

جس طرح انسانوں کو بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے ذبیحہ کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح مومن جنوں کو ایسی ہڈیاں کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ جن پر بسم اللہ نہ پڑھا گیا ہو۔ چنانچہ شیطان اور کافر جنوں کی خوراک بغیر بسم اللہ پڑھی ہوئی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اسی بنا پر بعض علماء کا یہ قول ہے کہ مردار جانور شیاطین کی خوراک ہوتے ہیں۔

## جنوں اور انسانوں کے درمیان شادی بیاہ



جنوں اور انسانوں کے مابین شادی بیاہ کے رشتے ہر دور میں ہوئے ہیں۔ لیکن علماء کی ایک کثیر جماعت نے اسے پسند نہیں کیا ہے۔ امام مالک کا یہ قول بہت ہی مشہور ہے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی عورت حاملہ ہو اور جب اس سے پوچھا جائے کہ تمہارا شوہر کون ہے۔ تو وہ جواب دے کہ میرا شوہر ایک جن ہے۔ اگر ایسا ہوا تو معاشرے میں بے پناہ فساد برپا ہو جائے گا۔

لیکن اس کے علاوہ کبھی کبھی زور و زبردستی بھی ہوتی ہے، جن عورتیں یا مرد اپنے سے کمزور مردوں یا خوبصورت لڑکیوں پر تصرف جما لیتے ہیں۔ اور پھر نہ صرف یہ کہ ان کی شادی شدہ زندگی تباہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ بلکہ ان کی ہنستی کھیلتی زندگی بھی تباہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اس کا واحد علاج قرآن کی چند مخصوص آیتوں کی پابندی کے ساتھ تلاوت یا کسی ثقہ اور باشرع عامل سے رجوع ہے۔

## جنوں کی عمر

جہاں تک جنوں کی عمر کا سوال ہے تو انسانوں کے مقابلے میں ان کی عمریں قدرے طویل ہوتی ہیں۔ پھر انسانوں کی طرح انہیں بھی موت سے ہم کنار ہونا پڑتا ہے۔ صرف ابلیس ملعون اپنی پیدائش سے لیکر قیامت تک زندہ رہیگا۔ سورۂ اعراف میں ہے۔ قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۔ یعنی ابلیس نے کہا۔ مجھے قیامت تک مہلت دیجیئے۔ اللہ نے کہا۔ جا تجھے مہلت دی جاتی ہے۔ فتح مکّہ کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل مکّہ کی مشہور و معروف دیوی عزّیٰ نامی پیڑ اکھاڑ کے پھینک دیا تھا۔ جس کی وہ صدیوں سے پوجا کرتے آئے تھے اور شیطان دیوی کو قتل کر دیا تھا۔

اسی واقعہ کے ضمن میں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ ہمارے یہاں بھی جن دیوی دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی ہے۔ ان کی انہیں شیاطین کے ذریعہ باقاعدہ نمائندگی کی جاتی ہے۔ اور چڑھاوے کی چیزیں وہ بذاتِ خود وصول کرتے۔ یا کرتی ہیں۔ اسی لئے اسلام میں چڑھاوے کی چیزوں کا کھانا یا استعمال کرنا قطعی حرام ہے۔

## جنوں کے مسکن

جن اسی سرزمین پر رہتے ہیں۔ جہاں انسان رہتا ہے۔ مگر یہ زیادہ تر ویرانوں بیابانوں، گھاٹیوں، پہاڑوں، سمندروں اور دریاؤں میں رہتے ہیں۔ انسانی آبادی میں یہ گندی جگہوں جیسے غسل خانوں، بیت الخلا، جانوروں کے چوپالے کوڑہ کرکٹ کے ڈھیر وغیرہ میں رہتے ہیں۔ شمشان گھاٹ اور مقابر میں ان کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سفلی اور تانترک لوگ اپنے عملیات شمشان گھاٹ یا مقابر وغیرہ میں کرتے ہیں۔ عام طور سے سورج غروب ہونے کے بعد شیطان اپنا کاروبار شروع کرتا ہے۔ اسی لئے عورتوں اور بچوں کو رات کی تاریکی میں نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔

## جنوں میں شکل بدلنے کی صلاحیت

چونکہ جنوں کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنی شکل و صورت بدل لیتے ہیں۔ جنگ بدر میں ابلیس سراقہ بن مالک کی شکل میں کفار کے لشکر میں موجود تھا۔ مگر جب فرشتوں کا نزول شروع ہوا تو بھاگ گیا اور کہنے لگا کہ میں جو چیز دیکھ رہا ہوں۔ وہ تم نہیں دیکھ رہے ہو۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زکوٰۃ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔۔۔ مجھے محسوس ہوا کہ بیت المال میں موجود کھجوریں کم ہو رہی ہیں۔ اس کی شکایت میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپؐ نے فرمایا کہ کوئی آ کے کھاتا ہے۔ میں رات ہوتے ہی نگرانی کیلئے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھٹے پرانے کپڑے میں ملبوس ایک بڈھا آدمی آیا اور آتے ہی کھجوریں کھانے لگا۔ میں نے اسے دبوچ لیا۔ اور کہا کہ میں تمہیں حضورؐ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ وہ بڑی منّت خوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا میں ایک غریب بال بچّے دار آدمی ہوں اور سخت ضرورت کے پیش نظر آیا تھا۔ اب نہیں آؤں گا۔ اس کی مجبوری اور منت سماجت سے متاثر ہو کر میں نے چھوڑ دیا۔ صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اے ابوہریرہؓ تمہارے رات کے قیدی نے کیا کہا۔؟ میں نے کہا کہ رسول اللہؐ اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کا واسطہ دیا تو میں نے رحم کھا کے چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس نے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا۔ چونکہ آپؐ نے فرمایا تھا۔ کہ وہ دوبارہ آئے گا۔ اس لئے میں پھر تیار ہو کے بیٹھ گیا۔ وہ رات کو پھر آیا اور آتے ہی کھانا شروع کر دیا۔ میں نے اسے پھر دبوچ لیا۔ اور کہا کہ میں آج تمہیں حضورؐ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا۔ یہ سن کر وہ بہت ہی گڑگڑانے اور خوشامد کرنے لگا چنانچہ میں نے پھر چھوڑ دیا۔ صبح کو حضورؐ نے پوچھا۔ ابوہریرہ رات کے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے بہت منّت سماجت اور دہائی دی اس لئے میں نے ترس کھا کے چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے اور پھر آئے گا۔ تیسرے روز میں پھر تیار ہو کے بیٹھ گیا۔ رات کو وہ آیا اور آتے ہی کھانا شروع کر دیا۔ میں نے اچھل کے دبوچ لیا۔ اور کہا۔ تین روز سے تو مجھے دھوکا دے رہا ہے اور دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کرنے کے باوجود پھر آجاتا ہے۔ آج میں تمہیں کسی بھی قیمت پر نہیں چھوڑوں گا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا۔ یہ صورت حال دیکھ کے اس نے کہا۔ مجھے چھوڑ دو۔ اس کے بدلے میں تمہیں ایسی بات بتاؤں گا جو تمہارے لئے بہت ہی نفع بخش ثابت ہوگی۔

> سورج غروب ہونے کے بعد شیطان اپنا کاروبار شروع کرتا ہے۔ اسی لئے عورتوں اور بچوں کو رات کی تاریکی میں نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔

میں نے پوچھا وہ بات کیا ہے۔ اس نے کہا۔ رات کو بستر پر لیٹتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ اس سے صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہو گے۔ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ ابوہریرہ۔ تمہارے رات کے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے کچھ نفع بخش چیزیں بتائیں تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس نے کیا بتایا۔؟ میں نے کہا۔ اس نے یہ بتایا کہ رات کو بستر پر لیٹتے وقت آیت الکرسی پڑھنے سے خدا تعالیٰ ایک نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ شخص صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس نے تم سے سچ کہا۔ حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ تین دنوں سے تمہارے پاس کون آ رہا تھا۔؟ میں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

یہاں پر شیطان نے انسانی شکل اختیار کی تھی۔ کبھی کبھی وہ مختلف جانوروں کی شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ جیسے اونٹ، گدھا، گائے، کتّا اور بلی وغیرہ۔ اس لئے نماز میں اگر کوئی کالا کتّا سامنے سے گزر جائے تو نماز منقطع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حضورؐ

نے فرمایا ہے کہ کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔

یہاں پر ایک بہت ہی اہم بات یہ ہے کہ آخر بھوت پریت یا شیطان و جنات ایک انسان پر اپنا قبضہ کس طرح جمالیتا ہے۔ اور پھر ایک اچھا بھلا انسان کس طرح ان کے قبضے میں چلا جاتا ہے۔

آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اس کی وجہ صرف گناہ ہے۔ کوئی بھی شخص جب صراط مستقیم سے ہٹ جاتا ہے تو اس کے دل و دماغ پر شیطان اپنا تسلط جمالیتا ہے اور پھر وہ محسوس یا غیر محسوس طور پر اس کا اسیر بن جاتا ہے۔ خاص طور سے غیر حلال رزق تو اس کیلئے تازیانہ کا کام کرتا ہے۔ مال حرام کے ساتھ شیطان بھی مصائب و مشکلات کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ اور پھر اسے طرح طرح کی پریشانیوں کے دلدل میں پھنسا تا جاتا ہے۔ بخاری کی ایک حدیث میں حضورؐ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے پھر جب وہ ظلم کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ شیطان لگ جاتا ہے۔

ابن جوزی نے حضرت حسن بصریؒ سے ایک عجیب و غریب واقعہ منقول کیا ہے جس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اپنے دین و ایمان کے تئیں ایک مخلص انسان کس طرح شیطان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ اور جب اس خلوص کی جگہ خود غرضی اور دنیا کی حرص آجاتی ہے تو پھر شیطان کس طرح اس کو مغلوب کر لیتا ہے۔ حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ایک درخت کی پوجا کرنے لگے۔ درخت کے مالک نے یہ صورت حال دیکھی تو کلہاڑی اٹھائی اور درخت کاٹنے کی نیت سے چل پڑا۔ راستہ میں ابلیس ملا۔ کہنے لگا بھئی اس قدر غصہ میں کہاں جا رہے ہو۔ کہنے لگا یہاں پر غیر اللہ کی پوجا ہوتی ہے۔ لہٰذا میں اُسے جڑ سے کاٹ پھینکوں گا۔ ابلیس نے کہا جب تم نہیں پوجتے تو تمہیں دوسروں سے کیا لینا دینا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ کفر و شرک میں برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ صورت حال دیکھ کر شیطان نے کہا۔ میری مانو تو اس سے بہتر صلاح دے رہا ہوں۔ تمہیں روزانہ تکیے کے نیچے دو اشرفیاں مل جائیں گی۔ اس نے کہا کون دے گا۔؟ ابلیس نے کہا میں دوں گا۔ وہ شخص مطمئن ہو کے چلا گیا۔ صبح جب بیدار ہوا تو تکیئے کے نیچے دو اشرفیاں پا کے بے حد خوش ہوا۔ لیکن دوسرے دن اشرفیاں نہ ملیں تو پھر کلہاڑی لیکر چلا۔ راستے میں وہی شخص موجود تھا۔ اس نے پوچھا کہ آج پھر کلہاڑی لے کر کہاں چلے۔؟ اس شخص نے کہا آج تو میں یہ پیڑ ضرور کاٹوں گا۔ تو نے مجھے اشرفیاں بھی نہیں دیں۔ ابلیس نے اس کا راستہ روک کر کہا نہ میں اشرفیاں دونگا۔ اور نہ ہی پیڑ کاٹنے دوں گا۔ آخر کار دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اور ابلیس نے اُسے زمین پر پٹخ کے بُری طرح رگیدا اور پھر کہا تم جانتے ہو میں کون ہوں۔؟ اس نے کہا نہیں۔ بولا میں ابلیس ہوں۔ پہلی بار تم خالص خدا کیلئے پیڑ کاٹنے جا رہے تھے۔ لہٰذا میرا بس نہیں چلا۔ پھر میں نے دو اشرفیوں میں تمہیں خرید لیا۔ اب تم صرف دو اشرفیوں کیلئے پیڑ کاٹنے جا رہے تھے۔ لہٰذا میں نے تمہیں مغلوب کر لیا۔

(تلبیس ابلیس۔ ابن جوزی)

اسی طرح کا دوسرا واقعہ امام احمد بن حنبلؒ کا ہے۔ خلیفہ مستعصم باللہ کی ایک منکوحہ باندی غزال پر جن آتا تھا خلیفہ نے ایک قاصد امام احمد بن حنبلؒ کے پاس بھیجا۔ امام صاحب اسوقت وضو بنا رہے تھے۔ قاصد کی زبانی ماجرا سنکر انہوں نے اپنا کھڑاؤں دیدیا۔ اور کہا کہ یہ کھڑاؤں دکھا کے جن سے کہنا کہ فوراً چلا جائے ورنہ اس سے ستر کھڑاؤں ماروں گا۔ قاصد نے باندی کے سامنے کھڑے ہوئے جب یہ کہا تو جن نے کہا میں جا رہا ہوں۔ اور فوراً چلا گیا۔ مگر چند سالوں کے بعد جب امام موصوف کا انتقال ہو گیا تو وہ جن دوبارہ آموجود ہوا۔ خلیفہ نے پھر قاصد ان کے شاگرد کے پاس روانہ کیا۔ قاصد کی زبانی امام احمد کا واقعہ سن کے انہوں نے بھی اپنا کھڑاؤں قاصد کو دے دیا اور کہا کہ اس کے سامنے یہی الفاظ کہنا کہ تو چلا جا ورنہ ستر کھڑاؤں رسید کروں گا۔ مگر جب قاصد نے یہ الفاظ کہے تو جن بہت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ مار کے تو دکھاؤ۔ امام احمد بن حنبل کی بات اور تھی۔ ان کی زندگی خدا کیلئے وقف تھی اور جب آدمی خدا کا ہو جاتا ہے تو ساری کائنات اس کا حکم مانتی ہے۔ اس لئے اگر امام صاحب پورا عراق چھوڑنے کیلئے کہہ دیتے تو میں پورا عراق چھوڑ کے چلا جاتا۔ لیکن ان کے شاگرد کے کہنے سے میں ہرگز ہرگز نہیں جاؤں گا۔ ان کی جو مرضی

ہو کرلیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے شیطان مسلط ہو جاتا ہے اور تقویٰ و عبادت سے شیطان مغلوب و بے بس ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک عابد و زاہد شخص کی صورت دیکھتے ہی شیطان فرار ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مومن اپنے شیطان کو اس طرح لگام دیتا ہے۔ جس طرح تم میں سے کوئی شخص سفر کے دوران اپنے اونٹ کو لگام دے دیتا ہے۔"

(بدریہ ابن کثیر)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان حضرت عمرؓ سے دور بھاگتا ہے۔ (ترغیبی شریف)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ "میں دیکھتا ہوں کہ انس و جن اور شیاطین عمرؓ سے دور بھاگتے ہیں۔" (ترمذی)

## ہمزاد کا تصوّر اور اسکی حقیقت

عامل حضرات اکثر و بیشتر ہمزاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔ عامل لوگ کبھی کبھی انسان کے ہمزاد کو حاضر کرنے اور اس سے معلومات حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں۔



ہمزاد کی حقیقت جاننے کیلئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تم میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے ایک ساتھی جن اور ایک ساتھی فرشتہ مامور نہ کیا ہو صحابہ نے کہا اور آپؐ کیساتھ یا رسول اللہ۔؟ آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ نے اس پر مجھے غالب فرمایا ہے۔ لہٰذا مجھے وہ صرف خیر کا حکم دیتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں اتنا اور اضافہ ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات بہت ہی اچھی طرح سے واضح ہو جاتی ہے کہ ہمزاد سے مراد انسان کا ساتھی جن ہی ہوتا ہے جو شر کی طرف مائل کرتا ہے اور خیر کی طرف بلانے والا ساتھی فرشتہ ہوتا ہے۔ اصل حقیقت صرف اتنی ہی ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں میں مشہور قصّے اور کہانیوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

## انسان کو گمراہ کرنے کیلئے جنوں کے ہتھکنڈے

جن یا شیاطین اپنے غیر مرئی ہونے اور سریع الحرکت ہونے کی وجہ سے

انسان کو نت نئے طریقوں سے بے وقوف بناتے ہیں۔ اور انسان کچھ تو اپنی سادہ لوحی اور کچھ مال و دولت کی ہوس کی وجہ سے ان کا شکار بڑی آسانی سے بن جاتے ہیں۔ چنانچہ دل و دماغ میں وسوسہ پیدا کرنے کے علاوہ کبھی کبھی یہ انسان کی صورت میں لوگوں کے پاس آتا ہے۔ اور کبھی کبھی صرف آواز سنائی دیتی ہے۔ مگر کہنے والا نظر نہیں آتا ہے۔ کبھی کبھی یہ عجیب و غریب ہیولا بنا کے آتا ہے تو کبھی کبھی نورانی شکل میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو فرشتہ، بزرگ یا روحانی پیشوا بنا دیتا ہے۔ مگر سب کا مقصد صرف ایک ہوتا ہے۔ اور وہ ہے انسان کو سیدھے راستے سے ہٹانا اور اس کی عاقبت اور دنیا دونوں برباد کرنا۔

جن یا شیطان کبھی کبھی کچھ لوگوں پر مہربان بھی ہو جاتا ہے اور پھر ان کو نہ صرف یہ کہ مال و دولت لا لا کے دیتا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی تو انہیں لیکر فضا میں ہوائی جہاز کی طرح سفر بھی کرتا ہے۔ کچھ لوگ ہاتھ اپنا اوپر اٹھاتے ہیں اور طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں اٹھا کے لوگوں کو کھانے کیلئے دیدیتے ہیں۔ اس قسم کے شعبدہ باز عموماً فاسق و فاجر یا کافر و مشرک ہوتے ہیں۔ ایسے مواقع پر اگر لاحول یا آیت الکرسی پڑھ دیا جائے تو شیطان فوراً فرار ہو جاتا ہے اور شعبدہ باز بالکل بے بس ہو کے رہ جاتا ہے۔ دمشق میں اسی طرح ایک شخص فضا میں اُڑتا ہوا سفر کرتا تھا اور پھر اُڑتا ہوا ہی روشن دان کے راستے اپنے گھر میں داخل ہوتا تھا۔ ایک روز ایک دیندار صاحب اپنے گھر میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے یہ منظر دیکھ کر آیت الکرسی پڑھنا شروع کیا۔ شیطان انہیں روشن دان ہی میں چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہوا اور وہ نیچے گر کے بُری طرح زخمی ہو گیا۔

اسی طرح شام کے ایک شخص حلاج سے لوگوں نے حلوہ کھانے کی فرمائش کی۔ وہ شخص تھوڑی دور گیا۔ اور پھر ایک طشتری بھر کے حلوہ لے آیا۔ بعد میں جب حلاج کے دوستوں نے تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ شیطان یہ حلوہ یمن کے ایک حلوائی کے یہاں سے چرا کے لایا تھا۔

علامہ ابن تیمیہ نے فلسطین کے ایک شخص کا واقعہ بھی نقل کیا ہے وہ شخص ہر سال حج کو جایا کرتا تھا۔ مگر عام لوگوں کے برعکس وہ حج سے صرف ایک روز پہلے روانہ ہوتا تھا۔ اور اہل محلہ سے حج پر جانے والوں کیلئے خطوط اور نقدی وغیرہ بھی لے کر جاتا تھا۔ جسے وہ پوری ایمانداری کے ساتھ پہنچاتا تھا۔ سبھی لوگ حیران تھے کہ ایک روز میں یہ کیسے پہنچ جاتا ہے۔ اور پھر سب سے پہلے گھر بھی واپس آجاتا ہے۔ جب اس شخص کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنے بڑے بیٹے کو بلایا اور کہنے لگا کہ ایک اونٹ خود ہی تمہارے گھر کے سامنے آ کے کھڑا ہو جائے گا۔ تم اس پر بیٹھ کے بے خوف و خطر حج کرنے چلے جانا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور بڑا لڑکا ہنسی خوشی برق رفتار اونٹ پر بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ جب اونٹ بیچ صحرا میں پہنچا تو بیٹھ گیا۔ اور انسانی آواز میں کہنے لگا کہ اب تم مجھے سجدہ کرو۔ لڑکے نے کہا یہ تو صریح کفر ہے۔ اونٹ نے جواب دیا۔ تمہارے باپ یہیں آکر مجھے سجدہ کیا کرتے تھے۔ تب میں آگے بڑھتا تھا۔ تم اگر سجدہ نہیں کرو گے تو میں تمہیں یہیں چھوڑ کے چلا جاؤں گا۔ چنانچہ جب لڑکا کسی بھی طرح سجدہ کرنے پر تیار نہ ہوا تو اونٹ اسے بیچ صحرا میں چھوڑ کے چلا گیا اور پھر بے چارہ لڑکا بڑی مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کر کے گھر واپس پہنچ سکا۔

اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے فلاں جانور کی بلی چڑھاؤ تو میں تمہارا فلاں فلاں کام کردوں گا۔ اور جب لوگوں نے اس کے نام پر بلی چڑھائی تو اس نے واقعی اس کا کام کر دیا۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے دمشق کے ایک انتہائی فاسق و فاجر کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب وہ کہیں جاتا تھا تو ایک کالا کتا جس کی پیشانی پر دو سفید نقطے چمکتے تھے۔ سامنے آجاتا اور کسی انسان کی آواز میں کہتا۔ میں نے تمہارے لئے فلاں فلاں شخص کا کام کر دیا ہے۔ وہ تمہارے پاس نذر لے کر آئیں گے۔ تم اسے قبول کر لینا۔ اس شخص کے منہ سے کوئی فرمائش نکلتے ہی وہ چیز اس کے ہاتھ میں پہنچ جاتی۔ جب یہ شخص کہیں جاتا تو اس کے ساتھ ساتھ ایک کالے رنگ کا ستون سا چلتا جس کے سرے پر روشنی ہوا کرتی تھی۔ بعد میں جب اس شخص نے حرام کاری سے

توبہ کرلی اور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہوگیا تو کتا وغیرہ خود بخود غائب ہو گئے۔

کچھ لوگوں کے ساتھ تو اس سے بھی عجیب وغریب واقعات پیش آئے ہیں۔ مثلاً ایک شخص جا رہا ہے کوئی جنگلی چڑیا یا جانور اس کے آس پاس کہتا ہے کہ آپ ولی ہیں۔ لہٰذا آپ مجھے ذبح کرکے کھالیں یا آپ کی عبادت سے خوش ہو کے فلاں فرشتے نے یا فلاں مزار والے نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ لہٰذا آپ مجھے پکڑ کے اور ذبح کرکے کھا جائیے اس کے بعد آپ سے نماز یا روزہ کی فرضیت ختم کردی جائے گی۔ یہ سب شیطان کے ہتھکنڈے ہیں۔ جسے وہ انسان کو گمراہ کرنے کیلئے اختیار کرتا ہے۔

## جادو ٹونا اور سفلی

جادو ٹونا اور سفلی کا چلن زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ قرآن میں بھی حضرت موسیٰؑ کا جادوگروں سے مقابلہ اور پھر ان کی پسپائی کا جا بجا ذکر موجود ہے جہاں تک اس کے آغاز کا تعلق ہے تو قرآن کے پہلے پارہ کی سورہ بقرہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ جادو دو ذریعوں سے پھیلا ہے۔ ایک حضرت سلیمانؑ کے دورِ حکومت میں جب انسان اور جن مل کر مختلف منصوبوں پر کام کررہے تھے تو اس باہمی اختلاط وارتباط سے فائدہ اٹھا کر جنوں نے بہت سے انسانوں کو سحر کا علم سکھایا۔ دوسرا بابل میں انسانوں کی آزمائش کے لئے خدا تعالیٰ نے دو فرشتوں ہاروت وماروت کو انسانوں کی شکل میں بھیجا جو پہلے تو اس کے نقصانات اور صریحی کفر ہونے کے بارے میں صاف صاف بتاتے تھے۔ لیکن اگر کوئی اس کے باوجود بھی اس کے سیکھنے پر اصرار کرتا تھا تو پھر اُسے سکھا بھی دیتے تھے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک یہودی لبید بن اعصم نے جادو کیا تھا جو دنیا کے سخت ترین جادوؤں میں سے ایک تھا حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ آپ کو یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ نے فلاں کام کرلیا ہے۔ جب کہ درحقیقت ایسا نہیں ہوتا تھا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز آپ نے کئی بار اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور پھر فرمایا کہ اے عائشہؓ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اللہ نے میری دعا سن لی میرے پاس دو فرشتے آئے ایک سرہانے اور دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا اس شخص کو کیا ہوگیا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا۔ اسے جادو کیا گیا ہے۔ کس نے کیا ہے۔ لبید بن اعصم نے۔ کس چیز میں کیا ہے۔؟ ــــ کنگھی کرتے ہوئے جو موئے مبارک گرے تھے۔ انہیں کیلے کے پتے میں رکھ کر ذی اروان کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا گیا تھا۔ بیدار ہوتے ہی آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت بلالؓ کو بھیجا جنہوں نے کنوئیں میں اُتر کر یہ چیزیں لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیں۔ اس کنوئیں کا پانی مہندی کے رنگ جیسا ہوگیا تھا۔ آپ نے قل اعوذ برب الفلق کی تلاوت شروع فرمائی اور ہر آیت پر ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔

یہاں تک کہ ساری گرہیں کھل گئیں۔ پھر آپ کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی پہاڑ کا بوجھ آپ کے بدن سے ہٹ گیا ہو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ نے اس یہودی کو جلا ڈالنے کا حکم کیوں نہیں دیا۔؟ آپ نے فرمایا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو خدا نے مجھے نجات دے دی اور میں لوگوں کو کسی بُری بات پر اکسانا نہیں چاہتا تھا۔ پھر آپ نے اُسے دفن کرنے کا حکم دے دیا۔

آجکل پُرانے باکمال جادوگر جو طلسمی قلعوں کے مالک ہوا کرتے تھے تقریباً ناپید ہو چکے ہیں۔ ان کی جگہ دوسرے درجہ کے لوگ یعنی ٹونا، ٹوٹکا اور سفلی کرنیوالوں نے لے لی ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ غیرمسلم حضرات کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی ایسا کر رہے ہیں اور مزید حیرت اور شرم کی بات تو یہ ہے کہ بہت سے مساجد کے امام اور مولوی حضرات بھی سفلی وغیرہ کا کام دعا، تعویذ کی آڑ میں بڑی دھوم دھام کے ساتھ کر رہے ہیں۔ جب کہ اسلام میں یہ قطعی حرام بلکہ کفر ہے۔ کیوں کہ اُن میں پڑھے جانے والے منتر خالص مشرکانہ ہوتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ جادوگر سے توبہ کرنے کو کہا جائے۔ اگر وہ کرلیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ واجب القتل ہے۔

## جادو ٹونا اور سفلی کرنیوالوں کی خاص پہچان

ایسے لوگوں کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ ان کے بدن سے ہمیشہ تیز قسم کی بدبو نکلتی رہتی ہے۔ اور جہاں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہاں کافی دیر تک بدبو کا اثر رہتا ہے۔ دوسری علامت یہ ہے کہ ان کی خوراک بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایک آدمی کئی کئی آدمیوں کا کھانا اکیلا کھا جاتا ہے۔ یہ دونوں باتیں اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ ان کے ساتھ ساتھ ہمہ وقت شیطان رہتے ہیں اور اس کے نام سے جادو ٹونا اور سفلی کرتے ہیں۔ اس کا ذاتی عکس یا اس کا نمائندہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔

## روحوں کا عمل دخل اور اُن کے اثرات

اکثر وبیشتر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کے مرنے کے بعد اسکا اس دنیا سے تعلق ختم ہو جاتا ہے پھر اسے اس دنیاوی زندگی سے تو کوئی مطلب ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی پرواہ، قبر میں لٹانے کے بعد ہی اس کیلئے جنت کی آسائشیں یا دوزخ کے عذاب شروع ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس دنیا سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ پھر بعد میں روحوں کے نام پر یا ان کے بھیس میں سارے کرتب شیطان دکھاتا ہے۔ کسی حد تک یہ بات صحیح بھی ہے۔ چونکہ جن یا شیطان کی عمریں انسانوں کے مقابلے میں کافی طویل ہوتی ہیں۔ اسلئے وہ ہمارے بزرگوں کی شکل بنانے اور ان ہی کی آواز میں ہم کلام ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مردہ اپنی قبر پھاڑ کے باہر آگیا ہے۔ اور وہاں



پر موجود شخص کو کوئی حکم دیتا ہے۔ انسانوں کو گمراہ کرنے کیلئے شیطان اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ عالم برزخ میں روحیں آزاد ہوتی ہیں۔ اگر اس دنیا میں انہوں نے اچھا کام کیا ہے تو مرنے کے بعد بھی وہ رفاہ عام اور دیگر اچھے کام کرتی رہتی ہیں۔ مگر اس طرح کہ عام آدمی کو احساس نہیں ہو پاتا۔ اور اگر اس دنیاوی زندگی میں اس نے بُرے کام کئے ہیں تو مرنے کے بعد بھی وہ بُرے کام کرتی رہتی ہیں۔ چنانچہ عبادت و ریاضت کرنے والوں کی نیک روحیں مرنے کے بعد بھی شیطانوں سے نبرد آزما رہتی ہیں۔ اور دیگر رفاہی کاموں میں لگی رہتی ہیں۔ اور جادوگروں وغیرہ کی روحیں مرنے کے بعد بھی جادو ٹونا کرتی رہتی ہیں۔

دراصل یہ بڑا نزاعی مسئلہ ہے جس پر زبان کھولنا یا قلم اُٹھانا مناسب نہیں ہے۔ چونکہ قرآن وحدیث اس مسئلہ پر بالکل خاموش ہیں۔ اس لئے امتِ مسلمہ کو بھی اس مسئلہ پر خاموش ہی رہنا مناسب ہے۔ طویل ریاضت وعبادت کے نتیجے میں جس کو خدا تعالیٰ مشاہدہ اور بصیرت کی قوت فرماتے ہیں۔ وہ اپنی زبان

> پُرانے باکمال جادوگر جو طلسمی قلعوں کے مالک ہوا کرتے تھے۔ جو تقریباً ناپید ہو چکے ہیں۔

بند کرلیتا ہے۔ اور جس کو حقیقت حال کا مشاہدہ نہیں ہوتا وہ ان بھول بھلیّوں میں پھنس کر ٹکریں مارتا رہتا ہے اور پھر نکلنے کا راستہ نہیں پاتا ہے۔ اس لئے میں بھی اس مسئلے کو یہیں ختم کرتا ہوں۔

## جن یا آسیب زدہ ہونے کی علامتیں

آج کل طبّی سائنس بہت زیادہ ترقی کرچکی ہے۔ جس کی بنا پر اکثر لوگ ہر قسم کی بیماریوں کیلئے ڈاکٹر یا حکیموں کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک جنوں کا عکس بدن سے خارج نہیں ہوتا ہے۔ ساری دوائیں بیکار ثابت ہوتی ہیں۔ بہرکیف آسیب زدہ ہونے کی علامتوں میں ہفتہ میں ایک یا دو بار آدھے یا پورے سَر میں شدید درد بدن کا بھاری پن۔ دونوں مونڈھوں پر دباؤ۔ اور دونوں بازوؤں میں درد وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ آسیب زدہ شخص خواب میں اکثر وبیشتر سانپ، شیر، کالا کتا، کالی بلی وغیرہ دیکھتا ہے۔ اس کے علاوہ ہوا میں اُڑنا، پانی میں تیرنا، پہاڑیوں پر چڑھنا وغیرہ بھی آسیب زدہ ہونے کی علامتیں ہیں۔ اگر مذکورہ بالا علامتیں کسی بھی شخص میں پائی جائیں تو ایسا شخص یا تو کسی اچھے عامل سے رجوع کرے یا خود ہی پہلا کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پابندی کے ساتھ ورد کرے۔ انشاءاللہ آسیب دور ہو جائے گا۔

## جنوں سے نجات کا طریقہ

جنوں کے وجود، ان کی غیر مرئی طاقت وقوت کا جتنا قریب سے مشاہدہ کیا جائیگا۔ قرآن وحدیث اور اسلام کے دیگر احکامات کی صداقت حقانیت واضح ہوتی جائیگی۔ اور پھر انسان خود بخود بے ساختہ پکار اُٹھے گا کہ طاقت کا اصل سرچشمہ قرآن ہے۔

دراصل جن یا شیطان کا تسلط اکثر وبیشتر صورتوں میں اکل حلال نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حرام کی کمائی اپنے ساتھ طرح طرح کی بلائیں لاتی ہیں۔ جن میں ایک بلا یہ بھی ہے ــــ اسی وجہ سے مسلمانوں کے یہاں حلال کمائی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

بہرکیف جن سے متأثر شخص کیلئے سب سے زیادہ تیر بہدف چیز پہلا کلمہ ہے۔ اگر کوئی شخص روزانہ ایک تسبیح لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا رہے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنوں سے محفوظ رہتا ہے۔ بہت سے غیرمسلموں پر بھی یہ تجربہ کامیاب رہا ہے۔ دوسری چیز آیت الکرسی اور چاروں قل ہیں۔ اگر ہر نماز کے بعد یا صبح وشام پابندی کے ساتھ ان کا ورد کیا جائے تو ان کے شر سے مکمل طور سے حفاظت مل جاتی ہے ان کے علاوہ اور بھی آیات اور دعائیں ہیں۔ مگر مذکورہ بالا چیزیں آسان وسہل ہیں۔ جنہیں ہر شخص کم سے کم وقت میں بآسانی کرسکتا ہے۔ لیکن یہ بات مدنظر رہے کہ ہر چیز کے اثر میں کچھ وقت لگتا ہے۔ لہٰذا ادوام اور پابندی اوّلین شرط ہے۔

## بقیہ: ــــ داستانِ ابلیس

ہر قسم کے سحر کیلئے مندرجہ ذیل اسم اعظم مع نقش کے زعفران سے چینی کی طشتری پر لکھ کر ۴۰ دن تک دھو کر پلائیں۔

۷۸۶

|  |  |  |  |  |
|---|---|---|---|---|
| یاحی حین لاحی | ۸ | ۱ | ۶ | یاحافظ یاحفیظ |
| فی دیمومۃ ملکہ | ۳ | ۵ | ۷ | یا یاوکیل |
| وبقائہ یاحی | ۴ | ۹ | ۲ |  |

بعد نماز فجر درود تاج گیارہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے مریض کے چہرے پر چھینٹے ماریں اور یہی پانی اس کو پلائیں۔

داد پر بیان کئے گئے تمام عملیات مجرب اور تجربہ شدہ ہیں۔ جو صاحب ان سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ ان کیلئے ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل شرطوں کے پابند ہوں۔

① اتباع شریعت۔
② اکل حلال۔
③ صدق مقال۔

## قرآن کی نصیحتیں

قرآن کی نصیحتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پند و نصائح چند عنوانات میں تقسیم کر کے بیان کئے جاتے ہیں۔

## شیطان کی شیطنت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کریم کے ہاں شیطان سے پناہ مانگو۔

یہ آیت سورۂ نحل میں آئی ہے۔ جو مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آخری تین سورتیں مدینہ میں اتریں۔ اس سورۃ میں ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں۔ ۱۸۴۱ کلمے ہیں۔ سات ہزار سات سو نو حروف ہیں۔ اس کے نزول کا سبب مفسروں نے یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے کہ نمازِ فجر میں سورۂ والنجم اور واللیل پڑھی۔ جب اس مقام پر پہنچے۔" جب تم لات اور عزیٰ، منات کو دیکھو" تو آپؐ کو اونگھ آگئی۔ اس حال میں یہ عبارت شیطان نے آپ کی قرارت میں ڈال دی۔ کہ یہ بہت بڑے غرانیق ہیں۔ ان سے شفاعت کی امید رکھی گئی ہے۔ غرانیق سے مراد بُت تھی۔ جب مشرکین نے آپ کی زبان سے یہ سنا تو خوش ہوئے۔ کیوں کہ وہ بتوں کی شفاعت پر اعتقاد رکھتے تھے۔

جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی۔

ہم ان کی عبادت نہیں کرتے۔ مگر اس لئے کہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

کافر یہ بھی کہتے تھے کہ یہ بت ایسے اجسام ہیں۔ جو گندگی سے پاک ہیں۔ اور اسی پاکی کے باعث یہ پرستش اور عبادت کے لائق ہیں۔ بادشاہوں اور فرشتوں میں ایسی لیاقت نہیں، کیونکہ وہ ارواح ہیں۔ اور گناہوں سے پاک ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بتوں کو غرانیق سے تشبیہ دی۔ غرانیق نر پرندے ہیں، انکا واحد غرنوق اور غرنیق ہے۔ یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ وہ اوپر اُڑتے اور آسمانوں تک بلند جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ غرنیق سفید دریائی پرندہ ہے، کلنگ کو بھی کہتے ہیں۔ نازک اندام جوان کو بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کے کلام میں آیا ہے کہ" ایسا معلوم ہوتا ہے میں غرنوق قریش کی جانب دیکھتا ہوں۔ اور وہ خون میں لوٹ رہا ہے۔" یہاں غرنوق سے جوان مراد ہے۔ مقاتل کا کہنا ہے کہ غرنوق سے فرشتے مراد ہیں۔ کفار کی ایک جماعت فرشتوں کی پوجا کرتی تھی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے ہمارے لئے شفاعت کریں گے۔

غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ والنجم تلاوت فرما چکے تو آپؐ نے سجدہ کیا۔ مسلمان اور کافر جو جماعت میں موجود تھے۔ ولید بن مغیرہ کے سوا ان سب نے سجدہ کیا۔ یہ ایک بوڑھا شخص تھا۔ اس نے تھوڑی مٹی ہاتھ میں رکھ لی۔ اور اُسے پیشانی کی طرف لے جا کر اس پر سجدہ کر لیا۔ اور کہا کہ میں ام ایمنؓ اور اس کی ہم جلیسوں کی طرح سجدہ کرتا ہوں۔ ام ایمنؓ آنحضرتؐ کی خدمت گار تھیں۔ حنین کی لڑائی میں ولید بن مغیرہ مارا گیا۔

یہ دونوں کلمے ہر مشرک کے دل میں بیٹھ گئے۔ یہ شیطانی فتنہ تھا جو اس نے آنحضرتؐ کی قرارت میں طاغوتوں اور بتوں کے ذکر کے بعد ڈال دیا۔ اور جنہیں سن کر دونوں فریقوں نے آنحضرتؐ کی پیروی میں سجدہ کر دیا۔ کافروں اور مسلمانوں دونوں کو اس سے تعجب ہوا۔ مسلمان اس لئے متعجب ہوئے کہ ایمان لانے اور یقین کرنے کے بغیر کافروں نے کیسے سجدہ کر دیا۔ اور مشرک لوگ آنحضرتؐ اور ان کے صحابہؓ سے اس لئے خوش ہوئے کہ انہوں نے وہ کلمے آپؐ کی زبان مبارک سے سنے جو شیطان نے ان کی قرارت میں ملا دیئے تھے۔ اور کہا کہ آنحضرتؐ نے اپنے پہلے دین اور اپنی قوم کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ انہوں نے سجدہ اسی لئے کیا کہ اس قرارت میں ان کے خداؤں کی تعظیم پائی جاتی تھی۔

جب شیطان نے ان کلموں کو مشہور کر دیا اور عام و خاص تک پہنچا دیا تو آنحضرتؐ کو بہت رنج ہوا۔ چنانچہ رات کے وقت حضرت جبرئیلؑ آئے۔ اور فرمایا ان دونوں کلمات سے میں خدا کے ہاں پناہ مانگتا ہوں میرے رب نے انہیں نازل نہیں کیا۔ نہ ہی انہیں کہنے کا مجھے حکم دیا ہے۔ آنحضرتؐ حضرت جبرئیلؑ سے یہ سن کر اور ملول ہوئے۔ اور فرمایا۔ میں نے اس بارے میں شیطان کی اطاعت کر لی۔ اور اس کے کہنے کے مطابق ایسا کیا۔ اور اللہ کے کاموں میں شریک کر لیا۔ سو جو کچھ شیطان نے ملایا تھا۔ خدا نے اُسے دور کر دیا۔ پھر آپ پر یہ آیت نازل ہوگئی۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ



اٰیٰتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔

میں نے اس سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا کہ جب اس نے میرا کلام پڑھنا شروع کیا تو شیطان نے اس میں دخل نہ دیا ہو۔ پس جو کچھ شیطان ڈالتا ہے۔ خدا اسے دور کر دیتا ہے اور وہ اپنی آیات کو مستحکم کرتا ہے، خدا دانا اور حکیم ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے مکر و فریب سے پاک صاف کر دیا تو مشرک اپنی گمراہی کے باعث آنحضرتؐ سے منحرف ہو گئے۔ خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ شیطان کے مکر سے پناہ مانگے اور یہ آیت نازل فرمائی ــــــ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ــــــ جب تو قرآن کی تلاوت کرے تو مردود شیطان کیلئے اللہ سے پناہ مانگ۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنیٰ یہ ہیں۔ کہ قرآن شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہہ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا شیطان پر "اعوذ" سے زیادہ سخت اور دشوار شے کوئی نہیں۔ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں ان پر شیطان غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ مگر مشرکوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ جو لوگ خدا پر بھروسہ اور توکل کرتے ہیں۔ شیطان ان کے نزدیک بھی نہیں آسکتا۔ مگر جو اپنے کاموں کے لحاظ سے شیطان کے پیرو ہوتے ہیں۔ انہیں ضرور گمراہ کرتا ہے۔ اور مشرکوں کو ان کے ساتھ شرکت کرنے میں مدد دیتا ہے۔

## اعوذ کے معنیٰ

اللہ سے پناہ مانگنا، خلاصی پانا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا۔ اعوذ کہلاتا ہے۔ اور معاذ کے معنیٰ ہیں جائے پناہ۔ یعنی پناہ لی اس نے ساتھ اس کے۔ وہ اس کے ساتھ پناہ لیتا ہے۔ پناہ لینا۔ میں پناہ مانگتا ہوں۔ جیسا کہ پناہ لینے کی جگہ ہے۔ جس سے میں ڈرتا ہوں۔ یعنی یہ مجھے خلاصی دینے والا اور مجھ سے دور کرنے والا ہے، گویا بندہ خدا سے پناہ لیتا ہے۔ تاکہ وہ اُسے شیطان کے شر سے بچائے۔ جب قرآن سے پناہ مانگتا ہے تو اس سے اُسے شفا حاصل ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ استفادہ کے معنیٰ ہیں حرز اور خدا کو قلعہ پکڑنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی والدہ کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا، اس نے کہا کہ: ــــــ رَبِّ اِنِّیْۤ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اے پروردگار! میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

یعنی حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو شیطان مردود سے پناہ میں رکھ۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کا حرز اور قلعہ بناتی ہوں شیطان مردود سے۔

## شیطان کے معنیٰ

شیطان شطن سے نکلا ہے۔ شطن وہ رسّی ہے جو لمبی اور بٹنے والی ہوتی ہے۔ دوری کو بھی کہتے ہیں۔ مراد یہ کہ شیطان نیکی سے دور ہو گیا اور بدی میں دراز ہو گیا۔ بدی کرنے پہ بے قرار رہتا ہے۔ سو جسے شیطان کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کے کام شیطان جیسے ہیں۔ ہر بُری شے کو شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ جیسے اس کا منہ شیطان کے منہ جیسا ہے۔ اس کا سَر شیطان کے سَر کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ــــــ طَلْعُھَا کَاَنَّہٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ

اس درخت کی شاخیں شیطانوں کے سَروں کی طرح ہیں۔

درخت کو شیطان کے سَر سے تشبیہ اس لئے دی کہ سب شیطان سانپ ہیں۔ اُن کے سَر بدنما اور ناہموار ہیں۔ اُن کی گردن کے بال گھوڑے کے بالوں جیسے ہوتے ہیں۔ شیطان لعنت کے ساتھ راندا گیا۔ یہ سزا اس لئے دی گئی کہ اس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ اور اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ جب شیطان نے نافرمانی کا جُرم کیا۔ تو فرشتوں نے اُسے نیزے مارے اور آسمانوں سے زمین پر پھینک دیا۔ چنانچہ قیامت تک اس پر اور اس کی اولاد پر ستاروں کی بوچھار ہوتی رہے گی۔ خدا فرماتا ہے۔ ان ستاروں کو ہم نے شیطانوں کو دور کرنے والے بنایا ہے۔

## شیطان کی حقیقت

اللہ تمام نیکیوں اور بہشت سے شیطان دور ہے۔ اور دوزخ کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور اس کی اُمت کو حکم دیا۔ کہ" تم مردود شیطان سے جو رحمٰن سے دور ہے۔ پناہ مانگو تاکہ دوزخ کی آگ سے بچ سکو اور بہشت کے ہو جاؤ اور عادل بادشاہ کے چہرے کا دیدار حاصل کر سکو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے! شیطان مجھ سے دور ہے۔ اور تو میرے نزدیک ہے۔ ادب سے اپنے حال کو حفاظت میں رکھ تاکہ کسی بہانے شیطان تجھ پر قابو نہ پا سکے۔

ادب حاصل کرنے کا مطلب اور اس کے اسباب یہ ہیں کہ انسان خدا کے احکام بجالائے، ممنوع کاموں سے باز رہے۔ جان و مال، اہل اولاد اور تمام امور میں تقدیرِ الٰہی پر راضی رہے۔ جو شخص ان پر کاربند ہوگا۔ اور ثابت قدمی سے ان پر عمل کرے گا۔ وہ شیطان کے وسوسوں اور فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ نفسِ امارہ کے فساد اور دھوکے سے بچے گا۔ قبر کے عذاب، قبر کی تنگی، قیامت کے خوف، سختی، دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ بہشت میں خدا کے قریب، رسولوں، شہیدوں اور صالح لوگوں کے ساتھ رہے گا، جو بہترین رفاقت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ۔

اے شیطان! میرے خاص بندوں پر تو قابو نہیں پا سکتا۔

چنانچہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کی جناب سے بندگی کا تمغہ مل جائے، اس پر شیطان غالب نہیں آسکتا ظاہر یا باطن کسی بھی حالت میں اس کے قریب جائیگا۔ گناہ کے وسوسوں سے اس کا دل آلودہ نہ ہوگا۔ اگر شیطان ایسے بندہ کے قریب چلا بھی جائے تو خود ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ یہ آواز سنتا ہے کہ جو شخص نفس کی باطل خواہش کو ترک کر دے۔ حق کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ راہ پائے اُسے یہ رتبہ ملتا ہے کہ جب وہ مر جاتا ہے تو اللہ کی بارگاہ میں اس کی روح لینے کیلئے فرشتوں میں تکرار ہونے لگتی ہے۔ فرشتوں میں اس شخص کا بزرگ نام پکارا جاتا ہے۔ خدا ایسے بندے پر فخر کرتا ہے۔" اس طرح ہم برائی اور بے حیائی کو اس

سے دور کردیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے خاص بندوں میں سے ہے۔؟

جو شخص ظاہر اور باطن میں خدا سے ڈرتا ہے۔ وہ شیطان سے ضرور بچا رہتا ہے۔ یہ بڑی بات ہے کہ بندہ شیطان سے ڈرتا رہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم بھی اس سے دشمنی رکھو۔ وہ اپنے گروہ کو اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ وہ بھی دوزخ میں جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ۔ شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔ شیطان کی پیروی بدبختی اور رنج کی جڑ ہے۔ شیطان کی مخالفت کرنا نیک بختی، نعمت، اور راحت کا باعث ہے۔ ایسا شخص عافیت میں آرام میں رہتا ہے۔

## اعوذ پڑھنے کے فائدے

اعوذ پڑھنے میں پانچ فائدے ہیں۔

(۱) آدمی دین پر ثابت قدم رہتا ہے۔

(۲) شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور وہ اُسے تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

(۳) آدمی مضبوط قلعے میں شیطان سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) ایسے مقام میں پہنچ جاتا ہے جہاں ہمیشہ امن ہوتا ہے پیغمبروں، صدیقوں شہیدوں اور نیکوکاروں کی صحبت میسر آتی ہے۔

(۵) زمین اور آسمان کے پروردگار کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلی کتابوں میں ہے آیا ہے کہ جب شیطان نے اللہ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں سے آکر بہکاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم میں اپنے بندوں کو اعوذ پڑھنے کا حکم دوں گا۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ان کی اس طرح حفاظت کردوں گا کہ ان کے دائیں جانب اپنی ہدایت کردوں گا۔ بائیں طرف اپنی مہربانی۔ ان کے پیچھے اپنی نگہبانی اور آگے اپنی نصرت اور مدد کردوں گا۔ اے ملعون! ایسی صورت میں تو اسے کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی بندہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ لے تو خدا تعالیٰ اسے تمام دن اپنی پناہ میں رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم استعاذہ کے ساتھ گناہوں کے دروازے بند کرو۔ بسم اللہ کے ساتھ بندگی کے دروازے کھولو۔

کہتے ہیں کہ ہر مومن کو گمراہ کرنے کیلئے شیطان روزانہ تین سو ساٹھ لشکر بھیجتا ہے مگر جب وہ بندہ اللہ سے پناہ چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ مرتبہ اس بندہ کے دل کی طرف دیکھتا ہے اور ہر نظر میں شیطان کے ایک لشکر کو ہلاک کردیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سارا لشکر فنا ہوجاتا ہے۔

## شیطان کا ڈرنا

استعاذہ سے شیطان ڈرتا اور خوف کھاتا ہے[۱] استعاذہ شعاعِ نور ہے جو عارفوں کے دلوں کی معرفت ہے۔ اگر تو عارف نہیں تو استعاذہ کو پرہیزگاروں کی طرح اسوقت تک اپنے اوپر لازم کرلے جب تک تجھے عارفوں کا مرتبہ حاصل نہ ہوجائے۔ اس وقت تیرے دل کے نور کی شعاع شیطان کی طاقت کو فنا کردے گی۔ اور اس کے لشکر کو بھگا دے گی۔ پھر تیری ذات خاص کو اپنے بھائیوں اور پیروؤں کا نگہبان بنایا جائے گا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے حق میں فرمایا۔ "اے عمر! شیطان تیرے سایہ سے بھاگتا ہے"۔ فرمایا۔ "جس جنگل میں عمرؓ پہنچتے ہیں۔ وہاں سے شیطان بھاگ کر دوسرے جنگل میں چلا جاتا ہے"۔

کہا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کو دیکھ کر شیطان دیوانہ ہوجایا کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب شیطان کو علم ہوجاتا ہے کہ فلاں شخص سچا ہے۔ میرا پکا دشمن ہے، تو ناامید ہوکر اس کو چھوڑ دیتا ہے، اسے بلاتا تک نہیں۔ بلکہ اُسے چھوڑ کر دوسری طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ چوری چوری اسے دیکھتا اور تاکتا رہتا ہے کہ ذرا بھی غافل ہو تو اس پر اپنا اثر قائم کرلوں۔

پس ہر بندے کو چاہیئے کہ تنہائی کو اختیار کرے۔ شیطان کے مکر و فریب سے اچھی طرح باخبر رہے۔ کیونکہ یہ پرانا اور اصلی دشمن ہے۔ اس کے آنے کے بڑے باریک راستے ہیں۔ انسان کے گوشت، پٹھوں اور اس کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جیسے خون چلتا ہے۔

## شیطان مرنے تک ساتھ رہے گا

روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ بڑھاپے میں یوں دعا مانگا کرتے تھے۔

"اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مجھے زنا اور خون کرنے سے بچائے رکھ۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ بوڑھے ہوچکے ہیں۔ پھر بھی زنا اور خون کرنے سے ڈرتے ہیں؟ آپؓ نے جواب دیا۔ کیوں نہ ڈروں۔ میرا شیطان ابھی تک زندہ ہے۔

## شیطان سے بچاؤ کے طریقے

شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کا بہترین ہتھیار کلمہ توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی شیطان سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ کی ایک قدسی حدیث ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے۔ جو شخص کلمۂ توحید پڑھ لیتا ہے۔ وہ میرے قلعے میں داخل ہوجاتا ہے۔ اُسے عذاب کا ڈر نہیں رہتا۔ اور فرمایا جس نے دل سے

---

[۱] سورۃ المؤمنون میں آیا ہے:۔۔۔۔ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔

یہ بھی کہا کرو کہ اے میرے رب! میں شیطانی وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے میرے رب! ۔۔۔۔۔۔۔ میں اس سے بھی تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ کہ شیاطین میرے پاس آکر مجھے بھڑکائیں۔

●●●●●●●●●●●●●●



خلوص سے کلمۂ توحید پڑھا۔ وہ بہشت میں داخل ہوگیا۔

شیطان عذاب کا ذریعہ ہے۔ جب کوئی شخص کلمۂ توحید پڑھتا ہے اور اوامر و نواہی پر عمل کرتا ہے۔ تو شیطان جو اسے چھپ کر دیکھ رہا ہوتا ہے، اس سے دور رہتا ہے۔ قریب نہیں آتا۔ چنانچہ اس کے فتنہ سے اسی طرح بچ جاتا ہے جس طرح میدانِ جنگ میں دشمن کے وار سے ڈھال کے ذریعہ بچ جاتا ہے۔

شیطان سے بچنے کیلئے بسم اللہ زیادہ پڑھنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا۔ شیطان ہلاک ہو۔ میں نے اس سے کہا ایسا نہ کہو۔ اس سے شیطان اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں اس شخص پر غالب آگیا ہوں، لہٰذا تم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو۔ ایسا کہنے سے شیطان دب کر چھوٹی چیونٹی جیسا ہوجاتا ہے۔

جو شخص خدا کے فضل کی بجائے دنیاداروں کا فضل اور ان کے مال کی طمع کرے۔ ان کی تعریف کرے۔ مال جمع کرنے میں لگ جائے، وہ ایسا ہے گویا اس نے شیطان سے مدد طلب کرلی۔ اس کا فرزند اور اس کا مال شیطان کی ملکیت ہوتا ہے۔ اس کے مال سے شیطان مالدار اور بادشاہ بن جاتا ہے، جس کا لشکر بھی ہوتا ہے۔ یہ سب امتحان کی نامرادی کی باتیں ہیں۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ اللہ ہی سے مدد طلب کرے، اس پر بھروسہ کرے۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرے۔ مشتبہ اور حرام چیزوں سے بچے۔ حلال اور مباح چیزیں خواہ تھوڑی ملیں۔ ان پر قناعت کرے لوگوں کا احسان نہ لے۔ کھانے پینے کی حرص کرنا ایسا ہے جیسے رات میں کوئی شخص جستجو اور تلاش کے بغیر لکڑیاں اکٹھی کرے۔

جو شخص حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں پروا نہیں کرتا کہ اسے دوزخ کے کس دروازے سے اندر داخل کرتا ہے۔ لہٰذا آدمی کو پرہیزگاری اختیار کرنی چاہیئے۔ تاکہ شیطان سے بچا رہے اور سلامت رہے جو ایسا نہیں کرتا۔ شیطان اس کے سینہ اور دل میں جگہ حاصل کرلیتا ہے۔

خدا فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۔

جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غافل ہوجاتا ہے ۔۔۔ ہم اس پر شیطان کو مسلط کردیتے ہیں۔

شیطان ایسے شخص کا ساتھی بن جاتا ہے۔ کبھی اس کی نماز میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ کبھی جھوٹی خواہشوں کی رغبت دلاتا ہے۔ کبھی خواہش نفسانی اور حرام خیالات اس کے دل میں پیدا کرتا ہے۔ نیکیوں میں جلدی کرنے سے روکتا ہے۔ سنت اور فرض عبادت اور طاعت سے باز رکھتا ہے۔ اور اس طرح وہ شخص دونوں جہان میں خسارہ اٹھاتا ہے۔ قیامت کے دن شیطان ہی کے ساتھ اسکا حشر ہوگا۔

آخری عمر میں شیطان اکثر آدمی پر غلبہ پالیتا ہے۔ اس کے ایمان کو زائل کردیتا ہے۔ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ قیامت کے دن فرعون، ہامان اور قارون کے ساتھ رکھے گا۔ ایمان کے زائل ہونے اور ظاہر یا باطن میں شیطان کی اطاعت کرنے سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔

## سات شیطان

مقاتل نے زہری سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک رات چند صحابۂ کرامؓ جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت سلمانؓ حضرت عمار بن یاسرؓ بھی شامل تھے۔ آنحضرتؐ کو تلاش کرتے ہوئے آئے، اس اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آگئے۔ ان کے چہرے پر موتیوں کی طرح پسینہ نظر آرہا تھا۔ جیسے بخار آرہا ہو۔ آپؐ نے تین دفعہ پیشانی سے پسینہ پونچھا اور فرمایا۔ اس ملعون پر خدا کی لعنت ہو۔ پھر سر مبارک کو جھکالیا۔ حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا۔ یارسول اللہؐ آپ نے کس پر لعنت کی ہے۔؟ آپؐ نے جواب دیا۔ شیطان لعین سے دشمنِ خدا پر۔ اس مردود نے اپنی دم کو اپنی مقعد میں داخل کیا۔ اور ساٹھ انڈے دیئے ان سے اس کے سات بچے پیدا ہوئے۔ پھر ان میں سے ہر بچہ آدمؑ کی اولاد گمراہ کرنے پر مامور ہوا۔

ایک کا نام "مدحش" ہے جو عالموں کو ہوا و حرص کی ترغیب دینے پر مقرر ہوا۔

دوسرے کا نام "حدیث" ہے جو نمازیوں کو نماز بھلانے، کھیل میں لگانے، بہکانے، جمائی لینے اور اونگھنے میں مبتلا کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ سوجاتے ہیں۔ پھر جب سونے والے سے کہا جاتا ہے، تو سوگیا تو وہ کہتا ہے۔ میں سویا نہیں۔ پھر بے وضو ہی نماز میں شریک ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، ان میں کوئی ایسا نہیں جسے اس کی نماز کے ثواب کا نصف، چوتھائی یا دسواں حصہ ہی ملتا ہو، بلکہ اس کی نماز کے گناہ ثواب سے بڑھ جاتے ہیں۔

تیسرے شیطان کا نام "ذلبنون" ہے جس کے سپرد بازاروں کا انتظام ہے۔ یہ رات دن بازاروں میں رہتا ہے، لوگوں کو کم تولنے کی ترغیب دیتا ہے خرید و فروخت میں جھوٹ بولنے، سامان کو سجانے۔ اس کی تعریفیں کرنے کے راستے بتاتا ہے۔

چوتھے شیطان کا نام "بتر" ہے جو مصیبت کے وقت لوگوں کو اپنے گریبان پھاڑنے کی رغبت دلاتا ہے۔ اپنا منہ نوچنے کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ انہیں سکھاتا ہے، کہ واویلا کریں۔ اپنے آپ کو کوسیں اور صبر کرنے سے جو ثواب ملتا ہے اس سے محروم رہیں ۔۔۔۔۔ پانچویں شیطان کا نام "منشوط" ہے۔ یہ لوگوں کو جھوٹ بولنے، چغلی کھانے، طعن و تشنیع کرنے اور اسی قسم کے دوسرے گناہوں کی ترغیب دیتا ہے۔

چھٹے شیطان کا نام واسم ہے۔ جو مرد کے ذکر اور عورت کی شرمگاہ میں پھونکتا ہے۔ تاکہ آپس میں زنا کریں۔

ساتویں شیطان کا نام اعور ہے، جو چوری کرنا سکھاتا ہے۔ چور سے کہتا ہے کہ چوری کرنے سے تمہارا فاقہ دور ہوگا۔ اپنا قرض ادا کرسکو گے۔ کپڑے پہن سکو گے۔ چوری کرنے کے بعد توبہ کرلینا۔

## نماز کی صفوں میں شیطان

مسلمان کو ان شیطانوں سے بچنا چاہیئے۔ کسی حال میں ان سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "دلہان" نام ایک شیطان وضو پر مقرر ہے۔ اس سے بھی پناہ مانگنی چاہیئے۔ آپؐ نے فرمایا نماز کے وقت صف میں ایکدوسرے کے ساتھ مل کر کھڑا ہونا چاہیئے کیونکہ درمیان میں جگہ خالی ہو تو شیطان بکری کے بچے کی مانند اس میں گھس جاتا ہے۔"

ابوحذیفہؓ نے ابوعبیدہؓ سے روایت کی ہے کہ اس حدیث میں بنات حذف سے مراد بکری کے بچے ہیں جنہیں عربی میں نقد بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حذفہ اس بکری کا نام ہے جس کے کان اور دم نہ ہوں۔ یہ قسم موضع جرشی میں پیدا ہوتی ہے۔

روایت ہے کہ عثمان بن عاصؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری نماز اور قرارت کے درمیان شیطان آکر داخل ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس شیطان کا نام خزب ہے۔ اسے دیکھو تو اللہ کے ہاں اس سے پناہ مانگو، اپنے دائیں بائیں تین دفعہ تھوک دیا کرو۔ عثمانؓ فرماتے ہیں میں نے اس پر عمل کیا تو شیطان بھاگ گیا۔

ایک مشہور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان لگا ہے۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کے ساتھ بھی۔؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مگر اللہ نے مجھے اس شیطان پر غالب کر دیا ہے۔ اور میں اس کے شر سے محفوظ ہوں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہر انسان کے ساتھ ایک جن لگا ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ آپؐ نے جواب دیا۔ ہاں، مگر اللہ نے اسے میرے تابع کر دیا ہے۔ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اور مجھے نیکی بتاتا ہے۔

## شیطان کی لاتعداد نسل

کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر لعنت کی تو آدم کی طرح اس کی بائیں پسلی سے ایک عورت پیدا کی۔ شیطان نے اس سے جماع کیا۔ وہ حاملہ ہوئی اور اس نے اکتیس انڈے دیئے۔ ان سے اولاد پیدا ہوئی۔ جو بڑھ کر جنگلوں اور دریاؤں میں پھیلی۔ پھر انڈے سے دس ہزار نر و مادہ شیطان پیدا ہوئے۔ جو پہاڑوں، جزیروں، ویرانوں، جنگلوں، دریاؤں، ریگستانوں اور درختوں کے تنوں میں بھر گئے، کوئی چشمہ، دوراہا، چوراہا، حمام بھی ان سے محفوظ نہ رہا۔ ستر کی جگہ، گندگی کے مقاموں، گڑھوں، لڑائی اور ناقوس کی جگہوں، قبروں، گھروں، محلوں، صحرا نشینوں کے خیموں، عبادت گاہوں، غرض سب جگہوں میں داخل ہو گئے۔

## شیطان سے بچنے والے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا تم ابلیس اور اس کی اولاد کو میرے بجائے اپنا دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں، ان ظالموں کیلئے بُرا بدلہ ہے۔" اس لئے شیطان اور اس کی اولاد کی تابعداری کرنے والا توبہ کئے بغیر مر گیا۔ تو وہ ہلاک ہوا۔ اور شیطان کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ چاہیئے کہ آدمی اپنی ذات سے ہوشیار اور خبردار رہے، نفس کو شیطانی کاموں سے بچائے۔ شیطان اور اس کے لشکروں سے علیحدہ رہے۔ خدا کی درگاہ میں سجدہ کرے۔ اس کی فرمانبرداری کے شرائط کو کما حقہٗ پورا کرے۔ خدا شناس لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔ خدا کی رضا کیلئے نیک کام کرے۔ ان لوگوں کی مجلس میں رہے۔ جو لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ سچے دل سے اللہ کی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔ اس کے فضل کے امیدوار ہوتے ہیں اور اس کے غضب سے ڈرتے ہیں۔ دنیا سے الگ رہتے ہیں! وہ آخرت کے طالب ہیں۔ رات کو قیام کرتے، دن کو روزہ رکھتے، غرض شب و روز عبادت میں معروف رہتے ہیں۔ جو عبادت رہ جائے اس کا انہیں غم ہوتا ہے اور گریہ وزاری کرتے ہیں۔ ہمیشہ نیکی کا ارادہ رکھتے اور بُرائیوں سے بچتے، گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اس خدا پر بھروسہ کرتے ہیں جو اُن کا خالق ہے۔ رات دن اپنے مقررہ وقت پر نماز ادا کرتے ہیں۔ یہ لوگ جہنم کے طوقوں اور زنجیروں سے بچنے والے ہیں۔ اور دنیا کی آفت اور دوزخ کی آگ سے امن میں رہنے والے ہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ ظاہر اور باطن میں شیطان کی مخالفت کرتے ہیں۔ خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ نے ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا۔

پس اللہ نے ان لوگوں کو اس دن کے شر سے بچایا۔ خوشحالی بخشی اور ان کے صبر کے عوض میں بہشت اور پہننے کو حریر کا کپڑا اعطا کیا۔

ایک جگہ اور فرمایا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ

پرہیزگار لوگ جنت میں اپنے بزرگ بادشاہ کے پاس دوستی کے مقام میں ہوں گے۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔

جو شخص خدا کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ اس کیلئے دو بہشتیں ہیں۔ شیطان کے دھوکے میں آکر پھر خدا کے ڈر سے اس کے دھوکے سے بچنے والے شخص کے متعلق فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔

جب کبھی شیطان پرہیزگار لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اس وقت وہ خدا کو یاد کرتے ہیں اور فوراً ان کو حق اور باطل کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا "خدا کی یاد سے دلوں کو روشنی ملتی ہے، ان کی تاریکی اور

(بقیہ ص ۱۲۵)

# پیش لفظ

کیوں صاحب! جب ہمارے ہاتھوں سے بنائے ہوئے مٹی کے کھلونے دنیا میں آکر اپنی اپنی سوانح عمریاں شائع کرتے ہیں تو فرشتوں اور ان کے ساتھیوں نے کسی کا بیل کھتوڑی مارا ہے کہ زبان و قلم پر تالا لگائے بیٹھے رہیں۔ ہم کیوں نہ اپنی زندگی کے حالات لکھیں اور کیوں نہ اُسے شائع کریں۔

آج تک کسی جن، فرشتہ نے اپنی سوانح عمری شائع نہیں کی۔ کیوں شائع نہیں کی یہ ایک راز ہے اور رکھا گیا ہے۔ دنیا میں رہنے والے کم سمجھ انسان اسے نہیں جانتے۔ اور نہیں جان سکتے۔ خاک کی بنی ہوئی عقل کیا خاک سمجھے گی؟ کہ یہ نورانی اور ناری دنیا آج تک اپنی اپنی سوانح حیات لکھنے سے کیوں گریز کرتی رہی۔ یہ موٹی عقل کے پتلے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جن اور فرشتوں کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا۔ انہیں لکھنے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یاد رہے کہ ہم نے مٹی کے پتلوں سے پہلے کھانا سیکھا ہے۔ پہلے بولنا سیکھا ہے اگر کسی کو یہ غرور ہے کہ دنیا کا بے بضاعت انسان کسی معمولی سے معمولی فرشتے کا بھی مقابلہ کر سکتا ہے تو یہ انسان کی لکھو کھا حماقتوں میں سے ایک اہم حماقت۔ اور نادانی ہے۔

ہم بہت دن چپ رہے۔ بہت دن تک انسان کی ہوائی تعلیموں کو دیکھتے رہے اپنے منہ میاں مٹھو بننا سب کو آتا ہے۔ سب بن سکتے ہیں۔ لیکن کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے یہ بے سر و سامان انسان کہتے ہیں کہ فرشتے ہماری برابری نہیں کر سکتے۔ اور غرور کرتا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہے — اشرف المخلوقات ٹھہرایا ہے۔ افضل الکائنات فرمایا ہے اور فرشتوں کا مسجود بنایا ہے۔

ابھی اگر قلعی کھول کر رکھ دوں تو ساری کرکری ہو جائے۔ اللہ نے اپنی کریمی کے صدقہ میں اپنا خلیفہ کہہ دیا تو کم ظرف انسان جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے۔

اشرف المخلوقات اور افضل الکائنات فرمادیا۔ تو اس کی گردن میں ایک مستقل ہڈی پیدا ہو گئی جو گردن کو جھکنے ہی نہیں دیتی۔ مسجود بنا دیا کہ اب اسکی نظر میں ساری کائنات حقیر ہو رہی ہے۔

ارے واہ تیری کم ظرفی۔ اتنی سی بات میں ابلا پڑتا ہے دو آنکھیں ہونے پر بھی تیری کور چشمی کی یہ حالت ہے۔ ہمیں دیکھ۔ او کم ظرف! ہمیں دیکھ۔ تو تین دن کی پیدائش ہے ابھی تیرے منہ سے دودھ کی بو آرہی ہے۔ عالی ظرفی دیکھنی ہے تو کبھی فرشتوں کی دنیا میں آ۔ اپنے ساتھ آنکھیں لا۔ اور دیکھ جنہیں قرب الٰہی میسّر ہے جنہیں دیدار خداوندی حاصل ہے جنہیں عرش کی دربانی میسّر ہے، دیکھ کہ ان عالی مرتبوں کے باوجود اپنا ایک ایک لمحہ عبادت خداوندی میں صرف کر دیے ہیں، ممنونیت کی معراج بھی دیکھ۔ وہ خدا کے خلیفہ بھی نہیں ہیں۔ لیکن اظہارِ ممنونیت دیکھ اور شرما جا۔ آج تو ان سب کو سجدہ میں دیکھتا ہے۔ یہ آج سے نہیں۔ ازل سے سجدہ میں ہیں۔ اور ابد تک سجدہ ہی میں رہیں گے۔ انہیں ان کے خالق نے ایک دولت بخشی ہے، اپنے قریب جگہ دی ہے اس ایک احسان پر ان کی پیشانیاں اس چوکھٹ سے قیامت تک نہیں اُٹھ سکتیں۔ اب ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال اور تصفیہ کر۔ تو آج اپنی ذات کو کیا کیا سمجھتا ہے۔ خود تجھے اعتراف ہے کہ خدا نے تجھے سب کچھ بنایا ہے۔ اور اب جھک کر میرے کان میں ہی کہہ دے کہ کبھی تو نے بھی اظہارِ ممنونیت کیلئے اپنا ماتھا ٹیکا ہے۔ کبھی یہ پیشانی خدا کے حضور میں اس لئے بھی جھکی ہے کہ تجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور نہ جانے کیا کیا بنایا ہے، شرما جا او چھوٹی چادر والے اور اعتراف کر لے کہ جو تو ہے وہ ظاہر نہیں ہے اور جو ظاہر ہے وہ تو نہیں ہے۔

ان فرشتوں کو دیکھ جو کچھ ہیں۔ اور نہیں کہتے کہ کچھ ہیں ان کے اعمال کو دیکھ اور سزا اور جزا کا خیال کئے بغیر وہ کر رہے ہیں۔ جو انہیں کرنا نہیں چاہیئے اور اپنی دُنیا کو دیکھ۔ ان کے اعمال کو دیکھ۔ وہ کس لئے دنیا میں آئے ہیں۔ اور کیا کر رہے ہیں۔ اور اس پر بھی یہ دعویٰ ہے کہ انسان فرشتے سے افضل ہے۔ ساری کائنات سے افضل ہے۔ بڑا تیر مارا، اگر دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ ماتھا جھکا لیا۔ گویا خدا پر کوئی بڑا احسان کر رہا ہے۔ کیا بتاؤں کوئی ایسا موقعہ نہیں آتا۔ کہ انسان اور فرشتہ کا موازنہ کیا جا سکے۔ ورنہ صرف ایک لمحہ میں بتا دیتا کہ تیری بساط کیا ہے اور تو کتنے پانی میں تیر رہا ہے۔

آج ہزار سال کے بعد اپنے سینہ کا ایک دبا ہوا راز ظاہر کرنے کیلئے مجبور ہو رہا ہوں۔ وقت مجبور کر رہا ہے۔ تاکہ تجھے بیداری کی نیند سے ہوشیار کر دوں۔ تو جاگتے میں سو رہا ہے عالم ہوش میں بھی بے خبر ہے آج سنائے دیتا ہوں وہ راز جسے میں نے بہت دن تک چھپائے رکھا تھا۔ جی تو یہی چاہتا تھا کہ تو اسی طرح سوتا رہے، اسی طرح بے خبری کے عالم میں نس پورے کرے۔ لیکن کیا کروں۔ میری برادری پر الزام آرہا ہے۔ میرے بھائی بندوں پر تہمتیں لگ رہی ہیں۔ میرے ساتھیوں کی بدنامی ہو رہی ہے میرے پرانے دوستوں پر تیرے تعصب اور غرور کے آرے چل رہے ہیں۔ اب چپ نہیں رہا جاتا۔ زبان اور دل میرے قابو سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔ اور وہ ایک ایسی بات ظاہر کرنے والے ہیں۔ جسے میں نے سینے کی انتہائی گہرائیوں میں چھپایا تھا تجھے مدتیں ہو گئیں، انسان اور انسانیت کے نام پر کاروبار کرتے ہوئے، لیکن یہ تو سوچ کہ تو انسان ہے بھی یا نہیں تجھ میں انسانیت بھی ہے یا نہیں؟ نادان بحث



چھیڑنے سے پہلے ذرا اپنے وجود سے بحث کر لی ہوتی، ذرا اپنی ذات کو پہچان لیا ہوتا جس نام پر تو لڑ رہا ہے جس چیز کو تو فضیلت دے رہا ہے، وہ کہاں ہے، کس کے پاس ہے۔ ذرا پہلے اسے تو تلاش کر جب تو کہتا ہے کہ خاک کے بنے ہوئے خاکی پتلے کی عقل بھی اندھی ہے اب عقل کا رونا بھی رو۔ بلکہ جاتے ہوئے احساس کا دامن تھام لے، اگر یہ بھی نہ رہا تو تو بھی نہ رہے گا، دیکھ، تیرے احساس کی دھجیاں کیسی پراگندہ ہیں۔ اب بھلا یہ تو سمجھ ناداں کہ جب تیرے احساس کا یہ عالم ہے۔ تو تو کیا خاک سمجھ سکتا ہے اپنی بھلائی کو اور کیا خاک جان سکتا ہے اپنے وجود کی بساط کو، اپنے تغیر اور انقلاب کو۔ جس انسانیت کے نام پر تیرا مدار ہے وہ عرصہ ہوا غرور اور تکبّر کے ریگستان میں دفن ہو گئی، جو لوگ اسکی تلاش میں نکلے تھے انہوں نے بھی اپنی عمر کا چڑھاوا، اس بے نشان مزار پر چڑھا دیا۔ اب تو انسانیت کے مزار پر کتابوں کے علاوہ رونے والے بھی کہیں نظر نہیں آتے۔

کیوں؟ سن لی ناراض کی بات! ششدر کیوں رہ گیا۔ دکھتی ہوئی رگ تکلیف ہی دیتی ہے تعجب نہ کر، جواب دینے کی کوشش نہ کر، یہ دنیا ہے اس میں یہی ہوتا آیا ہے۔ اشرف المخلوقات کا تمغہ لگائے۔ ندامت کی مسند پر بیٹھا رہ اور انقلابات زمانہ دیکھتا جا۔ تجھ انسان فرشتوں سے الجھ کر کیا کرے گا۔ یہ دنیا کا انسان سے کہیں بالاتر ہے، یہ اپنے پروردگار کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں، ان کی قدر و منزلت جانتے ہیں جو کچھ ملا ہے، ان ہی کے پاس رہے گا اور جو کچھ یہ ہیں، یہی رہیں گے اسلئے کہ شکر کرنا جانتے ہیں، احساس رکھتے ہیں۔ اور کبھی غرور نہیں کرتے۔ تجھ نام نہاد انسان کی طرح ان کی گردن کبھی نہیں اکڑتی۔ تیری جیسی احسان فراموشیاں ان کے خمیر میں نہیں ہیں۔ تیرے جیسا تعصب ان کے دل و دماغ پر سوار نہیں ہو سکتا تجھ جیسا غرور کرنا یہ نہیں جانتے۔ انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ ہم فرشتے انسانوں سے افضل ہیں۔ ارے ناداں انسان تو پھر کچھ ہے انہوں نے تو کسی حقیر مخلوق کو بھی اپنے سے برا نہیں سمجھا اور سمجھا کیا نہیں؟ انہیں کسی کی اچھائی یا برائی پر غور کرنے کا وقت ہی نہیں ان کو تو پروردگار کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ کسی کی برائی بھلائی میں حصہ کیسے لیں۔

اور ہاں یہ بھی سن لے کہ اگر تیری تعلیات حد سے نہ بڑھتیں اور تو انسانیت سے باغی ہو کر فرشتوں کو اور مجھے لعن طعن نہ کرتا یا ہمیں اپنے سے کمتر نہ سمجھتا تو قسم ہے مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی میں تجھے کبھی جواب نہ دیتا، لیکن وقت استاد ہوتا ہے۔ مجھے تیری ہوائی پرواز نے ہی مجبور کیا ہے کہ تجھے تیری صحیح بساط کا اندازہ کرا دوں۔ اور بتاؤں کہ آج تو انسانیت کے شرف کے نام پر دنیا میں ہوائی گولے چھوڑ رہا ہے۔ ہر لحاظ سے اور ہر طرح سے میری مٹھی میں سما سکتا ہے۔ اس لئے کہ تیرے پاس وہ چیز ہی نہیں رہی۔ جس کے بنا پر اور جس کے زور پر تو میرا مقابلہ کر سکتا۔ اور ذرا اپنا کان قریب لا۔ تجھے چپکے سے یہ بھی بتا دوں کہ تو عرصے سے میری مٹھی میں ہے میرے اشاروں پر ناچ رہا ہے، نا سمجھ بچے! غرور نہ کرنا۔ ذرا اپنے اندر دیکھ۔ میں بول رہا ہوں تو تو ایک کاٹ کے پتلے کی طرح رہ گیا ہے جسے مداری کے اشاروں پر ناچنا پڑتا ہے اب تیرے بال بال پر میری حکومت ہے اور تجھ کم ظرف کے وجود میں سما کر مجھ میں بھی غرور اور تکبر کا مادہ بڑھ گیا ہے۔ اب میں بھی غرور کروں گا اپنے کو ساری دنیا سے افضل سمجھوں گا۔ اور اس بات کو سب سے منوانے کی کوشش کرونگا۔ تیرا ایک نقصان تو ضرور ہوا ہے کہ تجھ میں سے وہ چیز جاتی رہی جو تیری زندگی کا سرمایہ تھی۔ وہ تعلیم، جو تیرے پروردگار نے تجھے دی تھی۔ لیکن اب تجھے میرا احسان مند ہونا پڑے گا کہ تیری آئندہ زندگی اور اس کے عیب سب کچھ مجھ سے منسوب ہو جائیں گے۔ دنیا والے تجھے سیدھا اور سچا کہیں گے۔ تیری خطائیں میرے نامۂ اعمال میں درج کرائی جائیں گی۔ لیکن مجھے اسکی پروا نہیں ہے یہ سب کچھ میں پہلے ہی سے جانتا ہوں۔ جو کچھ ہوگا وہ سب میرے علم میں ہے۔

اچھا یہ تو بتا دے، یہ جو تو اپنی سوانح عمریاں شائع کرتا ہے۔ اس سے تیرا مقصد کیا ہے؟ کیا سوانح عمریاں اسی کا نام ہے کہ اپنی زندگی سے ملتی جلتی کچھ جھوٹی سچی تعریفیں ایک جگہ جمع کر کے چھاپ دی جائیں۔ یا کچھ اور بھی مدعا ہے۔ آج کل میں دیکھتا ہوں کہ ہر پیسے والا آدمی اپنی پوری زندگی کتاب کی شکل میں چھاپ لیتا ہے اور دُنیا میں پھیلاتا ہے۔ آخر اس بات سے کیا منشاء ہے۔ کیا یہ لوگ سب اپنی زندگی کے سچے سچے واقعات لکھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو میں نے آج تک کوئی سوانح عمری ایسی دیکھی جس میں کسی نے اپنی برائیاں اور اپنے گناہ بھی صاف صاف نہیں لکھے ہوں۔ کیا اس بھری دنیا میں کوئی گناہ ہی نہیں کرتا اور اگر کرتا ہے تو ان لوگوں نے اپنی تعریفوں کے ساتھ ساتھ اپنے عیب کیوں نہ بتائے؟

خیر! اسے بھی جانے دو۔ صرف یہی بتا دے کہ پہلے زمانہ میں تو لوگ اپنے بڑوں کی سوانح عمریاں لکھا کرتے تھے اور اس میں یہی ممکن تھا کہ دس بیس تعریفوں کے ساتھ ایک آدھ برائی بھی لکھ دیں۔ لیکن اب تو نئی ہوا چل رہی ہے۔ جسے دیکھو خود اپنی زندگی کے حالات چھاپتا ہے اور شائع کرتا ہے تو پھر سوانح عمری کیا ہوئی؟ جس میں زندگی کے مکمل سوانح نہ ہوں۔ ارے واہ رے انسان کی دُنیا۔ میٹھی میٹھی ہڑپ، کڑوی کڑوی تھو تھو، اور دعویٰ یہ کہ ہم انسان ہیں۔ اشرف المخلوقات ہیں۔ متعصب کہیں کے۔

ارے اگر سوانح عمری لکھو تو سب کچھ لکھو۔ تاکہ دنیا والے تمہارے اچھے کارناموں سے سبق لے سکیں اور تمہاری نادانیوں سے احتیاط اور گناہوں سے عبرت حاصل کریں یہ کیا ہوا کہ چھانٹ چھانٹ کر تعریفیں لکھ ماریں اور گناہ تو گویا کیا ہی نہیں۔

یہی وہ جذبہ ہے جس نے مجھے اپنی سوانح عمری لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ میں نے سال ہا سال فرشتوں کو درس دیا ہے اور اب دنیا والوں کو بھی تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ پڑھنے والوں کو میری زندگی سے مجبوراً سبق لینا پڑے گا۔ وہ دیکھیں گے کہ میں

نے اپنی زندگی کے حالات لکھتے ہوئے نہ اپنی کسی تعریف کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے اور نہ کسی عیب پر پردہ ڈالنے کی۔ جو کچھ گذرا ہے بعینہٖ لکھ رہا ہوں۔ خواہ وہ اچھی بات ہے یا بری میرا مقصد اپنی زندگی کے حالات لکھنا ہے اگر اس میں کوئی سبق مل سکے تو حاصل کر لینا اور اگر کوئی بُرائی کی بات ہو تو نظر انداز کر دینا۔ کیوں کہ بُرائی کا انجام ہمیشہ تکلیف دہ ہوتا ہے، اچھا ان باتوں کو چھوڑیئے میرے کہنے کی نہیں ہیں۔ میرا مشن اس قسم کی گفتگو اور پند و نصائح کو جائز قرار نہیں دیتا میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے، سچ جاننا۔ بڑی زبر دست قربانی کی ہے، ایسی قربانی، جس کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی۔ دنیا والے مجھے اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ بالفرض اگر یہ بات صحیح ہے تو انہیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ کوئی دشمن ایسی کار آمد نصیحتیں اپنے مخالف کو نہیں کر سکتا۔ یہ اخلاص یقیناً حیرت انگیز ہے جو مجھ سے سرزد ہوا بہر حال اسے کچھ ہی سمجھا جائے۔ مجھے اس سے کوئی دوسرا راز نہیں۔ اب تو مجھے صرف ایک ہی دھن ہے اور وہ یہ کہ میری سوانح عمری شائع ہو۔ میں فی الحال نہیں جاننا چاہتا ہوں کہ میرے اس انوکھے اقدام سے مجھے یا میرے مشن کو کوئی فائدہ پہنچے گا یا نقصان۔ کیوں کہ میں یہ سب کچھ تقلید کے جذبے سے متأثر ہو کر کر رہا ہوں اور دنیا کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ سوانح عمری لکھنے والے کو اور خصوصًا سوانح عمری لکھنے والے کو ایمان دار ہونا چاہیئے۔ اور آزادی کے ساتھ وہ تمام واقعات سلسلہ وار لکھ دینے چاہئیں جن سے اس کی زندگی کو واسطہ پڑا ہو یہ احتیاط غلط ہے کہ برائی کو نظر انداز کر کے تصویر کا ایک ہی رُخ پیش کریں۔ اس کے بعد یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ جس وجود کو انسان کے دربار سے مردود بارگاہ اور شیطان اور لعین جیسے خطابات عطا ہو چکے ہیں۔ وہ اظہار حقیقت میں ان لوگوں سے کتنا آگے ہیں، جو مقدس صورتیں لئے ہوئے بظاہر زاہدانہ زندگیوں کے مالک ہیں۔ اور جن کے ہر ظاہری فعل سے تقدس کے سمندر میں طوفان آجاتا ہے اور جب دو چار کوڑیوں کے نفع و نقصان کی صورت آپڑتی ہے تو اس کی زبان مختلف شاخوں میں تبدیل ہو جاتی ہے تصویر کے دونوں رُخ سامنے ہیں ایک طرف شیطان ہے اور دوسری طرف تقدس کا ٹھیکیدار، شیطان کیلئے انسان کی بارگاہ سے جو کچھ عطا ہوتا ہے اسے بھی ملحوظ رکھا جائے اور تقدس مآب مولوی صاحب کیلئے انسان کے پاس جتنی عقیدت ہے وہ بھی سامنے رہے اس کے بعد میری مذکورہ بالا تحریر پڑھی جائے اور غور کیا جائے کہ دونوں فریق اظہار حق میں کتنے فیاض یا بخیل ہیں۔ اگر پڑھنے والے کے خیال میں مجھ شیطان کے نام دروغ گوئی کا قرعہ نکل آیا۔ تو بسم اللہ! نیاز مند حاضر ہے۔ سابقہ الفاظ میں کچھ اور اضافہ فرما دیا جائے دہر چہ دوست می رسد نیکو ست، اور اگر خدا نخواستہ یہ خوش نصیبی تقدس مآب کے حصہ میں آئے۔ تو صرف دل ہی دل میں ایک دہرا لینا چاہیئے۔ اور بھول جانا چاہیئے کہ ہم کیا سوچ رہے تھے۔ بجائے اس کے کہ، کسی پر ظاہر کیا جائے کہ ضمیر سے کیا آواز آرہی ہے!

خاکسار ابلیس

# غلبۂ نفس و عداوتِ شیطان

ہر عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھوکا رہ کر شہوات کا قلع قمع کرے اس لئے کہ بھوک اس دشمنِ خدا نفس کے لئے قہر ہے۔ شیطان کا وسیلۂ ظفر یہی خواہشات اور کھانا پینا ہے، فرمانِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ شیطان تمہارے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اس کے ان راستوں کو بھوک سے بند کرو۔

بلاشبہ قیامت کے دن وہی شخص اللہ تعالےٰ سے زیادہ قریب ہوگا جس نے بھوک پیاس برداشت کی ہوگی۔ اور ابنِ آدم کیلئے سب سے زیادہ برباد کرنے والی چیزیں پیٹ کی خواہشات ہیں۔ اس پیٹ کی بدولت حضرتِ آدم اور حوّا علیہما السّلام جنت سے ذلت اور فقر و فاقہ کی زمین پر اتارے گئے جب رب کریم نے انہیں شجر (ممنوعہ) کے کھانے سے منع کر دیا تو انہوں نے پیٹ کی خواہشات کی بنا پر اسے کھا لیا تھا۔ یہی پیٹ ہی حقیقت میں شہوات کا منبع اور مرکز ہے۔

## حکیمانہ اقوال

ایک دانا کا قول ہے جس انسان پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوات کا قیدی ہو جاتا ہے اور بیہودگی کا تابع بن جاتا ہے جس کسی نے بھی اپنے اعضاء کی زمین کو شہوات سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کی کاشت کی، اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو تین قسموں پر پیدا فرمایا ہے:-

(۱) فرشتوں کو پیدا فرمایا، انہیں عقل رکھی انہیں شہوات سے پاک و منزہ رکھا۔
(۲) جانوروں کو پیدا کیا۔ ان میں شہوات رکھی مگر عقل سے عاری رکھا۔
(۳) انسان کو پیدا کیا، ان میں عقل اور شہوت دونوں ودیعت فرمائے۔ اب جس انسان کی عقل پر اس کی شہوت غالب آجاتی ہے۔ وہ جانوروں سے بدتر ہے۔ اور جس مسلمان کی شہوات پر اس کی عقل غالب آجاتی ہے وہ فرشتوں سے بھی بہتر ہے۔



# پیدائش

میری پیدائش کا زمانہ اور اس کے قبل کے حالات کچھ ایسے پیچیدہ ہیں کہ موجودہ زمانہ کے انسان کی ادھوری عقل ان کی گرد کو بھی نہیں پہونچ سکتی۔ اس واسطے مجھے اپنے نادان مخاطب کو سمجھانے کیلئے ان کی تفصیل بھی لکھنی پڑے گی۔ کیونکہ انسان بیچارہ بہت ہی محدود عقل کا پتلہ ہے۔ اور جہاں تک اس کی عقل کام کرتی ہے اس سے زیادہ یقین کرنے کیلئے کبھی تیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس ناسمجھ کو سمجھانے کے لئے مجھے وہ تمام واقعات بالتفصیل بھی لکھنے پڑیں گے جو میری پیدائش سے پہلے تشکیل عالم کے لئے ظہور پذیر ہوئے اور دنیا موجودہ شکل میں آئی۔

سب سے پہلے تو مجھے یہ بتانا ہے کہ دنیا کس طرح بنی اور کیوں بنی؟

کس طرح بنی؟ یہ تو میں خوب جانتا ہوں اور مجھے خوب بتایا گیا ہے —

لیکن کس لئے بنی؟ اس کا جواب میرے پاس صرف ایک ہے اور اس میں اعتراض کی کسی کو مجال ہی نہیں۔

خدا سے پوچھا گیا۔ کہ پروردگار! تخلیق کائنات سے تیرا کیا منشاء ہے اور یہ سب کھیل کیوں کھیلا گیا ہے؟

جواب ملا:-

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ مجھے اچھا معلوم ہوا کہ میں پہچانا جاؤں لہٰذا میں نے کائنات کی بنا ڈالی۔

اب بتلایئے — ! اس میں کون دم مار سکتا ہے۔ اور اس کے بعد سوال ہی کیا باقی رہ جاتا ہے جب بتانے والا خود ہی یہ کہہ دے کہ اس کے بعد دوسرا سوال کر سکے۔ خیر چلو اچھا ہوا کہ دنیا بنانے کا جواب انہوں نے خود ہی دیدیا۔

اب رہا یہ سوال کہ دنیا کس طرح بنی وہ مجھ سے لیجئے۔ مجھے بھی نہایت ہی معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے اور صاف ہی کیوں نہ کہہ دوں کہ مجھے خود میرے فرشتوں نے مختلف اوقات میں سمجھایا ہے۔ کچھ تو خود بغیر دریافت کئے اور کچھ مختلف فرشتوں کی معرفت مجھے یہ تعلیم ملی ہے۔ بس ضرورت ہے، کہ اپنے حالات کی ابتدا کرنے سے پہلے یہ سمجھاؤں کہ دنیا کس طرح تشکیل میں آئی۔

ایک نور تھا۔ جس کے متعلق مجھے بتایا گیا تھا۔ کہ وہ پیغمبر آخر الزماں کا نور ہے خود مجھے بھی اس کی زیارت بارہا نصیب ہوئی ہے۔ اس وقت جب میں آسمان پر گرفتار کر کے لایا گیا تھا۔

ہاں تو واقعات یہ ہیں۔ کہ اس وقت جب کائنات میں کچھ بھی نہ تھا صرف نورِ صلاۃ محمدی ہی جلوہ افروز ہر طرف تھا۔ کہ پروردگار نے اپنے پہچاننے کیلئے تخلیق کائنات کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم فرما دیا۔ پہلا حصہ جس میں ایک راز تھا۔ اور جس کو صرف پروردگار ہی جانتا تھا۔ دوسرے حصہ سے زیادہ روشن اور کثیر الضیا تھا۔ اس تقسیم کے بعد صانع مطلق نے پہلے حصہ کا نام نور رکھا اور بقیہ نصف جو صفات نوریہ سے کم درجہ پر تھا۔ جس سے ضیائے خاص علیٰحدہ کر لی گئی ہے اس کو بھی دو حصوں میں تقسیم فرما دیا۔ پہلے حصہ کو دوسرے حصہ پر فضیلت دینے کے لئے اس میں مخصوص ترمیم فرما دی گئی۔ چنانچہ پہلے حصہ سے جس کا نام نار تجویز ہوا تھا قوم جن تخلیق ہوئی۔ اور بقیہ دوسرا حصہ جس میں صفات نوریہ معدوم ہو چکی تھیں ارواح شیاطین اور ارواح خبیثہ کیلئے رہ گیا۔

چنانچہ اب یہ تقسیم اس طرح ہوئی۔ کہ حصہ اول جو خالص نور تھا اور جس میں ضیائے خاص موجود تھی۔ اس کو ارواح مقدسہ اور ملائکہ نیز اطباق و کاولت وغیرہ کے لئے مخصوص فرمایا۔ چنانچہ سب سے پہلے روح پاک پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق فرمائی گئی۔ اس کے بعد لوح و قلم اور کل اجسام کی تخلیق . . . . . عمل میں آئی زمین آسمان پیدا کئے گئے۔ اور اس نورِ خاص کے بقیہ نصف سے جس میں سے ضیائے خاص علیٰحدہ ہونے کے بعد دو حصے ہوتے۔ ان میں سے پہلے حصہ کو جو اپنے دوسرے نصف سے ممتاز تھا۔ قوم جن کی تخلیق کے واسطے رکھا گیا۔ اور اس کے بقیہ دوسرے حصہ کو ارواح شیاطین کے واسطے مخصوص کر دیا گیا

سب سے پہلے جو تقسیم عمل میں آئی تھی۔ اس کے نصف بہتر سے جو مخلوق عالم وجود میں آئی اس کا فرض منصبی عبادت قرار دیا گیا۔ کیونکہ وہ نور خاص سے پیدا کی گئی تھی۔ اس لئے اس کی سرشت میں عبادت داخل ہوئی اور معصوم رہی اور چونکہ خالص نور سے تخلیق ہوئی تھی۔ اس واسطے اس مخلوق کا سایہ تک نہ پڑتا تھا۔ اس کے بعد حصہ دوئم جو ضیائے خاص سے محروم تھا۔ لیکن ایک حصہ نور تھا قوم جن کیلئے مخصوص ہوا چنانچہ قوم جن کا سایہ بھی زمین پر نہیں۔ لیکن چونکہ اس کی تخلیق میں نار کا جز غالب ہے۔ اور حصہ نوریہ کم اس لئے زیادہ تر یہ قوم تباہی کی طرف دوڑتی رہی، کبھی کبھی اس قوم کے بعض افراد مائل بہ دین ہوتے اور اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کی تخلیق میں کچھ کچھ نور کی جھلک ضرور تھی۔ لیکن چونکہ نار غالب تھی اس لئے تباہی و بربادی زیادہ میسر آئی۔

خیر یہ تو تشکیل دنیا کی کیفیت تھی۔ جسے میں نے ضرورتاً بہت ہی مختصر بیان کیا اب میں باقی تمام صیغے چھوڑ کر وہ حالت بیان کرتا ہوں۔ جہاں سے میری زندگی کی ابتدا ہوئی۔ دنیا کے بہت سے ناسمجھ انسان مجھے فرشتہ سمجھتے ہیں اور بڑے بڑے پڑھے لکھے میرے متعلق یہی رائے رکھتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ میں ہیڈ فرشتہ ہوں اس واسطے فرشتوں کا استاد مشہور ہوں۔ بہر حال یہ طے شدہ امر ہے کہ میرے متعلق دنیا والے بہت کم جانتے ہیں۔ کہ میں کون ہوں اور اس حالت میں کیسے آیا۔ چنانچہ میں انسان کی محدود معلومات اور ناقص عقل کا مرثیہ پڑھنے اور اس کی مخصوص فطرت اور مفسد ذہنیت کی قسم کھا کر صحیح واقعات لکھتا ہوں۔ کہ جب میں پیدا ہوا تھا تو کائنات کو عالم وجود میں آتے ہوئے ایک لاکھ چوالیس ہزار سال گذر چکے تھے۔

## دُنیا کی ابتدا

چونکہ مجھے دنیا کی مکمل تاریخ نہیں لکھنی بلکہ صرف اپنی زندگی کے حالات

شائع کرنے ہیں اس لئے میں باقی تمام واقعات چھوڑ کر صرف اپنی قوم کا ذکر لکھوں گا۔ اور اس سے میرے حسب ونسب کے متعلق بھی معلومات ہو سکے گی۔

سب سے پہلے یہ معلوم کیجئے کہ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ بلکہ قوم اجنہ میں سے ہوں میرے جدِ امجد دنیا کے سب سے پہلے جن ہیں جن کو تخلیق کائنات کی ابتدا میں پیدا کیا گیا تھا۔ اور جو مجھ سے کم وبیش ایک لاکھ چوالیس ہزار سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ ان کا نام طارہ نوس تھا اور لقب جان تھا۔ مگر عام طور سے ابوالجن کہلاتے تھے۔ بعض دنیادی مورخوں نے میرے جد امجد طارہ نوس کا نام سوما لکھا ہے۔ لیکن جہاں تک میری معلومات کام کرتی ہے۔ ان کا نام طارہ نوس تھا۔ ممکن ہے کہ کسی مناسبت سے وہ کچھ عرصہ سوما کے نام سے بھی مشہور ہوئے ہوں۔ لیکن ہمارے خاندانی معاملات میں ان کا نام طارہ نوس ہی کیا جاتا تھا۔ سنا ہے کہ تاریخی کتابوں میں انتہا ضعیف البیان نے طارہ نوس کا نام مارج بھی لکھا ہے۔ بہرحال ان سب اختلاف کو بالائے طاق رکھکر ان کا نام طارہ نوس ہی ماننا چاہئے۔

جس طرح آج حضرت انسان اپنی نسل ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاتے ہیں۔ بالکل یہی کیفیت قوم اجنہ کی بھی ہے۔ ان کا سلسلۂ توالد وتناسل ابوالجن طارہ نوس جان سے ملتا ہے اور جس طرح عورت اور مرد انسانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح قوم اجنہ میں بھی اس کا رواج تھا۔

میرے جدِ امجد طارہ نوس کو پیدا ہوتے کافی عرصہ گذر گیا تھا۔ وہ اپنی قوم اور اپنی جنیت کے لحاظ سے تنہا زندگی بسر کرتے تھے۔ کہ یکایک غیر محسوس طور پر انہیں قوم اجنہ میں سے ایک عورت نظر آئی۔ اول تو انہیں بہت تعجب ہوا۔ لیکن بعد میں وہ اس عورت سے مانوس ہو گئے۔ رفتہ رفتہ اس یک جائی نے انکو شوہر اور بیوی کے رشتہ میں منسلک کر دیا۔ اس زمانہ میں رواجی موت کا دستور نہ تھا یعنی کوئی مخلوق بلاوجہ نہ مرتی تھی۔ چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑے ہی زمانہ میں طارہ نوس کی اولاد بھی تمام روئے زمین پر پھیل گئی۔ مرتا کوئی نہ تھا۔ پیدا ہزاروں ہو جاتے تھے۔ اس سود در سود کے قصے نے اچھا خاصا عالم آباد کر دیا۔ آج کی زبان میں جس چیز کو مردم شماری کہا جاتا ہے۔ وہ طارہ نوس کے زمانہ میں رائج نہ تھی۔ اگر ہوتی تو شاید آج کی دنیا سے پچاس ہزار گنا زیادہ نفوس اس دنیا میں آباد نظر آتے۔ مگر اس زمانہ میں کوئی کرنے والا نہ تھا۔ اور شمار کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ تمام روئے زمین پر میرے جدِ امجد طارہ نوس جان کی حکومت تھی۔

ساری دنیا عیش وعشرت کی زندگی گذار رہی ہے۔ کہ پروردگار عالم نے ناگاہ ابوالجن پر ایک شریعت نازل فرمائی۔ جسے ابوالجن اور ان کی اولاد نے اپنے لئے قابل عمل ٹھہرایا۔

اس شاندار آسمانی شریعت پر عمل کرتے ہوتے طارہ نوس اور اس کی تمام اولاد نے آج کل کے حساب سے چھتیس ہزار سال کے قریب گذار دیئے۔ اور سوائے چند مفسد جنوں کے کسی کی طرف سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہوتی جو شریعت آسمانی کے خلاف ہوتی یا اس قوم کی تباہی کا سبب بنتی۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ سرشت میں نار تھی۔ یہ کب چین سے بیٹھنے دیتی۔ آخر کار نئی ناریت نے رنگ لائی اور مخلوق شریعت حقہ سے پھرنے لگی۔ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ تباہی کی طرف دوڑنے لگی۔ آخر تابکے؟ ایک وقت وہ آگیا کہ عالم میں ہر طرف گناہ ہی گناہ تھا۔ سیہ کاریاں پورے طور پر غالب آگئیں۔ مخلوق اپنی زبان سے تباہی و بربادی کو پکارنے لگی۔

حالات نے پلٹا کھایا اور آخر کار وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ قہر خداوندی نازل ہوا اور تمام سیاہ کاروں کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔

کیا لکھوں شرم آتی ہے لکھتے ہوئے کہ خود طارہ نوس بھی اس تباہی سے نہ بچ سکے ان پر پوری طرح پنجہ عصیاں اپنا قبضہ جما چکا تھا۔ چنانچہ اس تباہی میں وہ بھی اپنے سب ساتھیوں کے ساتھ عالم فنا میں پہونچا دیے گئے۔

اب تمام عالم میں سناٹا تھا۔ وہ چہل پہل نہ تھی۔ کہیں کہیں چند نیک عمل ہستیاں سربسجود تھیں۔ ان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے پروردگار عالم نے پھر کسی رہبر کی ضرورت محسوس کی اور آخرکار اسی قوم میں سے ایک فرد کو جن کا نام چلپانیس تھا بحکم خداوندی بجائے طارہ نوس کے سربرآرائے سلطنت کر دیا گیا۔ اور سابقہ شریعت کسی قدر ترمیم تنسیخ کے ساتھ ان کے حوالے کر دی گئی۔ یہ بھی آخر اپنے باپ کے بیٹے تھے۔ باپ سے دور کیسے جاتے ہرچند کہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ نیک اور سب سے عبادت گذار تھے۔ شرما حضوری کچھ روز کے لئے عبادت بڑھادی۔ پہلے سے زیادہ عابد وزاہد مشہور ہو گئے لیکن صرف اسی وقت تک جب تک کہ اپنی فطرت سے مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت تھی آخرکار خواہشات کے سامنے سرتسلیم خم کر بیٹھے۔ عبادت اور ریاضت نے اپنی توہین گوارہ نہ کی۔ آہستہ آہستہ اس نے کنارہ کشی شروع کر دی۔ اور تھوڑا ہی زمانہ گذرنے کے بعد دیکھنے والوں نے دیکھا کہ طارہ نوس کے جانشین بزہول نس چلپانیس وہی بزرگ ہیں جو حصول پیغبری سے پہلے تھے۔ اور اپنی قوم میں کسی قدر عبادت وریاضت کے باعث ممتاز نظر آتے تھے۔ اب وہ انہماک عبادت نہ تھا نہ وہ مشغلہ ہدایت۔ سب اپنے اپنے راستہ پر تھے۔ بظاہر کوئی کسی کا رہبر نہ تھا۔ اور سب سب کے رہبر تھے۔ ایک دوسرے کے عمل سے کوئی متاثر نہ ہوتا تھا۔ چلپانیس کی پیغبری برائے نام رہ گئی تھی۔ خود انہیں یاد نہیں رہا تھا کہ وہ پیغبر ہیں۔ یا قومی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دی گئی تھی۔

زمانہ نے ایک اور پلٹا کھایا اور حالات کہیں پہنچ گئے۔ رہی سہی عبادتیں اور نیکیاں بھی یہ حال دیکھکر اپنی عزت وآبرو کی حفاظت میں مصروف ہو گئیں اور مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ مقدس چلپانیس یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ مگر اس طرح کہ گویا نہیں دیکھ رہے تھے۔ گناہ کا دیوتا ان کے سامنے رقص کر رہا تھا۔ اور وہ دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے ساری قوم ظلم کی چادر میں سماگئی تھی۔ مگر ان کی سیاہ کار آنکھیں تو ہی وجود کا اب بھی احساس کر سکتی تھیں ستاری کی شان آگے بڑھی۔ اور اس نے چلپانیس کو مخاطب کر کے کہا: چلپانیس! تم دامن شریعت کو تار تار کر چکے ہو۔ آؤ پھر تمہیں ویسا ہی کر دیں۔ تم راستہ بھول گئے ہو پھر تمہیں راستہ پر لگا دیں۔

چلپانیس پھر جھک گئے۔ قدرت نے پھر انہیں ویسا ہی کر دیا۔ ساری قوم پھر کچھ اعتدال پر آئی۔ لیکن ناری فطرت مسلسل اپنا کام کر رہی تھی۔ قدرت نے بار بار فہمائش کی



متعدد بار ہدایتیں کی۔ مگر نار بہرحال نار تھی۔ آخرکار اس نے قومی عقل وہوش کا گھر پھونک ڈالا۔ تمام قوم کو خانماں برباد کر کے چھوڑا۔ اور ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا۔ جو ان سے پہلے سرکشوں کے ساتھ ہوا تھا۔ ابھی چلپانیس کی حکومت اور پیغبری کو پورے چھتیس ہزار سال بھی میسر نہ آئے تھے۔ کہ وہ انجام کو پہنچا دیے گئے۔ اور اپنے ہمراہ تمام ایسے معصروں کو جوان کے ساتھ بدکاری میں مصروف تھے۔ گمنامی اور بربادی کی دنیا میں لے گئے۔ اور اس طرح دنیا کا یہ دوسرا دور بزلیٹ ہاتینس چلپانیس کے ہاتھوں تاریخ کی گم نامیوں میں کھو گیا۔ اور بعد کی آنے والی نسلیں ڈھونڈتی رہ گئیں کہ ان کے دادا چلپانیس نے ان کے لئے کیا چھوڑا۔

اب دنیا پھر خالی تھی۔ چند عبادت گذار کہیں کہیں نظر آرہے تھے مگر قہر خداوندی کے خوف سے لرزاں اور اپنے نامعلوم انجام کے منتظر۔ قدرت نے پھر ایک ضرورت محسوس کی ہر طرف دیکھا۔ ایک مقدس صورت بزرگ اپنی قوم کی کھوئی ہوئی عظمت ڈھونڈتے پھر رہے تھے کہ قدرت کی نگاہِ انتخاب میں سماگئے۔ کیا ڈھونڈھ رہے تھے اور کیا مل گیا۔

ان بزرگ کا نام بلقیا تھا۔ ان کی اولاد کے متعلق بعض بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بہت ہی بدافعال تھی۔ اور یہ اسی غم میں دن رات رویا کرتے تھے ضرورت سے زیادہ عبادت کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ میری ریاضت سے خوش ہو کر پروردگار میری اولاد کے گناہ معاف کر دے گا۔ ان کے بیٹوں اور بیٹیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ خود انہیں صحیح تعداد کا حال معلوم نہ تھا۔ نہ سب کے نام یاد رکھے جا سکتے تھے سنا ہے۔ کہ ایک بار انہوں نے اپنی اولاد کو ایک جگہ جمع کر کے شمار کرنے کی کوشش کی۔ لیکن شمار کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے کتنے بیٹے تعداد میں نہ آسکے۔ کیوں کہ وہ اس وقت موجود نہ تھے اور ماں باپ کو خیال تک نہ تھا۔ کہ حاضرین کے علاوہ ان کی کوئی اور بھی اولاد ہے۔ لیکن جب سامنے آئی تو ماں باپ کو یاد آگیا کہ وہ بھی ان کے بچے ہیں۔ جس وقت قدرت کی نگاہِ انتخاب بلقیا پر پڑی ہے۔ ان کی عمر دو ہزار سال سے کچھ زیادہ تھی اور خدمت قوم کا جذبہ ان کے دل میں شباب کی منزلیں طے کر رہا تھا۔ اس نئی توقیر سے ان کا دل باغ باغ ہو گیا۔ قدرت نے انہیں ان کی قوم کا پیغبر بھی بنا دیا۔ اور بادشاہ بھی۔ اس اعزاز کے بعد ان کی ریاضت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بلقیا نے بڑی جانفشانی اور ایمان داری کے ساتھ اپنے عہدہ کے فرائض انجام دیئے۔ اور ایسی عابدانہ زندگی کا نمونہ پیش کیا۔ کہ ان کی قوم سراپا عبادت بن گئی۔

تقریبا چھتیس ہزار سال تک یہی کیفیت رہی۔ دنیا کے ذرہ ذرہ پر بلقیا کی حکومت تھی۔ ہر طرف شریعت آسمانی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ مگر وائے بدنصیبی کہ ناری ذہنیت پھر بیدار ہو گئی۔ اور حالات دیکھ کر بھڑک اٹھی۔ اُسے کب گوارا تھا۔ کہ خارزار دنیا میں نیکوں کی حکومت ہو۔ اس خیال میں شاید نیک اعمال کا وجود اس فانی دنیا کے لئے موزوں نہیں تھا۔ چنانچہ دیکھتے دیکھتے ہوا کا رنگ پھر گیا۔ ٹھنڈی ہواؤں کے نرم جھونکے آندھیاں بن کر سنسنانے لگے۔ حالات بے قابو ہوئے۔ اور ظلمات کی طرف کا پرچم لہرانے لگا۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہوں کہ سیاہ کاروں کی قوت باصرہ سونہہ موڑ بیٹھی۔ اور انہیں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی کا احساس ہونے لگا۔

اندھے کو اندھیرے میں دور کی ہی سوجھتی ہے۔ ساری قوم سیاہ کاری کی مرید بن گئی اور وہ گناہ گاریاں تراشی گئیں۔ کہ زمین وآسمان لرز گئے۔

انجام کار قدرت نے نار کو نار میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا اور سرکشان شریعت کو اہتمام حجت کے بعد فنا کی گود میں پہونچا دیا۔

دنیا پھر خالی تھی۔ سالار کارواں کی ضرورت نے قدرت کو پھر متوجہ کیا اور باقی ماندہ افراد میں سے ہاموس جنی کے نام پروانہ پیغبری جاری ہوا۔ یہ بزرگ اپنی قوم میں مقابلتاً نیک طینت اور ممتاز تھے۔ حکومت اور پیغبری کے بعد ان کے مراتب میں اور بھی اضافہ ہو گیا ساتھ ہی قدرت کی طرف سے مختلف ہدایتوں کے علاوہ یہ نوٹس بھی تھا۔ کہ اگر تم نے پچھلے نبیوں کی طرح بغاوت کی اور شریعت آسمانی کی توہین کے مرتکب ہوئے۔ تو تمہیں ان سب سے زیادہ سخت سزا دی جائے گی۔ اور وہ ایسی سزا ہو گی کہ اگر تم آج اُسے معلوم کرو تو خوف ودہشت کے مارے تمہارے کلیجہ کے ٹکڑے اڑ جائیں۔

ہاموس نے خلوص قلب سے وعدہ کیا کہ میں شریعت کی پوری طرح حفاظت کرونگا۔ اور کوشش کروں گا۔ کہ میں اور میری قوم پوری طرح قواعد آسمانی کی پابند ہو کر رہے۔

وعدہ کرنے والا ناری تھا اور وعدہ بھی ناری تھا۔ کب تک۔ رفتہ رفتہ ناری فطرت رنگ لانے لگی۔ اور اپنے اسلاف کی طرح بلورے چھتیس ہزار سال گذرنے کے بعد آخرکار اسی مرکز پر آگئی۔ جہاں سے عالم فنا کا راستہ بالکل سیدھا اور تباہی کا زینہ قریب تر ہے۔ اور جہاں پہونچ کر پچھلی قومیں شریعت کی قید وبند سے اپنی ذات کو آزاد سمجھنے لگی تھیں۔ شروع شروع میں تو ہاموس جنی نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا۔ لیکن اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ سیاہ کاروں کے دیوتا کے سامنے ایک دن ہاموس بھی سربسجود نظر آیا۔ پھر کیا تھا۔ "سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا"۔ جب پیغبر اور راہبر ہی گناہوں کا پجاری بن جائے تو اس کی قوم کیسے بچ سکتی ہے؟ وہ جو ایک روک تھی۔ ہاموس کی غداری سے جاتی رہی۔ کچھ افراد ایسے بھی تھے۔ جو عرصہ تک گناہوں کی دنیا سے دامن بچاتے رہے۔ لیکن راہبر کو مصروف گناہ دیکھ کر ان کا جی بھی للچایا۔ اور انہوں نے اپنا تقدس کا لبادہ سیاہ کاری کی بھٹی میں پھونک دیا۔

ان سے پہلے جو تین دور گذرے ان میں بھی یہ ہولناک سیہ کاریاں نہ تھیں۔ کہیں کہیں زہد وتقوے کے مریض دم توڑتے نظر آہی جاتے تھے۔ لیکن اس چوتھے دور میں تو ذرہ ذرہ انجام سے بے خبر ہو کر شریعت کی دھجیاں اُڑا رہا تھا۔

قدرت نے پہلے ہی فیصلہ سنا دیا تھا کہ اگر تم نے اسلاف کی طرح غداری کی تو تمہیں ان سے زیادہ لرزہ خیز سزا دی جائے گی۔ چنانچہ باری تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک فوج کو حکم دیا۔ کہ وہ زمین پر جائیں اور ہاموس کی قوم کو انتہائی سختیوں کے ساتھ تباہ کر دیں۔ اور ایسا قتل عام ہو کہ شریعت سے غداری کرنے والوں کیلئے ہمیشہ کے واسطے

ایک مثال بن جائے۔

ملائکہ کی فوج مقابلہ کے لئے زمین پر آئی اور ادائے فرض میں مصروف ہوگئی۔ قوم جنات نے بھی بڑی بہادری سے ان کا مقابلہ کیا۔ لیکن فرشتے بہرحال فرشتے ہیں آخرکار غالب آگئے۔ اور قتل عام سے جو افراد بچ سکے وہ ادھر ادھر جزیروں میں بھاگ گئے اور بے شمار چھوٹی عمر کے بچے فرشتوں کی حراست میں آگئے۔ ان ہی کم سن قیدیوں میں اپنی کم عمری کے سبب میں بھی تھا۔ ہر چند کہ میں نے بھاگنے کی کوشش کی گرفتار کرنے والے زیادہ طاقت ور تھے۔ اور میں ان کے چنگل سے بچ نہ سکا۔

میں بچپن میں بے حد حسین تھا۔ میری ذہانت اور قابلیت سے میرے والدین کو بہت کچھ امیدیں تھیں۔ میرے خاندان کے بہت سے لوگ میرے باپ سے محض اسی وجہ سے عداوت رکھتے تھے۔ کہ اتنا حسین و جمیل اور ایسا ذہین بیٹا ان کو کیوں ملا بہرحال اس قید کے بعد بھی میری ذہانت اور میرا حسن بیکار نہیں گیا۔ مجھے دیکھ کر فرشتوں کو رحم آگیا اور انہوں نے آپس میں مشورہ کرکے پروردگار عالم سے التجا کی کہ اگر اجازت ہو تو اس کم سن بچے کو ہم آسمان پر لے آئیں۔ یہ بہت ذہین ہے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ اس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ فرشتوں نے کہا۔

پروردگار عالم ! تو عالم الغیب ہے۔ آئندہ کے بھید تو ہی جان سکتا ہے۔ لیکن بظاہر اگر اچھی تعلیم ملے۔ تو یہ لڑکا ہمارے خیال میں ٹھیک ہوجائے گا۔

قدرت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حکم ہوا۔ اچھا اس بچے کو آسمان پر لے آؤ اور باقی بچوں کو وہیں دنیا میں چھوڑ دو۔ چنانچہ حکم باری تعالیٰ کے تحت فرشتے مجھے آسمان پر لے آئے

## انسانی دُنیا کا دھوکہ

سنتا ہوں کہ انسانی دنیا کے بعض تاریخ داں اصحاب میرے متعلق ایک دلچسپ رائے رکھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ مجھے فرشتوں نے قید نہیں کیا۔ بلکہ ان کی رائے میں واقعہ یوں تھا۔ کہ قوم اجنہ کی بد افعال اور گنہگاریوں کو دیکھ کر عزازیل یعنی میں نے گوشہ تنہائی کو اپنے لئے پسند کیا اور فساد کی دنیا سے دور کسی سنسان مقام پر خدا کی عبادت میں مصروف ہوگیا۔ جب فرشتے مفسدوں کا سر کچل کر فارغ ہوئے۔ اور عزازیل کو مصروف عبادت دیکھا تو انہیں بہت تعجب ہوا۔ اور پروردگار سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اس زاہد و متقی کو ہم اپنے ساتھ رکھ لیں۔ کیوں کہ یہ اس گناہ آلود دنیا کے لائق نہیں ہے۔ اور ہمارے ساتھ اس کا نباہ خوب ہوجائے گا۔ پروردگار کو منظور ہی یہ تھا۔ لہٰذا اس نے فرشتوں کی التجا منظور کی اور عزازیل کو آسمان پر فرشتوں کے ساتھ رکھنا منظور کرلیا۔

خیر! اس طرح بھی میری توہین نہیں ہے۔ اگر ایسا مشہور ہوا تو کوئی ہرج نہیں بہرحال مجھے صحیح واقعہ لکھنا ضروری ہے۔ اور وہ وہی ہے۔ جو میں نے پہلے لکھا ہے یعنی میں لڑائی کے وقت بصورت مخالف قید کیا گیا تھا۔ اور فرشتوں نے میری عبادت پر نہیں بلکہ کم سنی اور معصومی اور خوبصورتی پر ترس کھا کر اور میرے اچھے ذہن اور ہوش سے مختلف امیدیں وابستہ کرکے پروردگار عالم سے سفارش کی تھی۔

بہرحال میں خود اپنی مرضی سے یا اپنی التجا سے آسمان پر نہیں گیا تھا چند فرشتوں نے سفارش کی اور پروردگار نے منظور کرلیا۔ میرا کیا بگڑتا تھا بگڑ تا گیا۔ میرا تو فائدہ اسی میں تھا۔ کہ کسی صورت سے جان بچے۔ میں تو اپنی آنکھوں سے غداروں کا قتل عام دیکھ چکا تھا۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں رہا اور مفت میں جان بچ گئی۔ میں نے بھی سوچا۔ خیریت اسی میں ہے۔ کہ اس وقت جان بچنے کی خوشی کا اظہار نہ ہونے پائے ورنہ فرشتے اور خدا یہ سمجھ لیں گے کہ جان بچنے سے لڑکے کو خوشی ہوئی ہے اور یہ خود چاہتا ہے کہ اسے فنا نہ کیا جائے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر اس وقت پروردگار کو یہ اطلاع ہوجاتی یا فرشتے کسی طرح یہ جان لیتے کہ میں مسرور ہوں اس انقلاب سے تو یقیناً کوئی نہ کوئی شرط اسی وقت لگادی جاتی۔ مگر وہ تو خیریت ہی رہی کہ فرشتوں نے التجا کی اور پروردگار نے منظور کرلی۔

مجھے کیا خبر تھی اس وقت کہ میرا یہ خیال لچر ہے اور ایک نہ ایک دن مجھے تکلیف دے گا۔ میں تو یہ جانتا تھا۔ کہ علم غیب کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ اگر اس وقت مجھ سے کوئی یہ کہہ دیتا کہ پروردگار دور کی بات بھی جان لیتا ہے۔ اور دل کا بھید بھی اسے کسی طاقت سے معلوم ہوجاتا ہے۔ تو سچ جانئے کہ ایک دفعہ تو میں اس مہربانی کا شکریہ ادا کرہی لیتا اور عجب نہیں کہ اس وقت کی ممنونیت آج میرے کام آجاتی۔ لیکن اب وقت گذر چکا۔ اس کی تلافی ممکن ہی نہیں ہے۔ ہائے مجھے کیا خبر تھی کہ اس وقت کی روشنی طبع ،مجھ پر بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے گی۔ جب میں آسمان پر رہتا تھا تو بار ہا فرشتوں نے مجھے یہ طعنہ دیا تھا۔ کہ ہم نے تمہاری سفارش کی، جان بچائی لیکن تم نے اس احسان عظیم کے عوض اس وقت کسی ممنونیت کا اظہار نہیں کیا۔

اس وقت تو نہیں، ہاں آج مجھے پچھتانا پڑ رہا ہے۔ اگر اس وقت ایک ظاہری سجدہ کرلیتا تو میرا کیا بگڑ جاتا۔ مگر میں اپنی عقل کے زعم میں رہا۔ اور واقعات اپنا کام کرتے گئے

ہاں ! تو میں عرض کر رہا تھا کہ فرشتے مجھے گرفتار کرکے آسمان پر لے گئے۔ اس وقت میری عمر دو سو بیاسی سال کی تھی۔ ممکن ہے کہ یہ عمر آج کل کے زمانہ میں تعجب انگیز ہو۔ کیونکہ میں نے اس عمر کے باوجود اپنی ذات کو گرفتاری کے وقت کم سن بتایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں عمریں محدود نہیں ہوتی تھیں۔ یہ حد بندی تو اسی وقت ہوسکتی ہے۔ جب ابتدا کے بعد انتہا ہو اور آغاز کے بعد انجام ہو اور پیدائش کے بعد فنا کی کوئی صورت مقرر ہو۔ ہمارے لئے فنا کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ اس واسطے ہزار ہا سال کی عمر تک کم سنی کا زمانہ شمار ہوتا تھا۔

## حسب ونسب

قبل اس کے کہ میں آئندہ کے واقعات لکھوں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی سابقہ عمر اور حسب ونسب کے متعلق بھی مختصراً عرض کردیا جائے۔

میری پیدائش دنیا کی ابتدار سے ایک لاکھ چوالیس ہزار سال بعد ظہور میں آئی ہے۔ سب سے پہلے میرے جد ابوالجن طارہ نوس جان پیدا کئے گئے تھے جو چھتیس ہزار سال تک ساری دنیا پر حکومت اور پیغمبری کرتے رہے۔ اور آخرکار شریعت آسمانی کی سرکشی کے باعث فنا ہوئے۔



اس کے بعد دنیا کا ایک دوسرا دور شروع ہوا۔ اور چلپانیس سر برآرائے سلطنت ہوئے۔ انہوں نے بھی بہت شاندار طریقے سے چھتیس ہزار سال گذار دیئے حق کی شریعت کو بھول گئے اور اسی باعث انہیں اپنی ہستی کو بھی بھولنا پڑا۔ تیسرا دور بلیقا کا تھا۔ یہ حضرت بھی اسی مدت میں عروج وزوال کی منزلیں طے کرگئے۔ چوتھی باری میرے جد امجد ہاموس جنی کی تھی۔ انہوں نے بھی چھتیس ہزار برس شریعت آسمانی کا جھنڈا بلند رکھا۔ اور انجام کار اپنے اسلاف کے مقلد بن کر گناہ کے دیوتا کی رگ رگ میں سما گئے۔ میرے والد صاحب قبلہ بھی ان ہی حضرت کی اولاد میں تھے۔ اور محترمہ والدہ کو بھی یہی شرف حاصل تھا۔ اور خدا غارت کرے اس شرف کو مجھ بھی یہی پٹ گیا اور آخرکار اپنے دادا جان کے عذاب میں مجھ جیسے بے گناہ اور کم سن پوتے کو بھی اسیر ہونا پڑا۔ خیر، یہ تو دل کے پھپھولے ہیں۔ ہمیشہ پھوٹتے ہی رہیں گے پھوٹنے دیجئے۔ ہاں تو یہ سنئے کہ میں کون ہوں اور میرے باپ دادا کون تھے۔؟

جس طرح آج کل مختلف انسانوں کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں، ٹھیک اسی طرح اس وقت بھی ہوتا تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ آج کل شکلوں کا اختلاف بہت معمولی ہوتا ہے اور بہرصورت چہرہ انسانی ہی رہتا ہے۔ مگر ہمارے زمانہ میں بات ہی کچھ اور تھی۔ مثلاً ایک مرد کا چہرہ اگر گھوڑے کا سا ہے تو دوسرے کا بلی کا سا ہوسکتا ہے اور یہ تعجب کی بات نہیں سمجھی جاتی تھی۔ ہر فرد کا جسم تقریباً ایک سا ہی ہوتا ہے۔ جس طرح آج کل انسانی جسم موٹا۔ پتلا۔ بھدا، نازک وغیرہ شکلوں کا ہوتا ہے ایسا ہی اس وقت کا بھی دستور تھا۔ صرف چہرہ کی ساخت نمایاں اختلاف رکھتی تھی اور یہی پہچان کا ذریعہ تھا۔

## ماں باپ کا حال

میرے باپ کا قومی نام چلپیا تھا۔ لیکن ان کے قوم والے تو انہیں رکنیت کی مناسبت سے ابوالغوی کہہ کر پکارتے ہیں۔ ان کا چہرہ تقریباً ایسا تھا جیسے آج کل کے زمانہ میں ببر شیر کا ہوتا ہے۔ نہایت قدآور بہادر تھے۔ آج کل کے حساب سے بتایا جائے تو اُن کے جسم کا وزن ۱۴ من ۳۵ سیر تھا۔ قوم کی طرف سے اُن کو شاشین کا خطاب تھا۔ شاشین کے لغوی معنے ہماری زبان میں دل ہلا دینے والے کے ہیں۔ میرے والد کی تمام قوم پر دھاک بیٹھی ہوئی تھی؛ وہ جس سے خفا ہوتے تھے اس کی زندگی اجیرن ہوجاتی تھی۔ وہ جس سے خوش ہوتے تھے، نہال کردیتے تھے قوم کا بچہ بچہ احترام کرتا تھا۔

اسی طرح میری والدہ بھی بہت دلیر اور طاقت ور تھیں اُن کا نام تبلیث تھا ان کا چہرہ کچھ اس ساخت کا تھا کہ آج میں مثال دے کر بھی شکل سے سمجھا سکتا ہوں بہرحال ایک حد تک ان کے چہرہ کی ساخت آج کل کے بھیڑیئے کی مادہ سے بہت کچھ ملتی جلتی تھی۔ اُن کے متعلق عام بات مشہور تھی کہ وہ اپنے زمانہ کی سب سے زیادہ حسین وجمیل مادہ ہیں۔ لیکن نہایت جنگ جو اور دلیر۔ بہادر ایسی کہ جنگ میں ہزاروں کا مونہہ پھیر دیں۔ فرشتوں سے آخری جنگ کے وقت ان کی بہادری نے وہ وہ نظارے پیش کئے کہ دیکھنے والے عش عش کرگئے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ جن اور فرشتوں کی جوڑ برابر کی نہیں تھی۔ دوران جنگ میں قوم کے بچے بچے کی زبان پر تھا۔ کہ قوم اجنہ کی مایۂ ناز مادر وطن تبلیث کے زندہ ہوتے ہوئے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں زیر نہیں کرسکتی۔

خود میرا بھی یہی خیال تھا کہ اماں جان کی بعید از قیاس بہادری کے مقابلہ میں اگر فرشتوں نے سخت غلطی کی ہے اور انہیں مونہہ کی کھانی پڑے گی اور درحقیقت مونہہ کی کھانی پڑتی۔ اگر کوئی اندرونی طاقت کام نہ کر رہی ہوتی۔ بیچارے کم طاقت فرشتے ہمارے مقابلہ میں کیا جنگ کرسکتے تھے۔ یہ بھی خدا جانے کیا بات تھی کہ ہم دب گئے ورنہ وہ جوہر دکھاتے کہ فرشتوں کو چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔

اس عجیب وغریب جنگ کا سماں کچھ ایسا ناقابل فہم تھا کہ ساری قوم حیرت میں تھی۔ فرشتوں کا وار ہم پر بھرپور پڑ رہا تھا۔ لیکن ہمارا وار کچھ ایسا اوچھا اور بزدلانہ نظر آتا تھا۔ کہ خود ہمیں حیرت ہوتی تھی وہ وار کرتے تھے تو ہم پر پڑتا تھا اور جب ہم وار کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہم نے ریت کے ڈھیر پر حملہ کیا۔

اسی ناقابل فہم اور حیرت ناک جنگ میں والد اور والدہ شہید ہوگئے۔ میں بھی اس وقت شادی شدہ تھا۔ میری جاں نثار ملکہ بھی اسی لڑائی میں خدا کو پیاری ہوگئی۔ میرا بڑا لڑکا بھی بیچارہ اسی لڑائی میں ختم ہوا۔ اسی کا نام مرہ تھا۔ بیچارے کی شادی کے دن قریب تھے۔ اگر یہ جنگ کچھ اور عرصہ بعد ہوتی تو وہ غریب بھی شادی کی مسرتیں دیکھ لیتا۔ مگر افسوس ہے کہ ہمیں اپنے دادا ہاموس کی طرف سے ایک ایسا تاوان ادا کرنا تھا۔ جو کسی حال میں بھی مہلت دینے کیلئے تیار نہ تھا۔ مرہ غریب بے آئی مارا گیا۔ اس نے ابھی دنیا میں پوری طرح قدم بھی نہ رکھا تھا۔ کہ اپنے بزرگوار ہاموس جنی کے گناہوں کی پاداش میں فنا کی قربان گاہ پر چڑھا دیا گیا۔ اور اپنے دادا ابوالغوی چلپیا اور دادی تبلیث کے ساتھ گم نامی کے عمیق سمندر میں انسانی مورخوں کی نظروں سے بہت دور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کھوگیا۔ اور آنے والی انسانی دنیا کے لئے یہ غلط فہمی چھوڑ گیا کہ اس کا باپ (یعنی شیطان) فرشتہ ہے۔ اور شاید بے ماں باپ کے پیدا ہوا ہے۔ اور غالباً یہ غلط خیال بھی کہ بیچارہ شیطان لاولد ہے۔ غیر شادی شدہ ہے خدا نہ کرے جو میں لاولد ہوں،

خیر مجھے اس سے بحث نہیں کہ میرے لخت جگر مرہ نے دنیا کیلئے کیا چھوڑا اور اپنے ساتھ کیا لے گیا۔ مجھے تو ان نادان انسانی مورخوں پر ہنسی آتی ہے جو مٹی کی عقل لئے پھرتے ہیں۔ اور دعوے کرتے ہیں کہ ہم تاریخ کے اندھے کنویں سے بہت دور کی کوڑی لا سکتے ہیں۔ جن کی معلومات کا یہ عالم ہے کہ فرشتہ اور جن میں بھی تمیز نہیں کرسکتے۔

## میری عمر کا ابتدائی حصہ

بتا چکا ہوں کہ میں دنیا کی ابتدا سے ایک لاکھ چوالیس ہزار سال پہلے پیدا

ہوا تھا اور دنیا کی تباہی کے وقت میری عمر دو سو بیاسی سال کی تھی۔ اس مختصر عمر کی کیفیت یہ ہے کہ مجھے والد صاحب نے اپنے ایک دوست سے جن کا نام ثربوق تھا ابتدائی تعلیم دلائی۔ ذہن اچھا تھا۔ تھوڑے عرصہ میں چل نکلا اور تعلیم کے میدان میں فراٹے بھرنے لگا۔ میری قابلیت کو دیکھ کر بہت سے افراد جلنے لگے۔ اور انہوں نے یہ شہرت دینی شروع کر دی کہ عزازیل (یہ میرا قومی نام ہے)، بہت مغرور اور خود بین لڑکا ہے اور چونکہ اس کے باپ کی شکل شیر کی سی ہے اس واسطے نہایت خود دار اور سرکش ہے اور اس کا مارا بچ ہی نہیں سکتا۔ اور چونکہ ماں کی شکل بھیڑیئے سے مشابہ ہے اس واسطے نہایت مکار اور خود غرض ہے اور دھوکہ باز اور فریبی ہے۔

ممکن ہے کہ مجھ میں یہ صفات ہوں۔ یا میری قوم کے حاسدوں نے یہ باتیں جلن کی وجہ سے مشہور کر دی ہوں۔ بہر حال یہ واقعہ ہے کہ میں بچپن میں ضدی بہت تھا۔ اور گو اس وقت تو نہیں مگر آج مجھے تجربات کی بنا پر یہ بھی ماننا پڑا ہے۔ کہ میں والدین کی اطاعت سے بھی گریز کیا کرتا تھا۔ نافرمان تھا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میں نے ہمیشہ ماں باپ کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ کیا۔ لیکن بیچاروں نے ہمیشہ درگذر اور عفو سے کام لیا میں نے بارہا اپنے والد صاحب قبلہ کو ایک حقیر ملازم کے مانند ڈانٹ دیا۔ لیکن وہ ہمیشہ میرے ساتھ نرمی ہی کا برتاؤ کرتے رہے۔

یہاں دنیا کے انسانی مورخین نوٹ کر لیں کہ میں کس آزادی کے ساتھ اپنی برائیاں بھی لکھتا جا رہا ہوں۔ اگر میری جگہ حضرت انسان ہوتے اور ان سے بھی بچپن میں اسی قسم کی گستاخانہ حرکتیں سرزد ہوتیں تو وہ ان واقعات کو اس طرح لکھتے کہ۔ بچپن میں میرے معزز والدین مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور میری ناز برداریوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے میری تعلیم و تربیت کا انہیں خاص خیال تھا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے تمام دنیا کی ہر زبان کا اور ہر علم کا دستار بندی عالم و فاضل بنایا۔ کروڑوں روپیہ میری تعلیم پر پانی کی طرح بہایا۔ تب کہیں یہ خاکسار دنیا میں رہنے کے قابل ہوا۔

دیکھی آپ نے انسانی خاکساری۔ سب کچھ کہہ جاتا ہے۔ ہر قسم کا رنگ جما دینے کے بعد کیسے سوکھے مونہہ سے کہتا ہے۔ تب کہیں یہ خاکسار دنیا میں رہنے کے قابل ہوا ہے اس کے علاوہ گستاخانہ رویہ کو بتایا ہے کہ والدین میرے ناز بردار تھے مجھ سے محبت کرتے تھے۔ گویا انسان کے خیال میں گستاخی کرنے کے بعد اگر کوئی بزرگ معاف کر دے یا درگذر کی اس سے غلطی ہو تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس سے محبت کی گئی اور اس کی ناز برداری ہوئی۔

خیر چھوڑیئے ان باتوں کو۔ میں عرض کر رہا تھا کہ میں بچپن میں خدا جانے کیوں گستاخ تھا۔ ماں باپ کا جتنا احترام کرنا چاہیئے میں اس کا عشر عشیر بھی نہ کرتا تھا اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ میری موجودہ بدنامی کا باعث بڑی حد تک والدین کی نافرمانی بھی ہے۔ جو دوسرے بڑے اسباب کے ساتھ مل کر رسوائی کی زیادتی کا سبب بنی۔

موجودہ دنیا والوں کا خیال ہے کہ میں صرف ایک سجدہ کے انکار پر ان حالوں کو پہنچا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ سجدہ کر لیتا تو میری سیاہ تمتیوں پر اور کچھ دن پردہ پڑا رہتا۔ مگر وہ تو قدرت ہی کو یہ منظور تھا۔ کہ میں نسل آدم کا دشمن مشہور ہو جاؤں اور قیامت تک مجھ پر لعنت اور پھٹکار کی بارش ہوتی رہے۔

# آسمان کی سکونت

عین اس وقت جبکہ میں شباب کی ابتدائی منزلوں سے گذر رہا تھا وہ جنگ شروع ہوئی جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اور جس میں میرے والدین اور قوم کے لاتعداد افراد لقمۂ اجل ہوئے اور جس نے دنیا کا جو تھا دور بھی ختم کر دیا۔ اس جنگ میں فرشتوں نے مجھے قید کر لیا۔ اور خدائے قدوس کی اجازت سے مجھے آسمان پر لے گئے۔ اس حفاظت جان سے۔ مجھے درحقیقت بے حد مسرت تھی۔ لیکن تجربہ کے بعد آج افسوس کرتا ہوں۔ اگر مجھے بھی میری قوم کے ساتھ فنا کر دیا جاتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ اس ذلت کی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر تھی۔ لیکن مجھے اس وقت کیا خبر تھی کہ آئندہ میری زندگی میرے ساتھ کیسے کیسے ذلت انگیز کھیل کھیلے گی۔ میں صرف یہی سمجھ رہا تھا۔ کہ جان بچ گئی اور اب ہمیشہ فرشتوں کی صحبت میں آرام سے بسر ہو گی۔

شروع شروع میں مجھے فرشتوں نے پڑھایا۔ علوم مختلف کی تعلیم دی اکثر آسمانی راز اور ان کے تفصیل واقعات سے آگاہ کیا۔ پروردگار عالم کے رتبہ اور جاہ و جلال سے آشنا کیا۔ عبادت اور ریاضت کے طریقے سمجھائے۔ آداب آسمانی بتائے اور جب میں اپنے تیز ذہن اور زبردست حافظ کی مدد سے سب کچھ سیکھ گیا تو وہی فرشتے غالباً حکم خداوندی کے تحت مجھ سے علوم عالیہ میں امداد لینے لگے۔ رفتہ رفتہ میں اپنی قابلیت کے باعث فرشتوں کا مکمل استاد بن گیا۔ اب میری وہ پوزیشن ہو گئی جو کبھی میرے سامنے فرشتوں کی تھی۔ ایک وقت وہ تھا کہ میں ان کے سامنے ایک شاگرد کی حیثیت رکھتا تھا ایک دن وہ آیا کہ وہ سب کے سب میری شاگردی کو باعث افتخار سمجھنے لگے۔

اللہ اللہ! قدرت بھی کیسے کیسے عجوبے پیش کرتی ہے۔ کبھی کسی کو اعزاز بخشتی ہے اور کبھی کسی کو۔ اللہ میاں کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ وہ اپنی رائے اور اپنے ارادے کو سب سے الگ تھلگ رکھتے ہیں۔ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی۔ اور انہیں جو کچھ کرنا ہوتا ہے کر جاتے ہیں۔ جس کو چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں۔ اور جس کو چاہتے ہیں ذلت دیتے ہیں۔ جو ان کے راستے سے گمراہ ہو جائے۔ پھر اسے کوئی طاقت صراط مستقیم پر نہیں لا سکتی اور جسے راہ راست کی کنجی دے دیں پھر اسے کوئی طاقت گمراہ نہیں کر سکتی۔

موجودہ زمانہ میں بھی ان کا دستور اٹل ہے۔ قرآن مجید میں بھی انہوں نے بار بار یہی جتایا ہے۔ ہم جسے چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں ذلت دیتے ہیں۔ کوئی ہمیں مشورہ دینے کا مجاز نہیں۔



# آسمانوں کی سکونت

## پہلے آسمان پر

میری عبادت و ریاضت پورے جوش پر تھی وعظ کی مجلسیں روزانہ ہوا کرتی تھیں۔ پہلے آسمان کے فرشتے میرے درس و تدریس سے بہت کچھ سیکھ چکے تھے میں بھی ان سب سے مانوس ہو گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں۔ میرے سب ساتھی آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے رہتے تھے۔ کہ پروردگار نے عزازیل جیسی ہستی ان کی تعلیم و تربیت کیلئے بخشی ہے مجھے بھی سب کچھ معلوم تھا کہ یہ فرشتے میرے کیا رائے رکھتے ہیں۔ ایک روز یکایک مجھے بتایا گیا کہ آسمانِ دوم کے فرشتے میرے جلیس ہونا چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی میرے پند و نصائح سے کچھ فائدہ اٹھانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ میں نے یہ سن کر جواب دیا۔ میں حاضر ہوں اور جو کچھ جانتا ہوں ان کو ضرور بتاؤنگا۔ وہ شوق سے وعظ کی مجلسوں میں شریک ہوا کریں۔ لیکن اس کے جواب میں مجھے بتایا گیا کہ آسمانِ دوم کے فرشتے پہلے آسمان پر نہیں آ سکتے۔ چنانچہ بحکم خداوندی دوسرے آسمان پر پہنچا دیا گیا۔ پہلے آسمان کے فرشتوں کو میری اس تبدیلی سے اور جدائی سے افسوس ہوا۔ مگر میں نے انہیں سمجھا دیا کہ حکم خداوندی کے آگے ہم سب کی گردنیں خم ہیں اور یہی ہمارا امتیاز ہے۔ چنانچہ آسمانِ اول کے فرشتے میرے سمجھانے سے کچھ مطمئن ہو گئے اور پھر اپنے محبوب ساتھیوں کو باحسرت و یاس چھوڑ کر دوسرے آسمان پر چلا گیا۔

## دوسرے آسمان پر

یہاں پہونچا تو فرشتوں نے میری آؤ بھگت کی۔ اور مجھ سے کہا کہ ہم سب نے بارگاہِ قدوس میں عرض معروض کر کے آپ کو حاصل کیا ہے کیسا اچھا ہو اگر آپ کی زندگی اور عمل سے کچھ بھی سیکھ سکیں۔ وہی وعظ کی مجلسیں۔ جو آپ آسمان اول پر منعقد فرمایا کرتے تھے۔ یہاں ہمارے لئے بھی مفید ہوں گی۔ میں نے کہا پیارے دوست میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔" چنانچہ وہی مشاغل جو پہلے آسمان پر تھے۔ یہاں بھی شروع ہو گئے۔ ایک مدت دراز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ میری ضرورت تیسرے آسمان کے فرشتوں کو محسوس ہوئی اور اسی طرح بار اپنا خواستہ مجھے دوسرے آسمان کے پیارے ساتھیوں کو الوداع کہنا پڑا۔ چلتے وقت میرے محبوب دوستوں نے جن مایوس نگاہوں سے مجھے دیکھا تھا وہ تیر کی طرح میرے سینے کو چھلنی کر گئیں۔ اور آج تک اس کا اثر محسوس کرتا ہوں۔

## تیسرے آسمان پر

پہلے آسمان پر جو بہار تھی کاش میں بیان کر سکنے کی طاقت رکھتا۔ لیکن جب دوسرے آسمان پر پہونچا تھا تو وہاں کے مناظر دیکھ کر پہلے آسمان کو بھول گیا تھا مگر اب تیسرے آسمان نے تو مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ کیسا سماں تھا بس یہ میں ہی جانتا ہوں یہاں بھی یہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ روزانہ وعظ کی مجالس ہوتی تھیں اور لاتعداد ملائکہ شرکت کرتے تھے۔ مجھے اس جگہ بہت ہی ہر دلعزیزی حاصل ہوئی۔ میں نے بھی جی کھول کر اپنے احباب کو تعلیم دی اور انہوں نے بھی ہر طرف سے بے نیاز ہو کر میرے اعمال کی تقلید کی اور فن عبادت میں چار چاند لگا دیئے۔

## چوتھے آسمان پر

ابھی خود میرا بھی جی نہیں بھرا تھا کہ چوتھے آسمان کے ملائکہ کی رگ کشش پھڑک اٹھی اور انہوں نے پروردگار عالم سے التجا کی کہ عزازیل کو کچھ روز کیلئے ہمارے آسمان پر رہنے کا موقع دیجئے۔ تاکہ ہم بھی اس کی نیک تعلیم سے مستفیض ہو سکیں چنانچہ بحکم باری تعالیٰ مجھے آسمان چہارم پر جانا پڑا۔

وہاں میں نے کیا دیکھا یہ ایک بہت بڑا راز ہے اور مجھے اجازت نہیں ہے کہ ظاہر کروں۔ کیونکہ وہاں میری ملاقات علاوہ ملائکہ کے اور بھی چند مشہور روحوں سے ہوئی۔ بہر حال میں جس لئے آیا، اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ یہاں کے فرشتوں نے میری بڑی خاطر مدارات کی اور میں نے بھی خوب جی بھر کے ان کے ساتھ محنت کی تعلیم خاص سے مستفیض کیا۔ حتیٰ کہ مجھے پانچویں آسمان پر جانے کا حکم سنا دیا گیا۔ اور میں بادلِ ناخواستہ چوتھے آسمان سے بھی روانہ ہو گیا۔

## پانچویں آسمان پر

یہاں پہونچا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے ملائکہ عرصۂ دراز سے مجھے بلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ آخر کار پروردگارِ مطلق نے ان کی التجا قبول کی اور مجھے یہاں بھی بھیجدیا۔

اس آسمان پر عجیب بہار تھی۔ ہر طرف عبادت ہی عبادت نظر آ رہی تھی میں بھی اس شغل میں مصروف ہو گیا۔ اکثر وعظ کی مجلس منعقد ہونے لگیں۔ میرے آنے سے یہاں کے فرشتوں میں عبادت خداوندی کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا۔ مجھے دیکھ دیکھ کر ان سب نے بھی اپنی ریاضت میں غیر معمولی اضافہ کر دیا۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ اس آسمان کی سکونت کو ہوا تھا کہ مجھے چھٹے آسمان پر پہونچنے کا حکم مل گیا۔ چنانچہ میں اپنے دوستوں کو الوداع کہتا ہوا روانہ ہوا۔

## چھٹے آسمان پر

کتنی بہار تھی اس آسمان پر۔ کاش! ایک دفعہ اور دیکھنے کا موقع مل سکتا۔ ایک وہ وقت تھا کہ میں چھٹے آسمان پر حکومت کر رہا تھا اور تمام فرشتے میرے تابعدار اور معتقد تھے۔ اور آج وہ وقت ہے کہ میں صرف ایک نظارہ کو ترستا ہوں۔ یہاں کے ملائکہ کتنے شریف اور مہمان نواز تھے۔ اف! یہ خیال کر کے کلیجہ مونہہ کو آتا ہے کہ ایسے جنت نظیر مقام سے محروم ہونا پڑا۔ یہاں بہت ہی کم عرصہ قیام ہوا کہ مجھے ساتویں آسمان پر جانے کا حکم سنا دیا گیا۔ چنانچہ میں اپنے ساتھیوں

کے اخلاص آمیز برتاؤ پر ممنونیت کے آنسو نچھاور کرکے ساتویں آسمان کیلئے روانہ ہوگیا۔

## ساتویں آسمان پر

ڈرتا ڈرتا نہایت ادب واحترام کے ساتھ فلک ہفتم پر پہنچا۔ ہر طرف نور کی بارش ہورہی تھی۔ جدھر دیکھئے نور ہی نور تھا۔ یہاں کے ملائکہ کیا تھے درحقیقت نور کے چلتے پھرتے مجسمے تھے میری آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ چند دربان آگے بڑھے اور انہوں نے حسب دستور آسمان ہفتم کے فرشتوں کے آداب واحترام سے آگاہ کیا۔

اور آگے بڑھا تو ملائکہ کی ایک مختصر سی جماعت نے میرا استقبال کیا۔ اور پیغام خداوندی سنایا کہ میں ملائکہ ہفت افلاک کے معلم کی حیثیت سے ساتویں آسمان پر بھی فرشتوں کو اپنی تعلیم کے ذریعہ سے فائدہ پہنچاؤں۔ کیونکہ آسمان ہفتم کے فرشتوں نے خداوند قدوس سے درخواست کرکے مجھے بطور مہمان اپنے پاس بلایا ہے

چنانچہ میں ہمہ تن ملائکہ کی تعلیم وتدریس میں مصروف ہوگیا۔ اور مدت دراز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں یہ بات اور لکھ دوں کہ اب مجھے اس قسم کے اعزاز کی عادت ہوگئی تھی۔ اس واسطے اپنی حیرت انگیز عظمت وترقی پر مجھے کبھی غور کرنے کی ضرورت محسوس ہی نہ ہوئی تھی نہ مجھے غور سے واسطہ پڑا۔ بلکہ میں اپنے خیال میں صرف یہ سمجھتا تھا کہ میری پیدائش کا مقصد صرف عبادت الٰہی ہے اور اس کے احکام کی تعمیل ارشاد میں فرشتوں کو درس دینے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔

## جنّت میں

خدا بھلا کرے جنّت کے ٹھیکیدار بھائی رضوان کا کہ مجھے یہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ بارگاہ خداوندی میں عرض معروض کرتا۔ میرے پیر یہاں بھی اکھاڑ دیئے اور یہ حکم نامہ بھیجوا یا کہ اب جنّت میں پہنچکر کچھ دن ساکنان فردوس کو بھی اپنی تعلیم سے فائدہ پہنچاؤں۔

مجھے خدمت علم اور تعمیل ارشاد خالق کائنات سے ہی اتنی فرصت نہ تھی کہ جنّت اور آسمان ہفتم کے فرق پر غور کرتا۔ یا ان میں سے ایک دوسرے کو فضیلت دیتا۔ حکم ہوا کہ جنّت میں جاکر کچھ دن وہاں والوں کے ارمان بھی پورے کردو۔ نہ انکار کی مجال نہ اقرار کی ہمّت۔ چنانچہ بصد رنج ویاس اپنے ان ساتھیوں کو چھوڑ کر جنّت میں چلا گیا۔

جنّت میں داخل ہوتے ہی حولدار صاحب نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ میرا استقبال کیا۔ کہنے کیلئے تو یہ حضرت "دربان فردوس ہیں۔ لیکن سچ پوچھو تو بڑے مزے کرتے ہیں۔ ان کی زندگی ایسے چین سے گذرتی ہے۔ کہ اس کی مثال موجودہ دنیا کی کوئی راحت نہیں دے سکتی۔

حضرت دیکھتے ہی کہنے لگے۔ آیئے بھائی عزازیل! ہمارے ایسے نصیب کہاں کہ آپ کی زیارت کرسکیں اور آپ کی بہترین تعلیم اور قابل تقلید زندگی سے کچھ سبق حاصل کرسکیں۔ میں نے انکساری کے لہجے میں (واضح رہے کہ اس زمانہ میں خاکساری کا رواج نہیں تھا۔ اس لفظ کی جگہ انکساری کا استعمال ہوتا تھا) ان سے بہت کچھ سنا اور آخر میں کہا کہ میں رب العزّت کا ادنیٰ اور حقیر بندہ ہوں اور مجھ سے اس سلسلے میں جو کچھ بھی خدمت ہوسکتی ہے اسے اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھتا ہوں

بھائی رضوان بولے۔ اگر کچھ دن ہمیں بھی درس وتدریس سے استفادہ کا موقع دیا جائے۔ تو ہم اہالیانِ جنّت اپنی خوش نصیبی سمجھیں گے۔

ساکنان فردوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے پھر کہا کہ یہ سب بھی آپ کے رہین منت ہونگے۔ آپ اگر ہماری التجا قبول فرماکر کچھ روز خلد میں قیام کریں۔

میں نے کہا۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ پروردگار نے مجھے بھیجا ہے کہ چند یوم آپ کے ساتھ بھی گذار دوں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں یہاں نہ رہوں میری کیا مجال ہے کہ تعمیل حکم سے سرکشی کا ارادہ بھی کرسکوں۔

اس کے بعد رضوان نے باجازت خداوندی مجھے تمام خلد کی سیر کرائی۔ جی باغ باغ ہوگیا۔ وہ کچھ دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا اور شاید اب کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔

الغرض میں جنّت میں رہنے لگا۔ اور وہاں بھی وہی وعظ ونصیحت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور یہ دستور مقرر ہوا کہ ایک مخصوص اور باعظمت مقام پر یاقوت احمر کا منبر تیار ہوتا تھا۔ اور اس پر ایک نوری علم ایستادہ کیا جاتا تھا۔ اس پر میں وعظ کہتا تھا۔ ہر مجلس میں ملائکہ کی تعداد اتنی کثیر ہوتی تھی کہ ان کا شمار میری قوت شماریہ سے بھی باہر تھا۔ سوائے عالم الغیب کے اس تعداد کو کوئی نہیں جانتا۔

درس وتدریس کا یہ مبارک سلسلہ سالہا سال تک جاری رہا۔ ملائکہ نے اس زمانہ میں مجھ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ گو ساتوں آسمانوں سے زیادہ فردوس میں ملائکہ نے مجھ سے فائدہ اُٹھایا۔ لیکن میرے خیال میں وہ اتنا ہے جیسے کسی بغیر ساحل کے سمندر میں سے کسی نے چند قطرے لے لئے ہوں۔



## ہیڈ پیغمبر

اس ترقی درجات کے زمانہ میں زمین کی دنیا نے پھر ایک کروٹ بدلی۔ میں آسمانوں پر محو تدریس تھا اور آسمانی دنیا کو دولت علم وعبادت سے مالا مال کررہا تھا۔ ادھر زمین کی بچی کھچی مخلوق پھر سمٹ سمٹا کر ایک مرکز پر جمع ہوگئی تھی۔ اور اپنی کھوئی ہوئی وقعت اور نگاہ التفات ڈھونڈھ رہی تھی۔

مجھے اطلاع ملی کہ میری قوم کے بہت سے افراد جو کسی زمانہ میں فرشتوں کی جنگ میں فنا نہیں کیے گئے۔ اور جن کو پروردگار نے کسی مصلحت سے اِدھر اُدھر روپوش ہو جانے کی اجازت دے دی تھی۔ اب پھر بے سروسامان پھر رہے ہیں۔ اور انہیں کوئی سچا راستہ دکھانے والا نہیں ہے۔ یہ حالات معلوم کرکے میرا جی بے حال ہوگیا۔ دل نے کہا چھوڑ ان مشاغل کو۔ تیری قوم بے یارومددگار اور ڈانواڈول پھر رہی ہے۔ انہیں راستہ بتا۔ تاکہ وہ بھی تیری طرح معروف عبادت ہوکر قرب الٰہی حاصل کرسکیں۔ مگر مشکل یہ تھی کہ اگر میں قومی لیڈری کے حصول کی درخواست کرتا ہوں۔ تو جنّت اور اس کی سکونت ہاتھ سے جاتی ہے۔ اور یہ عظمت ووقار جو آج میسّر ہے پھر نہیں رہے گا۔ مجھے اب سے بہت پہلے کے واقعات یاد تھے جو بداعمالیوں کے باعث اہل زمین پر گذرتے تھے اور جن کے تصور سے اب بھی روح پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔



ایک طرف جنّت تھی۔ ایک طرف قومی رہبری۔ میرے دل کے دنیا میں دونوں جنگ کر رہی تھیں۔ کبھی اعزاز ذاتی کا غلبہ ہوجاتا تھا۔ اور کبھی حب قومی کا۔ کبھی سوچتا تھا کہ قوم کی رہبری کے لئے زمین پر جانا پڑے گا۔ تو یہ آسمانی سکونت چھین جائے گی۔ اور کبھی یہ احساس پریشان کرتا تھا۔ کہ قومی خدمت پر ہزار راحتیں قربان کردینی چاہئیں۔ غرض ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا کہ بارگاہ خداوندی سے حکم ملا۔

تم اگر چاہو تو ہم تمہیں تمہاری قوم کا رہبر بناکر بھیج سکتے ہیں۔ تاکہ تم ان بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لگاکر قومی فرض کرو۔ اس کے بعد بھی تمہارے ساتھ یہ رعایت رہے گی کہ تم جب چاہو آسمان پر بلا روک ٹوک آسکتے ہو۔ اور جب چاہو اپنی قوم میں جاسکتے ہو۔ تمہارے لئے ہفت افلاک اور جنت الفردوس کے داخلہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔:

اندھے کو کیا چاہئے دو آنکھیں۔ میں تو خود یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح مجھے ان درجات کے ہوتے ہوئے بھی قومی رہبری کا موقع مل جائے۔ چنانچہ میں نے خالق کائنات سے عرض کی اے پروردگارِ عالم! تو عالم الغیب ہے۔ تو نے دل کی بات جان کر مجھے بامُراد فرمایا ہے۔ اب میں تجھی سے امداد واعانت طلب کرتا ہوں کہ مجھے زمین پر بھیجنے سے پہلے اتنی طاقت دے کہ ضرورت کے وقت میں کسی کام میں معذور نہ ہوں اور روئے زمین کے ذرہ ذرہ کو مطیع وفرماں بردار بنا سکوں۔:

دریائے رحمت نے میری یہ آرزو بھی آغوش میں لے لی اور بصد اعزاز مجھے اپنی قوم کی رہبری کے لئے بھیجدیا۔ بے شمار ملائکہ کی فوج بھی میرے ساتھ کردی۔:

## اسسٹنٹ پیغمبروں کی روانگی

میں ملائکہ کی کثیر فوج کے ساتھ زمین پر آیا اور اپنی سکونت کے لئے ایک نہایت پرُ فضا مقام تجویز کرکے رہنے لگا۔ ملائکہ کی فوجیں بھی میرے اردگرد بس گئیں۔

اب میں نے اپنی قوم کی رہبری کیلئے ایک پروگرام بنایا اور کامل غوروخوض کے بعد یہ مناسب سمجھا کہ میں اپنی قوم کے پاس ایک اسسٹنٹ پیغمبر بھیجوں تاکہ وہ تعلیم خداوندی سے قوم جنہ کو بہرہ ور کرے۔ چنانچہ میں نے چند روزہ کوشش کے بعد اپنی قوم کے چند افراد سے دوستی کرکے اُنہیں اپنے ساتھ ملالیا۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ صرف چند دوستوں کے حصول میں مجھے کافی دقّت اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا یہ بھی عجیب بات تھی۔ کہ باوجود اس تباہی اور بے چارگی کے یہ قوم اب بھی غرّاتی تھی۔ بہرحال حکمتِ عملی سے اس نے کچھ ایسے افراد حاصل کرہی لئے جو مجھے میرے پروگرام میں امداد دے سکتے تھے۔

سب سے پہلے میں نے سہوطلیث ابن بلاہت کو بطور اپنے نائب (یعنی اسسٹنٹ پیغمبر)، کے قوم کی طرف بھیجا۔ سہوطلیث نہایت ہوشیار اور متقی جن تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ اس خدمت کو نہایت دانشمندی سے انجام دے گا۔

لیکن افسوس ہے کہ جانے کے بعد اس نے عرصہ تک کوئی خبر نہیں بھیجی۔ تب میں نے ایک دوسرے جن کو تیار کرکے بطور ہادی قوم کی طرف روانہ کیا۔ وہ بھی ایسا روپوش ہوا کہ عرصہ تک خبر نہیں ملی۔ اس کے بعد مجبوراً تیسرے پیغمبر کو مامور کیا۔ یہ حضرت بھی اپنے سابقہ ساتھیوں کی طرح ہوا میں غائب ہو گئے۔ مجبوراً ایک اور پیغمبر روانہ کیا۔ یہ حضرت بھی ایسے گئے کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا۔ پانچواں پیغمبر بھیجا تو یہ حضرت پانچواں سوار ثابت ہوئے مجبوراً چھٹا پیغمبر تیار کیا اور خوب سمجھا بجھا کر بھیجا۔ اور تاکید کردی کہ تم پہلوں کی طرح نہ بیٹھ رہنا کم ازکم حالات سے ضرور مطلع کرنا۔ مگر یہ بھی اپنے ساتھیوں کے بھائی ثابت ہوئے۔

اب مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے سوچا کہ اگر یہی لیل ونہار ہے تو قوم کی رہبری اپنے بس کی بات نہیں۔ سوچتے سوچتے دل نے کہا۔ کم ازکم ایک بار اور کوشش کرلو۔ آخر یہ لوگ غائب کیوں ہو جاتے ہیں۔ میں بھیجتا ہوں بس یہی سمجھنا پڑتا ہے کہ بھیج دیا۔ کوئی خیر خبر نہیں ملتی۔ خود مختلف ذرائع سے جانے والوں کے حالات معلوم کرتا ہوں تو پتہ چلتا ہے۔ کہ وہاں کوئی پہونچا ہی نہیں۔ صحیح حالات ہی کوئی نہیں بتاتا۔

میں نے اپنی کوشش سے جو چند افراد حاصل کئے تھے۔ ان میں کے کئی معتبر اور بھروسے کے نمائندے بھیج چکا ہوں لیکن ہنوز روز اوّل ہے۔ اب میں نے باقی ماندہ ساتھیوں پر نظر ڈالی اور آخری کوشش کیلئے آصف بن یاسف کا انتخاب کیا۔ یہ بہت ہی تیز طرّار اور بے انتہا چالاک جن تھا۔ بہت عابد اور پرہیزگار۔

آصف کو اوّل تو اس خدمت سے کچھ تامّل ہوا۔ لیکن میرے سمجھانے سے عَلَم پیغمبری لے کر روانہ ہوگیا۔ میں نے ضروری ہدایتیں کیں اور خوب اچھی طرح پڑھا دیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو قوم کو شریعتِ آسمانی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرو اور حالات سے مجھے مطلع کرتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ سابقہ پیغمبروں کی طرح تم بھی منہ چھپا بیٹھو۔

آصف اللہ کا نام لے کر روانہ ہوگیا اور وہ وعدہ کرگیا کہ حتی المقدور ہدایت پر عمل کروں گا۔

عرصہ تک مجھے اس کی خبر بھی نہ ملی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ بھی پچھلے نبیوں کی طرح فرار ہو گیا۔ لیکن حیرت یہ تھی کہ باوجود سخت تحقیقات کے یہ پتہ کسی طرح نہ چلتا تھا کہ میرے بھیجے ہوئے پیغمبر کہاں روپوش ہو جاتے ہیں۔ نہ ان کا وہاں پہونچنا پایا جاتا ہے نہ کوئی یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ ہم نے انہیں کسی جگہ دیکھا ہے۔ میں نئے طریقوں اور آئندہ تجاویز پر غور کرہی رہا تھا۔ کہ ایک دن آصف نہایت حیران وپریشان آیا اور کہنے لگا۔

اے عزازیل! تم نے آج تک جتنے بھی اپنی قوم میں بھیجے ہیں وہ سب فنا کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ قوم کے سربرآوردہ جنّوں نے ہر پیغمبر کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا ہے۔ وہ اپنے درمیان کسی ہادی کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

تم نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں۔ ان سب کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا گیا ہے اور یہ کہہ کر فنا کیا گیا ہے کہ تم نے اپنی قوم سے غدّاری کرکے دوسری پارٹی سے میل جول پسند کیا تھا۔ اس واسطے تم اس قابل نہیں ہو کہ ہم میں مل بیٹھ سکو۔

یہ حادثہ سن کر میرے تن بدن سے آگ کے شُرارے نکلنے لگے اور میں نے اسی وقت

بارگاہِ ربّ العزّت میں دعا کی کہ "اے خالقِ کائنات!" مجھے اتنی طاقت دے کہ میں اپنی قوم سے انتقام لے سکوں اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچے۔

ارشاد ہوا کہ "انتقام لے سکتے ہو اور تمہیں کوئی گزند نہ پہنچے گا۔"

چنانچہ میں نے اسی وقت ملائکہ کی فوج کو حکم دیا کہ قوم جنّہ میں جتنے سرکش اور باغی ہیں، سب کو نیستی کی گود میں سلادو۔ کسی کے ساتھ رعایت نہ کرو۔ البتہ کوئی متقی اور پرہیزگار نظر آئے تو اس کو احترام کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو اور باغیوں میں اگر کوئی صراطِ مستقیم پر چلنے اور شریعتِ آسمانی پر عمل پیرا ہونے کا وعدہ کرے تو اس کو بھی بحفاظت ہم تک پہنچادو۔

ملائکہ کی فوج نے ایسا ہی کیا۔ باغی اور سرکشوں کو چن چن کر نیست و نابود کر دیا اب اس دنیا میں صرف متقی اور نیک لوگ رہ گئے تھے فساد اور بغاوت کا خاتمہ ہوچکا تھا

## خدا کا وایسرائے

اس جنگ عظیم کے بعد دنیا سے گناہوں کا نام و نشان ہی جاتا رہا جس طرف نگاہ جاتی تھی رکوع و سجود کا منظر سامنے آجاتا تھا۔ مجھے اپنی اس عظیم الشان کامیابی سے بے حد مسرت ہوئی اور حسب دستور بچے کھچے افراد کے درس تدریس میں مصروف ہوگیا۔ اب مجھے ان لوگوں کو تعلیم دینے میں کوئی دقت نہیں تھی۔ اور میں ذاتی طور پر نہایت آسانی کے ساتھ پیغمبری کرنے لگا۔ بادشاہ حقیقی کو میری خدمات پسند آئیں اور اس نے مجھے اپنا وایسرائے بنالیا اور وایسرائے بنانے کے بعد تمام کائنات میرے ماتحت کردی۔ روئے زمین کا چپہ چپہ میری حکومت میں آگیا۔ اور ہفت افلاک کی باگ ڈور بھی میرے ہاتھ میں دے دی گئی۔ جنّت اور دوزخ بھی میرے زیر اثر آگئے۔

اب میرے فرائض بہت کچھ بڑھ گئے تھے۔ لیکن چونکہ دنیا سے گناہوں کا رواج ختم ہو چکا تھا اس واسطے مجھے بیشتر وقت حمد و ثنا کے لئے بھی مل جاتا تھا۔ میری عبادت کی جگہ بھی اس زمانہ میں مخصوص نہیں رہی تھی۔ جس طرح ہندوستان کا وایسرائے موسم گرما میں شملہ اور موسم سرما میں دہلی اور خزاں میں ریاستوں وغیرہ کا دورہ کرتا تھا۔ جہاں ضرورت سمجھتا تھا۔ چلا جاتا تھا۔ بالکل یہی کیفیت میری تھی۔ جب جی چاہتا زمین پر مصلّی بچھا کر عبادت الٰہی کرتا اور جب جی چاہتا آسمان پر پہنچ جاتا۔ نہ یہاں کوئی دقّت اور نہ وہاں کوئی تکلیف البتہ موسم خزاں کا اس زمانہ میں رواج نہیں تھا۔ اس واسطے کوئی نئی سرزمین اس موسم کیلئے نہیں بنی تھی۔

میری شہنشاہیت پورے عروج پر تھی۔ وایسرائے کی طرح مجھ پر مجبوریاں اور پابندیاں حکمراں نہیں تھیں۔ میں باوجود شہنشاہ حقیقی کی نیابت کے بالکل آزاد تھا۔ آپ یقین کیجئے کہ باوجود اتنی عظمت و سطوت کے میں نے کسی کو نہیں ستایا امن و امان کے دیوتا کو کبھی ناراض نہیں کیا۔ میں ملک و قوم کے لئے وایسرائے بنایا گیا تھا۔ میرا مقصد اور میری زندگی کا مشن صرف یہی تھا کہ میری خدمت سے عوام کا بھلا ہو۔ آج کل کے بادشاہوں کی طرح مجھ میں ملک گیری زور پرستی اور جاہ طلبی کا مادّہ نہیں تھا۔ آج کل کے بادشاہوں کی طرح غریب اور کمزور پر لالچی نگاہیں ڈالنے کا میں عادی نہ تھا اور نہ مجھ میں ذاتی وجاہت پر مغرور ہونے اور دوسرے کو حقیر سمجھنے کی صلاحیت تھی۔ میرے نزدیک سب برابر تھے کیونکہ میرے نزدیک حکومت اور بادشاہی اس لئے ہوتی تھی کہ قوم اور وطن کی خدمت کی جائے نہ کہ اس لئے کہ طاقت کے گھمنڈ میں صاحب طاقت اپنی قوم کی پرورش کا خیال بھی صفحۂ دل سے ہمیشہ کیلئے محو کردے۔

آج کل جس چیز کا نام انسانی دنیا نے بادشاہ رکھا ہے وہ اتنی مضحکہ خیز اور ذلیل چیز ہے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں اتنا ناپاک عہدہ نہ اپنی قوم میں پایا اور نہ اب سے پہلے انسانی نسلوں میں دیکھا۔ خدا کی پناہ! آج کل کا انسان ذاتی وجاہت اور عیش و آرام کیلئے حکومت کرتا ہے۔ اسے رعایا کی تکلیف و آرام پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ بلکہ وہ یہ سوچ لیتا ہے۔ کہ رعایا کی ضرورتوں پر غور کرنا میرا کام نہیں دوسرے ملازمین رعایا کی دیکھ بھال کرلیں گے۔

کتنا افسوس ناک اور خود غرضانہ خیال ہے۔ حکومت کا تخت اور حکومت کے مخصوص اختیارات تو اپنے ہاتھ میں مضبوط پکڑلے۔ اور یہ سمجھ کر بیٹھ رہے کہ رعایا کے حالات پر ماتحت افسران غور کرلیں گے۔ خزانہ کی چابیاں تو اپنی جیب میں رکھے اور یہ سوچ لے کہ یہ خزانہ اپنا کام جاری رکھے گا۔ اپنے کان پھوڑ کر بیٹھ جائے۔ اس انتظار میں کہ رعایا کی فریاد کوئی اور سن لے گا۔ یہ ہے انسانی دنیا کا بادشاہ اور پھر لطف یہ کہ ان جیسے حالات کے باوجود بھی حضرت انسان اپنے کو اشرف المخلوقات سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہیں۔ اگر خود غرضی اور عیش پرستی اور قوم سے لاپروائی کا نام شرف ہے۔ تو ایسے شرف کو دور سے سلام۔ یہ تو حضرت انسان ہی کو مبارک رہے۔

## سب سے پہلا شیطانی خیال

میرے حسن انتظام اور ہوش مندیوں سے معبود حقیقی پوری طرح مطمئن تھا۔ اور زمین و آسمان کا چپہ چپہ میرا مطیع اور فرمانبردار بنا ہوا تھا۔ کسی کو مجال سرکشی کی نہ تھی۔ میں جو کچھ چاہتا تھا کرسکتا تھا۔ دنیا کی ہر طاقت میرے اختیار میں تھی۔ اپنی قوم کی علاوہ فرشتوں کی دنیا پر بھی میں اسی طرح مسلّط تھا۔ اور وہ سب میری تابعداری کو سعادت سمجھتے تھے۔

ایک دن بیٹھے بیٹھائے مجھے خیال آیا کہ (نعوذ باللہ نقل کفر، کفر نباشد) اگر اب کسی وجہ سے شہنشاہ حقیقی اپنی تمام سرپرستیوں کے ساتھ شہنشاہیت سے کنارہ کشی کرلے یا اس کی طاقت کسی معاملہ میں کمزور ہوجائے تو میں اس کے بعد بھی اسی اطمینان کے ساتھ حکومت کرسکتا ہوں۔ کیونکہ اب میں کسی معاملہ میں (نعوذ باللہ) خدا کا محتاج نہیں ہوں۔ وہ زمانہ گذرگیا۔ جب میں بات بات میں ان کا محتاج تھا اور وہ بار بار میری مدد کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً مختلف قسم کی طاقتیں مجھے بخشتے رہتے تھے۔

آج ضرورت سے زیادہ ہر طاقت میرے پاس ہے اب نہ مجھے کسی کی امداد کی ضرورت ہے۔ نہ کسی کی سرپرستی کی۔ اگر چاہوں تو آج ہی پوری آزادی کا اعلان کردوں۔

## دوسرا شیطانی خیال

افسوس! کہ باوجود اچھا خاصہ سمجھدار ہونے کے میری عقل پر اس وقت پتھر پڑ





گئے۔ اور میں یہ نہ جانچ سکا کہ جس میں اعزاز بخشنے کی طاقت ہے وہ ذلّت بھی تو دے سکتا ہے۔ مگر میں سوچتا بھی کیسے۔ میری تخلیق نار سے ہوئی تھی اور احسان فراموشی نار کا خاصہ ہے۔ اس واسطے کہا جاسکتا ہے۔ کہ میں بے قصور تھا۔ احسان فراموشی کے ان ناپاک خیالات کو روکنا میرے بس کی بات نہیں تھی۔

پہلے شیطانی وسوسہ پر جتنے آنسو بہاؤں کم ہے۔ کیونکہ پہلی بات تھی مگر اس کے ساتھ ہی یہ احساس بھی شروع ہوگیا تھا کہ اگر خدا چاہے کہ عزازیل سے یہ تمام چاہتیں اور عظمتیں چھین لے یا چھین کر کسی دوسرے کو دے دے تو شاید آسے بہت کچھ دقتیں اٹھانی پڑیں گی۔ اور (نعوذ باللہ من ذالک) پھر بھی کامیاب نہ ہوسکے گا۔ کیونکہ دنیا جہاں کی ہر طاقت میرے قبضہ میں آچکی ہے۔ اور جس کے بل بوتہ پر (توبہ، توبہ) اُسے ناز ہے، وہ میرے اختیار میں ہے۔

لعنت ہے۔ میرے ان خیالات پر جنہوں نے مجھے کہیں کا نہ رکھا اور سب چھنوا دیا بہر حال اس وقت باوجود ان شیطانی وسوسوں کے۔ مجھ سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ اور میں بدستور حکومت اور پیغمبری کرتا رہا۔

## جبرئیل علیہ السلام کی پیدائش

اسی زمانہ میں آسمان سے خبر آئی کہ پروردگار عالم نے جبرئیل کو خلعت وجود عطا فرمایا ہے۔ اور انہیں امین الوحی کے خطاب سے بھی سرفراز کیا ہے۔ مجھے اس خبر سے درحقیقت بہت ہی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ میں اپنی موجودگی میں کسی دوسرے کو برسرِ اقتدار دیکھنا پسند نہ کرتا تھا۔ نہ مجھے یہ گوارا تھا کہ میرے ہوتے ہوئے کسی غیر کو کوئی خطاب اور عظمت عطا ہو۔ سُنا گیا جبرئیلؑ عالم وجود میں آتے ہی سجدہ میں گر گئے اور یہ سجدہ آج کل کے حساب سے تقریباً تیس ہزار سال کی مدت میں ختم کیا۔ جب جبرئیل نے سجدہ سے سر اٹھایا تو اپنے معبود سے دریافت کیا کہ اے پروردگار! جس طرح میں نے تیری عبادت میں قیام کیا ہے اس کی مثال تیری مخلوق میں مل سکتی ہے؟

ارشاد ہوا!

جبرئیل! تمہاری عبادت ممکن ہے کہ تمہاری نظر میں زیادہ اہمیت رکھتی ہو۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے۔ کہ میں آخری زمانہ میں ایک ایسا گروہ بھی پیدا کروں گا کہ جس کی دو رکعت نماز تمہارے تیس ہزار سال کے ایک سجدہ سے کہیں افضل و برتر ہوگی۔ اور اس دو رکعت نماز کا اجر تمہارے طویل سجدہ سے لاکھوں گنا زیادہ ہوگا۔

جبرئیل کو یہ جواب سُن کر بڑی حیرت ہوئی کہ تیس ہزار سال کے سجدہ سے دو رکعت نماز کی اہمیت کیسے زیادہ ہے۔ اور اس کا زیادہ اجر ہے۔ آخر کار انہوں نے پروردگار سے پھر سوال کیا۔ كَيْفَ ذَالِكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (یعنی اے پروردگار عالم! یہ کیسے؟)

ارشاد ہوا:۔

تم نہیں جانتے جبرئیل! کہ وہ کن کن مصیبتوں میں یہ دو رکعت نماز ادا کریں گے میں نے تمہیں نور خالص سے پیدا کیا ہے۔ اور تمام خواہشات نفسانی، و علائق جسمانی اور تلاش معاش وغیرہ کی ہر آفت سے بری رکھا ہے۔ تمہیں کوئی بہکانے اور راہ راست سے بھٹکانے والا بھی نہیں بنایا۔ لیکن اس گروہ کا امتحان لینے کے لئے میں نے طرح طرح کی پابندیاں تجویز کی ہیں۔ خواہشاتِ نفسانی کو بھی ان کا دشمن بنایا ہے۔ تلاشِ معاش کا بار بھی انہیں پر رکھوں گا۔ طرح طرح کے جسمانی آزار بھی انہیں ہوں گے۔ اس کے بعد دیکھوں گا کہ کتنے ایسے ہیں۔ جو میرے بتائے ہوئے راستہ پر قائم رہ کر ان پابندیوں سے گذرتے ہیں اور تم ہی بتاؤ جبرئیل! جب ان حالات میں وہ دو رکعت نماز ادا کریں گے تو وہ تمہارے ہزار سال کے سجدے سے کتنی زیادہ باوقعت اور قابل ستائش ہوگی۔ تم تو محض نور سے پیدا کئے گئے ہو۔ تمہارا کام عبادت ہے۔ تمہاری سرشت میں عبادت ہے۔ اور وہ گروہ آب و گِل کی کشمکش میں بھی سجدۂ عبادت بجالائے گا۔ تو اب تم ہی غور کرو کہ تمہاری عبادت قابلِ تحسین ہے۔ یا اُس گروہ کی ؟

جبرئیل نے یہ حالات سن کر کہا:۔ پروردگار! تو علیم و خبیر ہے۔ ظاہر و باطن کے حالات تو ہی جانتا ہے۔ میری کیا مجال کہ تیری حکمت عملیوں پر غور کرنے کا ارادہ بھی کرسکوں۔ اس کے بعد جبرئیلؑ بدستور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوگئے۔ اور یہ معاملہ یہیں کا یہیں رہ گیا۔

## اللہ میاں کی پیشین گوئی

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں بغرض سیر و تفریح ہفت افلاک کی سیر کیلئے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوحِ محفوظ پر آسمانی زبان میں حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے۔

ہمارا ایک بندہ ایسا ہے جسے ہم انواع و اقسام کی نعمتوں سے مالا مال کریں گے اور زمین سے اس کو آسمان پر پہنچادیں گے۔ اور آسمان سے پھر اس کو جنّت میں لے جائیں گے۔ اس کے بعد ہم ایک خاص کام پر مامور کریں گے۔ لیکن وہ انکار کرے گا اور بغاوت پر آمادہ ہوجائے گا۔

مجھے یہ عبارت پڑھ کر بڑی ہی حیرت ہوئی۔ ایسا کون ہوگا۔ جو اپنے محسن کے ساتھ ایسی احسان فراموشی کرے گا۔ میں نے سوچا کہ اگر میرے ساتھ کوئی اتنے احسان کردے تو اپنی جان تک اس پر قربان کردوں گا۔ بڑا بدنصیب ہے۔ وہ بندہ جس پر خدا ایسی ایسی نعمتیں نازل فرمائے اور وہ سرکشی پر آمادہ ہو۔

دوبارہ عبارت پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس پوری عبارت کے قریب ہی ایک جگہ نہایت صاف اور جلی حروف میں تحریر تھا۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں گھبرایا ہوا بارگاہ قدوس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی اے ربّ العلمینؑ! یہ شیطان الرجیم کون ہے۔؟ جس سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔؟

ارشاد ہوا کہ ہمارے بندوں میں سے۔ جو انواع و اقسام کی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا۔ لیکن ہماری ایک نافرمانی کے باعث مردود بارگاہ ہوجائے گا۔

میں نے عرض کی۔ پروردگار! مجھے اس ملعون کو دکھادے تاکہ میں اُسے بھی جہنم رسید کردوں۔

بارگاہ عالی سے ارشاد ہوا۔ سَوْفَ تَرٰہُ (یعنی تو جلد اسے دیکھے گا) مجھے یہ کیفیت معلوم کر کے بہت ہی بے چینی ہو گئی۔ اور بار بار یہی خیال آتا تھا۔ کہ کون ایسا احسان ناشناس ہو گا جو پروردگار کی نعمتوں سے مالامال کیا جائے اور پھر بھی مطیع نہ رہے۔ یا خالق کائنات سے بغاوت کرنے کا ارادہ کر بیٹھے۔ میں اس مردود پر ہزاروں لعنتیں بھیجتا ہوا۔ آسمان سے واپس ہوا اور راستہ بھر اس تکلیف دہ خیال نے ستایا۔

آسمان سے واپس آنے کے بعد مجھے ایک عجیب بات نظر آنے لگی۔ یعنی میں جب سجدہ سے سر اٹھاتا تا سجدہ کی جگہ لعن اللہ علےٰ ابلیس لکھا نظر آتا تھا چنانچہ سجدہ سے اٹھنے کے بعد میں بھی ہر مرتبہ یہی کلمہ زبان پر لانے لگا۔ مجھے اس وقت کیا خبر تھی کہ یہ لعنت اپنے اوپر ہی بھیج رہا ہوں۔ اور وہ بدخصال احسان فراموش میں ہی بنوں گا۔ جس کی پیشین گوئی لوح محفوظ پر لکھی دیکھی تھی۔

مگر ہاں مجھے یاد ہے۔ کہ اس وقت یہ خطرہ میرے دل میں گذرا تھا کہ جب وہ شیطان پروردگار کی نعمتوں کو ٹھکرانے کی طاقت رکھتا ہے۔ تو کسی وقت مجھ سے بھی یقیناً برسر پیکار رہو گا۔ اس واسطے میں ابھی سے کیوں نہ اُس کا انتظام کر لوں۔ چنانچہ ایک دن میں نے اپنی فوج کے تمام فرشتوں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اگر خدا نخواستہ مجھ پر کسی وقت کوئی آفت آ جائے۔ تو تم سب میرے لئے کیا کرو گے؟ چنانچہ ہر ایک نے اپنی اپنی قربانیوں کا حال سنانا شروع کر دیا۔

اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ اگر خداوند عالم بجائے میرے کسی دوسرے کو زمین کی بادشاہت دے دے اور میری جگہ کوئی دوسرا افسر اعلیٰ اور خدا کا وائسرائے مقرر ہو جائے تو تم کیا کرو گے۔

سب نے ایک زباں ہو کر کہا

اے بادشاہ زمین و آسمان! ہماری کیا مجال ہے کہ حکم خداوندی کے سامنے دم ماریں۔ اس کا ارشاد ہمارے سر آنکھوں پر، جو بارگاہ رب العزت سے ارشاد ہو گا ہم بسر و چشم اس کو قبول کریں گے۔ یہ جواب سُن کر مجھے بے حد تشویش ہو گئی۔ میں نے سوچا کہ اگر کبھی (نعوذ باللہ) میرے اور خدا کے درمیان کوئی جنگ شروع ہوئی تو یہ سب کے سب مجھ سے منحرف ہو کر خدا کی طرف ہو جائینگے۔ اور ایسی حالت میں میرے وقار اور میری عزت و آبرو کا خاتمہ ہو جائے گا۔

## حضرت آدم کا پتلہ

میں اسی کشمکش و پیچ میں مبتلا تھا کہ آسمان سے حضرت آدم کا پتلہ تیار ہونے کی خبر ملی مجھے بتایا گیا کہ ایسا عجیب و غریب قالب تیار کرنے کا پروردگار نے حکم دیا ہے جس کی بناوٹ میں عجیب و غریب چیزیں کام میں لائی جائیں گی۔ مخبر نے کہا کہ جیسا پتلہ تیار ہونے والا ہے نہ ہم نے سنا اور نہ دیکھا۔ اس کا سر مکہ کی خاک سے تیار ہو گا اور گردن بیت المقدس کی مٹی سے بنے گی۔ سینہ زمین عدن سے اور پشت و شکم ہندوستان کی سرزمین سے ہاتھ مشرق کی خاک سے اور پیر مغرب کی زمین سے تیار ہوں گے اور باقی گوشت پوست اور خون وغیرہ تمام جہاں کی مجموعی خاک سے بنیں گے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اس پتلہ میں مٹی کے علاوہ آگ، پانی اور ہوا کو بھی شامل کیا جائیگا اور اس طرح یہ عجیب و غریب پتلہ خود صانع مطلق اپنے ہاتھ سے تیار کریگا۔ اس کے بعد یہ معلوم نہ ہو سکا کہ تیاری کے بعد اس پتلہ سے کیا کام لیا جائے گا۔

سی آئی ڈی کی یہ اطلاع میرے لئے بہت تشویش انگیز تھی۔ مجھے فوراً خیال آیا کہ جس بندہ کے لئے لوح محفوظ پر پروردگار نے پیشین گوئی کی تھی۔ ہو نہ ہو یہ وہی حضرت ہیں پروردگار اسی پتلہ کو اپنی نعمتوں سے مالامال کرے گا۔ لیکن مجھے یاد آیا کہ پروردگار کی پیشین گوئی میں تو یہ بات ہے۔ کہ پہلے اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیں گے۔

یہ پتلہ تو آسمان پر ہی تیار ہو رہا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ پیشین گوئی اس کے لئے ہو۔ اس خیال نے مجھے پریشان کر دیا۔ البتہ اگر یہ پتلہ زمین پر تیار ہوتا تو یقیناً شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔

میں نے مخبر سے پوچھا کہ اس پتلہ میں یہ جگہ جگہ کی مٹی کیوں شامل کی گئی ہے؟ کیا ایک ہی جگہ خاک کا اتنا ذخیرہ نہیں مل سکا؟ جو اس کے لئے کافی ہو جاتا۔ مخبر نے کہا۔ مختلف ممالک کی مٹی سے تیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پتلہ کی نسل مختلف طبیعت اور مختلف خصائل کی بنے گی۔ اور اس ترکیب عمل کا نتیجہ ایک یہ بھی ہو گا۔ کہ نسل آدم مختلف شکلوں اور مختلف ہیئتوں میں نمودار ہو سکے گی۔

میں نے پوچھا کہ کیا آدم کا پتلہ اس لئے تیار کیا جا رہا ہے کہ اس سے نسل چلائی جائے جواب ملا کہ باطن کا حال تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن حالات اور مختلف افواہیں یہی بتلاتی ہیں کہ اس پتلے سے کسی نہ کسی وقت نسل چلے گی۔

ان عجیب و غریب افواہوں اور اطلاعوں نے مجھے اور بھی پریشان کر دیا۔ طرح طرح کی بدگمانیاں اور برے خیال ہر وقت ستانے لگے۔ اسی اثنا میں میرے محکمہ سی آئی ڈی نے مجھے اطلاع دی کہ پروردگار نے آدم کا پتلہ تیار کر کے زمین پر بھیجدیا ہے اور فلاں جگہ رکھا ہوا ہے۔

فرشتے یہ سن کر جوق در جوق وہاں جانے لگے۔ پتلہ کا محیر خیز حسن، صفائی طینت ہیبت اور ترکیب ظاہری و باطنی اعضاء کی عجیب و غریب ساخت کو دیکھ دیکھ کر انگشت بدنداں تھے اور صانع حقیقی کی حمد و ثنا ادا کرتے تھے۔

میں بھی پتلہ کے پاس گیا۔ درحقیقت اس کے متعلق جو کچھ اطلاع ملی تھی وہ سب باتیں اس پتلہ میں موجود تھیں۔ عجیب و غریب ساخت اور اس کا حسن واقعی بے نظیر تھا مجھے دیکھتے ہی وہاں جتنے فرشتے تماشا دیکھنے کیلئے جمع ہوئے تھے کہنے لگے۔

اے بادشاہ عالم! یہی وہ پتلہ ہے۔ جس کی اطلاع ہمیں ملی تھی۔ میں نے کہا ذرا ٹھہرو۔ میں اسے اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ خداوند قدوس نے اس کے اندر کس قسم کی مشنری رکھی ہے۔ یہ کہتے ہوئے اول تو میں نے اس پتلہ کو اپنی انگلیوں سے اس طرح بجایا جیسے آجکل کے زمانہ میں تربوز کا خریدار تربوز خریدتے وقت پکا اور کچا دیکھنے کیلئے انگلیوں کی پشت سے تربوز پر چوٹ مارتا ہے۔

میری اس حرکت سے پتلے میں ایک آواز پیدا ہوئی۔ بہت ہی عجیب و غریب آواز پیدا ہوئی۔ غالباً یہ آواز خالق کائنات کے حضور میں فریاد کے طور پر تھی۔ مگر میں نے اس کی





کچھ پرواہ نہ کی اور اپنی مخصوص طاقتوں کے ذریعہ پتلے کے اندر داخل ہو گیا۔ تاکہ اس کا اندرونی مطالعہ کر سکوں۔ باطن کی سیر کرتے ہوئے مجھے بے شمار باتیں معلوم ہوئیں۔ منجملہ ان کے اس پتلہ کی صاف باطنی، سطحی نور، ہر قسم کی صلاحیت اور قابلیت میرے لئے قابل تعجب تھی۔ میں نے اپنی طویل عمر میں جو کچھ دیکھا تھا وہ سب اس مٹی کے پتلے میں موجود تھا۔ چنانچہ میں رگ رگ کی سیر کرتا ہوا دل کے قریب پہنچا۔ مگر وہ کچھ اس طرح بند کیا گیا تھا کہ میں نہ اسے کھول سکا اور نہ اس کے اندر کے حالات معلوم کر سکا۔ خالق نے اسے سربمہر کر دیا تھا۔

میں نے سمجھ لیا کہ یقیناً اس پُراسرار ڈبیہ میں کوئی خاص چیز بند کی گئی ہے۔ جسے مجھ سے پوشیدہ رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ میں پتلہ سے باہر آیا اور ساتھیوں سے تمام ماجرا بیان کر دیا کہ اس پتلہ کے صدر مقام پر ایک خزانہ پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ جس میں کوئی ایسا راز ہے۔ جو ہمارے لئے باعث نقصان ہو گا۔ میں نے ہرچند اُسے دیکھنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہو سکی اس لئے ہم سب کو اپنے بچاؤ کی فکر کرنی چاہئے۔ فرشتوں نے میری بات سُنی اور مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

## مٹی کے پتلہ میں رُوح کا پہلا قدم

قالب آدم تقریباً چالیس سال تک زمین پر رہا اور اس عرصہ میں غم و اندوہ کے بادل اس پر آنسو بہاتے رہے۔ (یہ انسان ضعیف البیان کے دادا کا پتلہ تھا جو دنیا میں آتے ہوئے اپنے بے جان وجود پر بھی آنسو بہانے کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ ایک یہ اُن کا پوتہ ہے جو دنیا کی راحتوں کو ڈھونڈھتا ہے۔ اور ان سے خوش ہوتا ہے۔)

چالیس سال گذرنے کے بعد یہ پتلہ آسمان پر واپس منگا لیا گیا اور ایک دن مقرر کر کے جمیع ملائکہ ہفت افلاک اور ساکنان جنت اور تمام روئے زمین کے فرشتے بلائے گئے۔ مجھے بھی حاضری کا حکم ملا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر ہم سب زیر سایۂ عرش جمع ہو گئے۔

مٹی کا پتلہ سامنے لایا گیا اور روح آدم کو بارگاہ خداوندی سے حکم ہوا کہ قالب آدم میں داخل ہو۔ اول تو وہ اس اندھیری کوٹھری کی قید سے جھجکی لیکن غور کرنے پر اُسے قلب آدم میں کچھ نظر آیا۔ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتی ہوئی قلب آدم میں سما گئی۔

پتلہ نے آنکھیں کھول دیں۔ سب سے پہلے آدم کی نظر جس حرف پر پڑی وہ کلمہ طیبہ تھا۔ جو بخط نور ساق عرش پر تحریر تھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ٥ ٥

آدمؑ نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔ اے پروردگار عالم! یہ کس خوش نصیب کا نام ہے، جو تیرے نام مبارک کی برابر تحریر ہے؟

ارشاد ہوا۔ اے آدمؑ! یہ نام پیغمبر آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے۔ جو تمہاری اولاد میں ہونگے۔ جس وقت تم اپنے گناہوں کی پاداش میں ہمارے دربار سے فیصلہ کا انتظار کر رہے ہونگے تو یہی تمہارے فرزند تمہاری شفاعت کریں گے۔ اور میں ان کی سفارش پر تمہارے گناہ بخش دوں گا

چونکہ قالب آدمؑ میں روح کی آمد سے پہلے میں داخل ہو چکا تھا اس واسطے یہ کیسے ممکن تھا کہ میرا اثر زائل ہو جاتا۔ پروردگار کی بات سن کر آدم نے سوچا۔ یہ عجیب بات ہے کہ باپ کی سفارش بیٹا کرے گا۔ تو گویا اس حساب سے باپ کا رتبہ بیٹے سے کم ہو گیا اور باپ بیٹے کا محتاج ہوا۔ یہ خیال فاسد طوالت کی منزل طے کرنا چاہتا ہی تھا کہ عالم الغیب کی طرف سے جبرئیلؑ کو ہدایت ہوئی۔

آدم کے سینہ سے فوراً یہ خیال فاسد دور کرو۔ ورنہ یہی وسوسہ اس کی تباہی کا سبب بن جائے گا۔

جبرئیلؑ بحکم خداوندی آگے بڑھے اور سینۂ آدم کو چیر کر خیال فاسد کا غالب حصہ نکال لیا اور باحتیاط خاص جنت میں ایک علیحدہ مقام پر دفن کر دیا گیا۔ اور باقی حصہ اس خیال فاسد کا جو قلب آدم میں رہ گیا تھا۔ اس نے نفس امارہ کی شکل اختیار کر لی اور وہی نفس امارہ آج تک اولاد آدم کے ساتھ ہے اور جب یہ نفس امارہ آدم زاد کو کسی گناہ کے ارتکاب کی طرف مائل کرتا ہے۔ تو میں اس کی تائید و حمایت کرتا ہوں۔ بس یہ صورت ہے آدمی کے گنہگار بننے کی۔ اگر وہ خیال فاسد پوری طرح آدمؑ میں رہ جاتا تو آپ اندازہ کیجئے کہ آدمؑ کی طرف سے کیا کچھ نہ ہوا کرتا۔ مگر وہ انتہائے فساد پروردگار عالم کو منظور نہ تھا۔ اس لئے خیال ہر کا بڑا حصہ قالب آدم سے علیحدہ کر کے جنت میں دفن کرا دیا گیا۔

## گیہوں کا درخت

جس جگہ اس خیال فاسد کا وہ حصہ جنت میں دفن کیا گیا تھا وہاں ایک پودا نمودار ہو گیا۔ جس کی شکل آج کل کے گیہوں کے پودے سے بہت کچھ ملتی جلتی تھی۔ یہ وہی درخت تھا۔ جس کے متعلق بعد میں آدم کو ہدایت کی گئی تھی کہ یہ پیڑ تمہارا دشمن ہے اور اس کا استعمال تمہاری تباہی کا سبب بن جائے گا۔ اس واسطے اس پیڑ کے قریب بھی نہ جانا۔

پروردگار عالم الغیب ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر آدمؑ نے یہ پودا یا اس کا پھل کھا لیا تو وہی خیال فاسد جو اس سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ دوبارہ اس کے ذہن اور روح پر سوار ہو جائے گا۔ اور پھر وہی اس کی ندامت اور مصیبتوں کا پیش خیمہ ہو گا۔ اس واسطے محض اتمام حجت کے لئے آدمؑ کو ہدایت ہوئی کہ یہ پھل تمہارے لئے ممنوع ہے۔ اگر کھاؤ گے تو گھاٹے میں رہو گے۔

اس جگہ مجھ جیسی طبیعتیں یہ سوال کر سکتی ہیں کہ جب خدا عالم الغیب ہے اور آئندہ کے حالات پر بھی نظر کر سکتا ہے تو یقیناً اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ آدم نافرمانی کریگا اور مختلف ترغیبوں سے عدول حکمی بھی کرے گا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال کچھ کمزور سا ہے۔ پروردگار نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں اپنی مخلوق کو آزاد رکھتا ہوں۔ اچھا برا پہلے ہی سمجھا دیتا ہوں۔ اگر قوم اس پر عمل کرتی ہے۔ اجر پاتی ہے اور اگر سرکشی کرتی ہے تو کیفر کردار کو پہنچتی ہے۔ بہر حال قدرت پر یہ الزام کہ ہونے والے گناہ اس کے علم میں ہوتے ہیں کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ عالم الغیب کے لئے یہ کیا ضروری ہے کہ مخلوق کے افعال کا صرف ایک ہی راستہ کھولے۔ اگر ایسا ہوتا تو قدرت کا یہ کائناتی کھیل ہی ادھورا رہ جاتا۔

یہی اسباب ہیں جن کی بنا پر مخلوق کو آزادی ملی ہے۔ البتہ اگر پہلے سے گناہوں کی سزا کا علم نہ ہوا اور کوئی مخلوق گناہ کرے تو ممکن ہے کہ معترض قدرت پر الزام لگانے میں حق بجانب سمجھا جائے۔ لیکن جب قدرت نے بھلے بُرے کی پہچان بتا دی اور دونوں راستوں کا انجام بتلا

اس کے بعد یہ کیسے ممکن ہے کہ گنہگاروں کو اپنے گناہوں کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔ اگر چشم پوشی کھلے بندوں قدرت کی طرف سے ہو سکتی تو زہد و اتقا کی کیا قیمت رہ جاتی۔ بہر حال خدا سے مخالفت اور اپنے معتوب ہونے کے باوجود مجھے تسلیم ہے کہ اس معاملہ میں قدرت کسی اعتراض کی حق دار نہیں ہے۔ فاعل اپنے فعل کی اچھائی برائی کا آپ ہی ذمہ دار ہے اور آپ ہی جواب دہ ہوگا۔

## اللہ میاں کا پروگرام

دراصل اللہ میاں کا پروگرام آدم کو وجود میں لانے کا اسی وقت ہی ظاہر ہو گیا تھا جب ہاموس جنّی کے زمانہ میں پروردگار نے ملائکہ کے فوج ہاموس جنّی اور اس کی قوم کو نیست و نابود کرنے کیلئے بھیجی تھی، بات یہ تھی کہ جب ملائکہ کی فوج باغیوں کا خاتمہ کر چکی اور اطمینان نصیب ہوا پروردگار نے فرشتوں سے خطاب فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً
(میں زمین میں ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں)

فرشتے چونکہ زمین کے باشندوں کی قتل و غارت گری دیکھ چکے تھے۔ اور انہیں معلوم تھا کہ زمین کے رہنے والے مفسد ہوتے ہیں اور قتل و خونریزی کا باعث بنتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے پروردگار سے عرض کی۔ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ

کیا پیدا کرے گا تو زمین پر اس قوم کو جو طرح طرح کے فساد برپا کرے گی اور اس سے خون ریزیاں ہوں گی اور ہم تیری تسبیح کرتے ہیں۔ حمد کرتے ہیں، تقدیس کرتے ہیں۔

گویا فرشتوں کا مطلب یہ تھا کہ اگر تیرا منشا اس کے پیدا کرنے سے یہ ہے کہ تیری تسبیح و تقدیس کی جائے تو وہ ہم کر ہی رہے ہیں۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ زمین پر فساد اور خون ریزی کرنے والے کو پیدا کیا جائے۔

فرشتوں کا جواب سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ
(اس معاملہ میں میں جو کچھ جانتا ہوں، تم نہیں جانتے)

خالق کائنات کا یہ جواب سن کر فرشتوں نے عاجزانہ لہجہ میں کہا:۔

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝

(پروردگار! تیری ذات پاک ہے جو کچھ تو نے ہمیں علم دیا ہے۔ اس سے زائد ہم کچھ نہیں جانتے۔ تو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اتنا کہہ کر سب فرشتے عفو تقصیر کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ بارگاہِ خداوندی سے ارشاد ہوا:۔

اے فرشتو! تم نے اس فساد اور خون ریزی پر غور کر لیا۔ لیکن اس کی نیکیوں پر خیال نہیں کیا۔ اس کے گناہ کا تصور تو کر لیا۔ لیکن میری مغفرت کو بھول گئے۔ اس کے خون ریزی دیکھنے کے بعد تمہیں اس کی اشک ریزی بھی تو دیکھنی چاہئے تھی۔ تم نے اپنی معصومیت پر تو غور کیا لیکن اس کی وہ محبت نہ دیکھ سکے جو اسے اپنے خالق کے ساتھ ہوگی۔ دراصل تم اپنی دوستی میرے ساتھ دیکھ سکتے ہو۔ لیکن میری دوستی جو اس کے ساتھ ہوگی وہ تمہارے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتی۔

جب آدم کے قالب میں روح ڈالی گئی۔ تو جمیع ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ اسے سجدہ کریں کیونکہ یہ ہمارا خلیفہ ہے۔ تو سب سے پہلے جبرئیل نے سجدہ کیا۔ اس کے بعد میکائیل مسجود ہوئے۔ اور ان کے بعد اسرافیل سجدہ میں گرے۔ اسرافیل کے بعد عزرائیل نے اپنے خالق کے حکم کی تعمیل کی۔ ان چاروں کے بعد تمام ملائکہ سماوات نے آدم کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ ایک سو سال تک قائم رہا۔ پورے سو سال بعد فرشتوں نے سجدہ سے سر اٹھایا۔

میں نے چونکہ سجدہ نہیں کیا تھا۔ اس لئے خاموش کھڑا رہا۔ بھلا غور تو کیجئے۔ کہ آدم کے پتلے کو مٹی سے بنا کر مجھے حکم دیتے ہیں کہ اسے سجدہ کرو۔ کہاں میں اور کہاں مٹی بات تو جب تھی کہ آدم سے کہتے کہ اس پیشوائے اعظم کو سجدہ کرو۔ الٹا مجھے ہی ذلیل کر دیا۔ بھلا ایسا کون ہے جو یہ کہہ دے گا کہ مٹی کو آگ پر فوقیت ہے۔ لیکن خدا جانے اس وقت ان کے جی میں کیا آئی کہ مجھے نکو بنا دیا۔ اور ساری دنیا میں بدنام کر دیا۔

مجھ سے پوچھا۔ کیوں ابلیس! (یہ میرا نیا نام رکھا گیا تھا) تو سجدہ کیوں نہیں کرتا میں نے عرض کی اے عزت و عظمت دینے والے! میں آدم کو کیوں کر سجدہ کے قابل سمجھوں۔ تو نے مجھے نار سے بنایا ہے۔ اور اسے خاک سے تخلیق کیا ہے۔ یہ کہتے کہتے میں نے دیکھا کہ میرا چہرہ اور تمام جسم تبدیل ہونے لگا۔ پروردگار نے میرا یہ جواب سنتے ہی لباس خاص اور خلعت پیشوائی مجھ سے چھین لیا۔ اور اس کی جگہ پیراہن رسوائی میرے بدن پر چڑھا دیا گیا۔ تمام نعمتوں اور الطاف ربانی سے مجھے محروم کر دیا گیا۔ قربت اور حضوری بھی میرے ہاتھ سے جاتی رہی۔ وہ حسن صورت جو تمام ملائکہ سے زیادہ مجھے عطا ہوا تھا کافور ہو گیا اور ایسی ہیبت ناک شکل بن گئی کہ خدا کی پناہ۔ بس میرا ہی جی جانتا ہے (اس کتاب کے سرورق پر میری اس زمانہ کی تصویر دیکھ لیجئے)

فرشتوں نے میری یہ گت بنتی دیکھی تو دوبارہ سجدۂ شکر اطاعت ادا کیا۔ یہ جو آج کل مسلمانوں میں دو سجدوں کا رواج ہے۔ یہ اسی دوسرے سجدہ کی یادگار میں سے ہے۔ جو فرشتوں نے دوبارہ ادا کیا تھا۔

دیکھا آپ نے حضرت انسان کو! ایک طرف تو مجھے برا بھلا کہتا ہے۔ طرح طرح کی گالیاں دیتا ہے۔ کوستا ہے۔ اور دوسری طرف میرے شاگرد فرشتوں کے عمل سے سبق لیتا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ جو شخص میرے شاگرد کو اپنا استاد سمجھتا ہو اسے میری ذات سے کیا رشتہ ہوگا اور ذرا یہ بھی اس کے بعد خود ہی دیکھ لیجئے کہ مجھے کیا سمجھنا چاہئے تھا اور کیا سمجھا جاتا ہوں۔ خیر! مجھے اس کی کوئی شکایت نہیں۔ جب پروردگار ہی نے مجھے ٹھکرا دیا تو اس کے بندوں سے کیوں شکایت کروں؟ وہ تو مونہہ دیکھے کے ہوتے ہیں۔ اگر آج اللہ میاں مجھ سے خوش ہوتے تو یہی انسان میرا بندۂ بے دام ہوتا:

## ❖ —— پہلی سزا —— ❖

اس نافرمانی کے عوض مجھے پروردگار کی طرف سے پہلا تحفہ جو عطا ہوا وہ ایک سو سال کی قید تنہائی بلامشقت تھی اور جس جگہ مجھے قید کیا گیا تھا وہ اتنی تنگ و تاریک تھی کہ میرا جی گھبرا گیا۔ بہر حال جیسے تیسے میں نے یہ سو برس گذار ہی دئے۔

بعد ختم مدت جب مجھے اس کال کوٹھری سے نکالا گیا تو میری صورت بُری طرح مسخ ہو چکی تھی۔ سب سے پہلے میرے دوست جبرئیل نے اور ان کے تینوں ساتھیوں میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل نے مجھ پر لعنت کا ریزولیشن پاس کیا۔ اور اس کے بعد کل ملائکہ ہفت افلاک نے میری عزت افزائی کے لئے لعنت بھیجی۔ اور بحکم خداوندی عہد کر لیا کہ آئندہ میرے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں گے۔

زمانہ کو پھیرتے دیر نہیں لگتی۔ مجھ سے ایک نگاہ بدلی تھی کہ زمانہ بدل گیا کل تک جو لوگ میرے مطیع و فرماں بردار تھے آج ایسے پھر گئے کہ گویا وہ مجھے جانتے ہی نہیں مجھ سے ان کا کبھی واسطہ ہی نہیں ہوا۔ اللہ رے طوطا چشمی۔ یہ منہ دیکھے کی محبت بھی عجیب چیز ہے۔ جن بھائی جبرئیل کو میری دوستی اور محبت کا دعویٰ تھا۔ آج وہ سیدھے منہ بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے ارے بھائی! اگر خدا کو دکھانے اور اسے خوش کرنے کے لئے تم نے مجھ سے قطع تعلق کر لیا تھا تو کم از کم چوری چھپے ہی مل لیا کرتے۔ مگر توبہ کیجئے جناب۔ وہ اپنے نام کے جبرئیل ہی نکلے۔ اور رشتہ ٹوٹنے کے بعد آج تک ان سے دعا سلام کا موقع نہیں ملا۔ بھائی عزرائیل کا بھی یہی حال ہے۔ شروع شروع جب میں دنیا میں بادشاہت کرتا تھا۔ تو ان سے بارہا ملاقات ہوئی۔ بیچارے ایسے ملتے تھے۔ جیسے ان سے زیادہ کائنات میں میرا کوئی ہمدرد ہی نہیں ہے۔ بات بات میں جی حضور، اور عالی جناب کی تکرار کرتے تھے۔ میرا اتنا ادب و احترام کرتے تھے کہ کوئی اپنے باپ کا بھی نہ کرتا ہوگا۔ لیکن جب انہوں نے یہ سماں دیکھا تو ان کی رگ اخلاص میں بھی ناآشنائی کا خون دوڑنے لگا۔ اور ایسے بن گئے کہ گویا وہ مجھ سے واقف ہی نہیں ہیں۔ بھائی اسرافیل اور میکائیل بھی بے وفا ثابت ہوئے۔ حالاں کہ ایک وقت وہ تھا کہ یہی میکائیل مجھ پر کافی مہربان تھے۔

## راندہ درگاہ ہونے کے بعد میری چار خواہشیں

جب میں نے دیکھا کہ کسی صورت معافی ممکن نہیں ہے اور اب سابقہ عظمت واپس نہیں مل سکتی تو میں نے بارگاہِ خداوندی میں پیغام بھیجا۔

اے پروردگار عالم! میں نے تیری عبادت و ریاضت میں ہزارہا سال گذارے ہیں تو نے مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عظمت دی تھی اور میں نے تیری ہی تعلیم کے موافق اس کی قدر کی اور تیری عبادت میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا۔ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم عبادت اور نیکیوں کا اجر ضرور دیں گے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میری آخرت کا فیصلہ آج ہی سنا دے اور اگر میں نے زندگی اچھی طرح گذاری ہے یا تیری بنائی ہوئی شریعت پر تیری پسند کے مطابق کام کیا ہے تو اس کا اجر مجھے دنیا ہی میں دیدے۔

بارگاہِ رحمت سے ارشاد ہوا:۔

بول کیا چاہتا ہے؟

میں نے عرض کی:۔

## پہلی خواہش

میری پہلی خواہش تو یہ ہے کہ مجھے اس وقت کے لئے موت سے مہلت دے جب تک کہ تیری آخری دنیا کے افراد قبروں سے اٹھائے جائیں

حکم ہوا۔ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ط

(یعنی مجھے بتلایا گیا کہ موت سے مجھے اس دن تک کیلئے مہلت دی گئی۔ جس کی میں نے خواہش کی تھی

## دوسری خواہش

دوسری خواہش میں نے یہ بتائی کہ دنیا کے ہر فرد کو گمراہ کرنے کی قدرت پاؤں۔

ارشاد ہوا کہ یہ بھی منظور ہے تو ان سب کو گمراہ کر سکے گا۔ جو تیرے فریب میں آنے کی خامی رکھتے ہونگے۔ اور جن کے لئے میں نے جہنم کو منتظر رہنے کا حکم دیا ہے۔

## تیسری خواہش

میری اولاد بہت ہی زیادہ ہو۔ تاکہ میرا مشن کامیاب ہو سکے اور میں اپنا کام اطمینان سے کرتا رہوں۔

یہ خواہش بھی منظور ہو گئی۔

## چوتھی خواہش

چوتھی خواہش یہ تھی کہ جس شکل میں اور حلیہ میں چاہوں، اپنا وجود تبدیل کروں۔

حکم ہوا۔ تو جس شکل میں چاہے اپنی ذات کو تبدیل کر سکے گا۔ لیکن میرے ایک محبوب بندہ کا روپ اختیار نہیں کر سکتا جسے میں آخر زمانہ میں پیدا کرنے والا ہوں۔

دنیا جہاں کی شہنشاہیت دینے کے بعد صرف یہ چار خواہشیں پوری کرالیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر ان کو سیدھی طرح استعمال کروں تو پہلی زندگی سے بہتر زندگی گذار سکتا ہوں اور جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ لیکن چونکہ آدم میری تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی کا باعث ہوا تھا۔ اس واسطے انتقام کی آگ میرے سینے میں بھڑک رہی تھی۔ جس کے باعث میرے دل و دماغ میرے قابو میں نہیں تھے۔ ہر وقت یہ سوچتا رہتا تھا کہ آدم سے کس طرح بدلہ لوں۔ وہ جنت میں ہے اور میں جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر سامنے آجائے تو ذرا سی دیر میں بتا دوں کہ میرا نام اب عزازیل نہیں بلکہ ابلیس ہے۔

## موقع کی تلاش

میں جانتا تھا کہ آدم پر قابو پانا آسان نہیں اس واسطے موقع کی تلاش میں رہا۔ گو اس عرصہ میں اپنی ذلت انگیز زندگی کیلئے مجھے بارہا خون کے آنسو رونا پڑے لیکن میں نے ہمت نہ ہاری اور بدستور انتقام کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا۔

ایک دن میں اپنے جی میں ایک پروگرام تیار کر کے اور اپنی شکل فرشتوں کی سی بنا کر جنت کے دروازے پر گیا۔ مگر مجھے کسی نے اندر نہ جانے دیا۔ نہ کسی نے یہ پہچانا کہ میں کون ہوں۔ لیکن اس کے باوجود میری دال نہ گلی۔ حالانکہ میں فرشتے کی شکل میں گیا تھا اور میں نے روکنے والوں سے یہی کہا کہ میں ایک مقرب فرشتہ ہوں اور آج جنت کی سیر کو جی چاہا تو اس طرف آنکلا۔ لیکن داخلہ کے پاسپورٹ پر جنت کے پاسبان مسٹر رضوان کے دستخط نہ ہو سکے

ہوا باہر کھڑا رہا۔ اس انتظار میں کہ ممکن ہے کہ جنّت میں سے کوئی ایسا شخص باہر نکلے کہ جس پر میرے جادو بھرے الفاظ اثر کر سکیں۔

بعض دنیاوی مورخین نے بتایا ہے کہ مجھے اس انتظار میں کھڑے کھڑے تین ہزار سال گذر گئے۔ لیکن میں اس کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اندرونی بے چینیوں کے باعث اتنا ہوش ہی نہیں رکھتا تھا کہ انتظار کی مدت شمار کر سکتا۔ ہاں یہ ضرور یاد ہے کہ انتظار کا زمانہ بہت ہی طویل اور تکلیف دہ تھا۔

ایک دن میری خوش قسمتی کامیابی کا لبادہ اوڑھے ہوئے طاؤس کی شکل میں جنّت سے برآمد ہوئی :-

میں نے مور کو جنّت کے دروازہ پر کھڑا دیکھا تو اس کے پاس گیا اور کہا۔

اے دوست! بہت دن کے بعد تم نظر آئے۔ میں ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اندر جا کر تم سے پوچھوں کہ اب ملنا جلنا کیوں چھوڑ دیا۔ مگر شکر ہے کہ تم آ گئے مجھے تم سے ایک کام ہے۔ کیا میں یہ امید کروں کہ اُسے پورا کر دو گے؟

مور نے حیرت سے مجھے دیکھا اور پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔

میں نے فوراً جواب دیا۔ اوہو، تم اتنی جلدی بھول گئے۔ تم نے مجھے بارہا دیکھا ہوگا۔ میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کا بہت ہی محبوب فرشتہ ہوں، دن رات اس کی عبادت میں مصروف رہتا ہوں، اس وجہ سے بہت کم ادھر آنا جانا ہوتا ہے۔ آج بیٹھے بیٹھے جنّت کے سیر کو جی چاہا اس لئے ادھر آ نکلا۔ یہاں آ کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ یہ جنّت کے دربان بہت ہی بد اخلاق معلوم ہوتے ہیں۔ مجھ جیسے مقرب فرشتے کو بھی جنت میں جانے سے روکتے ہیں۔ مگر دوست! مجھے تمہارے اخلاق حسنہ اور مہمان نوازی سے یہ امید نہیں تھی۔ کہ تم بھی ان لوگوں کی طرح مجھ سے غیروں جیسا سلوک کرو گے۔

مور نے یہ سن کر کہا۔ ہاں میں تو ایسا نہیں ہوں۔ کیا حرج ہے اگر تم جنّت کی سیر کر لو۔ لیکن یہ لوگ شاید تمہیں اس لئے روکتے ہیں کہ وہ تم سے واقف نہیں ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ تم جنت میں جا کر کیا کرو گے؟ جو کچھ تم بارگاہِ صمدیت میں کرتے ہو۔ وہی یہ لوگ جنّت میں کرتے ہیں۔ تم وہاں عبادت کرتے ہو۔ یہ یہاں مصروف عبادت ہیں :-

میں نے کہا۔ یہ ٹھیک ہے لیکن اس سیر سے میرا منشا یہ بھی ہے کہ جنّت کے کل راز اور یہاں کے باشندوں کی عبادت کا حال دیکھ کر اپنا شوق عبادت بڑھاؤں اور پہلے سے زیادہ جوش کے ساتھ خالق کائنات کی عبادت کر سکوں

مور بولا۔ تو پھر میرے لائق جو کام ہو بتاؤ۔ میں کرنے کو تیار ہوں۔

میں نے کہا۔ تم مجھے اپنے ساتھ اندر لے چلو۔ یہ لوگ جب مجھے تمہارے ساتھ دیکھیں گے تو کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔

یہ سن کر طاؤس نے جواب دیا۔ اے اجنبی دوست! مجھ میں تو یہ طاقت نہیں ہے کہ کسی کو جنّت میں پہنچا سکوں۔ البتہ میرا ایک دوست ہے وہ تمہیں یہاں کی سیر کرا دیگا۔

میں نے کہا۔ تو پھر اُسے ہی بلا دو۔ ممکن ہے کہ وہ مجھے جانتا ہو اور اگر وہ نہ بھی جانتا ہو تو تم اسے سمجھا دینا کہ یہ ایک مقرب فرشتہ ہے اور اپنی عبادت بڑھانے کیلئے جنّت کی سیر کرنا چاہتا ہے وہ تمہارے کہنا ضرور مان لے گا۔

مور یہ سن کر جنّت میں گیا اور اپنے دوست کو ساتھ لے آیا۔ اس کے دوست کا نام حیّہ تھا جسے آج کل اُردو زبان میں سانپ اور ہندی میں ناگ دیوتا اور انگریزی میں SNAKE کہتے ہیں اس نے آتے ہی مجھ سے طرح طرح کے سوال شروع کر دیے۔ جن کے جواب کچھ تو میں نے دیئے اور کچھ میرے نئے ہمدرد طاؤس نے۔

آخر کار حیہ نے کہا۔ آؤ۔ میرے مونہہ میں بیٹھ جاؤ تاکہ جنّت کی سیر کرا دوں۔

میں نہایت اطمینان کے ساتھ اس کے حسین مونہہ میں ایسے بیٹھ گیا۔ جیسے اب سے پچاس برس پہلے ہمارے ملک کے رئیس رتھ میں سوار ہوا کرتے تھے۔

حیہ نہایت حسین تھا۔ اور اس کے اس زمانہ میں چار پیر تھے۔ جسم سے نور برستا تھا اور دور دور تک اس کی شعائیں جاتی تھیں۔ اپنے مونہہ میں رکھ کر مجھے لے چلا۔ راستہ میں ہمارے پُرانے دوست مسٹر رضوان کو کچھ شبہ ہو گیا۔ اور انہوں نے انہیں روکنا چاہا۔ فوراً ہی بارگاہِ عالم الغیب سے حکم صادر ہوا۔

اے رضوان! حیہ کو اندر جانے دو۔ اس کا روکنا مناسب نہیں کیونکہ یہ ایک راز ہے اور ہم اسے خوب سمجھتے ہیں۔

رضوان خاں اپنا سا مونہہ لے کر رہ گئے۔ اور یار لوگ دندناتے ہوئے خلدِ بریں میں جا پہنچ۔ جی تو چاہا اس حرکت پر حیہ کے مونہہ سے نکل کر رضوان کا مونہہ چڑا دوں کہوں روک نہ لیا بڑے آئے ٹھیکدار جنّت کے۔ دیکھ جانے والے یوں جاتے ہیں۔

مگر میں نے سوچا کہ اگر اس وقت میں نے رضوان کا مونہہ چڑایا تو واپسی پر بڑی خبر لے گا اور مجھے انتقام کی آگ بجھا کر اسی کے سامنے سے واپس جانا ہے۔ چنانچہ اس دوراندیشی کے ماتحت میں خاموش بیٹھا رہا۔

حیہ نے مجھے جنّت میں لے جا کر اُگل دیا اور کہا۔ لو اب تم سیر کر سکتے ہو مگر یاد رکھنا آداب جنت کے خلاف کوئی کام نہ کر بیٹھنا۔

میں نے کہا۔ حیہ دوست! تم اگر مجھ سے واقف ہوتے تو شاید تمہیں یہ کہنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ میں یہاں کے آداب سے بخوبی واقف ہوں اور انشاء اللہ تمہیں کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دوں گا۔ بلکہ یہاں سے جانے کے بعد تم دیکھو گے کہ پروردگار تمہیں بھی وہی عزت و شان عطا کر دے گا جو آج مجھے میسر ہے۔

## بی بی حوّا سے ملاقات

جنّت کے چپہ چپہ سے میں واقف تھا اور یہ بھی سن چکا تھا کہ آدم کی دل بستگی کے لئے خالق کائنات نے ایک عورت کو بھی تخلیق کیا ہے۔ اور اسے آدم کے ساتھ ہی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ میں سیدھا حوّا کے پاس پہنچا اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر زار زار رونے لگا۔ اوّل تو وہ حیرت سے مجھے دیکھتی رہیں اور اس کے بعد پوچھا۔

اے شخص! تو کون ہے اور کیوں روتا ہے؟ یہ سن کر میں چیخیں مار مار کر رونے لگا اکثر ساکنانِ فردوس میرے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ حوّا کو اور بھی کچھ وحشت ہوئی۔ میرے قریب آ کر بولیں۔ اے اجنبی کچھ تو بتا کہ تیرے رونے کا باعث کیا ہے۔ میں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

اے موردِ الطاف ربّانی! کیا کہوں، اس وقت مجھے کیوں رونا آ گیا۔ میں پروردگار کا ایک مقرب فرشتہ ہوں اور مجھے تمام گذشتہ و آئندہ حالات کی خبر رہتی ہے۔ آج اتفاق سے جنّت کی سیر کرنے چلا آیا۔ یہاں سیر کرتا پھر رہا تھا کہ یکایک تم پر نظر پڑی اور میری آنکھوں کے سامنے وہ





ہولناک سماں بندھ گیا جو تم پر اور تمہارے شوہر پر گذرنے والا ہے۔ اے حوّا یہ خیال آتے ہی میرا رواں رواں تھرا گیا اور میں ضبط نہ کر سکا۔ تم کیا جانو حوّا کہ تم پر کیا وقت آنے والا ہے۔ کاش مجھے اس کی اجازت ہوتی اور میں تمہیں بتا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں کیا لکھا ہے حوّا! اگر تمہیں کسی طرح یہ علم ہو جائے کہ تمہارا مستقبل کتنا تاریک ہے تو کوئی کیا جان سکتا ہے کہ تمہارا کیا حشر ہو محض خبر سن کر تمہارا کلیجہ شق ہو جائے۔

اے حوّا! زیادہ بہتر یہ تھا کہ تم پیدا ہی نہیں ہوتیں۔ تمہارے مقدر میں وہ ہولناک سزا درج کی گئی ہے۔ جو خالق عالم نے آج تک کسی مخلوق کیلئے تجویز نہیں کی۔

حوّا یہ سن کر گھبرا گئیں اور انہوں نے کہا۔ اے اجنبی! تو ہمارا سچا ہمدرد ہے اور جب تو ہمارے مستقبل کی بات جانتا ہے۔ تو کم از کم ان تدبیر سے بھی ضرور واقف ہوگا۔ کہ ہم کیونکر اس عذاب سے نجات پا سکتے ہیں۔ کوئی ایسی ترکیب بتا کہ ہمارا خالق اپنا یہ ارادہ بدل دے کیا ایسی کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ ہم اس عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔

ہاں ہو سکتی ہے — میں نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا — مگر ایک شرط پر۔ حوّا نے نہایت اشتیاق کے لہجہ میں کہا — وہ کیا —؟

میں نے حاضرین پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالتے ہوئے کہا۔ اے حوّا! تم اب عبادت کو بڑھاؤ اور دن رات نہایت خلوص سے پروردگار کے حضور میں دعائے مغفرت مانگو میں بھی واپسی پر تمہاری سفارش کروں گا۔ عجب نہیں کہ غفور الرحیم تمہاری دعا اور میری سفارش پر نظر کرم فرما دے اور تم عذاب سے بری کر دی جاؤ :-

حوّا نے کہا — اے ہمدرد اگر میری عبادت اور ریاضت پروردگار عالم کے حضور میں کوئی سفارش مغفرت کر سکتی ہے تو میں آج ہی سے اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ اس کی حمد و ثنا میں بسر کروں گی :-

میں نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا۔ اے حوّا! بڑی مشکل یہ ہے کہ تم عبادت کے طریقوں سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک دو باتیں حمد و ثنا کے متعلق سمجھا دوں تا کہ ان پر عمل کر کے پروردگار کو خوش کر سکو۔ یہ کہتا ہوا میں بی بی حوّا کو علیحدہ جگہ لے گیا۔ جہاں ہم دونوں کی باتیں سننے والا کوئی نہ تھا۔ وہاں پہنچ کر میں نے کہا۔

اب تک جو کچھ میں کہہ رہا تھا وہ اس واسطے تھا کہ ہمارے تمہارے چاروں طرف ساکنانِ فردوس جمع تھے۔ اس واسطے مجھے صرف عبادت ہی کا ذکر کرنا پڑا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمہارے عذاب سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔

بی بی حوّا بولیں — وہ کیا ہے؟ اے اجنبی مجھے جلدی بتاؤ۔

میں نے کہا۔ اگر تم اخفائے راز کا وعدہ کرو اور کسی کو یہ نہ بتاؤ کہ وہ ترکیب میں نے تمہیں سمجھائی تھی تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں، ورنہ نہیں۔

حوّا نے کہا — تم اطمینان رکھو۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہوگا :-

یہ جواب سن کر میں نے کہا۔ تم جانتی ہو کہ جنّت میں کوئی درخت ایسا بھی ہے۔ جس کے قریب جانے کی تم کو اور آدمؑ کو ممانعت کی گئی ہے؟

ہاں ہے — حوّا نے کہا — ایک ایسا درخت ہے جس کیلئے پروردگار کی طرف سے حکم امتناعی صادر ہو چکا ہے — لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ط

میں نے مسکرا کر پوچھا۔ جانتی ہو کیوں ممانعت ہے؟

نہیں۔ یہ تو میں نہیں جانتی۔

یہی تمہاری بھول ہے۔ حوّا! تمہارے شوہر آدم کو یہ سوال کرنا چاہئے تھا کہ اس پیڑ میں آخر ایسا کیا راز ہے کہ جنت کا کونہ کونہ تو مباح قرار دیا جائے اور ایک حقیر پیڑ کے لئے ایسی سخت پابندیاں لگا دی جائیں کہ ہاتھ لگانا اور کھانا تو کجا۔ اس کے قریب ہو کر گزرنا بھی ممنوع ہو جائے۔

ہاں ہے تو تعجب کی بات اے ہمدرد! مگر ہم نے آج تک اس بات پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

میں نے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ جانتی ہو کہ اس پیڑ کے قریب نہ جانے دینا کیا معنی رکھتا ہے۔؟

نہیں میں نہیں جانتی :-

ہاں جان بھی کیسے سکتی ہو حوّا! یہی تو تمہارا مستقبل پکار رہا ہے کہ تم اس پیڑ کو نہیں جان سکیں۔

حوّا نے حیران لہجہ میں پوچھا — کیا یہی پیڑ ہماری تباہی کا باعث ہے؟

میں نے کہا۔ ہاں اس پیڑ میں دونوں باتیں ہیں برباد بھی کر سکتا ہے اور آباد بھی کر سکتا ہے۔

وہ کیسے؟

وہ کیسے —؟ یہ پوچھتی ہو! اگر ہاں۔ میں ضرور بتاؤں گا۔ حوّا! تم بہت بھولی مخلوق ہو تمہیں بتانا ہی پڑے گا۔ تمہیں تباہی و بربادی سے بچانا ہم سب کا فرض ہونا چاہئے۔ یہ اہالیانِ فردوس کتنے خود غرض ہیں۔ حوّا تم نے دیکھا کہ یہ لوگ تمہیں کتنا بے خبر رکھنا چاہتے ہیں۔ آج تک تمہیں اس پیڑ کا حال نہیں بتایا۔

حوّا نے کہا — کیا یہ لوگ بھی اس پیڑ کی بابت جانتے ہیں؟

ہاں جانتے کیوں نہیں۔ حوّا! یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ لیکن تم ان کو نہیں جانتیں یہ تمہاری بربادی کے منتظر ہیں۔ خلد میں تمہارا قیام گوارا نہیں کرتے۔ انہوں نے بارہا تمہاری شکایتیں پروردگار کے پاس بھیجی ہیں۔ مگر حوّا! تم جانتی ہو کہ جب مجھ جیسا فرشتہ بارگاہ خداوندی میں موجود ہو تو ان کی شکایتیں کیسے با اثر و نتیجہ خیز ہو سکتی ہیں۔ میں نے بالا ہی بالا ان معاملات کو رفع دفع کر دیا ہے۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ تم ایسے اطمینان کے ساتھ جنت میں رہ سکتیں۔

تو کیا یہ سب لوگ ہمارے دشمن ہیں؟

میں نے تجربہ کارانہ انداز سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ دشمن! یہ تو ایسے خوفناک دشمن ہیں کہ خدا محفوظ رکھے۔ ان کا کاٹا ہوا پانی بھی نہیں مانگتا۔ ایسا مل کر مارتے ہیں کہ بس بلبلاتے ہی بن پڑتی ہے۔

تو پھر کوئی ترکیب بتاؤ۔ میں تمہارا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی۔

ترکیب — میں نے یہ لفظ دہراتے ہوئے کہا۔ ترکیب تو ایسی بتا سکتا ہوں کہ تم ہمیشہ کیلئے عذاب سے محفوظ ہو جاؤ۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس احسان کو تم ہمیشہ یاد رکھو گی۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کرو گی۔ مگر حوّا! سچ بات یہ ہے کہ مجھے راز فاش ہونے کا ڈر ہے اگر کہیں کسی کو یہ خبر ہو گئی کہ میں نے تمہیں عذاب سے بچنے کا ذریعہ بتا دیا ہے۔ تو تمہارا کچھ نہ بگڑیگا اور تم عذاب سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جاؤ گی۔ البتہ میرا کہیں ٹھکانا نہ رہے گا۔

یہ سن کر حوّا نے مجھے اطمینان دلایا اور کہا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس بات کی خبر کسی کو نہ

ہوگی :۔

تب میں نے ان کے کان میں آہستہ سے کہا۔ یہ درخت تمہارے عذاب اور ثواب ہی کیلئے بنایا گیا ہے۔ اگر کسی وقت خدا کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ تم پر سے عذاب ہٹا دے یا معاف کردے تو وہ تمہیں حکم دے گا کہ اس پیڑ کے دو چار پھل کھالو بس ان پھلوں کا کھانا تمہارے لئے امرت بن جائے گا اور سارا عذاب ملتوی کردیا جائے گا۔ یہی سبب ہے کہ پروردگار نے تمام ضروریات پر غور کرتے ہوئے یہ درخت بھی پیدا کیا ہے۔ تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وقت پر کام آسکے۔

## غیر ضروری نوٹ

ناظرین یہاں یہ بھی نوٹ کریں کہ موجودہ زمانہ میں دستاویزات کے اختتام پر ایک فقرہ لکھا جاتا ہے کہ یہ دستاویز لکھدی تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ یہ اسی تقلید کا نتیجہ ہے دراصل موجودہ صدی کے لوگ دستاویز میں جب یہ فقرہ لکھتے یا لکھواتے ہیں تو انہیں بھی وہی حال یاد آتا ہوگا کہ پروردگار نے بھی ایک درخت لگایا تھا۔ تاکہ موجود رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔!

تو حوا! میرے کہنے کا مطلب ہے کہ اس درخت کے پھل کھانے نہ کھانے پر تم دونوں کے مستقبل کا انحصار ہے اور پروردگار نے چونکہ تمہارے لئے ایک فیصلہ کر رکھا ہے۔ اسی لئے اس درخت کے قریب جانے کی ممانعت کردی ہے۔ اگر تم نے وہ پھل کھالیا تو پھر وہ فیصلہ جو تمہارے لئے ہوچکا ہے قابل عمل نہ سمجھا جائے گا اور تم عذاب سے بری کردی جاؤگی۔

حوا نے کہا۔ کیوں ہمارے اجنبی ہمدرد! اگر ہم دونوں وہ پھل کھالیں تو پھر عذاب سے محفوظ ہوجائیں گے نا۔؟

میں نے جواب دیا۔ ہاں، پھر تم دونوں پر عذاب نہیں آئے گا۔ لیکن دیکھو پھر سمجھائے دیتا ہوں کہ آج اور آج کے بعد اس سلسلہ میں کبھی میرا نام نہ آنے پائے۔

یہاں قبل اس کے کہ میں بعد کے حالات لکھوں۔ ناظرین کو ایک خاص بات یاد دلادوں کہ وہ گیہوں کا معاملہ جو جنت میں ہوا اور جس کے باعث آج موجودہ دنیا نظر آرہی ہے زیادہ تر عورت کے ذمہ ہی رہا۔ یعنی سننے والے زیادہ یہی کہتے ہیں کہ آدمؑ عورت کے باعث جنت سے نکالے گئے۔ نہ عورت انہیں ورغلاتی، نہ وہ پھل کھاتے اور جنت سے نکلتے۔ میں ممنون ہوں اماں حوا کا جنہوں نے زندگی بھر اپنا وعدہ یاد رکھا اور سوائے اپنے شوہر کے کبھی کسی سے نہیں کہا کہ نیاز مند نے انہیں پھل کھانے کا مشورہ دیا تھا۔ حالانکہ پھل کھانے کے بعد وہ بیچاری طرح طرح کی تکالیف میں پھنس گئیں۔ اور ہزاروں مصیبتیں سہیں اور ان کی اولاد آج تک وہ خمیازہ بھگت رہی ہے مگر واہ رے وعدہ وفائی۔ کہ اس بیچاری نے مرتے دم تک میرا نام نہیں لیا۔ ہمیشہ اپنی غلطی پر نادم ہوتی رہیں۔

اگر آج حوا زندہ ہوتیں تو میں ان کے قدموں میں سر رکھ دیتا اور کہتا کہ گو میں تمہارے خاوند کی بدولت راندۂ درگاہ ہوا ہوں۔ لیکن تم نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا ہے کہ قیامت تک میری گردن تمہارے اس احسان سے نہیں اٹھ سکتی۔

آج حوا زندہ نہیں ہیں لیکن ان کا احسان زندہ ہے اور میں اس کے عوض یہ عہد کرچکا ہوں کہ ان کی بیٹیوں پر زیادہ اثر انداز نہ ہوں اور یہی وجہ ہے کہ دنیا والے عورت کو مرد کے مقابلہ میں زیادہ مذہب پرست بتاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب میں پوری قوت عورت ذات پر صرف کرنا نہیں چاہتا تو وہ مرد کے مقابلہ میں اپنے آپ ہی مذہب پرست نظر آئے گی۔

ہاں! تو میں عرض کر رہا تھا کہ حوا کو پھل کھانے کا نیک مشورہ دے کر اور اخفائے راز کا مسئلہ طے کرکے میں جنت سے واپس چلا آیا۔ اور اس کے بعد کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ آج تک وہاں جانا نہ ہوسکا۔ لیکن بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ میرا جنت کا آخری سفر کامیاب رہا۔

# عورت کی پہلی غلطی

مجھے جنت سے واپسی کے بعد جو تفصیلات ملیں ان کا خلاصہ یہ ہے :۔

حوا نے میرے مشورہ کو اپنی آئندہ بہبودی پر محمول کرتے ہوئے فیصلہ کرلیا کہ وہ خود بھی یہ پھل کھائیں گی۔ اور اپنے خاوند کو بھی مجبور کریں گی۔ تاکہ عذاب سے نجات مل سکے چنانچہ وہ اس درخت سے سات خوشے گندم کے توڑ کر لائیں۔ جس میں سے ایک تو خود کھالیا اور خدا جانے کس نیت سے ایک خوشہ اپنے پاس محفوظ رکھ لیا۔ باقی پانچ خوشے آدمؑ کو دیئے اور ان سے بھی یہ درخواست کی کہ وہ بھی یہ پھل کھاکر عذاب الٰہی سے پناہ میں آجائیں۔

آدمؑ یہ دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور پوچھا۔ حوا! تم نے یہ کیا غضب کیا۔ کیا تم کو اپنے پروردگار کا وہ حکم یاد نہیں کہ یہ پھل ہم دونوں کی تباہی کا باعث ہے۔ اس کے قریب بھی نہ جانا۔

حوا نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے جواب دیا۔ آپ گھبرایئے نہیں۔ میں اس کی تہہ تک پہونچ گئی ہوں درحقیقت یہی درخت ہماری تباہی اور بربادی کیلئے تھا اور اسی واسطے ہم اس کے پھل کھا رہے ہیں۔

آدمؑ نے حیرت سے پوچھا تو کیا تم خود اپنے ہاتھوں تباہ ہونا اور پروردگار کی بارگاہ سے مورد عتاب ہونا پسند کرتی ہو۔؟

حوا نے جواب دیا۔ آپ کیا جانیں اس راز کو۔ یہ درخت ممنوع کیوں ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اس درخت کو ممنوع قرار دینے میں خالق کائنات کی بہت بڑی حکمت ملی ہے

وہ کیا۔؟ آدمؑ نے دریافت کیا۔

بس اس کو راز ہی رہنے دیجئے۔ یہ کیا ضروری ہے۔ کہ جس راز سے میں واقف ہو چکی ہوں وہ آپ پر بھی روشن ہوجائے۔ ہاں ہم دونوں کو اس کے نتیجہ پر غور کرنا چاہئے۔ وہ بہت ہولناک ہے۔

ارے اگر ہولناک ہے تو پھر کھائی کیوں ہو!

ہمیں کھانا ہی پڑے گا اے آدمؑ! بغیر اس کے کوئی چارہ نہیں ہے۔

تو کیا ہم یہ پھل کھاکر تباہ نہ ہوجائیں گے۔؟

نہیں آپ نہیں جانتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور اس کا انجام کتنا اچھا ہے۔ آپ میرے کہنے پر عمل کیجئے اور پھل کھا لیجئے۔

آدمؑ نے برہم ہوکر کہا۔ ہرگز نہیں حوا! اگر تم اپنے پروردگار سے سرکشی کرنے والی ہو تو کرو۔ میں اپنے میثاق سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ میں نے اپنے پروردگار سے جو وعدہ کیا ہے وہ اٹل ہے۔ اور کوئی طاقت اسے نہیں بدل سکتی۔ جنت کی ہر نعمت میرے لئے آزاد ہے۔ کیا حرج ہے کہ اگر میں ایک پھل کو ہمیشہ کیلئے اپنے واسطے حرام کرلوں۔



یہی آپ کی بھول ہے۔ بھویں سکیڑتے ہوئے سمجھانے کے انداز میں حوا نے کہا۔ آپ خود تباہ ہونے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔

کیا کہا۔ میں تباہ ہونے کا بیڑا اٹھا رہا ہوں۔؟

ہاں! آپ اٹھا رہے ہیں۔!

یہ کیسے۔؟

یہ کیسے۔! یہ ایسے کہ آپ اپنے عیش وآرام کے ذریعہ پر تالا لگا رہے ہیں۔ اپنی بھلائی کے رستے میں ناعاقبت اندیشی کے کانٹے بکھار رہے ہیں۔ اپنی حسین مستقبل کے چہرہ پر ہٹ دھرمی کی سیاہی مل رہے ہیں تاکہ عذاب الٰہی کے آپ حقدار بنیں۔ اور اپنی بھلائی کے ذرائع آنا دھرتا۔ کے تاریک کنویں میں پھینک دیں کیا آپ کو.....

آدمؑ نے بات کاٹ کر کہا۔ حوا تمہاری یہ عجیب وغریب باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ کیا تمہارا یہ منشاء ہے۔ کہ میں اپنے پروردگار کے احکام سے سرکشی کروں کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں محض ایک پھل کا ذائقہ حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام نعمتوں کو ٹھکرا دوں پھر کچھ خبر نہیں کہ وہ پھل ذائقہ میں کڑوا ہے یا میٹھا ہے۔ خدا جانے اس میں کیا راز ہے۔ جسکو میں اور تم دونوں نہیں جانتے۔

آپ نہ جانتے ہوں۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ اس کا ذائقہ شہد سے زیادہ میٹھا اور جنت کی ہر نعمت سے زیادہ سرور انگیز ہے۔ یہ دیکھو آدم! اس کی رنگت کتنی دلفریب ہے ریشم سے زیادہ نرم اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ لو اسے کھالو تاکہ ہم عذاب الٰہی سے محفوظ ہوجائیں

کیا کہا حوا تم نے؟ عذاب الٰہی سے محفوظ ہوجائیں!

ہاں! عذاب الٰہی سے محفوظ ہونے کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے۔ یعنی پروردگار سے سرکشی عذاب الٰہی سے بچنے کا ذریعہ۔!

سرکشی نہیں۔ بلکہ حفاظت خود اختیاری کے لئے سمجھداری۔

ایسی سمجھداری تمہیں ہی مبارک رہے حوا! میں کسی حالت میں بھی اپنے خالق سے غداری کے لئے تیار نہیں۔ کہ محض اسی غداری کے باعث عزازیل جیسا باعظمت شخص مورد عتاب ہوا۔ اس نے بھی تو صرف ایک ہی نافرمانی کی تھی جس کے بعد وہ آج تک مورد عتاب ہے اور تمام کائنات کی بھلائیاں اور عیش وآرام اس پر حرام ہوگیا۔ تو کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں بھی نافرمانی کے عذاب میں مبتلا ہوجاؤں۔؟

حوا نے کہا وہ مغرور تھا۔ اس نے پروردگار کے سامنے غرور کا مظاہرہ کیا۔ اس نے کہنا نہیں مانا اور عتاب الٰہی میں گرفتار ہوا۔ اور آپ یہ کام اپنی بھلائی کے لئے کریں گے۔ اپنا مستقبل درست کرنے کے لئے کریں گے۔ اس واسطے ہم پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوگی۔ بلکہ آئندہ کا خطرہ جاتا رہے گا۔

وہ خطرہ کیا۔؟ آدمؑ نے حیرت سے پوچھا۔

خطرہ یہ کہ اگر ہم نے یہ پھل نہ کھایا تو ہم تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔

آدمؑ نے مسکرائے۔ کیا کہہ رہی ہو حوا الٹی بات۔ پروردگار نے تو یہ بتایا ہے کہ اگر یہ پھل کھائیں گے تو تباہ ہوجائیں گے۔ تم یہ کہتی ہو کہ اگر نہ کھائیں گے تو تباہ ہوجائیں گے۔!

حوا آخر مجبور ہوگئیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ آدمؑ کسی طرح راضی نہیں ہوتے تو انہوں نے اجنبی کی ملاقات اور اس کی مفصل گفتگو بیان کردی اور آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا وہ ٹھیک کہتا ہے۔ ورنہ اس کی کیا ضرورت تھی کہ جنت کے تمام میوے اور تمام نعمتیں تو ہمارے لئے مباح قرار دیجائیں۔ لیکن ایک حقیر درخت کے لئے ایسی زبردست شرط لگادی جائے۔ یقیناً یہی شرط ہمارے لئے نقصان دہ ہے اور ہمیں چاہئے کہ یہ پھل ضرور کھائیں۔

## غیر ضروری نوٹ

واضح رہے کہ آج کل عام خیال یہ ہے کہ اگر کسی معاملہ میں کسی شخص کو بزرگوں سے رائے لینے کی ضرورت پڑے اور اتفاق سے کوئی بزرگ اس وقت نہ ملے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے مشورہ کرلے اور بیوی جو مشورہ دے۔ اسکا الٹا کرے کامیابی ہوگی۔ یہ الٹے مشورہ پر عمل کرنا اسی بات کی یادگار ہے جو حوا نے آدمؑ کو رائے دی تھی۔ اگر آدمؑ بیوی کے مشورہ کے خلاف عمل کرتے اور پھل نہ کھاتے تو یقیناً کامیابی تھی۔ مگر انہوں نے عورت کے مشورے کے مطابق عمل کرلیا اور آخرکار انہیں نقصان پہنچ گیا۔

بہرحال آدمؑ نے مجبور ہوکر ڈرتے ڈرتے وہ خوشہ حوا کے ہاتھ سے لیا۔ اور اللہ کا نام لے کر کھا گئے یہ عورت کی پہلی غلطی تھی۔ جس پر مرد نے عمل کیا۔ ابھی وہ گیہوں معدہ تک بھی نہ پہونچا ہوگا کہ حلہ ہائے بہشتی آدمؑ اور حواؑ کے جسم سے گر پڑے اور تاج تقرب ان کے سروں سے ایسے اڑ گیا۔ جیسے کوئی پرندہ ہوا میں اڑ جائے۔

حلہ ہائے بہشتی اب بھی جسم انسانی میں ناخن کی شکل میں موجود ہے۔ حلہ ہائے بہشتی تمام وکمال ایسے تھے۔ جیسے انسان کے جسم پر ناخن ہیں اور یہ محض یادگار کے طور پر چھوڑ دئے گئے ہیں اور یہ واقعہ بھی ہے کہ انسان انتہائی مسرور حالت میں جب کہ قہقہے لگاکر ہنس رہا ہو اور اتفاق سے اپنے ناخن دیکھ لے تو اس کے دل پر ایک اداسی چھا جاتی ہے اور وہ ایک لمحہ کے لئے بھول جاتا ہے کہ کس بات پر ہنسی آرہی تھی۔ اگر کسی کو میرے اس دعوے پر شبہ ہو تو وہ جب چاہے تصدیق کرسکتا ہے۔ یعنی ہنسی کے وقت ناخن دیکھ لے تو وہ ہنستے ہنستے بھی کچھ اداسی سی محسوس کرنے لگتا ہے

خیر! یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اسے چھوڑئے اور یہ سنئے کہ جب آدمؑ اور حوا کے جسم سے بہشتی لباس اتر گیا اور وہ برہنہ ہوگئے تو انہیں بڑی شرم محسوس ہوئی۔ قریب ہی انجیر اور عود کے درخت تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اپنے پتے آدمؑ اور حوا کو دیدیئے تاکہ ستر پوشی ہوسکے۔

یہاں یہ بھی عرض کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ اور حواؑ کے جسم سے بہشتی لباس اترنے کے بعد بھی ساکنانِ جنت انہیں برہنہ نہ دیکھ سکے تھے۔ کیونکہ پروردگار نے باوجود عتاب کے اپنے خلیفہ کے ساتھ ستر پوشی کی رعایت رکھی تھی اور اہالیانِ جنت سے قوت باصرہ کا وہ حصہ چند سیکنڈ کے لئے الگ کرلیا تھا جس کی مدد سے وہ ان دونوں کو کامل برہنہ دیکھ سکتے تھے۔ البتہ جسم کا عام حصہ لوگوں کو ننگا نظر آرہا تھا۔ اور درخت انجیر وعود نے محض اسی باعث اپنے پتے پیش کئے تھے۔ البتہ آدم حوا کو برہنہ دیکھ سکتے تھے اور حوا آدمؑ کو اس واسطے ان پتوں نے بہت کام دیا اور فوراً ہی ایک دوسرے نے اپنی اپنی ستر پوشی کرلی۔

اسی یادگار میں آج آدم کی اولاد برہنگی کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ اور ایک دوسرے کو ننگا دیکھ لینا سخت گناہ کی بات جانتی ہے۔ لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ میں نے یہ فرسودہ خیال لوگوں کے دلوں سے نکالنا شروع کردیا ہے۔ اور اگر آپ حضرات تھوڑی بہت معلومات رکھتے ہیں تو آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ میری تحریک برہنگی کتنے زوروں پر ہے۔ جس چیز کو میرے ازلی دشمن آدمؑ نے باعث شرم قرار دے کر انجیر کے پتے استعمال کئے تھے وہ آج میں اس کی اولاد کے لئے باعث فخر قرار دے رہا ہوں اور کتنی دلچسپ کامیابی ہے کہ آدم نے اپنی برہنگی دور کرنے کے لئے دوسروں کی مدد سے

لباس حاصل کیا اور آج اسی آدمؑ کی اولاد اپنی برہنگی تیار کرنے کیلئے خود اپنا لباس جسم سے اتار کر پھینک رہی ہے یہ دیکھ دیکھ کر میں ہوا میں قہقہے بلند کر رہا ہوں۔ اور یہ آوازیں قدامت پسند لوگوں کی آنکھوں سے ٹکراتی ہیں۔ اور آنسو بن کر گرنے لگتی ہیں۔ دنیا کا نا سمجھ انسان ان آنسوؤں کو قدیم تہذیب کے شکستہ مزار پر پھولوں کی طرح چڑھا رہا ہے۔ مگر نہیں سمجھتا کہ اس مزار کا ذرہ ذرہ سرتاپا پیاس بن گیا ہے اور ان آنسوؤں کو اپنے پیاسے وجود سے پیوست کر کے دنیا کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل کر دیتا ہے۔

## احکم الحاکمینؐ کی عدالت میں

مجھے جو کچھ کرنا تھا۔ کر چکا۔ میرے جذبِ انتقام پر کامیابی کا پانی پڑ چکا تھا۔ اب مجھے صرف یہ دیکھنا باقی تھا کہ جس عدالت نے محض ایک معمولی نافرمانی کے سبب مجھ جیسے جلیل القدر بادشاہ کے ساتھ یہ انصاف کیا ہے کہ ہمیشہ کے واسطے لعنت کا طوق میری گردن میں ڈال دیا۔ وہ اپنے اس خلیفہ کی نافرمانی پر کیا سزا دے گا۔ جسے اس نے اپنے ہاتھ سے بڑے شوق میں تخلیق کیا ہے اور جس کی ذات سے اُسے طرح طرح کی اُمیدیں وابستہ تھیں۔ آج دیکھنا ہے اس کے انصاف کا حال۔ میرا خیال تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے مٹی کے کھلونے کو توڑ دے گا۔ لیکن مجھے خبر ملی کہ بارگاہِ حقیقی سے آدم و حوا کے نام پروانۂ طلبی صادر ہوا ہے۔ حیۃ اور طاؤس بھی بلائے گئے ہیں انجیر اور عود کو بھی حاضری کا حکم ملا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی میں بھی چپکے سے اپنی انتہا پر واز تک پہنچ گیا۔ تاکہ انصاف کا تماشہ دیکھ سکوں۔

## مجرموں کی حاضری

سب سے پہلے میں نے دیکھا کہ جناب آدمؑ بصد رنج و یاس جنت الفردوس سے برآمد ہوئے ان کے چہرہ پر کھیلتے ہوئے جذبات سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ دل ہی دل میں یہ مصرعہ پڑھ رہے ہیں۔

خوش رہو اہلِ وطن، ہم تو سفر کرتے ہیں

ایک دفعہ پیچھے مڑ کر انہوں نے جنت پر نگاہ ڈالی تو خدا جانے کس غضب کی نگاہ تھی کہ در و دیوار لرزنے لگے۔ میں بھی اس زلزلہ سے گھبرا گیا۔ مگر بعد میں مجھے یاد آیا کہ حسرت بھری نظر تو پہاڑوں کو لرزہ براندام کر سکتی ہے۔

جی چاہا کہ آدمؑ سے آگے بڑھ کر علیک سلیک کروں اور پوچھوں۔ کہئے حضرت کہاں تشریف لے چلے۔ یہ آج اداسی کیسی ہے؟ کیا کچھ کھو گیا ہے؟ تاکہ دوبارہ بھی بغیر مزاحمت کے انتقام کا موقع مل سکے۔

آدمؑ کے پیچھے پیچھے میرا شکار جا رہا تھا۔ جیسے شکاری کا بھرپور وار کھائے ہو۔ یہ میری آلہ کار حوا صاحبہ تھیں جنہوں نے میرے مخلصانہ مشورہ پر عمل کر کے عذاب سے بچنے والی ترکیب کی تھی۔ بے چاری نہایت خاموش اور اداس جا رہی تھیں۔ پشیمانی کے آنسو قدم قدم پر گر رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے جی ہی جی میں دہرا کا رے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی، کا سبق پڑھتی جا رہی ہیں۔

ان کے پیچھے میرا مغرور دست طاؤس تھا۔ اس کی کیفیت ایسی تھی کہ جیسے آج کل کوئی شخص کسی عدالت میں جھوٹی گواہی دے رہا ہو اور مجسٹریٹ پر اس کے جھوٹ کا راز مع ثبوت کے کھل جائے اور اس غریب گواہ کے گلے میں دفعہ ۱۹۳ کا پھندا پڑ جائے اور وہ بے چارہ جیل کی طرف یہ کہتا ہوا چل دے۔

ہم آئے تھے اس لئے کہ نماز بخشوائیں گے وہاں روزے اور گلے پڑ گئے۔

طاؤس کے بعد مسٹر حیۃ تھے۔ جن کا مونہہ میں نے بطور رتھ کے استعمال کیا تھا۔ بیچارے نیچی گردن کئے خراماں خراماں عدالت کی طرف جا رہے تھے۔ ایک ایسے مجرم کی طرح جس کے مقدمہ کی آخری تاریخ ہو اور اسے سزا کا حکم سننے کا پورا یقین ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بیچارے اپنی روانگی سے پہلے ضرور کوئی وصیت نامہ لکھ کر آئے ہیں۔

ان حضرات کے پیچھے انجیر اور عود کے درخت تھے۔ ایسے چہرے بنائے ہوئے۔ گویا وہ کوئی ناکردہ گناہ ہیں اور غلط فہمی کے باعث پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا ہے۔ راستہ میں ہر شخص پر اپنی نگاہوں سے معصومیت کا اظہار کرتے ہوتے چل رہے تھے۔

## آدم کی سزا

دربارِ خداوندی پر آج قہاری کی پوری شان برس رہی تھی۔ جمیع ملائکہ خوفزدہ تھے اور ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ عرش و کرسی لرزہ براندام تھے۔

ارشاد ہوا۔ آدم کو حاضر کرو۔

آدمؑ نیچی نگاہ کئے ہوئے ڈرتے ڈرتے پیش ہوئے۔ اور سجدہ معبودیت بجا لانے کے بعد دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ آواز آئی۔

اے آدم! کیا ہم نے نہ کہا تھا تم سے کہ لَا تَقْرَبُ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ مگر تم نے اس پر عمل نہیں کیا۔ ہم نے تمہیں اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ یہ درخت تمہارے لئے ممنوع ہے اور اگر اس درخت کا پھل کھاؤ گے تو خسارے میں رہو گے۔ آخر کار آج وہ دن آگیا کہ تم اس کا نتیجہ حاصل کرنے کے لئے انصاف کے سامنے کھڑے ہو۔ ہم نے تمہیں اپنا خلیفہ بنایا تھا کہ نیک اعمال اور اطاعت کا مظاہرہ کر کے مخلوق کو سبق دو گے۔ نہ کہ اس لئے کہ خلافت کو بدنام کرنے کا باعث بنو۔ اور وہ بھی صرف ایک معمولی ذائقہ حاصل کرنے کیلئے۔ پس تمام حالات پر غور کرنے کے بعد ہم تمہارے لئے حسب ذیل دس سزائیں تجویز کرتے ہیں۔

پہلی سزا: تمہارے جسم کی ظاہری خوبصورتی، یعنی حلہ ہائے بہشتی تم سے واپس لے لئے جائیں اور اس پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔

دوسری سزا: تمہاری موجودہ زندگی کے ساتھ جنت سے اخراج اور اس پر عمل درآمد اسی وقت ہو گیا۔ جب تم دربار میں طلب کئے گئے۔

تیسری سزا: عتاب الٰہی۔ جو اس وقت تم پر ہو رہا ہے اور جس کی پاداش تمہیں ہمیشہ خون کے آنسو رلائے گی۔

چوتھی سزا: ستر عورت کی معلومات کہ یہ میرے خلیفہ آدمؑ کیلئے سخت ممنوع تھیں۔ (اس پر بھی عمل درآمد ہو چکا ہے)

پانچویں سزا: تم سے اور تمہاری اولاد سے شیطان الرجیم کی عداوت۔ قیامت کے دن تک۔

چھٹی سزا: ۔ آدم (آدمی)، کے ساتھ لفظ عاصی کا اضافہ کہ یہ بطور تاج عصیاں آدم کے ساتھ رہیگا





ساتویں سزا: ۔ تمہاری اور حوا کی مفارقت اس کا دلخراش صدمہ تمہارے قلب پر۔

آٹھویں سزا: ۔ تمہاری ہر حرکت پر شیطان کو آزادی کہ وہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو صراطِ مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کرے۔

نویں سزا: تم کو اور تمہاری اولاد کو دنیاوی مصیبتوں اور ہولناک تکلیفوں کا سامنا۔

دسویں سزا: تلاش معاش کی سوہان روح بننے والی تکلیف جس سے تم آج تک بے نیاز تھے

یہ حکم سنانے کے بعد چند ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ آدم کو زمین پر پھینک دو۔ تاکہ یہ اپنے کئے کی سزا پا سکیں۔ چنانچہ فرشتوں نے تعمیل ارشاد کی اور مجھے تختِ سلطنت سے اتروانے والے حضرت آدمؑ آسمان سے ٹپکا دیے گئے۔ جو بیچارے کوہ سراندیپ پر آگر گرے۔

## حوّا کی سزا

آدمؑ کے مقدمہ کا فیصلہ سنانے کے بعد بی بی حوا طلب کی گئیں۔ ارشاد ہوا۔

اے حوا! تم جانتی ہو کہ اس معاملہ میں آدم سے زیادہ تم قصوروار ہو اور تمہیں نے آدم کو مجبور کر کے وہ پھل کھلایا۔ آدمؑ کو محض اس جرم میں سزا دی گئی کہ باوجود ہماری ممانعت کے تمہاری تجویز سے وہ مجبور ہو گئے اور انہوں نے تمہارا کہنا مانتے وقت یہ نہ سوچا کہ ان کے پروردگار کی نافرمانی ہو رہی ہے۔ چونکہ تم آدم سے زیادہ قصوروار ہو۔ اس لئے ہم تمہارے واسطے ذیل کی پندرہ سزائیں تجویز کرتے ہیں۔

پہلی سزا: جنت اور اس کی نعمتوں سے محرومی کے بعد دنیا کی مصیبت جس سے قیامت تک تمہاری اولاد کو چھٹکارا نہ مل سکے گا۔

دوسری سزا: دنیا میں رہنے کے بعد ہر مہینہ کی ایک ایسی مصیبت جس کی ناپاکی سے تم کئی دن پریشان رہو اور عبادت سے محروم۔

تیسری سزا: حمل کی موجودگی میں روحانی اور جسمانی تکلیف۔ جس سے زندگی میں بار بار پالا پڑے گا۔

چوتھی سزا: وضع حمل کی ایسی سخت تکلیف جس کے سامنے دنیا کی تمام جسمانی تکلیفیں ہیچ ہیں

پانچویں سزا: مرد کی مستقل محکومیت اور غلامی جس سے زندگی بھر چھٹکارا نہ مل سکے گا۔

چھٹی سزا: مرد کو اختیار طلاق تاکہ وہ کسی حالت میں تمہارا محکوم و مطیع قرار نہ پائے۔

ساتویں سزا: طلاق یا بیوگی کے بعد ایک ایسی عدت کا قرار جس میں تمہیں دنیا کے لذائذ سے محرومی رہے۔

آٹھویں سزا: مرد کے مقابلہ میں تمہارا حق میراث جو مرد کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے کم ہو

نویں سزا: تم اور تمہاری بیٹیاں قیامت تک پیغمبری سے محروم اور اس کی نااہل رہینگی

دسویں سزا: جمعہ کی نماز اور اس کے انمول ثواب سے محرومی تاکہ ہر ہفتہ اپنے کبیرہ گناہ کو یاد کر سکیں۔

گیارہویں سزا: جہاد کی شرکت میں حاصل ہونے والے فضائل اور ان کے ثواب سے محرومی

بارہویں سزا: نقصان عقل کہ اس میں ہمیشہ مرد کا دست نگر بن کر رہنا پڑے گا۔

تیرھویں سزا: دین اور مذہب کی عملی خدمتوں سے اندرونی قوتوں کا فقدان ہونے کے باعث محرومی یا کمی۔

چودھویں سزا: شہادت اور گواہی کے وقت کی ذلّت کہ تمہاری شہادت مرد کے مقابلہ میں کمزور سمجھی جائیگی۔

پندرھویں سزا: مرد کے مقابلہ میں ہر قسم کی عزت و عظمت کی کمی۔ تاکہ ہر وقت تمہارا یہ زبردست گناہ تمہارے سامنے رہے۔

یہ حکم سنانے کے بعد پروردگار نے چند ملائکہ کو حکم دیا کہ حوا کو زمین پر پھینک دو تاکہ یہ اپنے کئے کی سزا پا سکیں چنانچہ فرشتوں نے حکم خداوندی کے ماتحت بیچاری بی بی حوا کو آسمان سے نیچے ڈال دیا۔ اور وہ بارعایت خداوندی جدہ کی سرزمین پر آپڑیں اور حضرت آدمؑ کو فراق کی جو سزا دی گئی تھی اس پر عمل درآمد ہو گیا۔ یعنی آدمؑ کوہ سراندیپ میں پھینکے گئے اور بی بی حوا جدہ میں۔

## طاؤس کی سزا

بی بی حوا کا مقدمہ ختم ہونے کے بعد طاؤس پیش ہوا۔ حکم ہوا۔

اے طاؤس! گو تیری خطا زیادہ نہیں ہے۔ لیکن یہ قصور کسی طرح معاف نہیں کیا جا سکتا کہ تو نے ہماری ممانعت عام کے باوجود کسی غیر کو جنت میں جانے کا موقع دیا۔ حالانکہ تو واقف تھا کہ جنت میں ساکنانِ فردوس کے علاوہ کسی غیر کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ لبس تیرے اس قصور کے عوض ہم حسب ذیل تین سزائیں تیرے لئے تجویز کرتے ہیں۔

پہلی سزا: اخراج جنت کے بعد تیرے جسم کی تمام خوبصورتی واپس لے لی جائے اور نشانی کے طور پر اُن کی یادگار کہیں کہیں باقی رہے۔

دوسری سزا: تیرے چھ سو بازو ہیں ان سب کو واپس لے کر صرف دو بازو تیرے پاس باقی رہنے چاہئیں۔

تیسری سزا: چونکہ تیرے پیر گناہ کی معاونت کیلئے حیۃ کے پاس گئے تھے۔ اس واسطے ان کی خوبصورتی سلب کر کے بدصورت کر دیا جائے۔

فیصلہ سنانے کے بعد پروردگار نے چند فرشتوں کو حکم دیا کہ طاؤس کو آسمان سے نیچے گرا دو تاکہ یہ اپنے کئے کی سزا پائے۔ چنانچہ طاؤس ہدایت کے مطابق زمین پر پھینک دیا گیا اور یہ بے چارہ ملک حبش میں جا گرا۔

یہاں مجھے ایک بات اور عرض کرنی ہے کہ بعض انسانی مورخین نے لکھا ہے کہ طاؤس کابل میں آکر گرا تھا۔ لیکن میری تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ وہ حبش میں آیا۔ بہرحال میں انسانی مورخین کی اس معاملہ میں تردید مناسب نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اس وقت میں خود آسمان پر تھا۔ اور میں نے اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر غور کروں۔ اگر اس وقت یہ خیال ہوتا کہ ایک نہ ایک دن مجھے اپنی سوانح عمری لکھنی پڑے گی اور اس میں یہ چھوٹی باتیں بھی درج کرنی پڑیں گی تو میرے لئے اس بات کی تحقیقات کچھ مشکل بات نہ تھی۔ ذرا سی دیر میں معلوم کر سکتا تھا۔ بہرحال یہ ایسی اہم بات نہیں ہے جس کے لئے تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے اگر انسانی مورخ یہ ہٹ دھرمی کریں کہ وہ کابل میں گرا تھا تو بہت اچھا نیاز مند کو کیا غرض پڑی ہے کہ اس کی تردید کرتا پھرے بہرحال! یقینی بات ہے کہ اسے فیصلہ خداوندی کے بعد زمین پر پھینک دیا گیا۔

## حیہ کی سزا

مور (طاؤس) کا مقدمہ طے ہوجانے کے بعد حیہ (سانپ) کی باری آئی۔ یہ بے حد حسین جانور تھا۔ تمام جسم پر نہایت ہی دلفریب رنگ کے پر تھے۔ اور چار پیروں سے چلتا تھا۔ موجودہ وقت کی حالت اور جسم سے کہیں زیادہ بڑا اور پیارا قد تھا۔ اس کے جسم اور موبنہ سے مشک اور عنبر کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ جس طرف سے نکل جاتا اپنے پیچھے خوشبوؤں کی ایک سرور انگیز دنیا چھوڑ جاتا تھا۔ جنت میں اپنے مخصوص امتیازات کے باعث بہت ہی معزز اور ممتاز سمجھا جاتا تھا۔ جنت کے تمام باشندے حیہ کی دوستی کو اپنے لئے باعثِ فخر جانتے تھے آج بیچارہ نیاز مند کی دوستی کے باعث ملزمین کے کٹہرے میں کھڑا اپنے مقدر کا فیصلہ سننے کا منتظر تھا بارگاہِ انصاف سے آواز آئی۔

حیہ! ہم نے تجھے اپنی بہت سی مخلوق سے زیادہ حسین صورت دی۔ طرح طرح کی نعمتیں تجھے بخشیں۔ عزت دی۔ عظمت دی اور اپنی لاتعداد مہربانیوں سے تجھے مالا مال کیا۔ لیکن تو نے ان کی کوئی قدر نہیں کی اور باوجود ہمارے امتناعی احکام کے تو نے غیر کو جنت میں لے جانے کا گناہ کیا۔ حالانکہ تو لے جاتے وقت بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ سوائے ساکنانِ فردوس کے ہماری اجازت کے بغیر کوئی شخص داخل جنت نہیں ہوسکتا مگر تو نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ اور یہ خیال کرلیا کہ ہم تیری غداری کا حال نہ جان سکیں گے۔ اس واسطے ہم تیرے لئے حسب ذیل تین سزائیں تجویز کرتے ہیں:۔

پہلی سزا: اخراج جنت کے ساتھ ہی تیرا تمام حسن واپس لے کر تیرا چہرہ مسخ کردیا جائے۔

دوسری سزا: جن پیروں کے ذریعہ تو غیر کو لے کر اندر داخل ہوا وہ واپس لے لئے جائیں تاکہ تو آئندہ پیٹ کے بل گھسٹے۔

تیسری سزا: جس موبنہ میں بٹھا کر لے گیا تھا اور جہاں سے مشک وغیرہ کی خوشبو آتی تھی وہاں بجائے انوار کے زہر ہلاہل بھر دیا جائے۔

مقدمہ کا فیصلہ اور سزا کا حکم سنانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے چند ملائکہ کو حکم دیا کہ حیہ کو سزائیں بھگتنے کیلئے زمین پر پھینک دو۔ چنانچہ حیہ صاحب بصد حسرت و یاس جسم کی ظاہری و باطنی خوبصورتی کھو کر اور پیروں سے بے نیاز زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلنے کے لئے اس دار المحن اور دار السزا میں آگئے۔ جہاں انسان اپنے عیش و آرام کے ذرائع تلاش کرتا رہتا ہے۔ بے چارے اصفہان میں آکر گرے اور دنیا کے لئے درس عبرت بن کر اپنی اولاد در اولاد کی صورت میں آج تک زندہ ہیں۔

## انجیر اور عود کی سزا

چونکہ ان دونوں درختوں نے بھی گناہ گار آدمؑ کی امداد کی تھی اور یہ امداد پروردگار کا حکم حاصل کئے بغیر ہوئی تھی۔ اس واسطے حیہ کے بعد یہ دونوں بھی بصورت ملزم پیش ہوئے اور چونکہ ان دونوں کے گناہ زیادہ وزنی نہ تھے اس واسطے صرف اخراج جنت پر ہی اکتفا کیا گیا:۔

## میری سزا

ناانصافی ہوگی اگر اس سلسلہ میں ان سزاؤں کا ذکر نہ کروں، جو میرے لئے ویز کی گئیں۔ اس کے علاوہ ان سزاؤں کا ذکر چھوڑ کر حضرت انسان کی طرح فن تاریخ نویسی کا گلا گھونٹنے کا جرم بھی کرونگا پس ضرورت ہے کہ میں اپنے مقدمہ کی کیفیت بھی درج کردوں۔

چونکہ گیہوں کھلانے کے سلسلہ میں میرا ہاتھ تھا۔ اس واسطے اس ضمن میں میرا بھی مقدمہ پیش ہوا۔ بارگاہِ حقیقی نے فیصلہ صادر فرمایا کہ ابلیس کے لئے دس سزائیں تجویز ہوتی ہیں

پہلی سزا: روئے زمین کی سلطنت جو ہم نے پیغمبری کے اعزاز کے ساتھ بخشی تھی واپس لی جائے (عمل درآمد ہوچکا)

دوسری سزا: جنت سے اخراج اور درجنت ہمیشہ کیلئے ممنوع (اس سزا پر بھی عمل درآمد ہوچکا ہے)

تیسری سزا: وہ حسن صورت جس کو تمام فرشتوں پر فضیلت حاصل تھی واپس لے کر صورت مسخ کی جائے۔ (عمل درآمد ہوچکا۔ میرا فوٹو دیکھ لیجئے)

چوتھی سزا: ابلیس، نام تجویز کیا گیا۔ (عمل درآمد ہوچکا)

پانچویں سزا: آئندہ ہونے والے تمام شیاطین اور اشقیاء کی پیشوائی کا بدنما داغ۔

چھٹی سزا: قیامت تک کے لئے مستحق لعنت تاکہ قدم قدم پر اپنا گناہِ کبیرہ یاد کرسکوں (کررہا ہوں)

ساتویں سزا: مغفرت کے تمام دروازے اور اسباب ہمیشہ کے لئے بند کرکے محروم شفاعت کردیا جائے (دیکھا جائے گا)

آٹھویں سزا: توبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ رکھی جائے اور ہمیشہ کیلئے درِ توبہ بند کردیا جائے۔ (کرتا ہی کون ہے توبہ!)

نویں سزا: آج سے قیامت تک پیدا ہونے والی قوموں کے گناہوں میں برابر کا شریک اور مستحق (شکریہ)

دسویں سزا: خطیب اہل النار کا بدنام کن خطاب جو پیشانی پر سیاہ داغ کی صورت میں نظر آئیگا

یہ تھیں میری سزائیں۔ خیر یہ تو ہونے والی بات تھی۔ مجھے اس کا غم نہیں۔ کیونکہ یہ تو میں اُسی وقت جانتا تھا۔ جب آدمؑ کو گیہوں کھلانے اور ان سے انتقام لینے کے منصوبے باندھ رہا تھا۔ البتہ اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ اس فیصلہ کے بعد مجھے آسمان سے نیچے پھینک دیا گیا اور میں بصرہ میں آکر گرا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ میں میسہ میں آکر گرا تھا۔ لیکن آپ خود ہی انصاف سے کہئے کہ اپنی جگہ کو میں زیادہ بہتر جانتا ہوں، یا یہ آن دیکھی باتیں کہنے والے مورخ اور پھر پیچ پوچھئے تو دنیا کی پہلی جگہ کم از کم میرے لئے تو بہت ہی اہم ہے۔ اسے کیوں کر بھول سکتا ہوں۔



## ہم سب کی ایک دوسرے سے مخالفت

ان تغیرات اور تباہیوں کے بعد ضروری تھا کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر اس بربادی کا سبب دریافت کرتے اور سبب معلوم ہونے کے بعد یہ بھی ضروری تھا کہ جس کے باعث تباہی آئی ہے۔ اس سے تبغض پیدا ہوا اور اس کے خلاف انتقام کا جزبہ پیدا ہوجائے۔

## آدم و حوا کا جذبۂ انتقام

### آدم کی مجھ سے مخالفت

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ آدمؑ اور ان کی اولاد میری کتنی مہربان ہے۔ آدمؑ و حواؑ کا خیال تھا کہ ان کی تباہی کا اصل سبب میری ذات ہے۔ چنانچہ وہ اپنی زندگی بھر مجھ پر لعنت ملامت کرتے رہے اور اب ان کی اولاد بھی مجھ غریب کو گالیاں اور کوسنے دیئے بغیر نہیں رہتی۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ میں نے آدمؑ کے ساتھ کوئی خاص دشمنی نہیں کی تھی بلکہ جو کچھ بھی کیا تھا۔ وہ جذبۂ انتقام کا کارنامہ تھا۔ کیونکہ دراصل آدم ہی میری تباہی کا باعث ہوئے تھے۔ نہ وہ پیدا ہوتے نہ سجدہ کا جھگڑا پیدا ہوتا۔ اس واسطے میں نے جو کچھ کیا وہ آدمؑ کی مخالفت کیلئے نہیں بلکہ انتقام لینے کیلئے۔ کیونکہ جب آدم کی وجہ سے میں تباہ و برباد ہوا تو کیسے ممکن تھا کہ وہ چین کی زندگی گذارتے۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ قیامت تک کوشش کروں گا کہ آدمؑ کی اولاد چین سے نہ بیٹھ سکے اور شاید آدمؑ کی اولاد بھی مجھے اسی طرح کوستی رہے گی۔

### آدمؑ کی مور سے مخالفت

دنیا سمجھی ہے کہ بھولے بھالے آدم نے اور ان کی اولاد نے مور کو بے قصور سمجھ کر چھوڑ دیا اور اس سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ لیکن اس چیز پر آج تک کسی نے غور نہیں کیا کہ آدمؑ کی اولاد بلی اور کتا جیسے غلیظ جانور تو پالنا گوارا کرتی ہے۔ اور تقریباً ہر دس پانچ گھروں کے بعد ایک گھر میں ضرور ہی یہ جانور ملے گا۔

لیکن مور بیچارہ جنتی حسن کھونے کے بعد بھی دنیا کے ہزاروں لاکھوں جانوروں سے زیادہ حسین ہے۔ مگر آدمؑ کی اولاد اُسے قریب رکھنا گوارہ نہیں کرتی اور بیچارہ جنگلوں میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

### آدم کی سانپ سے مخالفت

ہاں سانپ سے آدمؑ اور ان کی اولاد نے جی کھول کر بدلہ لیا ہے اور اُسے موذی قرار دے کر "قتل الموذی قبل الایذار" پر عمل درآمد شروع کردیا ہے۔ آدمؑ اور ان کی اولاد کا خیال ہے کہ اگر حیہ امداد نہ کرتا تو شیطان جنت میں داخل ہوکر اس تباہی میں کامیاب نہ ہوتا۔ اس واسطے حیہ سب سے بڑا خطاوار ہے اور زیادہ سے زیادہ سزا کا مستحق ہے۔ چنانچہ آدمؑ کی اولاد نے دنیا میں رواج قائم کردیا ہے کہ حیہ کی اولاد جہاں نظر آئے جان سے مار دو۔ ہرگز ہرگز رعایت نہ کرو۔

## آدمؑ کی انجیر اور عود سے دوستی

چونکہ انجیر اور عود نے آدمؑ سے ہمدردی کی تھی اس واسطے آدمؑ کی اولاد ان دونوں کو اپنا دشمن نہیں سمجھتی بلکہ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔ اور اگر انجیر و عود کو آدمؑ کے ذریعہ نقصان نہ پہونچتا اور وہ آدم کی بدولت جنت سے نہ نکالے جاتے یا ان میں آدمؑ کے خلاف کوئی جذبہ نہ ہوتا تو یقیناً یہ دونوں چیزیں آدم اور ان کی اولاد کیلئے بے انتہا فوائد بخشتیں۔ لیکن افسوس ہے کہ انجیر اور عود کا دل آدم کی طرف سے صاف نہیں ہے اور انہیں یقین ہے کہ ان کی تباہی کا باعث آدمؑ ہی ہے۔ لہٰذا ان دونوں نے اپنے بے شمار فوائد کا اظہار ہی نہ ہونے دیا۔

## مور کا جذبۂ انتقام

مور کا خیال ہے کہ وہ بے چارہ بن آئی مارا گیا۔ نہ وہ کسی کی بھلائی میں تھا نہ برائی میں لیکن غور کیا جائے تو اس کا جرم سب سے زیادہ اہم اور ناقابل معافی ہے۔ اس نے اجنبی کی باتوں پر غور کیا تھا اور پھر جنت میں جاکر اپنے اثر سے کام لیا۔ اور حیہ کو اس بات کی ہدایت کی تھی کہ وہ اجنبی فرشتے کو جنت کی سیر کرادے۔

دنیا میں آنے کے بعد طاؤس یعنی مور کی بھی رگِ انتقام بھڑک اٹھی اور اس نے سوچا حیہ مجھ سے زیادہ سمجھدار تھا، پھر اس نے ایسی حرکت ہی کیوں کی؟ اور کیوں اجنبی کے متعلق تحقیقات نہ کی۔ مگر چونکہ بے چارے کی طاقتیں سلب کرکے جنت سے علیحدہ ہوئی تھی اس واسطے اس نے محسوس کیا کہ آدمؑ و حواؑ سے انتقام لینے کی مجھ میں قدرت نہیں۔ تاہم تہا کے انتقام کا نتیجہ حسب ذیل رہا۔

### مور کی آدم و حوا سے مخالفت

چونکہ آدمؑ سے انتقام لینے کی قوت اسمیں نہیں رہی تھی لہٰذا یہی بہتر سمجھا کہ اس مٹی کے پتلے سے دور جنگلوں اور بیابانوں میں زندگی گذار دے اور جب رات کو تین بجے کے قریب آدم اور ان کی اولاد نیند کی روح پرور راحتوں میں کھو رہی ہو چیخ چیخ کر ان کی نیندیں حرام کردے۔ چنانچہ آج کے دن تک طاؤس کی اولاد اس پر عمل کرتی ہے۔ اور رات کے آخری حصہ میں جو نیند کا بہترین وقت ہے چیخ چیخ کر اولاد آدم کو آرام کرنا حرام کردیتی ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں جہاں جہاں طاؤس کی اولاد بکثرت آباد ہے وہاں کے باشندے اس بات کو سمجھتے ہونگے کہ پچھلے پہر طاؤس کی اولاد ان کی میٹھی نیند کو کس طرح برباد کیا کرتی ہے۔

### مور کی حیہ سے مخالفت

البتہ حیہ چونکہ خود بے طاقت ہوکر جنت سے نکالا گیا ہے، اس واسطے آج کے دن تک طاؤس کی اولاد حیہ کی اولاد سے برسرِ پیکار ہے اور دیکھنے والے ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں۔ کہ مور کسی حالت میں بھی سانپ پر رحم نہیں کرتا۔ بلکہ مزید احتیاط اور انتقام کی شدت بڑھانے کے لئے طاؤس کی اولاد نے حیہ کی اولاد کو اپنی مرغوب غذاؤں میں شامل کرلیا ہے تاکہ اولاد طاؤس سے کسی وقت بھی یہ جذبۂ انتقام و مخالفت دور نہ ہوسکے اور اگر کسی کو مور اور سانپ کی دشمنی میں شک

ہو تو وہ ہر وقت تجربہ کر سکتا ہے۔ مور کے سامنے سانپ کو چھوڑ دیجئے پھر سانپ کے بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں رہے گی۔

## مور کی انجیر اور عود سے مخالفت

جن لوگوں کو اس تجربہ کا موقع ملا ہے وہ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ مور انجیر اور عود کے قریب بھی ہو کر نہیں گزرتا۔ یہی نہیں بلکہ اگر انجیر کے پتّوں کی دھونی مور کو دی جائے تو وہ بیمار ہو جائیگا۔ اور اس کا جانبر ہونا مشکل ہو جائے گا۔

دوسرا تجربہ اس سلسلہ میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ اگر مور کو مجبوراً انجیر کے قریب رہنا پڑے اور اس سے دور رہنا کی کوئی صورت نہ رہے تو مور انجیر کے تمام پتے نوچ نوچ کر پھینک دیگا اور درخت کو جہاں تک نقصان پہنچا سکے گا پہنچا دیگا۔

## مور کی مجھ سے مخالفت

البتہ مور بے چارہ مجھ سے انتقام لینے کے لئے بڑا بیتاب ہے۔ ہزار جتن کے باوجود مجھ پر قابو نہ پا سکا۔ جنگل میں جب کہیں میری اور اس کی مڈبھیڑ ہو جاتی ہے۔ تو بے تحاشہ میرے پیچھے دوڑتا ہے۔ اور جب میں اس کی بے بسی اور ناکامی دیکھ کر ایک ہلکا سا چپت اس کے رسید کر دیتا ہوں۔ تو بری طرح چیخیں مار مار کر سارے جنگل کو سر پر اٹھا لیتا ہے۔ یہ آواز سن کر اس کی ساری برادری مجھے زور زور سے گالیاں دیتی ہے اور اس طرح تھوڑی دیر کیلئے وہ جنگل میدان جنگ کے شور کا منظر پیش کر دیتا ہے۔

## حیہ کا جذبۂ انتقام

حیہ بے چارہ بھی بے سر و سامان خلد سے نکال دیا گیا تھا۔ البتہ اس کے مونہہ میں بجائے الولو کے جو زہر ہلاہل بھر دیا گیا تھا۔ وہ اس کے کام آگیا۔ اور صرف یہی ایک ذریعہ انتقام لینے کا اس کے پاس تھا اب اس زہر سے وہ جو کچھ کام لے سکتا تھا لیتا ہے۔ لیکن جہاں یہ زہر بھی ناکارہ ثابت ہو جائے اس جگہ سانپ بے چارہ اپنی بے بسی پر بل کھاتا نظر آتا ہے۔

بہشت سے نکالی ہوئی دوسری مخلوق کی طرح حیہ اور اس کی اولاد بھی آدم اور آدم زاد کی زبان سمجھتی ہے۔ چنانچہ آج کل بھی عام طور پر لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ سانپ انسان کی گفتگو سمجھ لیتا ہے۔

بڑی بوڑھی عورتیں اس راز کو خوب سمجھتی ہیں۔ جب ان کے گھر میں سانپ نکل آئے اور وہ امداد کے لئے مردوں کو آواز دیں تو یہ نہیں کہتی کہ سانپ نکلا ہے۔ بلکہ اس کی طرف اشارہ کر کے یا تو، رسی، اس کا نام لیتی ہیں۔ یا لمبا کیڑا۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر سانپ کا ذکر سانپ کے سامنے صاف لفظوں میں کیا جاتا ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے اور پھر مار نہیں کھاتا۔

بہت عرصہ ہوا کہ آدم کی اولاد نے اپنی نسل میں حیہ کی اولاد سے مخالفت اور انتقام کے جذبہ کو مستقل قائم رکھنے کی ایک صورت نکالی تھی اور نہایت ہی کارگر رہی۔ مثلاً یہ کہ ہر مہینہ اور ہر سال ایک دن ایسا مقرر کیا جاتا تھا کہ کنبہ قبیلہ کے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر، سانپ، کی برائیاں اور نسل آدم سے اس کی مخالفت کے واقعات بیان کیا کرتے تھے تاکہ ان کی اولاد اور آئندہ آنے والی نسلوں کے ذہن میں بھی حیہ سے انتقام لینے کا پورا جذبہ قائم رہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ آج کل بھی اولادِ آدم میں وہی دستور چلا آرہا ہے کہ اگر کسی نے ایک مرتبہ سانپ کا ذکر چھیڑ دیا تو پھر گھنٹوں اسی کا ذکر رہتا ہے۔ طرح طرح کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔ سب حاضرین نہایت شوق کے ساتھ سنتے ہیں۔ اور آخر کار اُن کے دماغوں میں یہ خیال پوری طرح گھر کر گیا ہے کہ سانپ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اسے جہاں دیکھو ہلاک کر دو۔

## حیہ کی آدم سے مخالفت

یہ حالت دیکھ کر سانپوں نے بھی اپنے قومی جلسہ میں غور کیا اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ حیہ کی اولاد کو بھی اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ طمانچہ کا جواب طمانچہ سے دینا ہم سب کا فرض ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اولادِ آدم کے ساتھ کوئی رعایت نہ رکھیں اور جب موقع ملے اسے ہلاک کرتے رہیں۔ جب اس نے ہمارے نونہالوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس مفسد مخلوق کے ساتھ کوئی رعایت روا رکھیں۔ ہماری قوم کے بچے بچے کو ہماری انسان کش انجمن، کا ممبر ہونا چاہئے اور آج ہی سے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے۔ تاکہ آدم کی اولاد دیکھ لے کہ حیہ کی اولاد اس سے کسی طرح کمزور نہیں ہے۔

چنانچہ آج کل حیہ کی اولاد اس ریزو لیوشن پر عمل کر رہی ہے۔ اور جہاں کہیں انسان پر قابو چلتا ہے۔ ایسا پیار کرتی ہے کہ بے چارہ انسان اس کے سرور اور خمار سے قیامت تک کے لئے ہم آغوش ہو جاتا ہے۔

## حیہ کی طاؤس سے مخالفت

طاؤس جیسے سخت جان کے لئے وہ زہر امرت بن جاتا ہے۔ اس لئے حیہ کی اولاد کے پاس اور کوئی ذریعہ ہی نہیں۔ چنانچہ طاؤس کی اولاد سے انتقام لینے کے لئے جب کبھی حیہ کی اولاد کو موقع ملتا ہے۔ مورنی کے انڈے توڑ پھوڑ جاتی ہے۔ اور یہی اس کے اختیار میں بھی ہے۔ اس سے زیادہ حیہ کی اولاد طاؤس کی اولاد کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتی۔

## حیہ کی انجیر اور عود سے مخالفت

ان میں اگر مخالفت ہوتی تو غلط ہوتی۔ حیہ نے اس طرف توجہ نہیں کی اور ان دونوں کو بے قصور سمجھ کر چھوڑ دیا۔

## حیہ کی مجھ سے مخالفت

یہی حال میرے ساتھ ہے۔ کیونکہ اس بیچارہ کا مجھ پر بھی کوئی بس نہیں چلتا۔ لے دے کے وہی زہر اور وہ میرے لئے بے کار مجھے موت سے کیا واسطہ اگر موت میرے لئے ہوتی بھی تو میں کہا حقیر مخلوق سے کب دبنے والا ہوں۔ چنانچہ سوائے اس کے کہ اس نے اور اس کی اولاد نے اپنے دشمنوں میں میرا نام لکھ رکھا ہے اور کوئی نتیجہ ہی نہیں نکلتا۔

## انجیر اور عود کا جذبۂ انتقام

یہ دونوں درخت بھی صرف آدم کی بدولت جنت سے نکالے گئے۔ مگر افسوس ہے کہ



ان دونوں کے پاس کوئی طاقت نہیں۔ جس کی بنا پر کسی سے انتقام لے سکیں۔ تاہم جو کچھ بھی ہے اس سے یہ دونوں ہرگز نہیں چوکتے۔

## انجیر کی آدم حوا سے مخالفت

غور کیجئے۔ جنت سے آیا ہوا انجیر میوہ۔ مگر دنیا کے بازار میں کتنا بے اثر۔ اس وجہ سے کہ انجیر نے اپنا ذائقہ سلب کر لیا ہے اور انسان آج تک محسوس ہی نہیں کر سکا کہ انجیر میں کس قدر حیرت انگیز ذائقہ ہے۔ اس کا تجربہ یوں کیا جا سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص بازار سے انجیر خریدے اور اس کو دس حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ روزانہ ایک حصہ کھا لیا کرے۔ وہی ایک قسم کا انجیر دس دن میں دس ذائقے دیگا۔ مگر پھر بھی حقیقی حلاوت انسان محسوس نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ انجیر نے خود سلب کر لی ہے اور نہیں چاہتا کہ آدم زاد اس کی اصل کیفیت سے آگاہ ہو۔ یہی حال عود کا ہے۔ اس نے بھی اپنے خاص اثرات خارج از وجود کر دیئے ہیں تاکہ وہ انسان جس کیلئے عود کو جنت سے نکلنا پڑا اس کے حقیقی فائدوں سے مستفید نہ ہو سکے۔

## انجیر کی طاؤس سے مخالفت

چونکہ انجیر موجودہ زمانہ میں ظاہری جان نہیں رکھتا اس واسطے اس کی قوت انتقام محدود ہے۔ تاہم انجیر کے درخت کا ریزہ ریزہ مور کا دشمن ہے اور مور کو مختلف طرح سے نقصان پہنچا دیتا ہے۔

## انجیر کی حیہ سے مخالفت

یہی حال حیہ کے ساتھ ہے۔ اگر سانپ کو کسی ہانڈی میں بند کر دیا دے اور اس ہانڈی میں انجیر کے درخت کی جڑ کچل کر ڈال دی جائے اور پھر ہانڈی کا مونہہ اس طرح بند کر دیا جائے کہ اس میں زیادہ ہوا نہ جا سکے تو صرف ایک گھنٹہ کے اندر اندر سانپ مر جائے گا اور زیادہ نئی بات یہ ہو گی کہ سانپ سکڑ کر پہلے سے نصف رہ جائے گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انجیر کے درخت کی جڑ سانپ کو بہت تکلیف دے کر مارتی ہے۔ ورنہ سانپ کے چھوٹا ہونے اور سکڑنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی طرح عود کی لکڑی کو جلا کر اس کی راکھ سانپ کے مونہہ میں بھر دی جائے۔ ایسے کہ وہ راکھ کم سے کم بیس منٹ سانپ کے مونہہ میں رہے تو یہ راکھ اس کے مونہہ کا تمام زہر خود پی کر اسے نہتا اور کمزور بنا دے گی۔ سانپ لاکھ کوشش کرے۔ لیکن وہ راکھ کے اس عمل کو روک نہیں سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ زہر دوبارہ اس کے مونہہ میں پیدا ہو جائے۔ لیکن ایک بار تو یہ راکھ اسے ناکارہ بنا دیتی ہے۔

## انجیر کی مجھ سے مخالفت

آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ انجیر کبھی کبھی مجھ سے بھی انتقام لیتا ہے۔

بات یہ ہے کہ مجھے ہمیشہ سے انجیر بہت مرغوب ہے جب میں جنت میں تھا تب بھی یہ میوہ مجھے بہت پسند تھا۔ اور آج بھی میری رغبت کا وہی حال ہے۔ جب کہیں انجیر کا درخت دیکھتا ہوں اور اس میں پھل نظر آتا ہے۔ تو میں بے چین ہو جاتا ہوں اور جب طبیعت نہیں مانتی تو دو چار پھل توڑ کر کھا لیتا ہوں۔

جانتا ہوں کہ دنیا میں آنے کے بعد یہ میوہ مجھے کبھی راس نہیں آیا۔ لیکن کیا کروں نیت نہیں مانتی۔ دن میں ہزار مرتبہ تکلیف اٹھاتا ہوں پریشان ہو جاتا ہوں۔ مگر انجیر کھانے کی عادت نہیں جاتی اور انجیر بھی ایسے انتقام پر تلا ہوا ہے کہ خدا کی پناہ۔ ادھر میں نے کھایا ادھر پیٹ میں بھٹی جلنی شروع ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے بھٹی میں ایک اور بھٹی جلا دی۔ درد بھی اس بلا کا ہوتا ہے کہ میں بھاگا بھاگا پھرتا ہوں اور یہ انجیر میرے پیٹ میں جانے کے بعد چاروں طرف کودتا ہے۔ تاکہ مجھے اندرونی تکلیف پہنچے اور میں پریشان ہو جاؤں۔ میں جانتا ہوں کہ اس درد کی دوا کے لئے جنت میں ایک پیڑ ہے۔ اگر اس درد کے وقت وہ پتے کھائے جائیں تو سکون ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا کروں جب انجیر کھاتا ہوں اور یہ پیٹ میں کود کود کر سخت بے چینی کا درد پیدا کرتا ہے تو میں گھبراہٹ کے عالم میں آسمان کی طرف دوڑتا ہوں تاکہ جنت سے وہ پتے لا کر کھاؤں۔ مگر جب آسمان کے قریب پہنچ جاتا ہوں تو فرشتے میرے مونہہ پر آگ پھینکتے ہیں اور گرز مارتے ہیں ناچار اپنا ارادہ ملتوی کر دیتا ہوں اور کراہتا ہوا واپس آ جاتا ہوں۔ آخر کار لوٹتے پیٹتے درد کی مدت پوری کرنی پڑتی ہی ہے۔

**نوٹ :** رات کے وقت آسمان پر تاروں کا ٹوٹتا ہوا نظر آنا علامت ہے اس بات کی کہ میں اس وقت پیٹ کے درد کا علاج کرنے کے لئے آسمان کی طرف پرواز کرتا ہوں مگر فرشتے مجھ پر آگ کی بارش کر دیتے ہیں۔ یہ عمل دن میں بھی اکثر ہوتا ہے۔ لیکن دنیا کا انسان تیز نظر نہ ہونے کے باعث دن میں آسمانی آگ کا نظارہ نہیں کر سکتا۔

## میری شیطنت کا بچپن

کتاب کے شروع میں ہی میں الٹی میٹم دے چکا ہوں کہ میں صرف اپنی زندگی کے حالات لکھوں گا۔ اس واسطے یہاں سے آدم و حوا کے ساتھ ساتھ مور سانپ اور انجیر وغیرہ کو بھی چھوڑتا ہوں۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ آدم کب تک اپنے گناہوں پر روتے رہے اور کس طرح صبر آیا۔ نہ مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ حوا انہیں کب ملیں اور کہاں ملیں نہ اس کی ضرورت ہی سمجھتا ہوں کہ آدم اور حوا کے وہ حالات بتاؤں جنہیں آج بہت تعجب اور حیرت سے سنا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ بی بی حوا کے ہاں صبح لڑکا اور شام لڑکی ہوتی تھی اور اگلے دن بھی اسی طرح دو بچے ہوتے تھے۔ پہلے دن کے لڑکے سے اگلے دن کی لڑکی کی شادی ہوا کرتی تھی۔

کہیں یہ مشہور ہے کہ ہر چھ مہینے کے بعد بی بی حوا کے ہاں وضع حمل ہوا کرتا تھا بعض یہ یقین رکھتے ہیں کہ روزانہ توام بچے پیدا ہوتے تھے۔ بہرحال دنیا کی اوندھی سیدھی تاریخ لکھنے والوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ نہ مجھے اس پر رائے زنی کی ضرورت ہے۔ اور نہ قرآن مجید کے بتائے ہوئے واقعات پر نوک جھونک کرنے کا حق۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ میری زندگی سے ان واقعات کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ اس واسطے میں ان تفصیلات کو بھی غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ جن لوگوں کو میری زندگی کے علاوہ ان واقعات کے بھی معلوم کرنے کی ضرورت ہے وہ کوئی ایسی کتاب پڑھیں جو اس مقصد کے لئے لکھی گئی ہو۔ نیاز مند کا کام یہ نہیں ہے

کر اپنی مقدس سوانح عمری کے ساتھ کسی غیر کے حالات کو شریک کر سکے۔ کیونکہ شرک سراسر گناہ ہے۔ اور میں گناہوں کی دنیا سے بہت دور رہنا چاہتا ہوں۔

عام لوگوں کا خیال ہے۔ کہ میری شیطنت کی ابتدا اس وقت ہوئی تھی جب میں نے جنت میں پہنچ کر آدم کو گیہوں کھلانے کا انتظام کیا تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ خیال غلط ہے۔ وہ تو ایک انتقامی جذبہ تھا چونکہ آدم کا وجود میری تباہی کا باعث ہوا تھا۔ اس واسطے میں نے ان کے خلاف عمل کیا وہ صرف انتقام کا کرشمہ کہا جا سکتا ہے۔ اگر یہ شیطنت ہے تو میں آدم کی اولاد میں سو فیصدی یہ شیطنت دکھانے کو تیار ہوں۔ خصوصاً آج کل ہر گھر میں بچہ بچہ یہی کام کرتا ہے۔ ایک کی تباہی کیلئے ایک کو تیار کرتا رہتا ہے۔ اور چپ چاپ تماشہ دیکھتا رہتا ہے۔ پھر کچھ دن کے بعد اس کے لئے بھی فرعون نکل آتا ہے۔ اور کوئی تباہی اس کے لئے بھی تیار کر دیتا ہے۔

خیر! مجھے دنیا والوں سے کیا غرض! جو جی میں آئے کہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ میری شیطنت کا پہلا کارنامہ وہ ہے جو میں نے آدم کے بیٹے ہابیل اور قابیل کے ساتھ انجام دیا۔ کیونکہ اس میں میری نیت مفسدانہ تھی اور اس فعل سے مجھے ذاتی طور پر کوئی فائدہ نہیں۔ دراصل شیطنت کے معنی ہی یہ ہیں کہ بغیر کسی فائدے کے دوسرے کو جان بوجھ کر مبتلائے آلام کر دیا جائے۔

## دُنیا میں میرا پہلا شاندار کارنامہ

مجھے اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرنا چاہیئے کہ دنیا میں آنے کے بعد میرا سب سے پہلا کارنامہ نہایت شاندار اور نتیجہ خیز رہا۔ جس کی نقل کرنے پر آج تک اولادِ آدم میرا منِ مانا نتیجہ حاصل کر رہی ہے۔

آدم کے یہاں سب سے پہلے ایک لڑکا قابیل اور اس کے ساتھ ایک لڑکی اقلیما (توام) پیدا ہوئے۔ اس کے بعد دوسرے حمل میں ایک لڑکا ہابیل اور ایک لڑکی لیوا پیدا ہوئے۔ جب دونوں پل کر جوان ہوئے تو آدم کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام آیا۔

اے آدمؑ! یہ بچے جوان ہو گئے ہیں۔ لہذا تمہیں چاہیئے کہ اب ان کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دو۔ اس طرح کہ قابیل کے ساتھ لیوا کو۔ اور ہابیل کے ساتھ اقلیما کو بیاہ دو یعنی دوسرے توام لڑکے ہابیل کے ساتھ پہلے حمل کی لڑکی اقلیما کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دو

آدم نے یہ حکم خداوندی سُن کر اپنی اولاد کو جمع کیا اور انہیں بھی بتا دیا۔

سب خوش ہو گئے۔ لیکن قابیل کو یہ بات بہت ناگوار گذری اور انہوں نے اپنے باپ آدم سے کہا کہ اس میں میری حق تلفی ہے۔ اقلیما نہایت حسین اور عقیل لڑکی ہے۔ میری توام ہے۔ لہذا اس پر میرا حق ہے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری توام کو دوسرے کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے

اوّل تو آدم نے بہت کچھ سمجھایا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جیسا حکم خداوندی ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن قابیل کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ تب مجبوراً آدم نے پروردگار سے دعا کی۔ یکایک ان کے جی میں ایک ترکیب آ گئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ ان کے دل میں کسی نے کچھ کہہ دیا ہے۔ اور کوئی خاص ترکیب بتائی ہے۔

آدم نے ایک دن پھر اپنے بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ قابیل اگر فیصلۂ خداوندی پر عمل کرنے کا وعدہ کریں تو میں دوبارہ حکم خداوندی منگوا سکتا ہوں۔

آسان ترکیب یہ ہے کہ کوہ قلّہ پر قابیل اور ہابیل اپنی اپنی طرف سے قربانیاں لے جا کر رکھیں۔ جس کی قربانی منظور ہو جائے اسی کے ساتھ اقلیما کی شادی ہو گی۔

قابیل یہ سُن کر بولے۔ قربانی کی منظوری کس طرح سمجھ میں آئے گی؟

آدم اوّل تو بہت سٹ پٹائے۔ لیکن فوراً انہیں القا ہوا اور انہوں نے بتایا کہ جس کی قربانی قابلِ منظور ہو گی وہ یا تو آسمان پر اٹھائی جائے گی، یا آگ آئے گی اور اس کو جلا جائیگی اور جس کی قربانی منظور نہ ہو گی وہ بدستور پہاڑ پر رکھی رہے گی۔

دونوں لڑکوں نے اس ترکیب کو پسند کر لیا۔ اور قربانی دینے کے لئے رضامند ہو گئے چنانچہ اگلے دن صبح ہابیل کی طرف سے ایک بکری اور قابیل چونکہ زراعت پیشہ تھے ان کی طرف سے کچھ گندم قلّہ پہاڑ کی چوٹیوں پر علیحدہ علیحدہ رکھ دئے گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک شعلۂ آتش آیا اور ہابیل کی قربانی پر چھا گیا قربانی کی بکری راکھ کا ڈھیر بن گئی۔ یہ حال دیکھ کر قابیل کو بے حد غصہ آیا۔ آدم بولے۔

اے قابیل! اب تمہیں یقین آ گیا۔ کہ پروردگار اقلیما کی شادی ہابیل کے ساتھ چاہتا ہے۔ قابیل اپنے جذبات کو چھپاتے ہوئے بولے ـــ جی ہاں۔

ہونے کو تو ہو گیا۔ لیکن قابیل کے دل میں حسد کی آگ بُری طرح جل اٹھی۔ فیصلۂ خداوندی کے سامنے اعتراض کی کیا مجال تھی۔ ناچار اپنے کام کاج میں مصروف ہو گئے مگر اقلیما کے معاملہ میں شکست کا خیال انہیں ہر وقت ستاتا رہا۔



## دُنیا کا پہلا قتل

ایک دن میں نے سوچا۔ قابیل کے دل میں جو حسد کی آگ جل رہی ہے۔ کیوں نہ اُس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ آدم سے انتقام لینے کا یہ بہترین وقت ہے۔ چنانچہ میں نے انسان کی سی صورت بنائی اور قابیل کے پاس پہنچا۔ اوّل تو مجھے دیکھ کر بہت حیران ہوئے لیکن تھوڑی دیر میں میں نے اُن کی حیرت دور کر دی اور کہا۔ میں تمہارا خالص ہمدرد ہوں۔ اور تمہارے سب حالات جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ سخت ناانصافی کی گئی ہے۔ در اصل اقلیما پر تمہارا حق تھا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اور سب نے مل کر تمہیں نقصان پہنچایا۔

قابیل نے پوچھا۔ اے مردِ بزرگ! کیا کوئی ایسی تدبیر ہے کہ میں اپنا حق حاصل کر سکوں؟

میں نے جواب دیا۔ ایسی تو کوئی ترکیب نہیں ہے۔ البتہ اگر تم اپنے رقیب ہابیل سے بدلہ لینا چاہو تو بہت آسانی سے لے سکتے ہو۔ درحقیقت تمہیں ایسے دشمن سے ضرور انتقام لینا چاہئے۔

قابیل بولے۔ میں تو کوئی ترکیب نہیں جانتا۔ کس طرح بدلہ لیتے ہیں۔

میں نے فوراً ہی سنجیدگی سے جواب دیا۔ تم نادان ہو۔ یہ طریقے کس طرح سمجھ سکتے ہو آؤ۔ تمہیں بتاؤں۔ ہابیل اپنی بکریاں چرانے پہاڑ پر گیا ہے۔ اس کا دستور ہے۔ کہ وہاں پہونچ کر تھوڑی دیر تو اِدھر اُدھر گھومتا ہے۔ اور پھر پہاڑ پر کسی جگہ لیٹ کر سو جاتا ہے۔ تم اس کی تاک میں رہنا۔ جب ہابیل سو جائے تو ایک بڑا سا پتھر اس پر دے مارنا۔ بلکہ آؤ۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔

قابیل میرے ساتھ ہو لئے۔ پہاڑ پر پہونچ کر ہم نے دیکھا کہ ہابیل غافل پڑا ہوا سو رہا ہے۔ میں نے قابیل کو اشارہ کیا۔ وہ چپکے سے آگے بڑھے اور میری ہدایت کے موافق قریب سے ایک بڑا پتھر اُٹھا کر ہابیل کے طرف لڑھکا دیا۔

ہابیل دوسرا سانس بھی نہ لے سکا اور لڑھکتا ہوا پہاڑ کی گھاٹیوں میں جا پڑا۔ اس کی روح قفسِ عنصری سے آزاد ہو چکی تھی۔ معاً میرے دل نے کہا۔ یہ دنیا کا پہلا قتل ہے اور میری کامیابیوں کا اچھا شگون ـــ یہ سوچتا ہوا میں قابیل کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

قتل کرنے کے بعد قابیل نے سوچا۔ اگر یہ لاش اسی طرح پڑی رہی تو راز فاش ہو جائیگا لہذا اس کو کسی جگہ چھپا دینا چاہئے۔ وہ اسی فکر میں تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ دو کوّے آپس میں لڑتے لڑتے زمین پر گر پڑے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو ٹھونگیں مار مار کر ہلاک کر دیا۔ اور اپنے پنجوں سے زمین کھود کر مردہ کوّے کو اس کے اندر دفن کر کے اوپر سے وہی مٹی ڈال کر جگہ کو برابر کر دیا۔ چنانچہ قابیل نے بھی کوّے کی ترکیب پر عمل کیا اور زمین کھود کر ہابیل کا جسم دفن کر دیا۔

اگر آج میں یہ کہدوں کہ کوّا انسان سے بہتر ہے اور اس کا استاد ہے تو ساری دنیا والے میرے پیچھے پڑ جائیں اور ہزاروں لاکھوں کوسنے دیں۔ مگر میں اتنا نادان نہیں ہوں کہ ناحق اپنی باتیں ظاہر بھی کر دوں اور پھر کوسنے بھی کھاؤں۔ اس کے علاوہ ویسے ہی کیا کم عزت افزائی ہوتی ہے جو اور بھی مصیبت مول لوں۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ اپنا خاموش مشن جاری رکھوں۔ جب تک اولادِ آدم زندہ ہے اپنا کام کرتا رہوں۔ خیر یہ تو عمر بھر کا قصہ ہے چلتا ہی رہے گا۔ اسے چھوڑیئے۔ اور اصل مطلب پر آیئے۔ قابیل اپنے انتقام کی آگ ہابیل کے خون سے بجھا کر فرار ہو گئے۔ اور سیدھے یمن پہونچے اور یہاں بھی وہی زراعت کا کام پھیلایا۔

## مذہبِ آتش پرست اور اس کی وجہ تسمیہ

قابیل یمن میں نہایت اطمینان کے ساتھ کاروبار میں مصروف تھے۔ ایک دن ایک زاہد کی صورت بنا کر نیاز مندانہ اُن کے پاس پہنچا اور اپنا مطمئن کُن تعارف کرانے کے بعد عرض کی کہ جناب والا! آپ کو معلوم نہیں کہ ہابیل سے آپ نے جو قربانی کی شرط کی تھی۔ اور ہابیل کی قربانی منظور ہو گئی تھی۔ اس کا اصل راز کیا ہے؟

قابیل نے حیرت سے پوچھا۔ کیا راز ہے؟

میں نے کہا در اصل ہابیل آگ کی پرستش کرتا تھا۔ جب کبھی اُسے موقع ملتا تھا۔ خفیہ طریقہ سے آگ کو پوجتا تھا۔ چنانچہ آگ کا دیوتا اس پر مہربان تھا۔ اور ایسی حالت میں یہ کیوں کر توقع ہو سکتی تھی کہ وہ ہابیل کی قربانی منظور نہ کرتا تم اس کیلئے غیر تھے۔ کیونکہ تم نے آج تک آگ کو سجدہ نہیں کیا۔ تم نے ناحق یہ شرط قبول کی۔ اگر تم ہابیل کے راز سے واقف ہوتے تو کبھی اس شرط کو منظور نہ کرتے ـــ میں جانتا ہوں قابیل! تم نہایت ہوشیار اور عقلمند ہو۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ بہت ہی نیک ہو۔ مگر افسوس ہے کہ اس نیکی نے تمہیں نقصان پہنچا دیا۔ دراصل آگ کا دیوتا ہی ہم سب کا مالک ہے۔ وہ جس کو چاہے کامیابی دے اور جسے چاہے ناکام کر دے دنیا کے بے شمار خزانے اس کے پاس ہیں اور وہ اپنے محبت کرنے والے پجاریوں کو مالا مال کرتا رہتا ہے۔ قابیل! اگر تم چاہو تو دنیا اور آخرت میں نہایت اچھا مرتبہ حاصل کر سکتے ہو۔

وہ کیسے ـــ؟ قابیل نے جوشِ مسرت میں پوچھا۔

میں نے کہا ـــ وہ اس طرح کہ تم بھی ہابیل کی طرح آگ کے دیوتا کو رہبر مان کر اس کی عبادت کیا کرو اور ہو سکے تو اپنی مختصر قوم میں بھی اس رواج کو پھیلا دو تاکہ ہر شخص راحت کی زندگی بسر کرے۔ تم دیکھتے ہو کہ تمہارے والد کی اولاد بہت کافی پھیل چکی ہے۔ اگر تم اپنے ان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہو تو سب کو اچھی طرح بتاؤ۔ تاکہ آئندہ کسی کو ان میں سے تکلیف نہ ہو۔ اگر یہ سب غلط اور بن دیکھے خدا کو چھوڑ کر آگ کے دیوتا کو سب کچھ مان لیں۔ اور گذشتہ گناہوں کی اس کے سامنے توبہ کریں تو یقین ہے کہ وہ خوش ہو کر تم سب کو مالا مال کر دے گا۔ اور تم سب کی زندگیاں خوشگوار ہو جائیں گی ـــ

مجھے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ میرا یہ وار بھی کارگر پڑا اور میاں قابیل کو اپنا مستقبل شاندار نظر آنے لگا۔ بے چارے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ میرے مشورہ پر خود بھی عمل شروع کر دیا۔ اور اپنے بھائی بندوں میں آتش پرستی کا رواج پھیلا دیا۔ جو کسی نہ کسی صورت میں آج تک قائم ہے اور میں کوشش کروں گا کہ قیامت تک رہے۔ بلکہ امید ہے کہ اس کو بڑھانے میں بھی کامیاب ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مذہب اسلام نے میرے مشن کو ضرورت سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے کوئی وجہ نہیں کہ میں بھی اپنی تمام قوتیں اسلام کو ختم کرنے میں صرف نہ کر دوں۔ بعض دفعہ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ میں زیادہ تر مسلمانوں کے پیچھے کیوں پڑا رہتا ہوں۔ مگر یہ پوچھنے والے یہ نہیں سوچتے کہ مجھے بھی تو اسلام نے ہی زیادہ نقصان پہونچایا ہے۔ میرا مشن پوری طرح کامیاب تھا۔ ہر حکومت میری حکومت تھی۔ زمین کے چپّہ چپّہ پر میں اور میری امّت اپنا کام کر رہی تھی۔ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ تھی کہ شیطان ہے۔ کیا بلا ہے سب اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے اور میں بھی بڑی آسانی کے ساتھ اپنے مشن کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے رہا تھا۔

خدا جانے یہ اسلام کہاں سے آ کودا بیٹھے بٹھائے مجھے طرح طرح کی پریشانیوں میں پھنسا دیا۔ لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ شیطان سے بچو شیطان سے پناہ مانگو۔ یہ کرو، وہ کرو، دنیا جانتی ہے۔ کہ اسلام کی ذرّہ ذرّہ تعلیم صرف اس لئے ہے کہ میرا مشن خراب کیا جائے۔ اسلام سے اگر کوئی پوچھے کہ تم کیوں آئے؟ تمہاری کیا ضرورت تھی؟ تو جواب دیتا ہے کہ میں دنیا کو سیدھا راستہ بتانے آیا ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسے صرف مجھ سے دشمنی ہے اور محض میری وجہ سے اسلام آیا۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام صرف اسی لئے آیا کہ اُسے میرا مشن پسند نہ تھا۔ میری کامیابیاں اُسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھیں۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ میں کس طرح حکومت کر رہا ہوں اور دنیا والے کس طرح میرے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے ہیں۔ آخر اُس سے نہ رہا گیا۔ حسد کے مارے آپے سے باہر ہو گیا اور میدان میں آ کودا۔ اب کوئی اس سے پوچھے کہ تو دوسرے کو رقابت اور حسد سے منع کرتا ہے۔ لیکن خود ایسا کیوں کرتا ہے؟

عقلِ سلیم رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام نے زیادہ تر مجھے بُرا بھلا کہا اپنے

پیروؤں کو سمجھاتا رہے تو بھی بات بات میں میرا نام لیتا ہے کسی سے کوئی عبرت انگیز قصہ بیان کرتا ہے۔ تب بھی قدم قدم پر میری مثال پیش کرتا ہے۔ آپ ہی بتائیے۔ میں کب تک صبر کروں۔ مجبوراً میں نے بھی اپنے وقت کا بیشتر حصہ مسلمانوں پر صرف کرنا شروع کر دیا۔ جب یہ ذرا ذرا سی بات میں مجھے بدنام کرتا ہے تو پھر میں کیوں چھوڑ دوں۔ یہ اپنا کام کر رہا ہے۔ میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ نتیجہ جو کچھ ہوگا بعد میں دیکھا جائیگا۔

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے اپنی کوششوں سے آدم زاد کو بھٹکانے کے لئے آتش پرستی کا طریقہ ایجاد کیا۔ تاکہ یہ قوم اپنے صحیح راستہ سے بہک جائے اور خوب ٹھوکریں کھائے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آتش پرستی کے واقعہ کو انسانی مؤرخین نے ایک دوسرے طریقہ سے مشہور کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان کا خیال ہے کہ آتش پرستی کی ابتدا قابیل کے زمانہ میں نہیں بلکہ نمرود کے زمانہ میں ہوئی۔ چنانچہ انسانی مؤرخین لکھتے ہیں کہ :-

> جب نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا اور آگ نے بحکم خداوندی حضرت ابراہیمؑ کو محفوظ رکھا تو شیطان نے یعنی میں نے یہ مشہور کر دیا کہ چونکہ حضرت ابراہیمؑ خفیہ طور پر آگ کی پرستش کرتے تھے اس وجہ سے آگ نے انہیں نہیں جلایا۔

ان مؤرخین کا خیال ہے کہ میں نے یہ شہرت آتش پرستی کو کامیاب بنانے کے لئے دی تھی۔

بعض مؤرخین اس سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اُنہوں نے ایک نئی بات پیدا کر دی ان کا خیال ہے کہ کسی زمانہ میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کا نام تھا گشتاسپ۔ اس کے زمانہ میں ایک شخص مسمیٰ زردشت پیدا ہوا۔ اس نے ۲۶ سال کی عمر میں نبوت کا دعویٰ کر کے ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام "ژند" رکھا۔ اور ظاہر کیا کہ یہ آسمانی کتاب ہے لوگ جوق در جوق اس کی طرف مائل ہونے لگے۔ اس کتاب کو آتش پرستی کے مذہب کی بنیاد قرار دیا تھا۔ یہ لوگ اپنے آپکو "ژندی" کہتے تھے۔ چنانچہ آج بھی مجوسی قوم میں زردشت کا نام بہت احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

## مذہبِ بُت پرستی اور اسُ کی وجہ تسمیہ

مذہب آتش پرستی کی کامیاب ایجاد کے بعد میں مختلف اسکیموں پر عمل کرتا رہا کئی معرکے کی کامیابیاں میسر آئیں۔ جس میں سے سب سے زیادہ مفید اور خاص کامیابی مجھے وہ ہوئی جو حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانۂ پیغمبری کے بعد میسر آئی اور جس کی یادگار آج تک قائم ہے۔

حضرت ادریسؑ کے آسمان پر جانے اور وہاں سکونت اختیار کرنے سے پہلے دنیا میں ان کا ایک بہت ہی گہرا دوست تھا۔ جسے حضرت ادریس علیہ السلام سے بے حد محبت تھی اور اسی محبت کے ساتھ عقیدت کا جذبہ بھی حد کمال کو پہونچ گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ :

۱- ادریسؑ کے پردہ میں خدا بول رہا ہے :-

اگر ایک آدھ گھنٹہ کیلئے بھی ادریسؑ ادھر ادھر ہو جاتے تھے تو وہ فراق کی شدت سے بے تاب ہو جاتا تھا۔ باوجود حضرت ادریسؑ کی نصیحتوں کے وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ میرے لئے تو سب کچھ ادریسؑ ہیں۔ اس جنون کی مثال اکثر آجکل بھی مل جاتی ہے اور بعض گمراہ مسلمان آج بھی یہ شعر پڑھتے نظر آتے ہیں۔ ع

> اللہ کے پلّہ میں وحدت کے سوا کیا ہے
> جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمدؐ سے

یہی کیفیت اس شخص کی تھی۔ اور وہ حضرت ادریسؑ کی محبت میں خدا کو بھولا جا رہا تھا۔ اسی اثناء میں حضرت ادریسؑ کو مستقل سکونت کے لئے یکایک آسمان پر جانا پڑا تو وہ بے چارہ بے تاب ہو گیا۔ دن رات آہ و زاری کے سوا اس کا کوئی کام نہ تھا۔

میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ایک سنجیدہ آدمی کی صورت بن کر اس شخص کے پاس پہونچا۔ اوّل تو اس سے سارا ماجرا سُنا اور اس کے بعد نہایت مدبّرانہ انداز میں اس سے کہا۔

یہ بھی کوئی مشکل کام ہے جس کے لئے روتے ہو۔ اگر تمہیں اپنے درد کا علاج ہی کرنا ہے تو میں بتا دوں گا۔

اس شخص نے بڑی خوشامد کے ساتھ مجھ سے وہ ترکیب پوچھی۔

میں نے کہا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم صرف ادریسؑ کی زیارت ہی کرنی چاہتے ہو یا یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ پکار پکار کر تمہارے سر پر ہاتھ بھی پھیریں؟

اس نے کہا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہر وقت انہیں دیکھتا رہوں۔ چاہے وہ مجھ سے بات نہ کریں مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ البتہ ان کی نورانی صورت ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہے۔ بس یہی میرے لئے سب کچھ ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا۔

یہ سُن کر میں نے کہا۔ اس کی تو ایک ترکیب ہو سکتی ہے۔

وہ کیا۔؟ اس شخص نے نہایت حیرت سے دریافت کیا۔

میں نے کہا۔ اگر تم اجازت دو۔ تو میں ادریس کے شکل سے بالکل مشابہ ایک شبیہ بنائے دیتا ہوں۔ جس میں سرِ مو فرق نہ ہوگا۔ بالکل یہ معلوم ہوگا۔ جیسے ادریس بیٹھے ہیں۔ اس شبیہ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا۔ تمہارے قلب کو سکون رہے گا۔ بلکہ اگر تمہارا عقیدہ کامل ہوگا تو اسی شبیہ میں دوبارہ حضرت ادریسؑ، آجائیں گے۔ اور تم ان سے ہر وقت باتیں کیا کر دگے۔

فراق کا مارا ہوا دوست اپنے محبوب کی زیارت کے شوق میں ہر قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے کہا۔

اے اجنبی دوست! میں تمہارا بہت ہی ممنون ہوں گا اگر تم میرا یہ کام کر دوگے اندھے کو کیا چاہئے۔ دو آنکھیں۔ میں نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ پتھر کی ایک ایسی شبیہ تیار کر دی جس پر پوری طرح حضرت ادریسؑ کا دھوکہ ہوتا تھا۔ جس وقت وہ شبیہ (جسمان) (حضرت ادریس کے دوست)، نے دیکھی تو پھڑک اٹھا۔ اور بے تابانہ کھڑے ہو کر اُسے چومنے لگا۔ آنکھوں سے لگایا۔ کبھی اپنی پیشانی اُس کے پیروں پر رکھ دی۔ بڑی دیر تک اس کا جوش محبت کام کرتا رہا۔ ادھر میری تدبیر اپنا کام کر رہی تھی۔ ادھر بت پرستی کی ابتدا اپنی حسین پیدائش پر انگڑائی لے کر مُسکرا رہی تھی یکایک دونوں قریب ہو گئیں اس کے بعد ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئیں۔ اور دیکھتے دیکھتے بت پرستی کی ابتدا کرنے والے سب سے پہلے بت پرست کے دل میں اندھی عقیدت کا جوش بن کر سما گئیں۔ یہ میرا شاندار کارنامہ تھا جو بت پرستی کی صورت میں آج تک موجود ہے۔



## پرستی کا رواج

جب تک حضرت ادریسؑ کے دوست جسمانؔ زندہ رہے۔ اسی بت کی پرستش کرتے رہے۔ لیکن عام طور سے بت پرستی کی رسم رائج نہیں ہوئی تھی۔ جسمان کے انتقال کے بعد جب ان کا اثاثہ لوگوں نے تقسیم کیا تو اس میں ایک بت بھی پسماندگان کو ملا ہر شخص پتھر کی یہ شبیہ دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ عین وقت پر جب کہ وہ لوگ اس شبیہ کے متعلق حیرت کا اظہار کر رہے تھے۔ میں ایک مقدس صورت میں اس گروہ کے پاس گیا۔ اور بزرگانہ انداز میں ایک نہایت ہی بلیغ اور نتیجہ خیز تقریر کر کے بت پرستی کے مستقبل کو نہایت شاندار بنا دیا۔

میں نے کہا۔ یہ بت دراصل حضرت ادریس کی ملکیت ہے۔ اس میں بہت بڑا راز ہے۔ میں اس کے متعلق سب کچھ اس لئے جانتا ہوں کہ ادریس میرے بہت گہرے دوست تھے۔ اور ان کے تمام رازہائے پیغمبری سے میں اچھی طرح واقف تھا اور اصل ان کی کامیابی کا راز ہی یہ بت ہے۔ وہ اس کی عبادت کرتے تھے اور جو کچھ چاہتے تھے اس بت کے ذریعہ کرا لیتے تھے۔ یہ بت ان کی ریاضت سے بہت خوش تھا اور ان کا ہر کام پورا کر دیا کرتا تھا چونکہ ادریس کو ذاتی وجاہت اور عظمت محض اسی بت کے ذریعہ میسر آئی تھی۔ اس واسطے اُنہوں نے یہ بات اپنی قوم سے چھپائی رکھی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر قوم پر یہ راز فاش ہو گیا۔ تو پھر ہر گھر میں اسی قسم کا بت تیار ہو جائے گا۔ اور لوگ میرے محتاج نہ رہیں گے۔ جو کچھ چاہیں گے گھر بیٹھے اپنے بت سے کرا لیں گے۔ اس واسطے انہوں نے پوری احتیاط کے ساتھ اس کی عبادت کی اور قوم کی نظروں سے اوجھل رکھا۔ اب اتفاقیہ انہیں آسمان پر جانا پڑا تو اپنے رازدار دوست جسمان کو یہ بت دے گئے تھے۔ اور ہدایت کر گئے تھے کہ اس بھید کا پتہ نہ چلے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جسمان کی موت نے یہ راز فاش کر دیا ورنہ سوائے ہم تینوں آدمیوں کے اور کسی کو اس اہم راز کی خبر نہ تھی۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ میں نے ادریسؑ کی اجازت لئے بغیر آپ بھائیوں سے یہ بات بیان کر دی۔ دراصل اگر مجھے اس بت کی توہین کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اب بھی اسے راز ہی رکھتا۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ تھا کہ آپ لوگ لاعلمی میں اس بت کو پتھر کی بے کار مورت سمجھ کر پھینک دیں گے۔ آہ! اگر ایسا ہو جاتا تو کون جانتا ہے کہ یہ مقدس بت ہماری قوم پر کیسی تباہی لاتا۔ کیونکہ کوئی معبود اپنی توہین اور تذلیل گوارا نہیں کر سکتا۔

دراصل ہم لوگ اندھے ہیں۔ اور کچھ جانتے نہیں ورنہ نیک لوگوں کی مقدس مورتیاں ہمارے لئے سب کچھ بن سکتی ہیں۔ اب آپ غور کیجئے کہ بظاہر اس بُت کی صورت حضرت ادریسؑ کی سی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہماری دین و دنیا اس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ جس سے خوش ہو جائے بس اسے نہال کر دیتا ہے۔ اور جس سے خفا ہو جائے اُسے کسی گھر کا نہیں چھوڑتا۔

ادریسؑ کو دیکھو وہ کتنی باعزت زندگی بسر کرتے تھے۔ خیر! اب راز فاش ہو چکا ہے۔ یہ خاص چیز کسی کی ملکیت نہیں رہ سکتی۔ اس واسطے مجھے باقی باتیں بھی بتا دینی چاہئیں امید ہے کہ ہم سب اُن سے معقول فائدہ اٹھا سکیں گے۔ حضرت ادریسؑ کے جانے کے بعد ہمیں ضرورت ہے کہ کسی کے محتاج نہ رہیں۔ اگر ہم لوگ اسی قسم کے بُت اپنے اپنے گھروں میں رکھیں اور ان کی عبادت کر کے انہیں خوش کرتے رہیں تو ہم سب بغیر کسی امداد کے خوش و خرم رہ سکتے ہیں۔ ہماری ہر ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ یہ بُت ہماری امداد کرینگے۔ اور ہم سب بغیر کسی امداد کے من مانی ترقیاں کر لیں گے۔

میری تقریر نے وہی اثر کیا جس کی توقع تھی۔ انہوں نے عہد کر لیا کہ اپنے ہاں ایسی ہی شبیہ رکھیں گے اور کسی کے محتاج رہنا پسند نہ کریں گے۔ ان واقعات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ہر مکان میں ایک بُت تھا اور روزانہ اس کی پوجا ہوا کرتی تھی۔

حضرت ادریسؑ کے زمانہ میں پانچ ایسی مقدس ہستیاں بھی تھیں۔ جن کی زاہدانہ زندگی دوسروں کے لئے مثال بن رہی تھی۔ چنانچہ دستور کے مطابق جب ان میں سے کوئی مرتا تھا تو اسی کے نام پر ایک بت تیار ہو جاتا تھا۔ اور اس بت کا نام بھی وہی رکھ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت ادریسؑ کی قوم میں رفتہ رفتہ یہی پانچ بُت زیادہ مقبول ہوئے جن کے نام وَدّ، سواعؔ، یغوثؔ، یعوقؔ اور نسرؔ تھے۔ ان ہی پانچ بتوں پر اس زمانہ کی خانہ ساز شریعت قائم تھی۔ قوم کے بچے بچے کا ان ہی پانچ خداؤں پر ایمان تھا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا۔

جب حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیا اور تمام دنیا غرق ہو گئی تو یہ سب بُت بھی ختم ہو گئے تھے۔ لیکن دنیا جب از سر نو مرتب ہوئی تو خدا نے اپنا کام کیا اور نیاز مند نے سب سے پہلے پانچ بُت مہیا کر کے انہیں ناموں سے مشہور کر دیا۔ اور ہر بُت کے ساتھ ایک خود ساختہ مقدس تاریخ بھی منسوب کر دی۔ چنانچہ یہ بُت پرستی بدستور قائم رہی۔ اگر طوفانِ نوحؑ کے بعد میں غفلت کرتا تو یقیناً بت پرستی کا خاتمہ ہو چکا تھا مگر وہ تو وقت پر سوجھ گئی اور میں نے اپنے شاندار کارنامے کو بے نام و نشان ہونے سے بچا لیا۔

طوفان کے بعد اتفاق سے پانچ قبیلوں کو زیادہ عروج حاصل ہوا۔ چنانچہ میں نے حالات پر غور کرنے کے بعد قبیلہ بنی کلب کو وَدّ (بت) سونپا اور بت سواع کو قبیلہ ہذیل کے سپرد کیا۔ اور مذحج قبیلہ کو یغوث دیا۔ اور یعوق بُت کو قضاعہ قبیلہ کے حوالہ کیا۔ اور نسر کو قبیلہ حمیرؔ کے حصہ میں دے دیا۔ اور اس طرح بت پرستی کی ایک ایسی مضبوط بنیاد رکھ دی ہے۔ جس پر آج تک کفر و الحاد کے بڑے بڑے محل تیار ہو رہے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے۔

## میری زندگی کے کارنامے

اگر میں اپنی زندگی کی ابتداء سے آج تک کے کارنامے اختصار کے ساتھ بیان کروں تو لاکھوں برسوں کا زمانہ چاہئے۔ اگر لکھنے بیٹھوں تو قیامت تک لکھتا ہی رہوں اور اگر کوئی

ان سب کو ایک جگہ چھاپنے کا ارادہ کرے تو اس کتاب کی لاگت کا اندازہ اس دولت سے کہیں زیادہ ہو جائے جو آج دنیا والوں کے قبضہ میں ہے۔ اس واسطے میں اس طوالت کو چھوڑ کر صرف اہم واقعات کو بہت ہی اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ ورنہ وہ سب مل کر بھی کروڑوں صفحہ کی کتاب بن جائے گی۔ اس واسطے مجھے اس اختصار کے لئے معذور سمجھ کر معاف کر دیں گے۔ البتہ اگر کوئی مائی کا لال ایسا ہو کہ جو میری لکھی ہوئی پوری کتاب کو شائع کرنے کا انتظام کرے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ فی الحال چند واقعات اختصار کے ساتھ پیش کئے دیتا ہوں۔

## طوفانِ نوحؑ

سب سے پہلے تو میں اس غلط فہمی کو دور کرتا ہوں جو بعض لوگوں کو طوفانِ نوحؑ کے سلسلہ میں میرے متعلق پیدا ہو گئی ہے اس کا مجھے اعتراف ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں میرا مشن ضرورت سے زیادہ کامیاب ہو گیا تھا۔ اور حضرت نوحؑ کی شریعت پر میرے قواعد غالب آگئے تھے۔ اور اس کا بھی مجھے اعتراف ہے کہ طوفان آیا ہی اس لئے کہ میرا مشن بہت ترقی کر گیا تھا۔ اور لوگ خدا کے مذہب کو چھوڑ کر میرے مشن کی طرف زیادہ رجوع ہو گئے تھے۔ اس سلسلہ میں بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جب سوائے کشتیٔ نوحؑ کے سب کچھ غرق کر دیا گیا تو پھر شیطان کیسے بچ گیا۔ وہ بھی اس کے ساتھ فنا ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن اعتراض کرنے والوں کو یہ خیال نہیں رہا کہ وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا۔ (اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے) اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یوم الوقت المعلوم تک مجھے فنا نہ کیا جائے گا۔ اس واسطے کوئی نہ کوئی سبیل میرے بچانے کی ضرور کی ہوگی۔ رہا یہ اعتراض کہ کشتیٔ نوحؑ کے علاوہ سب کچھ غارت کر دیا گیا تھا۔ اور کشتی میں جو کچھ محفوظ رکھا گیا وہ اللہ اور اس کے پیغمبر حضرت نوحؑ نے کشتی میں سوار کر لیا۔

میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغمبر مجھے زندہ رکھنے پر رضامند نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایک خاص واقعہ جو میرے محفوظ رہنے کا باعث ہوا۔ اسے سننے کے بعد امید ہے کہ معترضین اپنا اعتراض اعتراف میں تبدیل کر لیں گے۔

بات یہ تھی کہ جب طوفان آیا اور ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا تو حضرت نوحؑ نے بحکم خداوندی ایک کشتی تیار کی اور اس پر خدا کی بتائی ہوئی تمام چیزیں رکھ لیں حضرت نوح کو اپنا دراز گوش (گدھا) بہت عزیز تھا۔ وہ اسے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے میں جانتا تھا کہ نوح اس دراز گوش کو غرقاب نہ ہونے دیں گے اور کسی نہ کسی طرح ضرور اسے بھی کشتی میں سوار کریں گے۔ اس واسطے میں نے بھی اپنے لئے ایک خاص ترکیب ڈھونڈھ نکالی۔ کیونکہ بڑی مشکل یہ تھی کہ اس کشتی میں حضرت نوحؑ کی اجازت لئے بغیر کوئی سوار نہ ہو سکتا تھا۔ یا جسے وہ حکم دیتے تھے وہ سوار ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ظاہر ہے کہ وہ مجھے کیسے اجازت دیدیتے۔ اس واسطے جب آخیر میں ان کا دراز گوش گدھا کشتی پر چڑھنے لگا تو میں نے چپکے سے جا کر اس کی پچھلی ٹانگیں پکڑ لیں۔ وہ بے چارہ اگلی دونوں ٹانگیں کشتی پر رکھ چکا تھا۔ اب دیکھنے والے صرف یہ دیکھ رہے تھے کہ دراز گوش بار بار کشتی پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اس کی پچھلی ٹانگیں زمین سے نہیں اٹھتیں۔ حضرت نوح نے اول تو اسے بہت للکارا۔ بہت ناراض ہوئے۔ بار بار اس سے کہتے تھے کہ چڑھ کیوں نہیں آتا، مگر بے چارہ دراز گوش کیا جواب دے سکتا تھا یہاں تک کہ حضرت نوح کو غصہ آگیا۔ اور انہوں نے جھنجھلا کر کہا۔ اُدْخُلْ وَاِنْ کَانَ مَعَکَ الشَّیْطَانُ۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر تیرے ساتھ میں شیطان بھی ہو تو بھی بے پرواہ ہو کر کشتی میں بیٹھ جا۔ یہ فقرہ سنتے ہی دراز گوش نے ایک جست کی اور کشتی میں سوار ہو گیا کیوں کہ اب کی مرتبہ میں نے اسے ڈھیلا چھوڑ دیا تھا اور اس ڈھیلا چھوڑنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت نوحؑ نے نادانستہ طور پر مجھے بھی کشتی میں سوار ہونے کی اجازت دے دی تھی چنانچہ نامعلوم طور پر میں کشتی میں ایک طرف بیٹھ گیا اور جب کشتی کے روانہ ہونے کا وقت آیا اور نوحؑ نے کشتی کا جائزہ لیا تو نیاز مند بھی ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی حضرت نوحؑ کو غصہ آگیا فرمانے لگے۔ تو یہاں کیوں آیا؟ جب کہ اس کشتی میں میری اجازت کے بغیر کوئی سوار ہی نہیں ہو سکتا۔

میں نے نہایت لاپرواہی کا چہرہ بنا کر عرض کی۔ جناب والا! آپ پیغمبر ہیں۔ جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کیجئے۔ یہ نیاز مند آپ کی اجازت سے حاضر ہوا ہے۔ اور انشاء اللہ مرتے دم تک آپ کے ساتھ ہی رہے گا۔

حضرت نوح کو اور بھی غصہ آیا۔ فرمانے لگے۔ میں نے تجھے کب اجازت دی؟

میں نے سنجیدہ لہجہ میں کہا۔ مجھے تو آپ کے وہ الفاظ یاد ہیں —:

اُدْخُلْ وَاِنْ کَانَ مَعَکَ الشَّیْطَانُ۔ کیوں، یاد آگئے آپ کو بھی؟ اب فرمایئے میں آپ کی اجازت سے آیا ہوں یا نہیں؟ اجی حضرت! یہ نیاز مند تو آپ جیسے بزرگوں کا ضرورت سے زیادہ احترام کرتا ہے۔ اگر آپ اجازت نہ دیتے تو میری کیا مجال تھی کہ آپ کی کشتی میں سوار ہو جاتا۔ آپ نے اپنے دراز گوش سے کہا تھا کہ کشتی میں داخل ہو جا خواہ تیرے ساتھ میں شیطان ہی کیوں نہ ہو۔ میں مانتا ہوں کہ آپ نے فقرہ غصہ میں ادا کیا تھا۔ لیکن جناب مجھے یہ بتا دیجئے کہ جو کچھ حکم غصہ میں دیا جائے کیا وہ حکم قابل عمل نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے۔ تو سمجھ لیجئے کہ میں نے یا آپ کے دراز گوش نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ میں پچھلے پیر پکڑے ہوئے تھا۔ جب آپ کا یہ حکم سنا تو اس کے ساتھ میں بھی کشتی میں سوار ہو گیا۔

حضرت نوح کو میری تقریر پر غصہ آگیا۔ فرمانے لگے۔ نکل یہاں سے مردود میں نے ذرا مسکرا کر کہا۔ جناب! یہ کام آپ کے بس کا نہیں ہے اب تو آپ مجھے یہیں بیٹھا رہنے دیجئے۔

مگر حضرت نوح نہ مانے اور زبردستی مجھے کشتی سے اتارنے لگے کہ فوراً ہی وحی نازل ہوئی —

> اے نوحؑ! اس کو کشتی سے نہ نکالو۔ کیونکہ اس معاملہ میں
> ہماری بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کو تم نہیں جانتے —

یہ سن کر حضرت نوح دم بخود رہ گئے۔ اور کشتی ہم سب کو لئے ہوئے پانی پر تیرنے لگی۔ اس طرح بہت دن بیت گئے۔



## اللہ میاں مجھے معاف کرنا چاہتے تھے

ایک روز حضرت نوح نے کہا۔ اے ابلیس! تو کتنا بیوقوف ہے۔ اپنے ہاتھوں تباہ ہو کر بھی تجھے عقل نہیں آئی۔ کمبخت اگر تو چاہتا تو آج بڑے درجوں پر ہوتا بھلا تجھے اپنے پروردگار کی نافرمانی سے کیا ملا۔؟

میں نے کہا — جناب! جو کچھ ہو چکا ہے۔ اس کا تذکرہ ہی بے کار ہے۔ البتہ اگر کوئی صورت۔ کہ میں دوبارہ پھر وہی عظمت حاصل کر سکوں تو بتلایئے۔ تاکہ میں اس پر عمل کروں —

یہ سن کر حضرت نوح نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفورُ الرَّحِیْم ہے۔ تو اپنے گناہوں کی سچے دل سے معافی مانگ اور آئندہ کے لئے توبہ کر — کیا عجب وہ اپنی کریمی کے صدقہ میں تیری خطائیں معاف کر دے۔

میں نے جواب دیا۔ اے نوحؑ! میں جانتا ہوں کہ میری توبہ بارگاہِ خداوندی سے ٹھکرا دی جائے گی۔ کیونکہ میں نے گناہوں کی انتہا کر دی ہے۔ ہاں ایک صورت میں مجھے معافی مل سکتی ہے۔ اگر آپ میری سفارش کر دیں تو عجب نہیں کہ پروردگار میرے گناہ معاف کر دے۔

یہ سن کر حضرت نوح نے فرمایا — اچھا میں بھی تیرے لئے دعا کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے خلوص کے ساتھ میری سفارش کی: —

حکم ہوا —

> اے نوح! تمہاری کشتی میں آدمؑ کا تابوت رکھا ہے۔ اگر ابلیس
> تلافی کے لئے اب بھی اس تابوت کو سجدہ کرے تو ہم اس کا پہلا
> گناہ معاف کر دیں گے —

حضرت نوح اس وحی سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ اگر تو اس تابوت کو سجدہ کرے تو پروردگار تیرے گناہ معاف کر دے گا۔

میں نے یہ سن کر جواب دیا۔ اے نوح! تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو۔ جس نے زندہ آدم کو جو اللہ کا خلیفہ اور مقرب تھا۔ جب اسی وقت سجدہ نہ کیا تو آج اس خاک کے ڈھیر کو کیا سجدہ کرے گا —؟

حضرت نوح نے بہتیرا سمجھایا۔ مگر میں نے ایک نہ مانی اور مانتا بھی کیسے ذرا آپ ہی فیصلہ کیجئے۔ جو شخص آدم کی زندگی اور ان کے تقرب کو دیکھ کر بھی سجدہ کرنے کا روادار نہ ہوا وہ ایک بے جان خاک کے ڈھیر کے سامنے کیونکر جھک سکتا ہے؟

میرا جواب سن کر حضرت نوح مایوس ہو گئے اور میں نے بھی اس بحث کو طول دینا مناسب نہ سمجھا اور خاموش ہو گیا۔ مگر اس واقعہ سے آپ نے یہ اندازہ کر لیا ہوگا کہ اللہ میاں مجھے معاف کرنا چاہتے تھے۔

## میرے مشہور کارناموں کی تفصیل

یہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ اگر اپنی زندگی کے تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ لکھوں تو دفتر کا دفتر بن جائیگا اور پھر اس کا شائع ہونا ناممکن ہو جائے گا۔ اس واسطے اپنی زندگی کی ابتداء سے آج تک کے مشہور کارناموں کی مختصر فہرست لکھ دینا ہی مناسب سمجھتا ہوں۔ امید ہے کہ اسی سے بہت کچھ نتیجہ اخذ کر لیا جائے گا۔

یہ تو بتا چکا ہوں کہ جنت سے حضرت آدم اور حوّا کو خارج کرانے میں میرا ہاتھ تھا یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ حضرت آدم کے بیٹے ہابیل کو میں نے ان کے سگے بھائی سے قتل کرا دیا اور یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ حضرت ادریس کی امت کو بت پرستی سکھانے اور ان سے پہلے قابیل کے زمانہ میں آتش پرستی کی ایجاد کرنے والا بھی میں ہوں۔

حضرت نوحؑ کی قوم کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ نوح کو خوب ستائیں اور اس کا انجام حضرت نوحؑ کی پریشانی اور تمام عالم کی غرقابی ہوا۔

قوم عاد و ثمود کو حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کی بددعا کے پردے میں غارت کرایا نمرود کو حضرت ابراہیمؑ کے خلاف بھڑکا کر انہیں آگ میں زندہ ڈالنے کا مشورہ دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کو خلاف فطرت افعال میں پھنسا کر تباہی کے غار میں پہنچا دیا۔ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے دل میں وسوسہ تک ڈالا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو آپس میں متفق کر کے یوسف علیہ السلام کے خلاف بھڑکایا اور انہیں ایذا دلوائی۔ حضرت ایوبؑ علیہ السلام کو امتحان خداوندی کے سلسلہ میں خوب رسوا کیا۔ فرعون کو مجبور کر کے دعوائے خدائی کا اعلان کرایا اور اسے ابھارا کہ وہ حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ کرے اور اس کے بعد فرعون کو فوجوں سمیت دریا میں غرق کرایا۔ ہارون علیہ السلام کے زمانہ میں سامری کی معرفت گوسالہ پرستی کرائی اور یہ دیکھ دیکھ کر ہارون کلستے رہے۔ شداد سے خدائی کا دعویٰ کرا کے ایک جنت بنوائی اور پھر مایوس کرا کے جہنم واصل کرایا۔ قارون کو دولت کی محبت میں پھنسا کر تباہ کیا۔ سلیمان علیہ السلام کو انگوٹھی کا چکر دے کر فتنہ جنات میں پھنسایا یونس علیہ السلام کو مچھلی کے حوالے کیا۔ زکریا علیہ السلام کو مریمؑ سے زنا کا الزام لگا کر آرے سے دو ٹکڑے کرائے۔ یحییٰ علیہ السلام کو ایک گناہگار عورت کے معاملہ میں بے گناہ قتل کرایا عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کے ہاتھوں سخت ایذا پہنچائیں۔ ان پر طرح طرح کی تہمتیں لگائیں اور مجبور کر کے آسمان پر بھجوایا۔ تاکہ ہدایت خلق سے باز رہ سکیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ کے خلاف قریش کو ابھارا۔ اور آخر کار انہیں ہجرت کرنا پڑی۔ خلفائے راشدین کو شربت شہادت کا مزہ چکھوایا۔ یزید کو اہلبیت نبویؐ کے قتل پر آمادہ کر کے اپنے جی کی پیاس بجھائی۔ اس کے علاوہ ہزارہا مقتدر بادشاہوں کے ہاتھوں کروڑوں بندگان خدا کا خون بہایا۔ بے شمار متقی اور پرہیزگاروں کو گناہ کی طرف مائل کر کے ان کی ریاضتیں ختم کرائیں۔ مسلمان بادشاہوں سے مسلمان پیغمبروں کے خلاف اور مسلمانوں سے ہندو اوتاروں کے خلاف زہر اگلوایا۔ اور کشت و خون کرایا۔ کبھی تعصب کا بھوت بن کر غیر مسلموں میں پہنچا تو کبھی اسلام خطرے میں ہے۔ کی مجسم صورت بن کر مسلمانوں کے تصور میں جا سمایا۔ اور اپنا مطلب حاصل کر لیا۔ کسی کے دماغ میں دعوائے پیغمبری کا خبط پیدا کیا

تو کسی کے خیال میں مہدئ آخرالزماں کی اسکیم لے کر پہنچا۔ غرض کہاں تک عرض کروں کہ میں اور میری ذرّیات جس خلوص کے ساتھ اپنا مشن چلا رہی ہے۔ اگر اسکا عشر عشیر بھی انسان کے قبضہ میں پہنچ جاتا تو پارس ہوجاتا۔

# تحفظی و سماجی طب

ڈاکٹر حسین احمد

دنیا میں پائی جانے والی تمام تہذیبوں اور مذہبوں نے صحت کو برقرار رکھنے کے لئے حفظانِ صحت کے اصولوں کی پابندی کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ اسلام میں بھی اس کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں موقع بموقع جسمانی اور ذہنی طہارت کی ہدایت بار بار کی گئی ہے۔ بہت سی احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معمولاتِ زندگی میں تحفظی اور سماجی طب کے اصولوں کو برتنے اور ان پر کاربند رہنے کی ہدایت فرمائی ہے' اور علاج و معالجہ کی بہت تاکید کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو جو طب اور معالجہ سے متعلق ہیں' محدثین نے تدوینِ حدیث کے مرحلہ میں علیحدہ باب اور کتب کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے :

العلم علمان' علم الادیان و علم الابدان

ترجمہ : دراصل علم دو ہی ہیں' دین کا علم اور بدن انسانی کا علم۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے بہت سی مختلف خواص کی ادویہ کا پتہ چلتا ہے جس میں دافع تعفن دوائیں بھی شامل ہیں' اس میں کافور' چنا' صعتر' لہسن' لوبان کے دافع تعفن اثرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

طب نبویؐ کو موضوع بنا کر بہت سے علماء نے کام کیا ہے' اور اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں' جن میں ابن قیم جوزی اور جلال الدین سیوطی' اپنے ادوار کی نمائندگی کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے جو تحفظی تصور قائم ہوتا ہے' اس میں دو طریقے زیادہ واضح ہو کر سامنے آتے ہیں۔

۱۔ علاج بذریعہ غذا ۲۔ علاج بذریعہ دوا

۳۔ فصد کشی اور حجامت

احادیث کی کتابوں میں تقریباً ۸۰ دواؤں کا تذکرہ ملتا ہے' جن میں بعض کی افادیت کو ابتدائی مرحلہ میں طب قبول کرنے میں تامل کر رہی تھی' لیکن بعد کی تحقیقات نے اس کی افادیت تسلیم کرلی۔

حدیث نبویؐ میں وبا اور وبائی امراض کا تصور ملتا ہے' ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جس مقام پر طاعون کی وبا پھیلی ہو وہاں مت جاؤ اور اگر تم جہاں سکونت اختیار کئے ہو' وہاں طاعون کی بیماری پھیلی ہو تو وہاں سے نہ بھاگو۔

غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ "نہ جانے اور نہ بھاگنے" میں وبا کے پھیلنے سے روکنے کا ایک اہم نکتہ پوشیدہ ہے۔ اسی طرح حکم دیا گیا ہے کہ اس مرحلہ میں اونچی جگہ پر قیام کرو'۔۔۔ اس سے دو فائدے ہیں' ایک تو صاف اور پاکیزہ ہوا حاصل ہوگی' دوسرے طاعونی وباء کے اسباب کا تدارک ہوگا'۔۔۔ جدید میڈیکل سائنس نے واضح کر دیا ہے کہ طاعون کا جرثومہ ایک خاص اونچائی تک ہی پھر سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جذام کے مریض سے گفتگو کے وقت بعض نوع کی احتیاط برتنے کا مشورہ دیا ہے' اس میں سے ایک حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے:

"جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھو"

جدید تحقیقات سے یہ بات منکشف ہوچکی ہے کہ جب جذام کا مریض بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے نکلنے والی سانس میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں' جو کہ مخاطب کی ناک یا منہ کے راستہ سے داخل ہو کر اس کو بیمار کرسکتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا : (مفہوم)

"گردے (Kidney) کی جان اس کی Pelvis میں ہے' اگر اس میں سوزش ہوجائے تو یہ گردے والے کے لئے بہت اذیت کا باعث ہے' اس کا علاج ابلے پانی اور شہد سے کرو"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو معالجہ میں برت کر اس کے نتائج دیکھے جاسکتے ہیں۔

کسی بچے کے سوزتین (ٹونسل) میں سوجن' درد اور سوزش پیدا ہوگئی' اس وقت کی خواتین نے اپنے اختیار سے علاج کرنا چاہا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : (مفہوم)

"بچوں کو ایسے طریقوں سے عذاب نہ دو' جبکہ تمہارے لئے قسط موجود ہے"

یہ اور اسی طرح کے متعدد احکامات اور ارشاداتِ نبویؐ احادیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

بات کو مختصر کرتے ہوئے عرض کردیا جائے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرکے امراض سے بچا جاسکتا ہے' اور اگر مرض ہے تو اس سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ادویہ نبویؐ کا جائزہ لیا جائے اور طریقہ علاج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیا جائے۔ ہمارا ایمان یہ ہونا چاہیے کہ آج جو دوا جدید تحقیقات کی میزان پر پوری نہیں اترتی' اور کل کی تحقیقات انشاء اللہ اس کی افادیت ضرور توثیق کردے گی!!!

(اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں دو روزہ حفظانِ صحت و طب سماجی پروفیشنل کانفرنس میں حکیم سید احمد خاں کے مقالہ کی تلخیص۔)

●●

# داستانِ ابلیس

علامہ کمال الدین الدمیریؒ

عجائب القصص میں عبدالواحد بن مفتی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک آگ پیدا فرمائی۔ اس آگ میں نور بھی تھا اور ظلمت بھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے نور سے فرشتوں کو پیدا کیا۔ اور آگ سے جنّات کو۔ باقی دھوئیں سے۔ شیطان (دیو) وغیرہ کو پیدا کیا۔ قاضی مجیدالدین ضبطی نے تاریخ القدس والخلیل میں آیت وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ کی تفسیر کے سلسلے میں حضرت وہب بن منبہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نارِ سموم پیدا کیا۔ اور یہ ایسی آگ تھی جس میں دھواں نہ تھا۔ اس آگ سے اللہ تعالیٰ نے جن کو پیدا کیا۔ اللہ کے قول وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ کے یہی معنیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس جان سے ایک عظیم مخلوق پیدا فرما کر اس جان کا نام مارج رکھا اور اس کے لئے ایک بیوی مرجہ نام کی پیدا فرمائی۔ اس طرح اس ایک جوڑے سے جنّات کی افزائش نسل ہوئی اور پھر قبیلے کے قبیلے بن گئے۔

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ جب ان جنّات اور شیاطین کی تعداد سیکڑوں ہوگئی اور انہوں نے زمین پر فتنہ و فساد پھیلانا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کیلئے ایک نبی کو بھیجا۔ اور یہ سب سے پہلے نبی تھے جن کا نام عامر بن عمیر بن الجان تھا لیکن جنّات نے ان کو قتل کر دیا۔ ان کے بعد دوسرے نبی ضائق بن مائق ابن الجان کو مبعوث کیا گیا۔ ان کو بھی جنّات نے شہید کر دیا۔ اس طرح لگاتار ۸۰۰ نبی جنّات میں مبعوث کئے گئے اور تمام کے تمام ان کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ یہ ۸۰۰ نبی ۸۰۰ سال میں بھیجے گئے یعنی ہر سال اللہ تعالیٰ نے ایک ایک نبی مبعوث فرمایا لیکن جنوں کی سرکشی اور بدکرداری کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ (الانجسی الجلیل)

۸۰۰ سال کی لمبی مدّت میں جب جنّات سرکشی اور بدکرداری سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے آسمان پر رہنے والے جنّات کو زمین پر رہنے والے جنّات کے قتل عام کیلئے بھیجا۔ اور اس لشکر کا امیر ابلیس کو بنایا۔ اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

غرض جنّات نے جب نبیوں کے احکامات کی خلاف ورزی کی تو اللہ تبارک تعالیٰ نے آسمان پر رہنے والے جنّات کو حکم دیا کہ تم زمین پر جا کر وہاں رہنے والے جنّات کو قتل کردو اور ابلیس کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا۔ ابلیس کی اس فوج نے زمین پر آنے کے بعد قتلِ عام شروع کر دیا۔ جنّات بھاگ پڑے اور ایک مقام پر پناہ گزیں ہوگئے۔ لیکن وہاں آگ آکر ان کو جلا گئی۔ اس طرح زمین پر ابلیس اور اس کی فوج آباد ہوگئی۔ ابلیس نے اس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت کی کہ اس سے پہلے شاید کبھی نہ کی تھی۔

راندۂ درگاہ کے بعد ابلیس کا مسکن زمین ہوگیا۔ اور یہاں اس نے اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت کی کہ زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہ چھوڑا جہاں اس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ اس کی یہ عبادت اور ریاضت دیکھ کر فرشتے حیرت میں پڑگئے اور پھر فرشتوں کی سفارش پر ابلیس کو آسمان پر بلا کر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں شامل کرلیا۔ پھر رضوان علیہ السّلام کی سفارش پر جنّت میں بھی ابلیس کا داخلہ ہوگیا۔

ابلیس کے ہاتھوں زمین پر جنّات کے قتل عام کے بعد کچھ جنّات روپوشی کی وجہ سے بچ گئے۔ اور دھیرے دھیرے پھر ان کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ یہانتک کہ پھر سیکڑوں کی تعداد میں ہوگئے۔ اور پھر وہی فتنہ فساد زمین پر برپا کیا۔ فرشتہ اور ابلیس ان جنّات کے حالات سے باخبر تھے۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مجھے ان شریر اجنہ کی ہدایت کیلئے پھر سے زمین پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو اجازتِ ربّانی سے ابلیس فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ پھر سے زمین پر وارد ہوگیا! اور اس بار اس نے اس شدّت سے جنّات کا قتل عام کیا کہ تمام اجنّہ سے زمین پاک ہوگئی۔ اور بہت تھوڑے پہاڑوں وغیرہ میں چھپ کر ابلیس اور اس کے ساتھیوں سے جان بچاسکے۔

عجائب القصص میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ابلیس نے لوح محفوظ پر اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم لکھا ہوا دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دریافت فرمایا کہ اے اللہ! یہ شیطان الرجیم کون ہے۔؟ حکم ربّانی ہوا کہ ہمارا ایک بندہ ہے اور عنقریب یہ اپنے غرور اور تکبّر کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوگا۔ ابلیس نے کہا اے اللہ مجھے اس کی صورت دکھا دے۔ تا کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ حکم ربّانی ہوا کہ عنقریب تو اسکو

دیکھ لے گا۔

اس کے بعد شیطان کا یہ معمول بن گیا کہ وہ ہر عبادت کے بعد شیطان پر لعنت بھیجتا۔ لیکن دھیرے دھیرے اسے اس بات پر فخر محسوس ہونے لگا کہ اس نے تمام دنیا کو اجنّہ سے پاک کردیا ہے اور پھر فخر بڑھتے بڑھتے غرور و تکبّر بن گیا اور ابلیس اپنی ہستی کو مافوق الفطرت سمجھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ ادھر ابلیس کے دل میں یہ خیال آیا اُدھر اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم ہوا۔

اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ۔

"میں مٹی سے ایک آدمی پیدا کرنے والا ہوں۔ جب اس میں روح پڑ جائے تو اس کو سجدہ کرنا۔

معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس حکم کے بعد زمین کو وحی سے مطلع کیا کہ:

"اے زمین میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کر رہا ہوں۔ ان میں سے بعض میرے فرمانبردار اور بعض نافرمان ہوں گے۔ میں فرمانبرداروں کو جنّت میں اعلیٰ مقام دوں گا۔ اور نافرمانوں کو دوزخ کے حوالے کردوں گا۔"

حضرت آدمؑ کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وَاسْجُدُوْا لِاٰدَمَ آدم کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے حکم ربّانی کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ عبدالواحد بن محمد مفتی نے قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ فرشتے ۱۰۰ سال یا ۵۰۰ سال تک (دو روایت) سجدے میں پڑے رہے۔ اتنے عرصے کے بعد جب فرشتوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو ابلیس کو کھڑا پایا۔ سجدے سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے دریافت کیا۔ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ شیطان نے جواب دیا۔ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ (الخ) مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا۔ اور آدم کو مٹی سے، بھلا افضل بھی کبھی کمتر کو سجدہ کرتا ہے۔ اب شیطان دنیا میں پہلا شخص تھا جس نے حکم ربّانی کی خلاف ورزی کی۔ اس لئے تمام فرشتوں نے اس پر لعنت کی اور پاداش جرم میں اللہ تعالیٰ نے اس کو راندۂ درگاہ کردیا۔

ابلیس کا اصل نام عزازیل تھا۔ مگر ابدی لعنت کا سزاوار قرار دے کر اس کا نام عزازیل سے ابلیس کردیا گیا۔ اب شیطان (ابلیس) نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری عمر دراز کردی جائے۔ حکم ربّانی ہوا کہ جا قیامت تک تجھ کو موت نہ آئے گی۔

پھر شیطان نے درخواست کی کہ اے اللہ! میں آدم کی وجہ سے جنّت سے نکالا گیا ہوں۔ مگر تیری عطا کے بغیر میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ حکم ربّانی ہوا۔ جا ہم نے تجھے آدم پر مسلّط کیا۔ اور آدم کے ہر بچے کے ساتھ تیرا بھی ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اور بنی آدم کے دل کے لئے ہم نے تیرے مسکن بنا دیئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جنّت میں داخلہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ شجرِ ممنوعہ کے قریب نہ جانا اور نہ شیطان کے دھوکے میں آنا۔ جنّت میں آدم کے داخلہ سے شیطان پر مایوسی چھا گئی اور حضرت آدمؑ سے انتقام لینے کی تدبیریں سوچنے لگا۔

آدمؑ جنّت میں تنہا تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کی تنہائی دور کرنے کیلئے اُن کی بائیں پسلی سے حضرت حوّا کو پیدا کیا۔ تو حضرت آدمؑ کی تنہائی ختم ہوگئی۔ اور انسانوں کا یہ پہلا جوڑا جنّت میں عیش و آرام سے رہنے لگا۔ شیطان مردود مستقل اس فکر میں تھا کہ کسی طرح آدم و حوّا کو ورغلایا جائے۔ چنانچہ ایک دن وہ موقعہ پاکر جنّت کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ اور اس انتظار میں رہا کہ کوئی پرانا دوست نظر آئے تو اس سے کچھ کام نکالوں۔ اتنے میں حضرت مور گھومتے ہوئے دروازے کی جانب آئے۔ شیطان نے فوراً پرانی دوستی کا حوالہ دے کر کہا کہ کسی طرح مجھے جنّت میں لیجاؤ۔ مور نے انکار کردیا۔ اور کہا کہ یہ کام میرے بس میں نہیں۔ ہاں البتہ سانپ یہ کام کرسکتا ہے۔ میں اس کو بھیجتا ہوں۔

غرض کسی طرح شیطان جنّت میں داخل ہوگیا۔ اور حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کو ورغلانے لگا کہ عنقریب تم ان تمام نعمتوں اور عیش و آرام سے دور کردیئے جاؤگے اور یہ تمام چیزیں تمہارے لئے عارضی ہیں۔ کیوں کہ تم کو موت آگھیرے گی۔ اور تمہارے وجود کو ختم کردے گی۔ اس لئے اس سے پہلے کہ تم اس نہج کو پہنچو۔ اس درخت (شجر ممنوعہ) کا ایک پھل توڑ کر آدھا آدھا کھالو۔ حضرت آدمؑ تو شیطان کی یہ بات سنکر اٹھ کر چلے گئے۔ مگر حوّا میٹھی رہیں اور آخرکار وہ شیطان کے دھوکے میں آگئیں۔ شیطان نے شجرِ ممنوعہ کا ایک پھل توڑ کر دو حصّوں میں تقسیم کیا۔ اور حضرت حوّا سے کہا کہ یہ آدھا تم کھالو اور آدھا حضرت آدمؑ کو کھلادو۔ حضرت حوّا وہ پھل لے کر آدمؑ کے پاس گئیں اور پہلے آدھا خود کھایا اور آدھا حضرت آدمؑ کو کھلادیا۔ حضرت آدمؑ کا پھل کھانا تھا کہ اُن کے جسم سے جنّت کی پوشاک اتر گئی۔ اور وہ برہنہ ہوگئے۔ مجبوراً انجیر کے پتّوں سے ستر چھپانا پڑا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم، حوّا، مور، سانپ کو زمین پر اُتار دیا۔ اور ان سب کو مختلف عقوبتوں میں مبتلا کردیا۔ کیوں کہ ان سب نے حکمِ خداوندی کی نافرمانی کی تھی۔ اس طرح قیامت تک آدم اور آدم کی اولاد شیطان لعین کے قبضے میں آگئی۔ لیکن اللہ کے بعض مخصوص اور نیک بندے گزشتہ زمانے میں بھی اور آج بھی اس کے شر و فساد سے محفوظ ہیں۔ کیوں کہ حکم ربّانی ہے:-

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ۔ ـــــ میرے اطاعت شعار اور معصوم بندوں پر تیرا کوئی داؤ نہ چل سکے گا۔ تیرے دام و فریب میں تیرے متبع اور گمراہ لوگ پھنسیں گے۔

شیطان اور اس کا لشکر چونکہ مستقل اس فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح انسان کو گمراہ کرے اس لئے شیاطین سے ایک منٹ کی غفلت بھی انسان کو شدید ترین نقصان سے دوچار کرسکتی ہے۔ شیطان کن کن چور دروازوں سے انسان کے دل میں داخل ہوتا ہے۔ ان سے واقف ہونا شدید ضروری ہے۔ ویسے تو اس



کے حملہ کرنے کیلئے بہت سے دروازے ہیں۔ لیکن چند بڑے اور خاص دروازے یہ ہیں۔

## حسد و حرص

حسد اور حرص ایک ایسی خطرناک چیز ہے جس سے انسان بالکل اندھا اور بہرہ ہوجاتا ہے۔ اور اس کو آگے پیچھے کی کچھ خبر نہیں رہتی اور جس دل میں حرص و حسد پایا جاتا ہے۔ شیطان اس دل کو مضبوطی سے اپنے دام میں کرکے انسان کو تباہ و برباد کردیتا ہے۔

روایت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السّلام اپنی کشتی تیار کرچکے اور طوفان سے بچنے کیلئے کشتی میں سوار ہوگئے تو شیطان بھی موجود تھا۔ حضرت نوح علیہ السّلام نے فرمایا تو کیوں آیا ہے۔ شیطان نے جواب دیا۔ اس لئے کہ لوگ اصل میں تو میرے ہمراز ہیں۔ لیکن ظاہر میں یہ آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا۔ مردود میری کشتی سے دور ہوجا۔ شیطان نے کہا کہ اس جہاں میں لوگ پانچ باتوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہوتے ہیں۔ حضرت نوحؑ پر فوراً وحی الٰہی آئی کہ شیطان سے دو باتیں معلوم کرلو۔ باقی تین باتوں سے تمہارا تعلّق نہیں۔ شیطان نے کہا کہ اُن میں سے ایک حرص ہے جس کی وجہ سے آدمؑ جنّت سے نکالے گئے۔ نہ وہ جنّت میں ہمیشہ رہنے کی حرص کرتے۔ (یعنی شجرِ ممنوعہ کا پھل نہ کھاتے) اور نہ جنّت سے نکلتے۔ لیکن آدمؑ نے جنّت کی حرص کی۔ شجرِ ممنوعہ کا پھل کھایا اور جنّت سے نکالے گئے۔ دوسرے حسد ہے جس کی وجہ سے میں اللہ کے یہاں سے مردود و ملعون ہوا۔ کیونکہ نہ میں آدمؑ سے حسد کرتا اور نہ راندۂ درگاہ ہوتا۔

## غضب اور شہوت

غضب اور شہوت یہ دونوں چیزیں بھی انسان کو برباد و ہلاک کردیتی ہیں۔ کیوں کہ غصّہ میں آدمی پاگل ہوجاتا ہے اور جوش غصّہ کی وجہ سے اس کی عقل سلب ہوجاتی ہے۔ اس لئے غصّے کے وقت شیطان پورے زور و شور سے انسان پر حاوی ہوجاتا ہے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

## زیادہ کھانا

زیادہ کھانا کھانے سے بھی شیطان کو اپنے مقصد میں کامیابی کا طاقت ور دروازہ مل جاتا ہے۔ کیوں کہ زیادہ کھانے سے شہوت پیدا ہوتی ہے اور جب شہوت کا غلبہ ہوتا ہے تو شیطان اس وقت پوری قوت سے حملہ کرتا ہے اور ایسے امور پر مجبور کردیتا ہے جس سے گناہِ عظیم سرزد ہوجاتا ہے۔ اور بعض دفعہ انسان بالکل برباد ہوجاتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ بسیار خوری سے بچیں۔ علما اور سلف صالحین نے بسیار خوری کے بہت سے نقصانات بیان کئے ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) خدا کا خوف دل سے نکل جاتا ہے۔
(۲) مخلوقِ خدا پر رحم نہیں کھاتا۔ کیونکہ وہ اپنی طرح دوسروں کو بھی شکم سیر سمجھتا ہے۔
(۳) شکم سیر ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی سستی اور کبھی گرانی ہوتی ہے جس سے عبادت اور ریاضت میں خلل آتا ہے۔
(۴) طرح طرح کے جسمانی امراض پیدا ہوتے ہیں

## سامانِ عیش و عشرت

جب کبھی شیطان کسی کے دل میں ذرا بھی سامانِ عیش و عشرت کی خواہش دیکھتا ہے تو فوراً حملہ آور ہوتا ہے۔ اس ذرا سی خواہش کو مزید بڑھاتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کی یہ خواہش بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ صبح سے شام تک اسی فکر میں رہتا ہے کہ کس طرح اس عیش و عشرت کے سامان کو حاصل کرے۔ ظاہر ہے کہ جب اس کا دل و دماغ مستقل اس جانب مرکوز رہے گا تو وہ آخرت و دین کے بارے میں کچھ سوچ ہی نہ سکے گا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تمام عمر اسی چکر میں ضائع ہوجائے گی کہ آج فلاں عیش کا سامان مہیا ہونے کے ذرائع ہوجائیں۔ اور کل فلاں عیش کا سامان آجائے۔ غرض شیطان ہر وہ حربہ استعمال کرتا ہے جس سے بنی آدم کو گمراہ کرسکے۔ اور اسے عبادت و ریاضت سے دور رکھ سکے۔

## خواہشِ منصب

خواہش منصب یہ ایک ایسا چور دروازہ ہے۔ جس کے ذریعہ شیطان انسان پر حاوی ہوجاتا ہے کہ جہاں کسی کے دل میں اس خواہش نے سر اُبھارا۔ فوراً شیطان اس کے دروازے سے دل پر قابض ہوا اور پھر اس خواہش پر انسان کو اُکسا اُکسا کر شدید ترین فتنہ برپا کراتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی خواہش ہے کہ جہاں پر بڑے بڑے متّقی اور پرہیزگار ڈگمگا جاتے ہیں۔ بھلا کون نہ چاہے گا کہ وہ فلاں ملک کا بادشاہ، صدر یا وزیر اعظم نہ بن جائے اور جب یہ خواہش زور پکڑے گی اور شیطان اُکسائے گا تو ساتھ ساتھ دل میں طرح طرح کے ہتھکنڈے بھی سجھائے گا۔ کہ فلاں شخص کو اس طرح زیر کرو۔ فلاں کو ایسے اس راہ سے ہٹاؤ اور فلاں کو فلاں سے لڑا کر فائدہ حاصل کرو۔ یعنی انسان کو تمام سیاسی ہتھکنڈوں پر اُکسائے گا۔ اور کبھی کبھی یہ خواہش اتنی زبردست ہوتی ہے کہ منصبی افراد ہوس کا چور دروازہ کھول دیئے ہیں جس سے فائدہ اُٹھا کر شیطان فوراً ایک ملک کو دوسرے ملک سے یا ایک قبیلہ کو دوسرے قبیلے سے جنگ و جدال پر آمادہ کردیتا ہے جس کا بھیانک انجام ہزاروں افراد کی موت پر ہوتا ہے اور تمام انسانی خون اس شخص کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی جب تمام عمر خواہش منصب کی نذر ہوجائے گی تو ایک دن اس کو بھی موت آگھیرے گی۔ اور وہ اس دُنیا سے اس حال میں رخصت ہوگا کہ وہ اس کے پاس نہ کوئی صالح عمل ہوگا اور نہ عبادت ہوگی۔

## طلبِ زر

اور اگر کبھی شیطان کسی انسان کے دل میں مال و دولت کی خواہش دیکھتا ہے تو فوراً اپنی پوری قوت سے اس دروازے سے گھس کر اس شخص کے دل پر قبضہ کرلیتا ہے اور دن رات اس شخص کو مال و دولت حاصل کرنے پر اُکساتا ہے۔ دولت ایک ایسا جال ہے جس میں پھنس کر انسان دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوجاتا ہے اور سوائے دولت اکٹھا کرنے کے اُسے اور کچھ نہیں سوجھتا اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب جائز طریقوں سے انسانوں کو دولت

نہیں حاصل ہوتی تو شیطان اس کو حرام طریقوں سے دولت حاصل کرنے کی ترکیبیں سمجھاتا ہے۔ اور انسان حرام حلال کو بھول کر دولت کے لالچ میں پڑ جاتا ہے۔ اور آخر کار بغیر کسی عمل صالح اور عبادت کے وہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے! اور شیطان کیلئے اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہوگی۔ کہ وہ ایک شخص کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اس کی تمام زندگی اس نے برباد کردی۔

قارون جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا چچا زاد بھائی تھا، اس قدر دولتمند تھا کہ اس کے خزانے کی چابیاں چالیس اونٹوں پر سوار ہوکر جایا کرتی تھیں جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اس کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو قارون نے تمام بنی اسرائیل کے جہلاء کو جمع کر کے کہا کہ لو اب تو موسیٰؑ تمہارے مال پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے اور تمہیں فقیر اور تنگ دست بنانا چاہتا ہے۔ بنی اسرائیل نے جواب دیا کہ تو ہمارا آقا ہے ـــ جیسا حکم ہو تعمیل کیلئے حاضر ہیں، تو قارون نے اپنے قبیلے کی ایک عورت کو جواہرات کا ایک طباق دے کر اس بات پر تیار کیا کہ وہ حضرت موسیٰؑ پر زنا کا الزام لگائے۔ اگلے دن جب حضرت موسیٰؑ وعظ کیلئے تشریف لائے تو قارون نے حضرت موسیٰؑ کی کانی ہوگی۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے دل میں پشیمانی ڈال دی اور وہ اپنے منصوبے پر دل ہی دل میں نادم ہوگئی تو اس نے وعظ کے درمیان ہی بلند آواز سے اس منصوبے کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اور کہا کہ مجھے اس کام کیلئے قارون نے تیار کیا تھا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰؑ غصہ کی وجہ سے منبر سے اُتر آئے اور آ کر پہلے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور پھر قارون کیلئے بددعا فرمائی تو قارون حضرت موسیٰؑ کی بددعا کے سبب اپنے مال واسباب کے ساتھ زمین میں دھنس گیا۔

## وسوسہ اور الہام کا فرق

انسان جو بھی نیک یا بُرا عمل کرتا ہے تو اس کے واقع ہونے کی یہ صورت ہے کہ سب سے پہلے انسان کے دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے اور اس کے بعد اس عمل کیلئے رغبت پیدا ہوتی ہے اور رغبت عزم اور نیت کو حرکت میں لاتی ہے اور پھر نیت اعضاء انسانی کو حرکت دے کر اس فعل کو وقوع پذیر کرادیتے ہیں۔ اس سے آپ وسوسہ اور الہام میں فرق اس طرح کرسکتے ہیں کہ اگر دل میں اٹھنے والا خیال نیک عمل کیلئے ہے تو یہ الہام ہے اور اگر شر یا بُرائی کی طرف مائل ہے تو یہ وسوسہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ شیطانی وسوسے کی کس طرح مدافعت کی جائے تو علماء نے اس کا سہل علاج یہ بتایا ہے کہ جب کوئی بُرا خیال دل میں پیدا ہو اور آپ سمجھ لیں کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے تو اپنے دل کو کسی دوسری طرف متوجہ کرلیں۔ لیکن بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک وسوسہ سے چھٹکارا پانے کیلئے جب کسی دوسری طرف دل کو متوجہ کرتے ہیں۔ تو وہ کام بھی وسوسہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے وسوسے سے چھٹکارا حاصل کرنے کا واحد طریقہ دل کو عبادت کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ کیونکہ ذکرِ الٰہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ہوتے ہوئے شیطان اس بات پر قادر نہیں کہ وہ آپ کے دل کو ڈگمگا سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی دفعیہ وسوسہ کی یہی تدبیر بیان کی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ط۔

"خدا سے ڈرنے والے لوگوں کو اگر شیطان مَس کرلیتا ہے تو وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ صاحبِ بصیرت بن جاتے ہیں۔"

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے "من شرّ الوسواس الخنّاس" کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ شیطان انسان کے دل کو چاروں طرف سے گھیرے رکھتا ہے۔ لیکن جب انسان ذکرِ الٰہی میں لگ جاتا ہے تو وہ سکڑ کر دب جاتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ شیطان نماز اور قرارت قرآن میں وسوسہ ڈالتا ہے اور مجھ میں اور میری نماز میں حائل ہوجاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں اور جب تم کو معلوم ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھوک دیا کرو۔ حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کیا تو واقعی فائدہ ہوا۔

قیس بن حجاجؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے میرا شیطان کہنے لگا کہ آپ نے تو مجھے حد سے زیادہ لاغر بنادیا۔ حالانکہ میں جب آپ کے پاس آیا تو ایک توانا اونٹ کی طرح تھا۔ میں نے پوچھا۔ کس طرح؟ کہنے لگا جیسے جیسے آپ ذکر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں ویسے ویسے میں لاغر ہوتا جاتا ہوں۔



بہرحال انسان کا دل خیالات کا مسکن ہے۔ اب اگر کوئی اچھا خیال جو نیکی کی طرف مائل کرے۔ وہ یقیناً منجانب اللہ ہوتا ہے۔ اور اگر بُرائی کی طرف مائل کرے تو شیطانی وسوسہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک تیسری قسم خیالات کی بہت ہی خطرناک ہے۔ جس کو عام طور پر اچھے اچھے لوگ بھی سمجھ نہیں پاتے اور شیطان اس کا فائدہ اٹھا کر فوراً گمراہی کی طرف لیجاتا ہے۔ مثلاً شیطان کسی عالم اور بزرگ ہستی کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ لوگوں کی جہالت اور غفلت پر وعظ کریں۔ اور پھر اس عالم کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ اگر نفیس کپڑے زیب تن کرکے اور ایک مخصوص انداز میں وعظ کریں۔ تو اس کا لوگوں پر کافی اثر ہوگا۔ چنانچہ وہ عالم ایسا ہی کرتا ہے چنانچہ دھیرے دھیرے یہ ان کی عادتِ ثانیہ بن جاتی ہے۔ اور ان کو اپنی تکریم اور تعظیم کا شوق اور خدام ومعتقدین کی کثرت اور اپنے علم وبزرگی پر غرور اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کا مرض لگ جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ سوائے اس کے اور کیا ہوگا کہ اس عالم کی تمام محنت تکبر کی نذر ہوجائے گی۔ غرضیکہ وسوسہ کی یہ تیسری قسم اتنی خطرناک ہے کہ اس میں شیطان اچھے اچھے عالم اور بزرگ ہستیوں کو برباد کردیتا ہے۔

شیطان کا وسوسہ کس قدر خطرناک ہوتا ہے اس کا اندازہ حدیث شریف میں مذکور بنی اسرائیل کے اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیطان نے بنی اسرائیل کی ایک لڑکی کا گلا دبادیا۔ لڑکی کے والدین سخت پریشان ہوئے کہ کہاں اور کیسے



علاج کرایا جائے؟ تو شیطان نے پھر ان کے دل میں بات ڈالی کہ فلاں راہب اس کا علاج کرسکتا ہے۔ چنانچہ لڑکی کے والدین لڑکی کو اس راہب کے پاس لے گئے۔ اور راہب سے لڑکی کے علاج کیلئے کہا۔ اوّل تو راہب نے علاج کو منع کیا۔ مگر والدین نے جب کافی اصرار کیا تو اس نے لڑکی کو اپنے پاس رکھ لیا۔ کچھ دن بعد شیطان نے راہب کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ وہ لڑکی سے مباشرت کرے۔ کیونکہ راہب ایک عرصے سے مجرد تھا۔ اس لئے فوراً راہب یہ بدفعلی کر بیٹھا۔ جس سے وہ لڑکی حاملہ ہوگئی۔ اب تو راہب کو بڑی فکر ہوئی کہ کس طرح اس بدنامی سے بچا جائے تو فوراً شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ اس لڑکی کو قتل کردے اور اگر کوئی پوچھنے آئے گا تو کہہ دینا مرگئی۔

چنانچہ راہب نے بدنامی اور ہنگامہ سے بچنے کیلئے اس لڑکی کو قتل کرکے دفن کردیا۔ اب شیطان نے لڑکی کے والدین کو بتلایا کہ اس راہب نے لڑکی کو قتل کرکے دفن کردیا ہے۔ والدین نے راہب سے پوچھ تاچھ کی تو وہ کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے سکا۔ اس لئے والدین نے راہب کو لڑکی کے قصاص کیلئے پکڑ لیا۔ اب راہب بالکل پھنس چکا تھا۔ اور اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا۔ تو فوراً شیطان نے راہب سے کہا کہ یہ تمام کام میرا کیا ہوا ہے۔ اب اگر تو میری بات مانے تو میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلاسکتا ہوں۔ راہب نے کہا ٹھیک ہے۔ جیسا کہ تم کہو۔ میں کروں گا۔ مجھے اس مصیبت سے جس طرح ممکن ہوسکے بچالے۔ شیطان نے کہا کہ اگر تو مجھے دو سجدے کرے تو تیری جان بچوادوں گا۔ راہب نے فوراً دو سجدے شیطان لعین کو کردیئے۔ بس پھر کیا تھا فوراً شیطان نے اُسے دھتکار دیا اور کہا کہ جا اپنا کام کر، میں تیری فکر میں دو سال سے لگا ہوا تھا۔

سوال اب یہ ہے کہ شیطان سے انسان خود کو کیسے بچائے؟ تو اس کی ترکیب ہم وسوسہ شیطان میں لکھ چکے ہیں کہ انسان ایسے موقعوں پر جب شیطانی خیالات آگھیریں۔ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوجائے اور شیطان کے حملہ کرنے کے تمام دروازے بند کردیئے جائیں اور تمام بُرے خیالات اور مذموم صفات سے دل کو پاک کردیا جائے کیوں کہ جب دل کے تمام دروازے بند ہوں گے اور دل تمام مذموم صفات سے پاک ہوگا تو پھر شیطان دل پر تسلّط نہیں جماسکے گا۔ کیونکہ ذکرِ الٰہی شیطان کو قریب آنے سے روکتا ہے۔ اس لئے شیطان آپ کے سامنے سوائے سرا پھیری کے اور کچھ نہ کرسکے گا۔ دوسرے یہ کہ مذموم صفات کے دفعیہ کے بغیر یعنی اللہ کے ذکر سے شیطان دور تو ضرور ہوجاتا ہے۔ لیکن انسان مستقل محفوظ نہیں ہوپاتا۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ ذکرِ الٰہی دل کی گہرائیوں سے کیا جائے۔ اور تقویٰ اور صفائی قلب سے آئینہ قلب کو بالکل صاف کردیا جائے۔ کیوں کہ اگر ذکرِ الٰہی دل کی گہرائیوں اور دنیا کو بھلا کر نہ کیا جائے تو یہ ذکرِ الٰہی بھی از قبیل خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ دل پر اس کو پورا قابو نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ شیطان کو بھی دفع نہیں کرسکتا۔ اس لئے دفعیہ شیطان کیلئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ سب سے پہلے انسان قلب کی صفائی کرے اور وہ تمام راستے بند کرے جس سے دل میں دنیا کی کسی بھی چیز کی خواہش نہ پیدا ہوسکے۔ اور ذکرِ الٰہی کو اپنے دل پر ایسے تسلّط سے جمائے کہ شیطان کیلئے کوئی گوشہ خالی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ۔ الآیۃ میں ذکرِ الٰہی کو دافع شیطان صرف اہلِ تقویٰ کیلئے ہی فرمایا ہے۔ کیوں کہ جب انسان کے دل میں کوئی خواہش کوئی شیطانی غذا یا صفاتِ ذمیمہ (حسد، حرص، طلبِ زر، طلبِ جاہ وغیرہ وغیرہ) نہ ہوں گی تو ایسی صورت میں شیطان ذکرِ الٰہی سے بھاگ جائے گا۔ اور اس طرح ذکرِ الٰہی دل کے چاروں طرف پھیل کر اس کو ایسے محصور کرلے گا کہ پھر اس میں شیطان کا گزر ناممکن ہوجائے گا۔

بہرحال جہاں شیطان کے دفع کیلئے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اور أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ہے وہاں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی دعائیں اس کے دفعیہ کے لئے منقول ہیں۔ حضرت محمد بن واسع ہر دن فجر کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللّٰھمّ انّک ساطت علینا بصیرا العبیر بنا یا ما ھو وقبیلہ من حیث کا نراھمہ۔ اللّٰھم فالیہ منا کما آیتہ من رحمتک وقنطہ منا کما قنطتہ من عفوک وباعد بنیا وبنیہ کما باعدت بنیہ وبین رحمتک انک علیٰ کل شیٔ قدیرٌ

ایک دن شیطان حضرت محمد بن واسع کو مسجد کے باہر ملا۔ اور کہنے لگا۔ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں کہ میں کون ہوں۔؟ حضرت واسع نے فرمایا۔ نہیں میں نہیں جانتا۔ بتا تو کون ہے۔؟ کہنے لگا میں ابلیس ہوں۔ اور تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ یہ دعا جو آپ پڑھتے ہیں کسی اور کو نہ بتانا۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے مزاحمت نہ کروں گا۔ حضرت واسع نے فرمایا کہ میں کسی کو اس دعا کے پڑھنے سے نہیں روکوں گا۔ جو تجھ سے ہو وہ کرلے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن لیلیٰ سے روایت ہے کہ ایک ابلیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے نماز کی حالت میں آگ کی ایک مشعل لیکر کھڑا ہوجایا کرتا تھا اور قرارت واستغفار سے بھی دفع نہ ہوا کرتا تھا۔ آپؐ کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام تشریف لائے اور فرمایا کہ آپؐ یہ دعا پڑھیں۔

"اعوذ بکلمات اللّٰہ التامّات التی لا یجاوزھن برولا فاجر من شرّ ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السّمآء وما یخرج بینھم ومن فتن اللیل والنھار ومن طرق اللیل والنھار الا طارق یطرق بخیر یا رحمٰن۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس دعا کو پڑھا تو اس ابلیس لعین کی شمع بجھ گئی اور وہ اُلٹے منہ زمین پر گر پڑا۔

## سحر

لفظ سحر کے لغت میں اصل معنیٰ امرِ مخفی اور پوشیدہ چیز کے ہیں۔ اور عملی اصطلاح میں ایسے حیرت انگیز اور عجیب وغریب امور کا نام ہے۔ جن کے وجود میں آنے کے اسباب پوشیدہ ہوں۔ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لفظ سحر کے

متعلق فرمایا ہے کہ:

"لفظ سحر کے معنیٰ شریعت میں ایسے امور کیلئے مخصوص ہے جنکا سبب پوشیدہ ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف سمجھ میں آنے لگے۔"

## حقیقتِ سحر

تمام علماء اہل سنّت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سحر ایک حقیقت ہے۔ اور اپنے اندر مضر اثرات رکھتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے سحر میں اپنی قدرتِ کاملہ اور مصلحت سے ایسے مضر اثرات رکھ دیئے ہیں، جیسے دوا، زہر وغیرہ میں۔ بہرحال سحر ایک حقیقت ہے اور اس کے اثرات بھی بہت تیزی سے اثر کرتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ سحر بذات خود قدرتِ الٰہی سے بے نیاز ہوکر مؤثر بالذات ہے۔ اور اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے یا سوچتا ہے تو ایسا سمجھنا اور سوچنا کفر ہے۔

## سحر کیا ہے؟

اللہ جل شانہٗ کا واسطہ ترک کرکے پوشیدہ اسباب کے ذریعہ عجیب وغریب امور پر قدرت حاصل کرنے کا نام سحر ہے۔ دنیا میں سحر کے بہت سے طریقے ہیں۔ جن کے ذریعہ خلافِ عادت امور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ایسے امور ایک تو روحانیت سے متعلق ہیں۔ مثلاً جنّات وشیاطین یا وہ اَرواح جو جسم سے علیحدہ ہوچکی ہوں۔ ان کو مسخر کرکے مختلف کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے یا تاثیراتِ جسمانیہ ہیں جو اپنی ایک خاص ترکیب یا مختلف حالتوں کے اجتماع یا صورت نوعیہ کے خواص کی بنا پر ظاہر ہوتی ہیں۔

بہرحال سحر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ لیکن عام طور پر دنیا میں دو طرح کے طریقے ہیں:

(۱) کلدانی اور (۲) دوسرا بابل۔

## معجزہ اور سحر کے درمیان فرق

سحر اور معجزہ کے درمیان یہ فرق ہے کہ معجزہ براہِ راست صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو کہ بغیر کسی اسباب کے ظہور میں آتا ہے اور اس کا کوئی اصول طریقہ یا وقت نہیں ہوتا اور نہ کسی فن کی طرح پڑھایا یا سکھلایا جاتا ہے۔ کہ نبی ہر وقت اس کو دکھلانے کی صلاحیت رکھے۔ سوائے اس کے کہ ایک نبی کی صداقت کیلئے وجود پذیر ہوتا ہے اور نبی مخالفین کو بطور صداقت جب کبھی پیش کرنا چاہتا ہے تو پہلے خدا کی طرف رجوع (دعا وغیرہ) کرتا ہے۔ تب خدا کی طرف سے نبی کو معجزہ دکھانے کی قوت عطا کی جاتی ہے۔ جب کہ سحر اور جادو مستقل ایک فن ہے اور یہ فن باقاعدہ سکھلایا اور بتلایا جاتا ہے اور جس کے جاننے والے اس کو مقررہ اصول وقوانین کی پابندی کو کام میں لاکر کسی بھی وقت کہیں بھی کرسکتا ہے اور یہ فن ایک انسان دوسرے انسان کو سکھلا سکتا ہے۔ حالاں کہ اس کے اسباب بھی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس فن کے ماہر اس سے واقف ہوتے ہیں۔

## سحر شریعت کی نظر میں

فقہائے اسلام نے سحر کے بارے میں لکھا ہے کہ جن امور میں شیاطین ارواحِ خبیثہ اور ادا کرے مدد لی جائے اور ان کو حاجت روا سمجھ کر منتروں وغیرہ سے ان کو مسخر کرکے کام لیا جائے تو وہ شرک کے برابر ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہے اور اس کے علاوہ جن امور میں دوسرے طریقے استعمال کئے جائیں اور ان سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچے تو ان کا کرنے والا بھی گناہ کبیرہ کا اور امورِ حرام کا مرتکب ہوگا کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"مہلک باتوں سے بچو۔ یعنی شرک اور جادو سے۔"

فتح الباری میں علامہ عسقلانی نے لکھا ہے کہ:۔

"علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ سحر حرام ہے اور اتفاق رائے سے کبائر میں سے ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سات مہلک چیزوں میں شمار کیا ہے۔" اور بعض صورتیں سحر کی کفر ہیں۔ اور بعض صورتیں کفر تو نہیں ہیں۔ مگر سخت گناہ ہیں۔ پس اگر سحر کا کوئی منتر یا عمل کفر کا مقتضی ہے تو وہ کفر ہے۔ ورنہ نہیں۔ بہرحال سحر کا سیکھنا سکھانا قطعاً حرام ہے۔"

بہت سی معتبر تواریخ میں لکھا ہے کہ نمرود کے زمانے میں حکمائے بابل نے چھ ایسے حیرت انگیز اور عجیب طلسم بنائے تھے کہ عقل اور ذہن کی رسائی ان تک دشوار تھی۔ وہ چھ طلسم یہ تھے۔

(۱) کلدانیوں نے تانبہ کی ایک بطخ بنائی تھی جس کی خاصیت یہ تھی کہ جب کوئی چور یا جاسوس شہر میں داخل ہوتا تو وہ خود بخود بولنے لگتی جس سے شہر کے نگہبان سمجھ جاتے کہ شہر میں کوئی چور یا جاسوس گھس گیا ہے اور وہ تلاش وجستجو کے بعد اس کو پکڑ لیتے تھے۔

(۲) گمشدہ چیزوں کیلئے ایک نقارہ بنایا تھا۔ جب کبھی کسی کی کوئی چیز گم ہوجاتی تو وہ اس نقارہ پر چوٹ مارتا۔ تو یہ نقارہ اس کو اس کی گمشدہ چیز کے بارے میں بتلا دیتا کہ جاؤ فلاں جگہ ہے یا فلاں کے پاس ہے۔

(۳) ایک ایسا عجیب وغریب حوض بنایا تھا جس میں مختلف قسم کے شربت ڈالے جاتے تھے۔ لیکن جو شربت جس کو درکار ہوتا تھا۔ وہ اس حوض سے حاصل کرلیتا تھا حالانکہ تمام مشروبات ایک ساتھ ڈالتے تھے۔ یہ حوض جشن وغیرہ کے موقعوں پر استعمال میں لایا جاتا۔

(۴) ایک آئینہ ایسا بنایا جو کہ غائب کا حال بتاتا تھا کہ وہ کہاں اور کس جگہ یا کس حال میں ہے۔

(۵) نمرود کے محل کے باہر ایک ایسا پیڑ لگایا جس کا سایہ لوگوں کی تعداد کے مطابق گھٹتا بڑھتا رہتا تھا یعنی اگر آدمی زیادہ ہوگئے تو پھیل کر سب پر سایہ کرلیتا تھا اور جب آدمی کم ہوجاتے تھے تو سکڑ کر بقدر ضرورت ہوجاتا تھا۔

(۶) ایک ایسا تالاب بنایا جو کہ ایک چیز کے دو دعویدار ہونے پر ان کے مابین فیصلہ کرتا تھا یعنی اگر کسی ایک چیز کے دو دعوے دار ہوتے تو وہ دونوں





اس تالاب میں اتر جاتے جو حقدار ہوتا پانی اس کی ناف تک آتا اور جو جھوٹا ہوتا وہ اس میں ڈوب کر مرجاتا۔

## سحر اور اس کا علاج

اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے نفرت کرتا ہے تو مندرجہ ذیل کلمات لکھ کر عورت کے گلے میں ڈال دیں۔

کلمات یہ ہیں۔

فَلَمَّا رَأَيْنَهٗ أَكْبَرْنَهٗ الیٰ قولہٖ کریم اور فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَاجِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ الیٰ قولہٖ تعالیٰ الْمُجْرِمُوْنَ ط

لیکن یہ عمل طالع حمل میں ہونا چاہیئے۔ لکھنے کے بعد اگربتّی سے دھونی دے کے اس عورت کے گلے میں ڈال دیں۔

اگر بیوی کی نظر میں شوہر کتّا، یا خنزیر نظر آتا ہو اور وہ اس سے شدید نفرت کرتی ہو تو سات کھجور یا انجیر پر یا سما رقم لکھ کر بیوی کو کھلائیں اور اس کے گلے میں سورۂ یوسف زعفران اور عرق گلاب سے لکھ کر ڈال دیں۔

اگر عورت شادی کی خواہش مند ہو تو ایک کاغذ پر سورۂ الم نشرح سات مرتبہ لکھ کر ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلنّٰظِرِيْنَ سات مرتبہ لکھیں اور اس کے بعد آیت بطلان سحر قَالَ مُوْسٰى مَاجِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ مُبْطِلُوْنَ تک لکھ کر یہ عزیمت اس کے نیچے لکھیں اور اس عورت کے سر پر اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ سات مرتبہ پڑھیں۔

جس کنواری لڑکی کا کہیں سے رشتہ نہ آتا ہو تو اس کے لئے پوری سورۂ رحمٰن جمعہ یا پیر کے دن ایک کاغذ پر لکھیں اور اس کے نیچے لڑکی کا نام مع والدہ کے نام کے لکھ کر یہ عبارت لکھدیں۔

یا جماعۃ الرّجال سلبتُ عقولکم کتسلیب وَالقیتُ علیکُم محبۃ وحناناً وتخیلاً وعشقاً وتخیلاً وعشقاً وتخیلاً لاطاقۃ لکم بالجلوس ولا للقعود حتیٰ یتزوجھا احد منکم واطلت تعطیلھا ولا تتزوجھا یا ھلعانیہ حرکوا الارواح الروحانیۃ الساکنۃ فی قلوب الاجنبین فینتظروا الی فلانۃ فیصر نہا فی اعینھم کالشمس المنیرۃ او کنظر زلیخا لیوسف علیہ السّلام

یہ عبارت سات مرتبہ لکھی جائے اور اس کے بعد آیۃ بطلان السحر قال موسیٰ ماجئتم بہ السحر آخر تک لکھ کر ساعت عطارد میں لکھ کر غسل کے پانی میں ڈال دیں۔ انشاء اللہ ایک ہفتے کے اندر اندر شادی ہوجائے گی۔

اگر کوئی مرد اپنے گھر والوں سے نفرت کرتا ہو اور ان سے بھاگتا ہو تو عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ رَحِيْمٌ تک اور آیت بطلان السحر (جو اوپر بتلا چکے ہیں)، سات مرتبہ کسی برتن پر لکھیں اور اسے بارش کے پانی سے دھوکر وہ پانی مرد کو پلائیں۔

اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہوجاتا ہو تو سورۂ واقعہ ایک کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں اتنے لمبے دھاگے کے ساتھ ڈالیں کہ وہ تعویذ رحم پر پڑا رہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام اور آیت بطلان سحر کسی برتن پر لکھ کر پانی سے دھوکر عورت کو آفتاب طلوع ہونے کے وقت سات دن تک پلائیں اور اس کے سر پر آیت بطلان سحر ستر مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

اور جس عورت کے صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں تو سورۂ نجم کسی برتن پر لکھ کر پانی سے دھوکر اس پانی سے بدھ کے دن غسل کرائیں اور اس کے سر پر پوری سورۂ انبیا اور آیت بطلانِ سحر اور اسماء قمر سات مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

اور اگر دلہن دولہا سے نفرت کرتی ہو تو ایک کاغذ پر سورۂ یوسف لکھیں اور آیت فَلَمَّا رَأَيْنَهٗ أَكْبَرْنَهٗ کو سات مرتبہ لکھیں اور اس کتابت کو اس کے سر پر ماریں اور اس کے بعد کسی چیز پر وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تک لکھ کر پلائیں۔

اگر کوئی عورت ہمبستری سے نفرت کرتی ہو تو اِمْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ ستر مرتبہ لکھ کر پانی سے دھوکر اس پانی کو شہد سے میٹھا کرکے سات دن تک پلائیں۔

سحر وجادو کے لئے مندرجہ ذیل عمل اکیس مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے سحر والے مریض کو پلائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللّٰھم صلِّ علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم۔ بھری بھری کو اڑ باندھ ھوں دسوں دوار بھری اُٹھے بھری جائے سب جگہ سمائے۔ ٹونہ جادو سب دور ہوجائے جو ٹونہ جادو پھر کرائے الٹ پلٹ وہاں کا وہاں پڑجائے جو جو کرے سو سو مرے بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

سورہ فلق اور سورۂ ناس ان دونوں نقش کو زعفران سے لکھ کر اور عطر میں بسا کر سحر زدہ کے بازو پر باندھیں۔

نقش سورۂ فلق

۷۸۶

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۱۵۸ | ۲۱۶۱ | ۲۱۶۴ | ۲۱۵۰ |
| ۲۱۶۳ | ۲۱۵۱ | ۲۱۵۷ | ۲۱۶۲ |
| ۲۱۵۲ | ۲۱۶۶ | ۲۱۵۹ | ۲۱۵۶ |
| ۲۱۶۰ | ۲۱۵۵ | ۲۱۵۳ | ۲۱۶۵ |

نقش سورۂ ناس

۷۸۶

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۳۲۳ | ۱۳۲۷ | ۱۳۳۰ | ۱۳۱۶ |
| ۱۳۲۹ | ۱۳۱۷ | ۱۳۲۲ | ۱۳۲۸ |
| ۱۳۱۸ | ۱۳۳۲ | ۱۳۲۵ | ۱۳۲۱ |
| ۱۳۲۶ | ۱۳۲۰ | ۱۳۱۹ | ۱۳۳۱ |

سورۂ فلق اور سورۂ ناس گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر کڑوے تیل پر دم کرکے سحر والے مریض کی آنکھ، ناک، کان اور بیسوں ناخنوں پر ملیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

## ابلیس فرشتوں کی صف میں

ابلیس چونکہ عبادت الٰہی کا دلدادہ تھا اس کا کل وقت عبادت میں گزرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو آسمان پر بلالیا۔ فرشتے اس کی عبادت دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا عبادت گزار اور فرماں بردار بندہ فرشتوں میں شامل کئے جانے کے لائق ہے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست منظور فرماکر ابلیس کو فرشتوں کی جماعت میں شامل کرلیا۔ ابلیس ایک ہزار سال تک پہلے آسمان پر رہا۔ عبادت کا ذوق و شوق چونکہ روز افزوں تھا۔ حق تبارک و تعالیٰ نے اس کو ترقی عطا فرماکر دوسرے آسمان پر اٹھالیا۔ یہاں بھی عبادت کرتا رہا۔ پھر وہاں سے اسے تیسرے آسمان پر اٹھالیا گیا۔ غرض اسی طرح عبادت کرتے کرتے اور ترقی حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ رضوان علیہ السلام کی سفارش پر ابلیس کو جنت میں داخل کی اجازت مل گئی۔ اور شیطان بصد اعزاز و احترام جنت میں رہنے لگا۔ ابلیس جنت میں پہنچ کر بھی عبادت کرتا رہا۔ فرشتوں کی تعلیم و ارشادات کے فرائض انجام دیتا رہا۔ ابلیس کے درس و خطابت کی یہ شان تھی کہ عرش کے نیچے یاقوت کا منبر بچھایا جاتا تھا۔ سر پر نور کا پھریرا فضا میں لہراتا تھا۔

## زمین پر پھر جنات کا عمل دخل

ابلیس کے ہاتھوں قتل عام سے بچ کر تھوڑے بہت پہاڑوں میں روپوش ہو کر بچ گئے تھے۔ اس واقعہ کے ایک طویل عرصہ کے بعد پھر زمین پر آکر آباد ہوگئے۔ کچھ دنوں تک تو وہ راہ راست پر قائم رہے۔ خدا کی اطاعت کرتے رہے۔ مگر چونکہ ان کی فطرت میں کفر و تمرد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ پھر خدا سے باغی ہوگئے اور زمین پر فتنہ و فساد برپا کرنے لگے۔

## جنات کی ہدایت کیلئے ابلیس کی آمد

فرشتے دنیا والوں کے حالات سے باخبر تھے۔ ابلیس بارگاہِ الوہیت میں عرض گزار ہوا کہ مجھے شریر اجنہ کی ہدایت کے لئے زمین پر جانے کی اجازت عطا کی جائے۔ ابلیس فرشتوں کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ زمین پر آگیا۔

## ابلیس کے قاصدوں کا قتل

ابلیس نے زمین پر آکر انہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا ایلچی بنا کر جنوں کے پاس بھیجا۔ جنات نے اُسے قتل کردیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دوسرا قاصد بھیجا وہ بھی قتل کردیا گیا۔ ابلیس کے متعدد قاصد قتل ہوگئے۔ ایک قاصد کسی طرح جان بچانے میں کامیاب ہوسکا۔ اس نے اس شریر قوم کے پورے حالات بیان کئے۔ ابلیس نے حق تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی۔ فرشتوں کی ایک بھاری جمعیت اس کی مدد کیلئے آگئی۔ فرشتوں کی فوج نے جنات کا اس قدر قتل عام کیا کہ ساری دنیا خالی ہوگئی۔ بہت تھوڑے سے پہاڑوں میں چھپ کر جان بچانے میں کامیاب ہوسکے۔ جنات سے زمین پاک ہوجانے کے بعد حق تعالیٰ نے ابلیس کو زمین کی خلافت عطا فرمائی "اب تو اس کی یہ حالت تھی کہ وہ کبھی زمین پر عبادت کرتا نظر آتا کبھی ساتویں آسمان پر کبھی جنت میں"۔

## لوح محفوظ کی تحریر اور فرشتوں کا غم

اسی دوران میں فرشتوں کی ایک جماعت کی نظر لوح محفوظ پر پڑی تو لکھا نظر آیا کہ عنقریب "اللہ کا ایک مقرب" بندہ ابدی لعنت میں گرفتار ہونے والا ہے۔ فرشتے اس تحریر کو پڑھ کر گھبرا گئے۔ گھومتے پھرتے ابلیس کے پاس پہونچے تو چہروں پر غم و فکر کے آثار نمایاں تھے۔
ابلیس نے پوچھا کیا بات ہے کیوں غمگین ہو؟۔
فرشتوں نے لوح محفوظ کا مضمون سُنا کر ابلیس سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے دعا کیجئے۔ آپ کی دعا کی برکت سے یہ بلا ہم پر نازل نہ ہو...... ابلیس نے جواب دیا کہ یہ تحریر تمہارے متعلق نہیں ہے یہ تحریر بہت عرصہ ہوا میری نظر سے بھی گذر چکی ہے۔
عجائب القصص میں ہے کہ ایک روز ابلیس کو لوح محفوظ پر

" اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ " لکھا نظر آیا' تو اس نے حیرت واستعجاب سے حق تعالیٰ سے دریافت کیا شیطان الرجیم کون ہے؟ حکم ہوا وہ بھی ہمارا ایک بندہ ہے جس کو میں نے ہر طرح کی نعمتوں سے نواز رکھا ہے' مگر غرور وتکبر کی وجہ سے ذلیل وخوار ہو جائے گا۔ ابلیس نے کہا یا الٰہی مجھے اس بندہ کی صورت دکھادے میں اُسے قتل کر ڈالوں گا، حکم ہوا ہاں تو بھی اُسے دیکھ لے گا۔ اس کے بعد شیطان کی یہ حالت تھی کہ وہ سجدہ میں خود شیطان پر لعنت بھیجا کرتا تھا

## تکبر عزازیل را خوار کرد

جنات کے وجود سے زمین کا پاک ہو جانا کوئی معمولی کارنامہ نہ تھا جس پر فخر نہ کیا جاسکتا' ابلیس بھی اس کارنامہ سے مغرور ہو گیا' اور وہ اپنی ہستی کو مافوق الفطرت ہستی تصور کرنے لگا۔ حق تعالیٰ عالم الغیب ہے اس سے کوئی ظاہر اور مخفی بات پوشیدہ نہیں۔ اِدھر ابلیس کے دماغ میں انانیت کا تصور آیا اُدھر فرشتوں کو حکم ہوا۔

اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ'

میں مٹی سے ایک آدمی پیدا کرنے والا ہوں' جب اس میں روح پڑ جائے تو اس کو سجدہ کرنا'

فرشتوں کو جب ارادہ الٰہی کا علم ہوا' انہوں نے جنات پر آدم کو قیاس کرتے ہوئے جواب دیا۔

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ'

فرشتوں کو چونکہ معصیت اور شر وفساد پسند نہ تھا' اس لئے انہوں نے یہ بھی کہا ہم تیری تسبیح وتحمید وتقدیس بیان کرتے ہیں۔

فرشتوں کو مصلحتِ الٰہی کا علم نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسی مصلحت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرشتوں سے کہا۔" اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (جن باتوں کا مجھے علم ہے وہ تم نہیں جانتے) فرشتے اس بات سے بے خبر تھے کہ ابلیس کا دماغ غرور ونخوت سے لبریز ہو چکا ہے۔ اور اب وہ عزازیل پہلا سا عزازیل نہیں رہا۔

## حضرت آدم کا خمیر اور زمین کا واویلا

معارج النبوت میں ہے کہ حق تعالیٰ نے اس گفتگو کے بعد زمین کو وحی بھیجی۔

اے زمین باتو خلقے موجود می سازم کہ بعضے از ایشاں اطاعت فرمان کنند' وبعض عصیان ورزند' مطیعاں را در بہشت وعاصیان را بہ آتش دوزخ سپارم۔!!

اے زمین تجھ سے ایک مخلوق پیدا کر رہا ہوں' اس میں سے بعض میرے فرماں بردار اور اطاعت شعار ہوں گے اور بعض میرے احکام کی نافرمانی کریں گے۔ اطاعت شعاروں کو بہشت میں جگہ دوں گا اور گنہگاروں کو دوزخ کے حوالے کر دوں گا۔

زمین فرمانِ الٰہی سنتے ہی تھرّا گئی اور عرض گزار ہوئی الٰہی مجھ میں تیری دوزخ کی آگ برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل کو حکم ہوا جاؤ ہر قسم کی زمین کی ایک مشت خاک لے آؤ۔ حضرت جبرائیلؑ زمین پر آئے۔ زمین نے خداوندِ وحدہٗ کی قسم دے کر حضرت جبرائیلؑ کو مشت خاک لینے سے منع کر دیا' پھر حضرت اسرافیل آئے ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا، تیسرے نمبر پر حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ انہوں نے زمین کے نالہ وشیون کی کوئی پروا نہ کی اور حکمِ الٰہی کی تعمیل کر کے واپس چلے گئے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنے یدِ قدرت سے آدم کا پتلا تیار کیا!

## حضرت آدم عالمِ وجود میں

جس وقت آدم کے جسم میں حکم الٰہی سے روح داخل ہوئی اور آنکھوں میں قوتِ بینائی پیدا ہوئی تو عرش پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا نظر آیا۔ آدم محمد رسول اللہ کا نام دیکھتے ہی سوچ میں پڑ گئے۔ دریافت کیا کہ الٰہی محمد رسول اللہ کس کا نام ہے۔ حکم ہوا یہ میرے ایک پیغمبر کا نام ہے تیری اولاد میں سے پیدا ہوگا۔ اگر کبھی تم سے کوئی خطا سرزد ہوگی اس کے وسیلے سے تمہاری خطا اور لغزش کو معاف کر دوں گا۔ اور تم سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ یہ سن کر آدمؑ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مناسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ باپ اپنے بیٹے کے حق میں شفیع اور وسیلہ ہو۔ مگر یہاں تو معاملہ برعکس ہے۔ آدمؑ کے دل میں یہ خیال آتے ہی جبرائیل کو حکم ہوا کہ جاؤ آدمؑ کے دل سے اس خیال کے مادّے کو نکال دو ورنہ یہ چیز آدم کی تباہی کا باعث ہوگی۔ جبرائیلؑ نے آدم علیہ السلام کا سینہ شق کر کے اس خیال کا نصف مادہ نکال کر جنت میں دفن کر دیا۔ نصف باقی رہ گیا۔ مدفون مادہ سے وہی شجرۃ الخلد پیدا ہوا جو جنت سے آدم کے اخراج کا سبب بنا اور بقیہ نصف سے نفس مادہ کی تخلیق ہوئی۔

## شیطان کا تکبّر اور حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار

فرشتے سمجھتے تھے کہ طاعت وعبادت کی وجہ سے ہم ہی خدا کی ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ اور ان کا ایسا سمجھنا ایک حد تک حق بجانب بھی تھا کیونکہ اولاً ان کی تخلیق نور سے ہوئی تھی۔ دوئم مادہ کی لطافت کی وجہ سے ان میں خدا کی نافرمانی کی استعداد معدوم تھی مگر قدرت کو تو اور کچھ ہی منظور تھا آدم کو پیدا کر کے حق تعالیٰ نے ان کو وہ علم عطا فرمایا جس سے وہ سراسر محروم تھے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ



هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام تعلیم فرما دیئے پھر ان سب چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے پوچھا بتاؤ ان چیزوں کے کیا نام ہیں۔

فرشتوں کو ان چیزوں کے اسماء کا کیا علم تھا۔ وہ صرف اسی حد تک عالم تھے جس حد تک حق تعالیٰ نے ان کو علم عطا فرمایا تھا۔ فرشتوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اور انہوں نے ازراہِ معذرت عرض کی۔

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ' پاک ہے تیری ذات ہمیں اتنا ہی علم ہے جتنا آپ نے ہمیں سکھایا ہے۔

فرشتوں پر آدم کی فضیلت واضح کرنے کے بعد حق تعالیٰ کا تمام فرشتوں کو حکم ہوا۔

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ............ آدم کو سجدہ کرو۔

حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا۔ ابلیس لعین غرور وتکبر سے کھڑا رہا۔ عبدالواحد بن محمد مفتی نے قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ فرشتے سو سال یا ۵۰۰ سال تک (باختلاف روایت) سجدہ میں پڑے رہے فرشتوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو ابلیس کو کھڑا پایا۔ اس کی صورت مسخ ہو چکی تھی نورانی لباس اس کے جسم سے اتر چکا تھا'

سجدہ سے فراغت کے بعد حق تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا کہ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا' تو اس نے جواب دیا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ بھلا افضل بھی کہیں مفضول کو سجدہ کرتا ہے؟

شیطان دنیا میں پہلا شخص تھا جس نے حکم الٰہی کی خلاف ورزی کی تھی اس جرم کے پاداش میں اس کے ملکوتی مراتب سلب کر لئے گئے لعنت وحقارت کا مرجع بنا دیا گیا۔ خدا کی لعنت کے بعد سب سے پہلے حضرت جبرائیل نے اس پر لعنت کی پھر حضرت اسرافیل نے پھر حضرت میکائیل نے پھر حضرت عزرائیل نے ان چاروں مقرب فرشتوں کی لعنت کے بعد ساتوں آسمان کے فرشتوں نے ابلیس پر لعنت بھیجی۔

## شیطان عزازیل سے ابلیس بن گیا

شیطان کا اصلی نام عزازیل تھا ابدی لعنت کا سزاوار بن کر اس کا نام عزازیل سے ابلیس کر دیا گیا۔ صورت مسخ کر کے اس درجہ ہولناک بنا دی گئی کہ اگر کوئی شخص دیکھ لے تو ہیبت کے مارے مر جائے جنت میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔

## درازیٔ عمر اور آدم پر کامل تسلط کی درخواست

اب عزازیل عزازیل نہ تھا ابلیس تھا اس کی تمام عمر کی عبادت ایک گناہ کی نحوست سے اکارت ہو چکی تھی شقاوت ابدی پر مہر لگ چکی تھی۔ ابلیس نے حق تعالیٰ سے درخواست کی۔

اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۔ خدایا میری عمر دراز کر دی جائے قیامت تک مجھے موت نہ آئے حق تعالیٰ نے درخواست منظور فرمائی۔

شیطان پر یہ آفت آدم پر حسد کرنے کی وجہ سے آئی تھی' شیطان نے خدا کی قسم کھا کر کہا۔

فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ تیری عزت کی قسم میں آدم کی تمام اولاد کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا' حق تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝ میرے اطاعت شعار اور معصوم بندوں پر تیرا وار نہ چل سکے گا۔ تیرے دامِ فریب میں تیرے متبع اور گمراہ لوگ ہی پھنسیں گے۔

آخر اس نے حق تعالیٰ سے درخواست کی۔

یارب اخرجتنی عن الجنۃ من اجل آدم وانی لا استطیعہ الا بسلطانک قال فانک مسلط قال یارب زدنی قال لا یولد لہ ولد الا ولد لک مثلہ قال یارب زدنی قال صدورھم مساکن لکم وتجرون منھم مجری الدم قال یارب زدنی قال اجلب علیھم بخیلک ورجلک وشارکھم فی الاموال والاولاد۔

اے اللہ میں آدم کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا ہوں' مگر تیری عطا کے بغیر میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اللہ نے فرمایا جا ہم نے تجھے آدم پر مسلط کیا۔ شیطان نے کہا کچھ اور بھی حکم ہو! آدم کے ہر بچے کے ساتھ تیرا بھی ایک بچہ پیدا ہوگا۔ شیطان نے کہا یا اللہ اور کچھ اور پھر حکم ہوا بنی آدم کے دل تمہارے مسکن بنا دیئے' شیطان نے اس پر بھی زیادتی چاہی حکم ہوا تجھے اختیار ہے تو اپنی پیادہ اور سوار فوج سے ان پر چڑھ دوڑ۔ اور ان کے مال واولاد میں شریک بن جا (عن عبید بن عمر)

## ابلیس کے کامل تسلط کے بعد بنی آدمؑ کی حفاظت کا غیبی انتظام

ایسی حالت میں جبکہ ابلیس کو بنی آدم پر پورا پورا تسلط اور اختیار عطا فرمایا گیا۔ حضرت آدم کا اضطراب حق بجانب تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے درخواست کی'

یارب قد سلطتہ علی وانی لا امتنع منہ الا بک قال لا یولد لک ولد الا وکلت بہ من یحفظہ من قرناء السوء قال رب زدنی قال فان الحسنۃ عشرا وازیدہ والسیئۃ واحدۃ او امحوھا قال یارب زدنی قال باب التوبۃ مفتوح ما کان الروح فی الجسد قال یارب زدنی قال یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔
یا اللہ تو نے شیطان کو مجھ پر مسلط کر دیا مگر تیری امداد کے بغیر میں اپنی حفاظت سے قاصر ہوں حکم ہوا کہ تیری ہر اولاد کے ساتھ ایک فرشتہ پیدا کروں گا۔ جو شیطان کے شر سے بچاتا رہے گا۔ حضرت آدم نے کہا یا اللہ اعانت میں مزید اضافہ ہو۔ حکم ہوا ایک نیکی کا بدلہ دس گنا یا زیادہ دوں گا۔ اور گناہ صرف ایک گناہ ہی شمار ہوگا۔ حضرت آدم نے کہا الٰہی اس سے بھی زیادہ تیری اعانت درکار ہے۔ روح قبض ہونے تک توبہ قبول کی جائے گی۔ حضرت آدم نے کہا یا الٰہی کچھ اور بھی عنایت ہو، حکم ہوا کہ گنہگار بندوں کو میری رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ ان کے سب گناہ معاف کر دوں گا

## حضرت آدم کا جنت میں داخلہ ابلیس کی حسرتناک مایوسی

آدم کو مسجودِ ملائکہ بنانے کے بعد حق تعالیٰ نے بصد اعزاز و احترام جنت میں بھیج دیا اور ان سے اس بات کا عہد لے لیا کہ جنت میں رہتے ہوئے شجر ممنوعہ کے قریب نہ جانا اور نہ شیطان کے دھوکے میں آنا جنت میں آدم کے داخلے سے ابلیس پر حسرت و یاس کا عالم طاری ہو گیا اور آدم سے انتقام لینے کی تدبیریں سوچنے لگا۔

## حوا کی پیدائش اور حضرت آدم کی عیش و عشرت کی زندگی

حضرت آدمؑ جنت میں تنہا تھے کوئی ان کا مونس اور رفیق حیات نہ تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کی رفاقت کیلئے ان کی بائیں پسلی سے حوا کو پیدا کیا۔ انسانوں کا یہ پہلا جوڑا جنت میں عیش و عشرت کے ساتھ رہنے لگا۔ جنت میں ہر قسم کی عیش و راحت کے سامان مہیا تھے۔

## آدمؑ سے بدلہ لینے کیلئے سانپ اور مور سے شیطان کی خفیہ سازش

آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے بعد اگرچہ ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا تھا مگر اس کو آسمان پر رہنے کی اجازت تھی، اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ ابلیس لعین ایک زمانہ میں معلم الملکوت (فرشتوں کا استاد) تھا وہ عرش کے نیچے خاص ممبر پر نور کے جھنڈے کے نیچے بیٹھ کر فرشتوں کو درس دیا کرتا تھا، جنت اس کے رہنے کا مقام تھا، تمام جنت والوں سے اس کی یاری اور شناسائی تھی۔ شیطان کو جنت میں داخلہ کی ممانعت تھی، اس لئے وہ کھلم کھلا جنت میں نہیں جا سکتا تھا، وہ چاہتا تھا کسی خفیہ تدبیر سے جنت میں پہنچ جاؤں تو آدم سے بدلہ لے کر اپنا دلی بغض نکالوں، چنانچہ ایک روز شیطان جنت کے دروازے سے باہر جا کر بیٹھ گیا۔ اور اس انتظار میں رہا کہ کوئی پرانا دوست نظر آئے تو اسے اپنا دلی مدعا ظاہر کروں۔ اتنے میں مور گھومتا پھرتا نظر آیا۔ ابلیس نے مور سے اپنا مطلب ظاہر کر کے امداد کی درخواست کی، مور نے انکار کرتے ہوئے کہا یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ کام سانپ انجام دے سکتا ہے، میں ابھی اس کے پاس جا کر ذکر کرتا ہوں، تھوڑی دیر بعد سانپ بھی ادھر آ نکلا۔ بات چیت کے بعد سانپ شیطان کو جنت میں لے جانے پر رضامند ہو گیا۔

## شیطان اماں حوا کو بہکانے میں کامیاب

جنت میں پہنچ کر ابلیس زار و قطار رونے لگا۔ آدم نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے ناصحانہ انداز میں آدم و حوا سے کہا، کہ تمہارا یہ اعزاز و کرام چند روزہ ہے۔ تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا نہیں۔ ایک روز موت آئے گی یہ تمام اعزاز و مناصب چھن جائے گا۔ تمہارے انجام کا خیال کر کے میرا دل بھر بھر آ رہا ہے۔ آدم نے کہا کہ اس سے بچنے کی بھی کوئی تدبیر ہے؟ شیطان نے کہا کیوں نہیں۔ یہ جو سامنے درخت کھڑا ہوا ہے جس کا پھل تمہیں کھانے کی ممانعت ہے اگر تم اس کا پھل کھا لو تو موت سے بچ جاؤ گے۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا کچھ بھی ہو میں خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ شیطان نے کہا کہ اس درخت کا پھل کھانے کی ممانعت کا راز یہی ہے کہ حق تعالیٰ کو تمہیں جنت میں ہمیشہ رکھنا منظور نہیں۔ اگر منظور ہوتا تو اس درخت کا پھل کھانے کی ممانعت نہ کرتا۔ اس درخت کی خاصیت یہی ہے کہ اس کا پھل کھانے سے انسان فرشتوں کی طرح ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ حضرت آدم تو اس بات کو سن کر اٹھ کر ........ چلے گئے۔ مگر حوا وہیں بیٹھی رہیں۔ شیطان نے جھوٹی قسم کھا کر حوا کو یقین دلایا کہ وہ ان کا سچا خیر خواہ ہے اور خیر خواہی کی بنا پر وہ ان کو مشورہ دے رہا ہے۔ دائمی حیات حاصل کرنے کیلئے یہ پھل کھانا تمہارے لئے ناگزیر ہے۔ عورت ناقص عقل ہوتی ہے۔ اماں حوا اس کی باتوں میں آ گئیں۔ شیطان نے گندم کا ایک پھل ناخن سے دو حصہ کر کے اماں حوا کو دے کر کہا کہ آدھا تو تم کھا لو اور آدھا آدم کو کھلا دینا۔ کچھ دیر بعد آدم تشریف لائے تو اماں حوا نے آدمؑ سے کہا لو یہ پھل کھاؤ، آدمؑ متامل ہوئے۔ اماں حوا نے کہا اگر تمہیں اس پھل سے ڈر لگتا ہے تو میں پہلے کھائے لیتی ہوں۔ اگر اس پھل نے مجھے نقصان نہ پہنچایا تو تم بھی کھا لینا۔ آدمؑ چپ ہو گئے۔ اماں حوا نے درختِ گندم کا نصف پھل کھا لیا۔ اور کچھ دیر انتظار میں بیٹھی رہیں۔ جب ان پر کوئی مضر اثر ظاہر نہ ہوا تو آدم نے بھی نصف پھل کھا لیا۔ آدمؑ کے معدہ میں یہ پھل پہنچے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ان کے جسم سے جنت کی پوشاک اتر گئی اور وہ ننگے کھڑے رہ گئے، مجبور ہو کر انجیر کے پتوں سے ستر چھپایا۔

## آدم کا جنت سے اخراج

اس واقعہ کے بعد حق تعالیٰ نے آدم و حوا کے ساتھ مور، سانپ کو بھی زمین پر اتار دیا اور یہ چاروں زمین پر ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر اترے۔ حضرت آدم اور حوا کا اخراج تو اس وجہ سے ہوا کہ ان دونوں نے شجرِ ممنوعہ کھا کر حکم الٰہی کی نافرمانی کی تھی۔ سانپ اور مور چونکہ جرم میں اعانت کے مجرم تھے اس لئے وہ بھی خدا کی نافرمانی میں مجرم قرار پائے۔ قدرت نے ان چاروں کو مختلف عقوبتوں میں مبتلا کر دیا،

حضرت آدمؑ عتاب الٰہی کے مورد بنے، جنت کا لباس اتار دیا گیا۔ اور جنت میں ننگے کھڑے رہ گئے۔ (۳) آدم کا جسم جنت میں نہایت سفید اور چمکدار تھا۔ دنیا میں آنے کے بعد اس میں کمی اور تاریکی پیدا ہو گئی۔ (۴) آدم و حوا کے درمیان ایک روایت کے مطابق ۲۰۰ سال تک جدائی رہی (۵) حضرت آدم اور شیطان کے درمیان عداوت کی مستحکم دیوار قیامت تک کیلئے قائم ہو گئی۔ (۷) آدم خطاکار قرار پائے۔ (۸) شیطان کو ان پر اور ان کی اولاد پر مسلط کر دیا گیا۔ (۹) دنیا بنی آدم کیلئے جیل خانہ بنا دی گئی۔ (۱۰) دنیا میں آدم اور ان کی اولاد کو قسم قسم کی محنت کے کاموں میں لگا دیا گیا۔

حضرت حوا مندرجہ ذیل عقوبتوں میں مبتلا ہوئیں عورتوں کے پیٹ اور شرم گاہ کو غلاظت (خونِ حیض و نفاس) کا مقام بنا دیا گیا۔ (۲) نو مہینے تک حمل کا بار اٹھانا پڑا۔ (۳) وضع حمل کے وقت جان لیوا تکلیف مقرر کی گئی۔ (۴) شوہر کے مرنے کے بعد عورتوں پر عدت لازمی قرار دی گئی (۵) عورتوں کو ان کے شوہروں کے ماتحت اور تابع کر دیا گیا۔ (۶) طلاق دینے کے حق سے عورت محروم کر دی گئی۔ (۷) دو عورتیں گواہی میں ایک مرد کے قائم مقام تجویز کی گئیں۔ (۹) عورتیں ناقص العقل قرار دے دی گئیں۔ (۱۰) عورتوں کو سلام کرنے کی مردوں کو ممانعت کر دی گئی۔ (۱۱) جمعہ کی نماز اور جماعت سے محروم کر دی گئیں۔ (۱۲) مردوں کے مقابلے میں عورتوں کا دین بھی ناقص قرار پایا۔ (۱۳) عورت نبوت سے محروم قرار پائی (۱۴) عورتوں کا حکم شرعاً غیر نافذ قرار دیا گیا۔

## ابلیس لعین مندرجہ ذیل عقوبتوں میں مبتلا ہوا

(۱) ابلیس تمام روئے زمین اور آسمانِ اول کی بادشاہت کے علاوہ جنت کے افسر خزانہ کے عہدہ سے محروم کر دیا گیا۔ (۲) صورت مسخ کر دی گئی۔ (۳) حق تعالیٰ کے قرب سے محروم ہوا۔ (۴) عزازیل نام تبدیل کر کے ابلیس نام تجویز کیا گیا۔ (۵) بدبخت لوگوں اور کفار کا پیشوا بنا دیا گیا، (۶) ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ملعون و مردود بنا دیا گیا۔ (۷) معرفت الٰہی سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محروم کر دیا گیا۔ (۸) توبہ کا دروازہ اس کیلئے بند کر دیا گیا۔ (۹) نیکی سے ہمیشہ کیلئے محروم کر دیا گیا (۱۰) تمام دوزخیوں کا خطیب مقرر ہوا۔

سطورِ بالا میں حضرت آدمؑ کے ساتھ شیطان کی عداوت کا ہلکا سا نقشہ پیش کیا گیا ہے اب آدم علیہ السلام کی اولاد کے ساتھ ابلیس لعین کی عداوت کا حال ملاحظہ ہو۔

## اولادِ آدم کو فسق و فجور میں مبتلا کرنے کی کوشش

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میدان میں بھی آباد تھی اور پہاڑوں میں بھی، جو لوگ میدان اور شہروں میں آباد تھے وہ بنو قابیل کے نام سے مشہور تھے اور جو لوگ پہاڑوں میں آباد تھے۔ وہ بنو شیست کہلاتے تھے، بنی شیست خود تو صاحب جمال تھے مگر ان کی عورتیں بدصورت تھیں۔ ابلیس لعین بنو قابیل کے پاس حسین و جمیل صورت میں متشکل ہو کر ملازم ہو گیا۔ اور ان کی خدمت کرنے لگا۔ ابلیس نے دورانِ ملازمت میں ایک مزمار تیار کیا۔ ابلیس لعین اس انداز سے اسے بجایا کرتا تھا کہ سننے والے بے تاب اور مسحور ہو جاتے تھے، بنو آدم نے چونکہ اس سے پہلے کبھی ایسی خوش کن آواز نہ سنی تھی اس لئے مزمار سننے کیلئے ابلیس کے گرد جمع ہو جاتے تھے، تھوڑے ہی عرصے میں ابلیس کے مزمار کی عام شہرت ہو گئی۔ لوگ دور دور سے اس کو سننے کیلئے آنے لگے۔

عید کے موقع پر بنو قابیل کے ہاں ایک میلہ لگتا تھا عورتیں اور مرد جمع ہوتے تھے، ابلیس اس عظیم اجتماع میں مزمار بجایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بنو شیست عید کے موقع پر بنو قابیل کے یہاں آئے اور ان کی عورتوں کے حسن و جمال کو اس اجتماع میں بے پردہ دیکھ کر ششدر رہ گئے، بنو شیست نے بھی واپس جا کر اسی قسم کا میلہ پہاڑوں پر لگایا۔ بدمعاش مرد اور عورتوں کے اختلاط سے اس میلہ میں خوب حرام کاری ہوئی۔ اس کے بعد اولادِ آدم میں بے حیائی اور بدکاری کا دور دورہ شروع ہو گیا۔

## ابلیس نے اولادِ آدم گمراہ کرنے کے لئے آدم کا مجسمہ بنایا

عجائب القصص میں ہے، کہ جب حضرت آدم علیہ السلام وفات پا گئے تو مسلمانوں نے کفار کو آدم کی زیارت سے منع کر دیا۔ موقع بہت اچھا ہے۔ شیطان نے فوراً ان لوگوں سے جا کر کہا غم کرنے کی کوئی بات نہیں میں آدم کی شبیہ تیار کئے دیتا ہوں تم بھی اس کا طواف و زیارت کیا کرو۔ ابلیس نے آدم کی شبیہ تیار کر دی لوگ اس کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔

حضرت آدمؑ اور حضرت نوح کے درمیان زمانہ میں پانچ بزرگ و متقی پرہیزگار گزرے تھے۔ ان لوگوں کے متبعین و مقلدین کثیر تعداد میں تھے۔ ان بزرگوں کی وفات سے متبعین کو جس قدر صدمہ ہوا ہوگا۔ ظاہر ہے۔ ابلیس نے ان بزرگوں کی یادگار کے نام سے ان بزرگوں کے بت بنا دیئے شروع

شروع میں تو لوگ ان بتوں کی تعظیم و تکریم کرتے رہے۔ جب یہ لوگ مر گئے تو شیطان نے ان کی اولاد سے کہا کہ تمہارے باپ ان بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ تم بھی ان کی پوجا کیا کرو۔

حضرت نوح کے زمانہ میں ان بتوں کی پرستش کا اس قدر زور ہوا کہ وہ ان ہی بتوں کو خدا سمجھنے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام ان کو سمجھاتے رہے گمراہ نہ ماننے والے تھے نہ مانے۔ انجام کار طوفان میں عذاب سے ہلاک کر دیئے گئے۔

قال محمد بن کعب القرظی فی قولہ تعالیٰ ولا تذرن ودًا ولا سواعًا ولا یغوث ویعوق ونسرا الآیۃ هٰذہ کانت اسماء قوم الصالحین کانوا بین آدم ونوح فلما ماتوا کان اتباعهم یقتدون بهم ویاخذون بعدهم باخذهم فی العبادۃ فجاءهم ابلیس وقال لهم لو صورتم صورهم کان ذالک انشط لکم واسوق الی العبادۃ ففعلوا ذالک ثم نشا قوم بعدهم فقال لهم ابلیس ان الذین من قبلکم کانوا یعبدون هم ان اللّٰہ لقد اعطاهم الا لرهبۃ فاستحقوا العبادۃ من ما خلق اللّٰہ کما ان ملک الملوک یخدمه عبدہ یحسن خدمتہ قبطہ خلعتہ الملک ویفوض الیہ تدبیرا من بلاہ فستحق السمع والطاعۃ من اهل تلک العبادۃ ولانہ لا اقبل عبادۃ اللّٰہ ولا مضمومۃ بعبادهم لان الحق فی غایۃ التعالی فلا تعبد عبادۃ تقربًا منہ بلا لدیہ من عبادۃ هولاء لیقربوا الی اللّٰہ زلفی وقال هولاء یسمعون ویبصرون ویشفعون لعبادهم ویدبرون امورهم وینصرون هم فخلف من بعدهم خلف فلم اللفرق بین الاصنام وبین من هی علی صورۃ فعبدوها غیانها ولذالک واللّٰہ تعالیٰ علیم علی ان الحکم والملک اللّٰہ تعالیٰ خالصۃً وتارۃ ببیان انها جمادات الهم ارجل یمشون بها ام لهم اید یبطشون بها ام لهم اعین یبصرون بها ام لهم اذان یسمعون بها۔

(مولانا عبد الحق سوبتی - التفاسیر)

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان میں وَدّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر پانچ حضرات مقتدائے دین گذرے ہیں ان حضرات کے بڑی تعداد میں لوگ معتقد اور مقلد تھے۔ ان حضرات کی وفات کا قوم نے سخت صدمہ محسوس کیا۔ ابلیس لعین نے انسانی شکل میں آکر ان حضرات کے متبعین سے کہا کہ اگر تم حضرات ان کی تصویر بنا کر رکھ لو تو ان حضرات کی جدائی کا صدمہ بھی فی الجملہ کم ہو جائیگا۔ اور ان حضرات کی عدم موجودگی سے عبادت میں بے کیفی بھی جاتی رہے۔ ان لوگوں نے شیطان کے مشورے پر عمل کیا اور ان حضرات کی مورتیاں بنا کر رکھ لیں، ان لوگوں کے مرنے کے بعد ابلیس نے ان کی اولاد سے کہا کہ تمہارے باپ دادا تو ان ہی مورتیوں کی پوجا کیا کرتے تھے تم بھی ان کی پوجا کیا کرو، ان بتوں کو حق تعالیٰ نے اپنے ملک کے انتظام و انصرام کیلئے خلعت سلطنت عطا فرمایا ہے۔ اس لئے ان بتوں کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ جب تک ان بتوں کی پوجا نہیں کی جائے گی خدا کی عبادت بھی قبول نہ ہوگی۔ ان بتوں کو خدا کے ہاں ایک خاص درجہ اور مرتبہ حاصل ہے۔ ان بتوں کی سفارش بارگاہ الوہیت میں مقبول ہے۔ شیطان کی باتوں میں آکر ان لوگوں نے بتوں کی پوجا کرنی شروع کر دی، اس کے بعد تیسرے دور میں یہی بت معبودِ حقیقی بن گئے۔ بت اور خدا میں کوئی تمیز باقی نہ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان عقائدِ فاسدہ کی تردید کہیں اس طور سے کی کہ حکومت اور شہنشاہیت خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ اور کہیں اس طور پر کہ یہ بت جمادات میں سے ہیں کیا یہ اپنے منہ سے بول سکتے ہیں۔ یا ہاتھوں سے پکڑ سکتے ہیں۔ یا اپنے کانوں سے سن سکتے ہیں۔

## اولادِ آدم پر شیطان کا غلبہ

شیطان نے اللہ سے کہا۔ اے اللہ! تو نے مجھے جنت سے نکالا تو آدم کے سبب اب مجھے اولادِ آدم پر غلبہ عطا فرما! رب تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے تجھے انبیاء کے سوا جن کی عصمت مسلم ہے، آدم کی اولاد پر غلبہ دیا۔ شیطان بولا کچھ اور؟ رب نے فرمایا۔ جتنی آدم کی اولاد ہوگی اتنی ہی تیری اولاد ہوگی۔ شیطان بولا کچھ اور؟ خداوند کریم نے فرمایا۔ میں نے ان کے سینوں کو تیرا مسکن بنایا تو ان میں خون کی طرح گردش کرے گا۔ عرض کی۔ کچھ اور؟ فرمانِ الٰہی ہوا، اپنے سوا اور پیادہ مددگاروں سے امداد مانگ کر انہیں مالِ حرام کی کمائی پر آمادہ کرنا، انہیں ایامِ حیض وغیرہ میں مجامعت سے اولادِ آدم کا حقدار بنایا اور حرامکاری کے اسباب مہیا کرنا، انہیں مشرکانہ نام تعلیم کرنا جیسے عبد العزیٰ وغیرہ، انہیں گندی گفتگو، برے افعال اور جھوٹے مذاہب کے ذریعہ گمراہ کرنا، انہیں جھوٹی تسلیاں دینا جیسے معبودانِ باطلہ کی شفاعت، آباء و اجداد کی کرامتوں پر فخر، طول امیدوں کے ذریعہ توبہ میں تاخیر وغیرہ، اور یہ سب کچھ تہدید کے طور پر تھا جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے۔ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ۔ تم جو چاہو، کرو۔ آدم نے عرض کی اے اللہ! تو نے میری اولاد پر ابلیس کو مسلط کر دیا۔ اب اس سے رہائی تیری رحمت کے بغیر کیسے ہوگی؟ رب نے فرمایا تیرے ہر ایک فرزند کے ساتھ میں محافظ فرشتے بنادونگا۔ عرض کی ابھی کچھ اور! فرمانِ الٰہی ہوا ایک نیکی کا ثواب انہیں دس گنا ملے گا۔ عرض کی ابھی کچھ اور! فرمانِ الٰہی ہوا انکے آخری سانس تک انکی توبہ قبول کرونگا۔ عرض کی کچھ اور عطا فرما! فرمان ہوا انکے لئے بخشش عام کر دونگا میں بے نیاز ہوں، آدم بولے! اے میرے رب یہ کافی ہے۔





## شیطان کے مورچے

حضرت شیخ امام الدین حنبلی فرماتے ہیں۔

اعلم ان الشیطان یقف للمومنین فی سبع عقبات عقبۃ الکفر فان مسلم منہ وقف لہ فی عقبۃ البدعۃ ثم فی عقبۃ فعل الصغائر فان مسلم منہ وقف فی عقبۃ فعل المباحات فیشغلہ بها من الطاعات فان غلبہ شغلہ بالاعمال المفضولۃ من الاعمال الفاضلۃ فان مسلم من ذلک وقف لہ فی العقبۃ السابعۃ ولا یسلم منها المومن اذ لو سلم منها احد اسلم منها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وهی تسلیط الاعداء والفجرۃ بانواع الاذی (الاستعاذۃ)

شیطان مومنوں کو گمراہ کرنے کے لئے ۷ مورچوں پر بیٹھتا ہے۔ پہلا مورچہ کفر کا ہے۔ پس اگر مومن کفر سے محفوظ رہا تو وہ بدعت کے مورچہ پر آکر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کبائر کے مورچہ پر بیٹھتا ہے۔ پھر صغائر کے مورچہ پر آکر بیٹھتا ہے۔ پس اگر مومن پر ان مورچوں سے شیطان ناکام رہتا ہے تو وہ مباحات کا مورچہ سنبھالتا ہے۔ اور مومن کو اطاعت الٰہی سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اس مورچہ پر بھی ناکامی رہتی ہے تو مومن کو غیر افضل اعمال کی ترغیب دیتا ہے۔ اس مورچہ پر اگر اسے کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو وہ سب سے آخری مورچہ سنبھالتا ہے اور وہ ہے بدکار دشمنوں کو ایذا رسانی پر لگا دیتا ہے۔

## شیطان عالم کی موت سے بہت خوش ہوتا ہے

عن ابن عباس ان الشیاطین

قالوا لابلیس یا سیدنا انا نفرح بموت العالم ما لا نفرح بموت العابد۔

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ شیاطین اپنے گورو گھنٹال ابلیس سے کہا کرتے ہیں کہ ہمیں جتنی خوشی عالم کے مرنے کی ہوتی ہے اتنی خوشی عبادت گزار کے مرنے کی نہیں ہوتی۔

## جو لوگ ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں شیطان انہی کے پیچھے لگا رہتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

من یعش عن ذکر اللّٰہ نقیض لہ شیطانا فهو لہ قرین۔

جو شخص خدا کے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس کے پیچھے شیطان لگا دیتے ہیں۔ جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔

## جو شخص صبح کو دیر تک سوتا رہتا ہے شیطان اسکے کان میں پیشاب کر دیتا ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے ____ قال ذکر رجل عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نام حتی اصبح فقال ذاک رجل بال الشیطان فی اذنیہ (متفق علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا جو طلوع آفتاب کے وقت خواب سے بیدار ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔

## شیطان بھی انسان کے ساتھ کھانا کھاتا ہے

سنن ابو داؤد و نسائی میں ہے۔ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ورجل یاکل فلم یسم اللّٰہ حتی لم یبق من طعامہ الا لقمۃ فلما رفعها الی فیہ قال

بسم اللہ اولیاء آخرہ فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال مازال الشیطان یاکل معہ فلما ذکر اسم اللہ استقاء ما فی بطنہ۔

حضورؐ کے سامنے ایک شخص کھانا کھا رہا تھا۔ بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تھا۔ آخری لقمہ کھاتے وقت اس نے بسم اللہ اولہ وآخرہ کہا۔ حضورؐ ہنس پڑے اور فرمایا کہ شیطان بھی برابر شریک رہا اور کھاتا رہا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو شیطان نے قے کر دی۔

## شیطان ساتھ ہی کھاتا ہے اور رات کو ساتھ ہی سوتا ہے

حضرت عبداللہ بن جابرؓ کی روایت ہے۔

عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا دخل بیتہ فذکر اللہ عند دخولہ وعند طعامہ قال الشیطان لا مبیت لکم ولا عشاء واذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہ قال الشیطان ادرکتم المبیت واذا لم یذکر اللہ عند طعامہ قال ادرکتم المبیت والعشاء۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کا نام لے کر گھر میں داخل ہوتا ہے، اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ میرا شب باشی یا کھانے میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور جو شخص گھر میں اللہ کا نام لیے بغیر داخل ہوتا ہے تو شیطان کہتا ہے مجھے رات کو رہنے کا ٹھکانا مل گیا اور جو شخص کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان کہتا ہے کہ رات کو یہیں رہوں گا یہیں کھاؤں گا۔

وقال بن مسعود لتی شیطان المومن فہزول واذا شیطان الکافر سمین فقال مالک قال مالی منہ شیٔ اذا دخل بیتہ ذکر اللہ واذا طعم ذکر اللہ واذا شرب ذکر اللہ قال الاٰخر لکو اکل فعلہ واشرب معہ۔

ایک روز مومن کے شیطان اور کافر کے شیطان کی ملاقات ہوئی مومن کا شیطان دبلا پتلا اور کافر کا شیطان موٹا تازہ تو کافر کے شیطان نے پوچھا کیا بات ہے تو اتنا دبلا کیوں ہے مومن کے شیطان نے جواب دیا کہ کیا کروں وہ گھر میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوتا ہے۔ کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھاتا ہے، پانی بسم اللہ پڑھ کر پیتا ہے۔ کافر کے شیطان نے کہا میں اپنے انسان کیساتھ خوب کھاتا پیتا ہوں۔

## حضرت پیران پیر کو دھوکہ دینے کی شیطان کی کوشش

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں مجھ پر گرمی کی وجہ سے پیاس کا غلبہ ہوا۔ آسمان پر ایک کالے رنگ کا بادل چھا گیا۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اتنے میں آواز آئی یا عبدالقادر انا ربک تو میں نے جواب دیا انت اللہ الذی لا الٰہ الا ھو اس کے بعد آواز آئی انا ربک وقد احللت لک ما حرمت علیک تو میں نے جواب دیا کذبت بل انت شیطان یہ سنتے ہی وہ بادل چھٹ گیا۔ میرے پیچھے سے آواز آئی اے عبداللہ آج تم اپنی خداداد سمجھ سے نجات پا گئے۔ تم سے پہلے میں ۷۰ آدمیوں کو اسی طرح گمراہ کر چکا ہوں۔

## شیطان کی ایک چال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی الشیطان احدکم فیقول من خلق کذا من خلق کذا حتی یقول من خلق ربک فاذا بلغ ذلک فلیستعذ باللہ ولینتہ۔ (بخاری ومسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان تمہارے پاس آکر پوچھتا ہے۔ اس چیز کو کس نے پیدا کیا یہاں تک کہ وہ یہ بھی پوچھ بیٹھتا ہے تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا اگر ایسا موقع ہو تو اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے دوسری روایت میں ہے کہ

فتولوا قل ھو اللہ احد الی آخرہ ثم لیتفل عن یسارہ ثلاثا ولیستعذ باللہ من الشیطان الرجیم؛

دوسری روایت میں ہے کہ سورہ اخلاص پڑھ کر اور ۳ دفعہ بائیں طرف تھتکار کر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا چاہیے۔

## کن کن مواقع میں شیطان سے پناہ مانگنی چاہیے

(۱) قرأت قرآن کے وقت ـــ (۲) جس وقت مسلسل وسوسے آرہے ہوں

(۲) غصہ کے وقت ـــ (۳) پیشاب کے وقت'

## شیطان کا رونا

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی فیقول یاویلہ امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فابیت فلی النار۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بنی آدم سجدہ کی آیت پڑھ کر خدا کو سجدہ کرتا ہے تو وہ اس کے پاس سے روتا ہوا جدا ہو جاتا ہے۔ ہائے ہائے بنی آدم کو سجدہ کا حکم ملا اس نے سجدہ کر لیا جنتی ہو گیا۔ مجھے خدا نے سجدے کا حکم دیا تھا میں نے انکار کر دیا۔



دوزخی بن گیا۔

## شیطان چار مرتبہ خوب کوکیں مار کر رویا۔

بقی بن مخلد نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ شیطان چار موقعوں پر دہاڑیں مار مار کر رویا تھا

(۱) جس وقت اس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا۔

(۲) جس وقت زمین پر اتارا گیا۔

(۳) جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

(۴) جس وقت سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔

طبرانی میں ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا۔ اس وقت شیطان اس قدر رویا کہ اس کی فوج جمع ہو گئی۔ شیطان نے اپنی فوج سے کہا اب تم ناامید ہو جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرتد نہیں ہو سکتی ہاں ان کو دین کی باتوں میں فتنوں میں ڈالو شعر گوئی اور نوحہ کو رواج دو۔

کتب مغازی وسیر میں ہے کہ بیعت عقبہ ثانیہ کے وقت بھی ابلیس رویا تھا۔

## حضور سرور عالمؐ کو قتل کے مشورے میں شیطان کی شرکت

جس وقت مکہ کے دارالندوہ میں قریش کا اجتماع ہوا اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تدبیر سوچی جانے لگی۔ تو شیطان ایک بوڑھے کے روپ میں دارالندوہ میں آیا۔ اور اس نے لوگوں کے دریافت کرنے پر بتایا کہ میں نجد کا رہنے والا بوڑھا ہوں۔ اسی شیخ نجدی نے قریش کو رائے دی تھی کہ تمام قبیلوں کا ایک ایک نوجوان منتخب کر کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جائے اس صورت میں بنی ہاشم تمام عرب قبائل سے بدلہ نہ لے سکیں گے۔

اس کے بعد جب حضورؐ کفار قریش کی آنکھوں میں دھول جھونک کر گھر سے صحیح وسالم نکل گئے تو اس شیطان نے قریش کو خبر دی تھی کہ محمد تو صاف بچ کر نکل گئے۔

## غزوہ احد میں شیطان نے اعلان کیا تھا کہ محمدؐ قتل ہو گئے

جس وقت غزوہ احد میں خالد بن ولید نے عقب سے حملہ کیا صحابہؓ کی جماعت منتشر ہو گئی۔ ۵-۷ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے۔ شیطان نے اعلان کیا (قتل محمدؐ) محمدؐ قتل ہو گئے۔

## عرفہ کی شب ابلیس کا ماتم

عن العباس بن مرداس السلمی قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ والرحمۃ فاکثر الدعاء فاجابہ ان قد فعلت الا ظلم بعضھم بعضا اما ما بینی وبینھم فقد غفرتھا فقال یارب انک قادر علی ان تثیب ھذا المظلوم خیرا من مظلمتہ وتغفر لھذا الظالم فلم یجب تلک العشیۃ الشیٔ فلما کان غداۃ المزدلفۃ اعاد الدعاء فاجابہ انی قد غفرت قال ثم تبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ بعض اصحاب یارسول اللہ انک تبسمت فی ساعۃ لم تکن تبسم فیھا فقال تبسمت من عدو اللہ ابلیس انہ ما علم ان اللہ سبحانہ قد استجاب لی اخذ یدعو بالویل والثبور ویحثی التراب علی راسہ۔ (ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شب اپنی امت کی مغفرت کیلئے دعا فرمائی۔ متعدد دعائیں تھیں سب قبول ہو گئیں حکم ہوا تمہاری دعائیں سب قبول ہیں۔ مگر ظالم کو مغفرت عطا نہیں کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی مانگی کہ میری امت کے ظالم اور مظلوم دونوں کی مغفرت فرمائی جائے۔ حق تعالیٰ نے ظالم کی مغفرت سے انکار فرما دیا۔

مزدلفہ کی شب کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی دعا فرمائی حق تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ صحابہ نے عرض کیا حضورؐ اس وقت تو آپ ہنسا نہیں کرتے تھے آج کیا بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے شیطان کو دیکھ کر ہنسی آگئی اسے جس وقت میری دعا قبول ہو جانے کی خبر ہوئی تو وہ اپنے کو کوستے پیٹتے ہوئے اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔

## شیطان ہمبستری میں بھی شریک ہوتا ہے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان احدکم اذا اراد ان یاتی اھلہ قال بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا فانہ ان قدر بینھم ولد لم یضرہ الشیطان ابدا۔ (متفق علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرو تو بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا پڑھ لیا کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ کو بچہ پیدا کرنا منظور ہو گا تو اس کو شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

## شیطان اذان کی آواز سن کر بھاگ جاتا ہے

عن ابی ھریرہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا نزدی بالصلوٰۃ ادبر الشیطان لہ ضراط حتی لا یسمع الاذن فاذا قضی الاذان اقبل فاذا ثوب بها ادبر فاذا قضی اقبل حتی یخطر بین المرء ونفسہ یقول اذکر کذا وکذا لما لم یکن یذکر حتی یظل الرجل ایدری کم صلی۔ (بخاری ومسلم)

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اذان کی آواز سن کر شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑتا ہے۔ اس کے گوز نکلتے رہتے ہیں اذان کے بعد پھر واپس آجاتا ہے پھر جب اقامت کہی جاتی ہے بھاگ جاتا ہے اقامت کے بعد واپس آجاتا ہے پھر نمازیوں کے دل میں طرح طرح کی باتیں ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ نماز پڑھنے والا بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی اور کیا پڑھا۔

وانما یدبر الشیطان من الاذان لئلا یسمعہ فیضطر الی ان یشہد لہ بذلک یوم القیامۃ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسمع صوت المؤذن جن ولا انس ولا شئی الا شہد لہ یوم القیامۃ۔

اذان کی آواز سن کر شیطان کے بھاگنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اس بات سے بچنا چاہتا ہے کہ اذان کی آواز سن کر قیامت کے دن گواہی نہ دینی پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جس انسان اور زمین کی ہر وہ چیز جو اذان کی آواز سنے گی گواہی دے گی۔

## شیطان کیونکر دل میں وسوسے ڈالتا ہے

قال عمر بن عبد العزیز

سال رجل ربہ ان یریہ موضع الشیطان من قلب ابن آدم فلما کان فی الحول رای فیما یری النائم جسد رجل یشبہ البلور یری داخلہ من خارجہ ورای الشیطان فی صورۃ ضفدع قاعد علی منکبہ الایسر بین منکبہ واذنہ لہ خرطوم طویل رقیق قد ادخلہ منکبہ الایسر الی قلبہ یوسوس الیہ فاذا ذکر اللہ نفس۔ (رواہ ابن ابی الدنیا فی مکائد الشیطان)

کسی شخص نے اللہ سے دعا کی کہ میں شیطان کو دل میں وسوسہ ڈالتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اپنی رحمت سے دکھلا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے نیم بیداری کی حالت میں ایک جسم شفاف بلور جیسا دکھایا۔ شیطان مینڈک کی شکل میں اس کے بائیں مونڈھے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس نے اپنی لمبی سونڈ دل میں داخل کر رکھی تھی اور اس کی یہ حالت تھی جب وہ اللہ کا ذکر کرتا تھا شیطان بھاگ جاتا تھا۔

## شیطان کا اللہ تعالیٰ سے عہد

قال تعالیٰ حکایت عن الشیطان قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطك المستقيم ثم لآتینہم من بین ایدیہم اشککہم فی آخرتہم وانہ لا بعث ولا جنت ولا نار ومن خلفہم ارغبہم فی دنیاہم واکذبہم بما فیہا من الآیات وعن ایمانہم اشبہ لہم امر دینہم ومن شمائلہم اشہی لہم المعاصی

شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ بنی آدم کو گمراہ کرنے کیلئے میں ان کے صراطِ مستقیم پر بیٹھوں گا۔ پھر ان کے سامنے سے آؤں گا (آخرت کے بارے میں ان کے دلوں میں شک پیدا کروں گا کہ دوزخ، جنت، قیامت، حشر و نشر یہ فرضی باتیں ہیں ان باتوں کی کوئی اصلیت نہیں) اور ان کے پیچھے سے آؤں گا۔ (ان کے دلوں میں دنیا کی محبت پیدا کر دوں گا اور آیاتِ الٰہی کی تکذیب کراؤں گا۔) اور ان کے داہنی طرف سے آؤں گا (دینی امور سے متعلق ان کے دلوں میں شبہات پیدا کر دونگا) اور ان کے بائیں طرف سے آؤں گا۔ (ان کے دلوں میں گناہوں کی شہوت پیدا کروں گا۔

## شیطان خون کی طرح جسمِ انسانی میں دوڑتا ہے

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلجوا علی المغیبات فان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم قلنا ومنک یا رسول اللہ قال ومنی ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم۔

عن ثابت بن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان مع احدی نسائہ فمر بہ رجل فدعاہ فجاءہ فقال یا فلان ہذہ زوجتی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غیب کی باتوں پر کھود کرید نہ کرو۔ کیونکہ شیطان بنی آدم کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان کا یہی معاملہ ہے۔ فرمایا کیوں نہیں اللہ میری مدد کرتا ہے میں اس کے شر سے محفوظ رہتا ہوں۔

قال الشیخ تقی الدین انما حرم اللہ اکل الدم لانہ یقوی مجاری الشیطان فانہ یجری من ابن آدم مجری الدم۔

ایک دفعہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت صفیہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے اتفاقاً ادھر سے ایک آدمی گذرا۔ حضورؐ نے اس شخص کو بلا کر فرمایا یہ میری بیوی صفیہ ہیں۔ شیطان بنی آدم کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

## فرشتے وسواس پر مطلع ہوجاتے ہیں



قال الشیخ تقی الدین والملائکۃ والشیاطین یعلمون ما توسوس بہ نفس العبد۔ فالملائکۃ یعلمون ذلک لاحصاء کتابتہ میہم بہ من الحسنات والسیئات والشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم ایعلم ما نہم بہ نفسہ فیرسوس لہ بہ۔

قال الشیخ تقی الدین الملک یعلم مایہم بہ العبد من حسنۃ وسیئۃ ولیس ذلک من علمہم بالغیب الذی اختص اللہ بہ وقد روی من ابن عیینہ انہم یشمون رائحۃ طیبۃ فیعلمون انہ ہم بحسنۃ ویشمون رائحۃ خبیثۃ فیعلمون انہ ہم بسیئۃ۔

علامہ شیخ تقی الدین نے لکھا ہے کہ انسان کے دل میں جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے اس کا علم فرشتے اور شیطان کو برابر درجہ میں رہتا ہے۔ فرشتے چونکہ نیکی بدی لکھتے رہتے ہیں اس لئے وسواس سے مطلع رہتے ہیں۔ شیطان کا کام تو وسوسہ ڈالنے کا ہی ہے۔

علامہ نے لکھا ہے کہ فرشتوں کو وسوسہ کا علم اس طور پر نہیں ہوتا کہ ان کو علم غیب حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ ابن عینیہ کے قول کے مطابق فرشتوں کو نیک وسوسہ کی اطلاع عمدہ خوشبو اور برے وسوسہ کی اطلاع بدبو سے ہوجاتی ہے۔



## ہر انسان پر ایک شیطان منجانب الٰہی مسلط ہوتا ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الملائکۃ وقرینہ من الجن قیل وانت یا رسول اللہ وانا الا ان اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر

(رواہ مسلم)

ہر انسان پر ایک فرشتہ اور ایک جن موکل ہے۔ صحابہ نے پوچھا حضور آپ کے ساتھ بھی جن رہتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ مگر وہ مقہور ہے مجھے بری بات کا القا نہیں کرتا۔ ہمیشہ اچھی بات کی تلقین کرتا ہے۔

## پیدائش کے بعد بچہ کو شیطان ہاتھ لگاتا ہے

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مولود الا الشیطان یمسہ حین یولد فیستہل صارخا من مس الشیطان ایاہ الا مریم وابنہا ثم یقول ابوھریرۃ اقرءوا ان شئتم انی اعیذھا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان آکر اس کو چھوتا ہے۔ بچہ رونے لگتا ہے۔ ہاں حضرت مریمؑ کو شیطان نے نہیں چھوا تھا۔ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ انی اعیذھا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم۔

## شیطان نماز میں خلل انداز ہوتا ہے

عن عثمان بن ابی العاص قال قلت یا رسول اللہ حال الشیطان بینی وبین صلاتی قال ذاک خنزب فاذا احسست بہ فتعوذ باللہ منہ واتفل عن یسارک۔

(رواہ مسلم)

عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان خنزب ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اعوذ باللہ پڑھ کر بائیں طرف تھوک دیا کرو۔

## شیطان وضو کرتے وقت وسوسے ڈالتا ہے

عن ابی کعب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للوضوء شیطانا یقال لہ الولہان فاتقوا وسواس الماء (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وضو پر ایک شیطان مقرر ہے۔ اس کا نام ولہان ہے لہٰذا پانی کے وسوسے سے بچو۔

## شیطان اولیائے واصلین کو کس طرح گمراہ کرتا ہے

قال القرطبی سمعت شیخنا الامام ابا محمد عبد المعطی بثغر الاسکندریہ یقول ان شیطانا یقال لہ البیضاوی یتمثل للفقراء الواصلین فاذا استحکم منہم الجوع واضر بامعہم یکشف لہم عن ضیاء ونور حتی یملأ علیہم البیوت فیظنون انہم قد وصلوا وانہ من اللہ تعالیٰ ولیس کما ظنوا۔

ابو محمد معطی کہتے ہیں بیضاوی نام کا شیطان فقرائے واصلین کو گمراہ کیا کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب بھوک کی وجہ سے ان کی آنتیں خشک ہونے لگتی ہیں تو وہ نور اور روشنی کی صورت میں گھر کا گوشہ گوشہ منور کر دیتا ہے۔ اس نور کو دیکھ کر وہ دھوکہ سے نورِ الٰہی سمجھ بیٹھتا ہے۔ حالانکہ درحقیقت وہ نور شیطانی ہوتا ہے۔

## وسوسہ دل میں آتے ہی استعاذہ پڑھنا چاہیئے

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للشیطان لمۃ بابن آدم وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ فلیحمد اللہ ومن وجد الاخری فلیتعوذ من الشیطان الرجیم۔

بنی آدم کے دل پر شیطان کی طرف سے بھی القا ہوتا ہے۔ اور فرشتے کی طرف سے بھی۔ پس اگر وسوسہ حق کی تکذیب یا شر سے متعلق ہو تو آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا چاہیے۔ اور اگر وسوسہ فرشتے کی طرف سے حق کی اطاعت نیکی کے متعلق ہو تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

## شیطان کن لوگوں سے خوش ہوتا ہے

قال حمدون القصار اذا اجتمع ابلیس اجنودہ لم یفرحوا بشیء کفرحھم بثلاثۃ اشیاء رجل مومن قتل مومنا و رجل یموت علی الکفر و قلب فیہ خوف الفقر

حمدون القصار کہتے ہیں کہ جب تمام شیاطین ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو وہ آپس میں باتیں کر کر کے تین باتوں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

(۱) اس مسلمان سے جس نے کسی مسلمان کو قتل کر دیا ہو۔

(۲) جس شخص کا خاتمہ کفر پر ہوا ہو۔

(۳) اس دل سے جسے فقر و افلاس کا خوف لاحق ہو۔

## ہر شخص کے مکان کے دروازے پر شیطان بیٹھا رہتا ہے

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن خارج یخرج الا ببابہ رایت بید ملک و رایۃ بید شیطان فان خرج لما یحب اللہ اتبعہ الملک برایتہ فلم یزل تحت رایتہ الملک حتی یرجع الی بیتہ وان خرج لما اللہ اتبعہ الشیطان برایتہ فلم یزل تحت رایۃ الشیطان حتی یرجع الی بیتہ (رواہ احمد)

جب کوئی شخص گھر سے باہر نکلتا ہے تو دروازہ پر ایک فرشتہ اور شیطان جھنڈا لئے کھڑا ہوتا ہے۔ پس جو شخص کسی نیک یا جائز کام کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتہ اپنے جھنڈے کے سایہ میں اس کو لے لیتا ہے اور گھر کی واپسی تک ساتھ رہتا ہے۔ اور اگر کسی حرام یا ناجائز کام کی ضرورت سے گھر سے نکلا ہے تو شیطان اپنا جھنڈا لے کر اس کے پیچھے ہو جاتا ہے۔ اور واپسی تک ساتھ رہتا ہے۔

## شیطان رات کو لوگوں کے ناک کے نتھنوں میں سویا کرتا ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استیقظ احدکم من منامہ فلیتوضا و لیستنثر ثلاث مرات فان الشیطان یبیت علی خیاشیمہ۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص سو کر اٹھے تو اس کو وضو کرتے ہوئے تین مرتبہ ناک سنکنی چاہیے کیونکہ ناک کے نتھنوں پر شیطان رات گذارتا ہے۔

## جمائی شیطانی اثرات سے آیا کرتی ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم التثاؤب من الشیطان فاذا تثاءب احدکم فلیکظم ما استطاع۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمائی شیطان کے اثر سے آتی ہے جمائی آئے تو جس قدر ممکن ہو روکنے کی کوشش کرو۔

## سوتے وقت شیطان سے بچنے کی ہدایت

عن مسلم بن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغلقوا الباب واذکروا السقاء واکفؤا الاناء واطفؤا المصباح فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا ولا یحل وکاء ولا یکشف آنیۃ لان الفویسقۃ تضرم علی الناس بلیوبھم۔

سوتے وقت گھر کا دروازہ بند کر دیا کرو۔ پانی کے برتنوں کو ڈھک دیا کرو۔ چراغ گل کر دیا کرو۔ شیطان بند دروازے اور بند برتن کو نہیں کھولتا۔ چوہے بسا اوقات جلتے چراغ کی بتی کھینچ کر لے جاتے ہیں اور اس سے گھر میں آگ لگ جاتی ہے۔

## سوکر اٹھ کر ۳ دفعہ ہاتھ دھوئے بغیر کسی برتن میں ہاتھ نہ ڈالنا چاہئے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استیقظ احدکم من منامہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلھا ثلاثا فانہ لا یدری این باتت یدہ۔

سو کر اٹھنے کے بعد جب تک ہاتھوں کو تین مرتبہ نہ دھو لو۔ پانی میں نہ ڈالا کرو۔ پتہ نہیں نیند میں ہاتھ کہاں کہاں پہنچا ہوگا۔

قیل انہ من مبیت یدہ ملابستہ للشیطان. لانہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بغسل الخیشوم بملاعبۃ شیطان فقولہ لا یدری این باتت یدہ یمکن ان یراد بذالک فتکون ھذہ العلۃ۔

## شیطان پانی پر تخت نشین ہوتا ہے

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ فادناھم منہ منزلۃ اعظمھم فتنۃ یجیء احدکم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ و بین اھلہ قیل فیہ۔ (مسلم)

ابلیس پانی پر تخت نشیں ہو کر اپنی فوج کو چاروں طرف منتشر کر دیتا ہے۔ جس وقت شیطان کو اس کے لشکری اپنے اپنے کارنامے سناتے ہیں تو وہ اس کارنامہ سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جب کوئی کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی یا گھر والوں میں تفریق کرا دی۔



## شیطان راستوں میں بیٹھا رہتا ہے

عن ابن سبرۃ عن ابی الفاکہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الشیطان.

تقعد لابن آدم باطرقہ تعد لبا طریق الاسلام فقال لہ فلم تذر دینک و دین اباء ک نعصاہ فاسلم ثم قعد بطریق الھجرۃ فقال الھاجر و تذر ارضک و سماء ک وانما مثل المھاجر فی اسول نعصاہ وھاجر ثم تعد لہ بطریق الجھاد مرجھاد النفس المال فقال تقاتل فتقتل فتنکح المراۃ ویقسم المال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان بنی آدم کے تمام راستہ میں بیٹھا ہوتا ہے۔ اسلام قبول کرنے والے سے کہتا ہے تو اسلام لائے گا۔ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑے گا لیکن اگر اس نے شیطان کی بات نہ مان کر اسلام قبول کر لیا تو ہجرت کے راستہ پر بیٹھ کر کہتا ہے کیا اپنے زمین آسمان کو چھوڑ کر ہجرت کرنے کا ارادہ ہے۔ یہاں بھی ناکامی ہوتی ہے تو جہاد کے موقع پر ورغلاتا ہے تجھے اپنے بیوی بچوں کا خیال نہیں اگر تو مر گیا تو وہ یتیم اور لاوارث ہو جائیں گے۔ تیری بیوی دوسرا نکاح کر لے گی تیرا مال لوگ تقسیم کر لیں گے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عفریتا من الجن تفلت علی البارحۃ لیقطع علی الصلوٰۃ وان اللہ امکننی منہ فذعتہ (بخاری)

قولہ فذعتہ ای خنقتہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک عفریت جن نے میرے اوپر تھوک کر نماز منقطع کرنا چاہا۔ لیکن خدا کی امداد سے میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔)

## بازار میں شیاطین کا ہجوم رہتا ہے

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل السوق قال اللھم انی اعوذبک من شر ھذہ السوق و شر ما فیھا واعوذبک ان اصیب فیھا صفقۃ خاسرۃ و یمینا فاجرۃ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اللھم اعوذبک من شر ھذہ السوق و شر ما فیھا واعوذبک ان اصیب فیھا صفقۃ خاسرۃ و یمینا فاجرۃ۔

## حضور الشیطان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فرارہ من عمر رض

عن سعد بن وقاص قال استاذن عمر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ نسوۃ من قریش یکلمنہ یسألنہ و یستکثرنہ عالیۃ اصواتھن علی صوتہ فلما استاذن عمر رض قمن فبدرن بالحجاب فاذن لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل عمر و رسول اللہ یضحک. فقال عمر اضحک اللہ سنک یا رسول اللہ بابی وامی انت ما اضحکک قال عجبت من ھولاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر رض فانت یا رسول اللہ احق ان یھبن ثم قال عمر ای عدوات انفسکم تھبننی ولا تھبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلن نعم انت افظ و اغلظ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہ یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک۔ (بخاری و مسلم)

ایک روز حضرت عمر رض نے بارگاہ نبوت میں حاضری کیلئے اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی زور زور سے باتیں کر رہی تھیں۔ حضرت عمر رض کی آواز سنتے ہی انہوں نے پردہ کیلئے دوپٹے سنبھالے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔ حضرت عمر داخل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر رض نے پوچھا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کس بات پر ہنس رہے تھے۔ فرمایا مجھے ان عورتوں پر ہنسی آ گئی۔ تمہاری آواز سنتے ہی انہیں پردہ کی پڑی۔ حضرت عمر رض نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کو آپ سے زیادہ ڈرنا چاہیے اور عورتوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے اپنے نفس کی دشمن عورتوں مجھ سے تو تمہیں اس قدر خوف معلوم ہوا۔ حضور ص کا خوف تمہارے دل میں نہیں۔ عورتوں نے جواب دیا۔ آپ سے ڈرنا ہمارا حق بجانب ہے۔ آپ بہت سخت آدمی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ اے خطاب کے بیٹے تم جس راستہ پر چلتے ہو شیطان تمہارے ڈر سے اس راستے پر نہیں چلتا۔

عن بریدۃ ان امۃ سوداء اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد رجع من بعض مغازیہ فقالت انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحا ان اضرب علیک بالدف قال ان کنت فعلتی فافعلی وان کنت لم تفعلی نذر فلا تفعلی فضربت فدخل ابوبکر وھی تضرب ودخل غیرہ وھی تضرب ثم دخل عمر فجعلت دفھا خلفھا وھی متقنعۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان لیفرق منک یا عمر انا جالس ھھنا ودخل ھولاء فلما دخلت فعلت ما فعلت (ترمذی)

ام المومنین حضرت سودہ رض کی والدہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لائے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے اللہ کی نذر مانی تھی کہ حضور خیر و عافیت سے جہاد سے واپس آجائیں تو اس خوشی کا اظہار دف بجا کر کروں گی۔ حضورؐ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ ام سودہ دف بجانے لگیں۔ اتنے میں حضرت صدیق تشریف لائے۔ وہ دف بجاتی رہیں کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے تو وہ اپنے دف کو اپنی پشت کے پیچھے چھپا کر بیٹھ گئیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے عمرؓ تم سے تو شیطان بھی ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہے
اے عمرؓ میں یہیں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ میرے پاس آئیں اور انہوں نے جو کچھ کیا۔ تمہارے سامنے ہے۔

عن ابی سعید قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وھو خلفہ فقراء فالتبست علیہ القراءۃ فلما فرغ من صلاتہ قال لوذا تمونی وابلیس فاھویت بیدی فمازلت اخنقہ حتی وجدت برد لعابہ بین اصبعی ھاتین الابھام والتی تلیھا ولولا دعوۃ اخی سلیمان لاصبح مربوطا نی ساریۃ من سواری المسجد یتلاعب بہ صبیان المدینۃ

ابو سعید کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ قرأت قرآن میں التباس معلوم ہوا۔ نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ شیطان نے نماز میں خلل اندازی کی میں نے پکڑ کر اس کا گلا گھونٹا اس کے منہ کے لعاب سے میری انگلیاں اب تک سردی محسوس کر رہی ہیں۔ اگر مجھے حضرت سلیمانؑ کا خیال نہ ہوتا تو میں اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دیتا۔ صبح کو مدینہ کے بچے اس کا خوب تماشا بناتے۔

## ربیع بنت مسعود بن عفرا

کہتی ہیں: میں ایک روز اندر کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی اچانک چھت شق ہوگئی۔ اس میں سے کالے رنگ کا اژدہا برآمد ہو کر میرے سامنے آگیا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک تختی بھی آئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ عن رب عکب اما بعد ملا سبیل لک علی المرءۃ الصالحۃ بنت الصالحین اس کے بعد وہ فوراً ہی خدا جانے کہاں غائب ہوگیا۔

## حضرت عمارؓ بن یاسر کی جن سے کشتی

عمارؓ بن یاسر کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنات اور انسان کے ساتھ لڑائی کی ہے۔ لوگوں نے کہا وہ کیسے تو انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک منزل پر اتر کر میں ڈول رسی لے کر پانی بھرنے گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنویں پر تمہیں پانی بھرنے سے روکنے کوئی شخص آئے گا۔ چنانچہ جب میں کنویں پر پہنچا تو ایک شخص بالکل سیاہ فام میرے سامنے آیا۔ اور پانی بھرنے سے روکتے ہوئے مجھے پکڑ لیا۔ میں نے بھی اسے پکڑ لیا اور زمین پر دے مارا اور ایک پتھر سے اس کا سر کچل دیا اور پانی بھر کر لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ تمہیں کسی نے پانی بھرنے سے تو نہیں روکا تھا۔ میں نے سارا قصہ سنا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

## شیطان لوگوں کا کھانا چرا کر کھا جاتا ہے

ومن شرہ ایضا انہ لص سارق لاموال الناس نکل طعام او شراب لم یذکر اللہ علیہ فیہ خط بالسرقۃ والخطف وکذالک بیت فی بیوتہم بغیر اذنہم ویدخل سادقا و یخرج و یدخل علی عوراتہم فیامر العبد بالمعصیۃ ثم یلقی فی قلوب الناس نقطۃ ومناما انہ کذا کذا ومن ھذا یفعل بعد الذنب لا یطلع علیہ احد فیصیح والناس یتحدثون بروما الک الا ان الشیطان زینہ لہ والقاہ فی قلبہ ثم دسوس الی الناس بما فعل فالقاہ فی الذنب ثم فضحہ فالرب یسترہ والشیطان یفضحہ۔ (ص ۱۳۷ الاستعاذہ من الشیطان الرجیم)

شیطان کی بہت سی شرارتوں میں سے ایک شرارت یہ ہے کہ شیطان پکا چور ہے۔ لوگوں کا مال کھانے پینے کی وہ چیزیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا چرا کر کھا جاتا ہے۔ بغیر اجازت کے گھروں میں سوتا ہے۔ لوگوں کے ستر دیکھتا ہے۔ لوگوں کو معصیت پر اکساتا ہے اور جب وہ معصیت کا مرتکب ہوتا ہے تو دوسروں پر عیب کشائی کر کے اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

## برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں

عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رای احدکم رویا یحبھا فانھا من اللہ تعالیٰ فلیحمد للہ علیھا ولیحدث وفی روایۃ فلا یحدث بھا الا من یحب وان رای غیر ذلک مما یکرہ فانما ھی من الشیطان فلیستعذ باللہ من شرھا ولا یذکرھا لاحد فانھا لا تضر (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اچھا خواب دیکھو تو اس کو خدا کی طرف سے سمجھو اور خدا کا شکر ادا کرو اور اس کا تذکرہ بھی کرو ایک روایت میں ہے کہ اس کا ذکر اپنے خیر خواہ کے سامنے کرنا چاہیئے۔ اور اگر مکروہ خواب نظر آئے تو وہ خواب شیطانی ہے۔ شیطان کے شر سے خدا سے پناہ مانگو اور کسی کے سامنے اس خواب کا تذکرہ نہ کرو۔

## ابلیس ایک زنانہ کے روپ میں

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی کو شیطان خواب میں نظر آیا۔ حضرت ممدوح نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ تو شیطان نے کہا۔ آپ کیوں مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ آخر میرا کیا قصور ہے اگر علم قدرت کسی شخص کیلئے شر بار میں چل گیا ہے تو میں بدل نہیں سکتا اور اگر خیر کے متعلق چل گیا ہے تو میں اس کو بدل نہیں سکتا۔ حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ اس وقت شیطان ایک زنانہ کی صورت بنائے ہوئے تھا۔ گفتار میں رفتار میں زنانہ بن تھا۔



## شیطان حضور سرور عالمؐ کا شبیہ نہیں بن سکتا

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی (بخاری ومسلم)

فان قلت اما المشاکیف یکون الواحد فی مکانین فی زمان واحد۔

احباب الصوفیہ بانہ علیہ السلام کالشمس یری فی اماکن کثیرۃ وھو واحدۃ

حضور نے فرمایا ہے جو شخص مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ فی الواقع میری زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان میری شکل میں متشکل نہیں ہو سکتا۔

## شیطان انبیاء، کتب سماوی، فرشتے اور بادل کی صورت میں خواب میں نظر نہیں آتا ہے....

ونص الکرمانی فی کتابہ تاویل الرویا ان الرسل والکتب المنزلۃ والملائکۃ والسحب کذلک معصومۃ عن تمثل الشیطان بمثلھا۔

علامہ کرمانی نے کتاب الرویا میں لکھا ہے کہ شیطان انبیاء علیہم السلام کتب آسمانی، فرشتوں، یا بادل کی شکل میں نہیں ہو سکتا۔

## شیطان مرتے وقت بھی لوگوں کو ورغلاتا ہے

شیطان مرتے وقت بھی انسان کو ورغلاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو آسمانی سفرنامہ)

## شیطان جان بوجھ کر نمازی کے سامنے سے گزرتا ہے

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے۔

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا صلی احدکم الی شیء یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفع فی نحرہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان۔

(بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر کوئی شخص کسی دیوار یا اور کسی قسم کی چیز کی آڑ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی شخص نمازی اور اس حائل چیز کے درمیان سے گذرنا چاہے تو اس کی گردن پکڑ کر ہٹا دینا چاہیئے۔ اس پر بھی اگر نہ ہٹے تو اس کو قتل کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔

## شیطان تین دن تک گھر میں نہیں آتا

حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بکل شیء سناما وان سنام القرآن سورۃ البقرۃ من قراھا فی بیتہ لیلا لم یدخل الشیطان بیتہ ثلاثۃ لیال۔ (رواہ ابن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر چیز کی کوہان ہوتی ہے۔ قرآن شریف کی کوہان سورہ بقرہ ہے۔ جو شخص سورہ بقرہ کو رات کو پڑھے گا۔ اس گھر میں شیطان تین دن تک داخل نہیں ہوگا۔

## ڈراؤنے خواب سے بچنے کی دعا

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فزع احدکم فی النوم فلیقل اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون فانھا لا تضرہ۔

(رواہ ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر کوئی شخص سوتے ہوئے چونک پڑے ڈر جائے تو اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون پڑھنا چاہیئے۔ اس سے خواب سے کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔

## شیطان کے شر سے بچنے کیلئے گھر سے باہر نکلتے وقت کی دعا

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الرجل من بیتہ فقال بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یقال لہ حسبک ھدیت وکفیت وتنحی منہ الشیطان۔ (ترمذی)

جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے گا۔ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

## مسجد میں داخل ہوتے وقت شیطان سے بچنے کی دعا

عن حیوۃ بن شریح قال لقیت شریح بن مسلم فقلت لہ

بلغنی انک حدثت

عن عبد اللہ عمر بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اذا دخل المسجد اعوذ باللہ العظیم وبوجہہ الکریم و سلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم۔ (رواہ ابوداؤد)

مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اعوذ باللہ العظیم بوجہہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم۔

## شیطان انسان کے ساتھ ہر کام میں شریک رہتا ہے

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطان یحضر احدکم عند کل شیٔ من شانہ حتی یحضرہ عند طعامہ فاذا سقطت لقمۃ احدکم فلیاخذھا فلیمط ماکان بہا من اذی ثم لیاکلہا ولایدعہا للشیطان فاذا فرغ فلیلعق اصابعہ فانہ لایدری فی ای طعامہ البرکۃ (رواہ مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان تمہارے ساتھ ہر کام میں شریک رہتا ہے۔ کھانے میں بھی شرکت کرتا ہے۔ اگر کھانا کھاتے ہوئے لقمہ گر پڑے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔ شیطان کیلئے نہ چھوڑنا چاہیے اور کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا چاہیے۔ معلوم نہیں کھانے کے کونسے حصے میں برکت ہے۔

## کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں میں بیٹھنے کی ممانعت

عن ابی عیاض عن صحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یجلس الرجل بین الضح والظل وقال مجلس الشیطان (رواہ احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ شیطان کے بیٹھنے کا ہے۔

## تنہا یا دو آدمیوں کا سفر کرنا منع ہے

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلا قدم من سفر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صحبت قال ماصحبت احد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراکب شیطان والراکبان شیطانان والثلثۃ رکب۔

ایک شخص سفر سے واپس آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تمہارا رفیق سفر کون تھا۔ اس نے جواب دیا۔ کوئی بھی نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اکیلا مسافر بھی شیطان ہے۔ دو مسافر بھی شیطان ہیں۔ تین مسافر البتہ جماعت ہیں۔

## گھنٹی اور گھونگرو کے ساتھ شیطان رہتا ہے

عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر ان مولاۃ لہم ذہبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلیہا اجراس فقطعہا عمر فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان مع کل جرس الشیطان (رواہ ابوداؤد)

حضرت زبیرؓ کی ایک باندی حضرت زبیر کی ایک لڑکی جس کے پیروں میں گھونگرو بندھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں لیکر گئی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے لڑکی کے پیر میں سے گھونگرو نکال کر پھینک دیئے۔ اور کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر گھونگرو کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے۔

• •

## بانجھ پن معلوم کرنیکا طریقہ

اطباء کہتے ہیں کہ عورت کے بانجھ پن کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ لہسن کے جوے کو ایک روئی کے ٹکڑے میں لے کر عورت اپنی شرمگاہ میں سات گھنٹے رکھے رہے۔ اتنی مدت کے بعد اگر عورت کے منہ سے لہسن کی بو آنے لگے تو اس کا علاج دواؤں کے ذریعہ ممکن ہے۔ اور اس کا بانجھ پن دور ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔







# شیطان کے مکروفریب کے جال

قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے ابلیس کا قول نقل فرمایا ہے۔

فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم ثم لاتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم ولاتجد اکثرہم شاکرین۔

تو جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے۔ میں بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر، پھر ان پر آؤں گا۔ آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے اور نہ پاوے گا تو ان میں اکثر شکرگذار۔

ان الشیطان قعد لابن آدم باطرقہ فقعد لہ بطریق الاسلام فقال اتسلم وتذر دینک وابائک فعصاہ فاسلم ثم قعد لہ بطریق الھجرۃ فقال اتہاجر وتذر ارضک وسماءک فعصاہ فہاجر ثم قعد لہ بطریق الجہاد وھو جہاد النفس والمال فقال تقاتل فتقتل تنکح المراۃ وتقسم المال (رواہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ)

شیطان بنی آدم کی راہوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ اول اسلام کی راہ میں بیٹھ کر کہتا ہے کہ تو مسلمان ہوتا ہے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑتا ہے۔ آدمی نے اس کا کہا نہ مانا اور مسلمان ہوگیا۔ پھر اس کی ہجرت کی راہ میں بیٹھ گیا۔ اور مہاجر سے کہا تو ہجرت کر کے اپنی زمین و آسمان اور وطن کو چھوڑتا ہے۔ آدمی نے اس کا کہا نہ مانا۔ پھر اس کیلئے جان و مال کی جہاد کی راہ میں بیٹھ کر کہا تو لڑے گا مارا جائے گا۔ تیری منکوحہ اور کسی سے بیاہی جائے گی۔ تیرا مال لٹ جائیگا۔

اور منصور مجاہدؒ سے راوی ہے۔

مامن رفقۃ یخرج الی مکۃ الا جہز معہم ابلیس مثل عدتہم (رواہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ)

جو قافلہ مکہ معظمہ کو جانے کو نکلتا ہے شیطان بھی ان کے شمار کے برابر اپنے لشکر کو بھیجتا ہے۔

ان دونوں روایتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شیطان نیکی کی ہر راہ پر بیٹھ کر سالک کی رہزنی کرتا ہے۔

اس آیت میں من بین ایدیہم کی تفسیر میں مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے غرض یہ ہے کہ میں ایسی طرف سے آؤں گا۔ جہاں سے لوگ اسے دیکھ سکیں۔ اور من خلفہم سے حضرت ابن عباس کی تفسیر کے مطابق شیطان کی غرض یہ ہے کہ میں دنیا کو آراستہ پیراستہ کر کے ان کے سامنے پیش کر کے ان کو رغبت دلاؤں گا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میں آخرت کے بارے میں ان کے دلوں میں شک ڈالوں گا۔ اور ان کو آخرت سے دور کردوں گا۔

اور عن ایمانہم کی تفسیر میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ شیطان کی غرض یہ ہے کہ ان کا دین مشتبہ کردوں گا۔ اور ابوصالح کے قول کے مطابق حق بات میں ان کو شک میں ڈالوں گا۔

اور عن شمائلہم کے معنی یہ ہیں کہ باطل کی ترغیب دے کر ان کو باطل میں رائج کروں گا۔

زمخشری کہتے ہیں کہ شیطان کی غرض یہ ہے کہ میں سب طرف سے آکر تم کو فریب دوں گا۔

(۱) ومن کیدہ للانسان انہ یقف المواد والتی یخیل الیہ ان فیہا منفعتہ ثم یصدرہ المصادر التی فیہا عطبہ ویتخلی عنہ فیسلمہ ویقف لیشمت بہ ویضحک منہ فیادہ بالرقۃ وامرنا ومقتل فیوال علیہ ویفضحہ (تہذیب الایمان)

شیطان کا ایک مکر یہ ہے کہ وہ انسان کو ایسی جگہ لاکر کھڑا کر دیتا ہے جن میں اسے سمجھا دیتا ہے کہ تیرا نفع انہی میں ہے پھر انجام کار ایسے ٹھکانوں پر پہونچا دیتا ہے۔ جہاں اس کی تباہی ہو۔ اور آپ اس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اس کو پھنسا کر کھڑا ان کے رنج سے خوش ہوتا ہے اور ان سے تمسخر کرتا ہے۔ مثلاً ان کو چوری، زنا، قتل کا حکم دیتا ہے۔ پھر ان کو رسوا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

واذ زین لھم الشیطان اعمالھم وقال لاغالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما ترا ءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری مالا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب۔

اور جس وقت سنوار دیئے شیطان نے ان کی نظر میں ان کے کام۔ اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن اور میں رفیق ہوں تمہارا۔ پھر جب سامنے ہوئیں دو فوجیں الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں۔ میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں ڈرتا ہوں اللہ سے۔ اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ جنگ بدر کیلئے جمع ہوئے تو شیطان نے سراقہ بن مالک کی صورت میں آکر ان لوگوں سے کہا کہ بنی کنانہ تمہارے زن و فرزند سے کوئی تعارض نہ کریں گے۔ میں تمہاری حفاظت کا ذمہ دار ہوں۔ لیکن جب شیطان نے فرشتوں کا لشکر دیکھا تو وہ ان کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ شکست کے بعد جب مشرکین مکہ نے سراقہ سے باز پرس کی تو اس نے لاعلمی ظاہر کی تب معلوم ہوا کہ سارا فریب شیطان کا تھا۔

تفسیر کی کتابوں میں شیطان کے کرتوتوں کی بہت مثالیں مذکور ہیں۔

(۲) ایک مکر شیطان کا یہ ہے کہ وہ انسانوں پر اس قسم کا جادو کر دیتا ہے کہ اس کو سب سے بڑی مضر چیز نافع ترین نظر آنے لگتی ہے۔ شیطان امر باطل کو اس طرح چکنا چپڑا کر کے خوبصورت شکل میں پیش کرتا ہے کہ حق بات خلاف واقعہ نظر آنے لگتی ہے۔ عقلوں کو اس درجہ مسخ کر دیتا ہے کہ حق بات سمجھائی نہیں دیتی۔

اسی ابلیس نے آدمؑ و حواؑ کو جنت سے نکلوایا اور قابیل کے ہاتھوں ہابیل کو قتل کرایا۔ حضرت نوحؑ کی قوم کو غرق کرایا۔ قوم عاد کو تیز آندھی سے تباہ کرایا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم چیخ سے ہلاک ہوئی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو زمین میں دھنسایا اور ان پر سنگ باری کرائی۔ فرعون اور اس کی قوم کو غرق کرایا۔ یہی شیطان ملعون ان سب کا ساتھی تھا۔ اور غزوہ بدر میں مشرکین کا یار تھا۔

(۳) ایک مکر شیطان کا یہ ہے کہ وہ انسان کے خون میں داخل ہو کر نفس کے ساتھ مل جاتا ہے اور جس چیز کی رغبت اور محبت نفس میں پاتا ہے۔ اس کو معلوم کر کے اسی راہ سے دخل انداز ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آدم و حوا علیہم السلام کی یہ خواہش تو نہ تھی کہ جنت میں فرشتہ بن کر رہیں۔ لیکن یہ خواہش ضرور تھی کہ ان کو بادشاہی عطا ہو جائے۔ شیطان ان دونوں کے پاس اسی راستے سے آکر ان کو جنت سے نکلوانے میں کامیاب ہوا۔ شیطان نے حضرت آدمؑ و حواؑ سے کہا تھا۔ ھل ادلک علی شجرۃ الخلد و ملک لا یبلیٰ (کیا میں تمہیں بتاؤں درخت ہمیشہ زندہ رہنے کا اور بادشاہی کا جو پرانی نہ ہو) شیطان کے اس فعل سے اس کے پیروکاروں نے یہ سیکھا ہے کہ انہوں نے بعض حرام چیزوں کے ایسے نام تجویز کئے ہیں جن کے معنی نفس کو بہت ہی خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً شراب کا نام ام الافراح (خوشیوں کی جڑ) سود کا نام معاملہ۔ محصول کا نام حقوق شاہی فسق کی مجلسوں کا نام مجلس نشاط وغیرہ۔

(۴) ایک شیطان کا عجیب مکر یہ ہے کہ وہ اگر نفس کی قوتوں میں پیش قدمی اور بلند ہمتی غالب دیکھتا ہے تو جس چیز کا حکم الٰہی ہوتا ہے۔ اس کو اس کی اہمیت کے سامنے حقیر اور قلیل کر دیتا ہے۔ اور آدمی کو یہ وہم دلاتا ہے کہ اس قدر کافی نہیں ہے اس میں کچھ اور زیادتی ہونی چاہیئے اور اگر نفس پر سرکشی غالب دیکھتا ہے تو ہمت کو مقدور مامورہ سے کاہل کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ اس کو بالکل ہی چھوڑ بیٹھتا ہے یا اس میں کوتاہی کرنے لگتا ہے۔

مثال کے طور پر طہارت کے باب میں یا تو بعض لوگ اس قدر تفریط کرتے ہیں کہ طہارت کے واجبات بھی صحیح طور پر ادا نہیں کرتے۔ یا اس قدر افراط میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ پانی استعمال کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ مگر ان کی تسلی اور اطمینان نہیں ہوتا۔ اسی طرح شیطان کبھی کسی قوم کو اس درجہ تسفیل میں گرا دیتا ہے کہ وہ پیغمبر کو قتل کر دینا معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ اور کبھی اس قدر اونچا اٹھاتا ہے کہ وہ انبیاء کی پرستش کرنے لگتے ہیں۔

یہودیوں کو ابلیس نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اس درجہ گرایا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو جھٹلایا اور ان کی والدہ پر تہمت لگائی۔ اور نصاریٰ کو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اس درجہ بڑھایا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا درجہ دے دیا۔

(۵) کبھی شیطان ایسا کرتا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں نکمے خیالات ڈال دیتا ہے۔ وہ خدا کی باتوں کو تو یقین کا درجہ نہیں دیتے۔ خدا کے احکام کے مقابلے میں امور عقلی اور حکمت کو زیادہ یقینی سمجھتے ہیں۔ فانوس قرآن سے روشنی حاصل کرنے کے بجائے منطق و فلسفہ یونانی کی روشنی حاصل کرنے کی طرف لوگوں کو لگا دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دین ایمان سے اس طرح عاری ہو جاتے ہیں۔ جس طرح گندھے ہوئے آٹے میں سے بال بالکل صاف نکل آتا ہے۔

(۶) ایک مکر شیطان کا یہ بھی ہے کہ شیطان آدمی کو ایسے لوگوں سے خوش خلقی خندہ روئی اور خوش گفتاری کو کہتا ہے۔ جن کی بدی سے بچنا بجز ترش روئی اور روگردانی کے ممکن نہیں۔ اس خوش خلقی اور خندہ روئی کے بعد آدمی کو ان کی بدی سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دل کے طبیبوں نے اہل بدعت سے روگردانی اور ان کو سلام نہ کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

(۷) ایک مکر شیطان کا یہ بھی ہے کہ شیطان انسان کو اپنے نفس کی



عزت و حفاظت کا حکم وہاں دیتا ہے جہاں پروردگار کی خوشی نفس کی ذلت و اہانت میں ہے۔ مثلاً کفار یا منافقوں سے جنگ یا بدکاروں اور ظالموں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں شیطان یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ ان باتوں سے تو اپنے نفس کو ذلت میں ڈال کر دشمنوں کو اپنے اوپر غالب کرنا چاہتا ہے۔ ان کے طعن اپنے اوپر لینا چاہتا ہے اس کا انجام یہ ہوگا کہ تیری عزت جاتی رہے گی اس کے بعد نہ کوئی تیری بات مانے گا نہ تیری بات سنے گا۔

اور جس جگہ نفس کی بہتری، عزت و حفاظت میں ہوتی ہے وہاں اپنے نفس کو ذلیل و خوار رکھنے کو کہتا ہے۔ مثلاً آدمی کو کہتا ہے کہ رئیسوں کے سامنے ذلیل بنا دو۔ اور دل میں یہ ڈال دیتا ہے کہ اس امر کے اختیار کرنے سے تیرے نفس کی عزت ہوگی۔

(۸) ایک مکر شیطان کا یہ بھی ہے کہ آدمی کو کسی ایک گوشہ مثلاً کسی مسجد یا مسافر خانہ یا کسی مزار پر قید کر کے بٹھا دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر تو یہاں سے نکلے گا تو لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا۔

ان باتوں سے شیطان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے باز رہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی غرضیں ہوتی ہیں۔ مثلاً اپنے آپ کو بڑا جاننا لوگوں کو حقیر سمجھنا یا ریاست کا قیام بشرطیکہ اس کے عندیہ میں لوگوں سے ملنے سے ریاست ملنے کی امید ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ لوگ مجھ سے ملیں میں نہ ملوں وہ میرے پاس آئیں میں ان کے پاس نہ جاؤں۔ اس خیال سے وہ شخص اللہ تعالیٰ کے تقرب کی چیزوں کو چھوڑ کر ان باتوں میں لگ جاتا ہے جن سے لوگ اس کے پاس آئیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لے جا کر ضروریات کی چیزیں خرید فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ مدینہ منورہ کا حاکم ہونے کے باوجود اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔

(۹) شیطان کا ایک مکر یہ بھی ہے کہ وہ ارباب عزلت اور زہد و ریاضت کو اپنے خیال پر عمل کرنے کو بدون حکم شرع کے اچھا کر دیتا ہے اور ان کے دل میں یہ خیال پختہ کر دیتا ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ محفوظ ہے تو اس کے خیالات اور اندیشے خطا سے بچے رہتے ہیں۔

حضرت ابویزید فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی شخص کو ہوا میں اڑتا دیکھو تو اس سے مغالطہ نہ کھاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی عن اور حدود الٰہی کی حفاظت میں کیسا ہے۔

(۱۰) شیطان کا مکر یہ بھی ہے کہ شیطان بعض ارباب زہد کو خاص ہیئت خاص لباس اور خاص طریقہ اختیار کرنے کا حکم وجوب کے طور پر دیتا ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض اس قسم کے لوگ نماز پڑھنے کیلئے ایک جگہ مخصوص کر لیتے ہیں۔ اس جگہ کے سوا اور کسی جگہ نماز نہیں پڑھتے۔

(۱۱) ایک مکر شیطان کا یہ بھی ہے کہ بعض جاہل لوگ طہارت اور نیت کے بارے میں اس درجہ وسواس میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ سنت طریقے سے بالکل ہٹ جاتے ہیں۔ شیطان ان کو مشقت میں ڈال کر ثواب سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ ایسا آدمی وضو یا غسل کرنے کے بعد بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ وہ خواہ پانچ لوٹوں سے وضو کرے اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا۔ اسی طرح نیت کرنے میں اس درجہ مشغول ہو جاتے ہیں کہ پہلی رکعت فوت ہو جاتی ہے۔ مگر وہ نیت نہیں کر پاتے۔

(۱۲) بعض اہل وسواس کی یہ حالت ہے کہ وہ اگر عام مسلمانوں کے ساتھ یا بچوں کے ساتھ کھانا کھا لیتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو نجس سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیطان کا غلبہ اس قدر ہوتا ہے کہ وہ بچوں یا عام مسلمانوں کو نجس سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ حالت بھی ایک قسم کا جنون ہے۔ جو شیطان کے وساوس سے پیدا ہوتی ہے۔

ان لوگوں کے دماغ میں اس درجہ شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ وضو کرتے ہوئے عضو کو دھو لیتے ہیں۔ مگر ان کو شک رہتا ہے کہ یہ عضو میں نے دھویا ہے یا نہیں ایسا شخص اپنی آنکھوں دیکھی چیز کا بھی ہٹ دھرمی اور اپنے نفس کے یقین سے منکر ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ دریا تالاب میں غسل کرتے ہوئے بار بار غوطہ لگاتے ہیں یا بہت سا پانی اپنے جسم پر ڈالتے ہیں یا پانی میں آنکھیں کھولتے ہیں جس سے بسا اوقات بینائی جاتی رہتی ہے۔ یا اس طرح غسل کرتے ہوئے ان کا ستر کھل جاتا ہے۔ اور دیکھنے والے مذاق اڑاتے ہیں۔

(۱۳) ایک مکر شیطان کا یہ ہے کہ وہ نماز میں شبہ ڈالتا ہے۔ صحیح مسلم میں عثمان بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان آڑے ہو گیا ہے۔ نماز میں شبہ ڈالتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے۔ تم کو جب معلوم ہو تو خدا سے پناہ طلب کرو۔ اور اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھوک دو میں نے ایسا ہی کیا۔ حق تعالیٰ نے اسے دور کر دیا۔

(۱۴) منجملہ وساوس کے وضو اور غسل کے پانی میں زیادتی کرنا ہے حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ وضو کا بھی ایک شیطان ہے۔ اس کا نام ولہان ہے۔ تم پانی کے وسوسوں سے بچو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ کے پاس گئے وہ وضو کر رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ پانی فضول خرچ مت کرو۔ حضرت سعد نے پوچھا۔ پانی میں بھی اسراف (فضول خرچی) ہے۔ فرمایا کیوں نہیں۔ اگر تم نہر کے کنارے بیٹھ کر وضو کیوں نہ کرو۔

(۱۵) اور منجملہ وساوس شیطان کے ایک وسوسہ وضو ٹوٹنے کا ہے۔

حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم اپنے پیٹ میں گڑبڑ محسوس کرو اور شک پڑ جاوے کہ کچھ پیٹ میں سے نکلا ہے یا نہیں تو وہ نماز سے باہر نہ ہو تاوقتیکہ اپنے سے آواز نہ سُن لے۔ یا بدبو نہ محسوس کرے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کی نماز کے اندر آتا ہے۔ اور ایک بال اس کے پیچھے کی طرف سے پکڑ کر کھینچتا ہے تو نمازی کو معلوم ہوتا ہے میرا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ ایسی حالت میں اس کو چاہیئے کہ وہ نماز میں مشغول رہے۔ جب تک اپنے کانوں سے آواز نہ سن لے یا بدبو محسوس نہ ہو

(۱۶) ایک وسوسہ شیطان کا اس قسم کا ہے کہ وہ پیشاب کرنے کے بعد لوگوں کو اس شبہ میں مبتلا رکھتا ہے کہ ابھی احلیل صاف نہیں ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر قطرہ آجائے اور وہ لوگ اس بارے میں اس درجہ تکلیف کرتے ہیں کہ اس کا بیان تہذیب سے خارج ہے۔

سنن ابن ماجہ میں عیسٰی بن داد کی اپنے باپ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو اپنے ستر کو تین بار پونچھ لے۔ مقصد یہ ہے کہ استنجا اس طور سے کرنا چاہیئے کہ دوبارہ قطرہ آنے کا خوف جاتا رہے۔

(۱۷) ایک وسوسہ شیطان کا یہ ہے کہ حضور سرور عالم نے جن امور میں نرمی برتی تھی۔ وسواس اس میں سختی برتتا ہے۔ مثلاً صاحب وسواس اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ننگے پاؤں گھر سے چل کر مسجد میں نماز پڑھ لے اور پاؤں نہ دھوئے۔ حالانکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔

سنن ابوداؤد میں بنی عبدالاشبیل کی عورت سے روایت ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے یہاں مسجد کا راستہ گندہ ہے ہم گھر سے وضو کرکے آتے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس راستے کے بعد کوئی اس سے ستھرا راستہ نہیں ہے؟ عرض کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ اچھا راستہ اس راستہ کا عوض ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں بارش ہوئی تمام راستہ میں کیچڑ ہوگئی۔ حضرت مولا علی رضؓ کیچڑ میں گھس کر مسجد میں تشریف لائے۔ نماز پڑھی اور اپنے پاؤں نہ دھوئے۔

(۱۸) جوتے کے نیچے اگر نجاست لگ جائے تو اس کو زمین پر رگڑ دینا طہارت کیلئے کافی ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے۔ صاحب وسواس موزہ یا جوتا پہن کر نماز ہی نہیں پڑھ سکتا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہن کر ناپاکی پر چلے تو مٹی اس کو پاک کرنے کے لئے کافی ہے صاحب وسواس کا دل جوتیاں پہن کر نماز پڑھنے سے خوش نہیں ہوتا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھا کرتے تھے

(۱۹) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت یہ ہے کہ قبرستان، حمام اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کے علاوہ جہاں اور جس جگہ نماز کا وقت ہوجائے نماز پڑھنا چاہیئے۔ صاحبِ وسواس سوائے مسجد یا کسی مخصوص جگہ کے نماز پڑھنا پسند ہی نہیں کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جعلت فی الارض مسجدا وطھورا۔ تمام روئے زمین میرے لئے نماز پڑھنے کی جگہ اور پاک کرنے والی بنادی گئی ہے۔

(۲۰) ایک وسوسہ شیطان کا یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجے کو کافی نہیں سمجھتا، تاوقتیکہ پانی سے عضو نہ دھو ڈالے۔ حالانکہ ایام سرما میں حسب سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا کافی ہے۔ اس کے بعد اگر استنجے کے مقام پر پسینہ کی وجہ سے تری آجائے تو کپڑا دھونا ضروری نہیں۔

(۲۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جو شخص حضورؐ کی دعوت کرتا، قبول فرماتے تھے۔ صاحب وسواس اس بات کو گوارہ نہیں کرتا وہ اس بات کو مناسب سمجھتا ہے کہ اگر کہیں عام مسلمانوں کے ساتھ دعوت میں شرکت کا اتفاق ہوجائے تو وہ اپنے سارے جسم اور کپڑوں کو دھونا پاک کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبالغہ کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا ہے سن لو غلو کرنے والے ہلاک ہوئے۔ غلو کرنے والے ہلاک ہوئے۔ غلو کرنے والے ہلاک ہوئے۔

(۲۲) شیطان کا ایک مکر یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے پانسے مقرر کئے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے۔ اِنما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔

انصاب: ان چیزوں کا نام ہے۔ جہاں غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ خواہ وہ جگہ پتھر ہو یا درخت یا بت یا کوئی عمارت، حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں خانہ کعبہ کے گرد چند پتھر پڑے ہوئے تھے مشرکین مکہ ان پر جانوروں کو ذبح کرکے ان کے گوشت کو دھوپ دیا کرتے تھے۔ اور ان کی تعظیم و پرستش کیا کرتے تھے۔

ازلام: پانسے تھے ان میں سے ایک پر افعل اور دوسرے پر لاتفعل لکھا تھا۔ وہ جب کوئی کام کرنا چاہتے تو ان پانسوں کو پھینک کر دیکھتے تھے۔ اگر افعل لکھا ہوا پانسہ نکل آتا تھا تو اس کام



کو کر لیتے تھے ورنہ چھوڑ دیتے تھے۔

شریعتِ اسلام کی رو سے پانسے پھینکنا حرام ہے۔

(۲۳) شیطان کے مکر و فریب میں سے وہ حیلے اور فریب بھی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے یا فرضوں کو ساقط کرنے یا امر و نہی کے خلاف کرنے پر شامل ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جو حیلے مسلمان کے حق کو باطل کرتے ہوں ان میں سے کوئی بھی درست نہیں۔

میمون کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ اگر کسی شخص نے کسی بات پر قسم کھائی پھر اس کو باطل کرنے کیلئے حیلہ کیا۔ تو کیا یہ حیلہ جائز ہے؟ حضرت امام احمد نے فرمایا۔ نہیں یہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا ہے اور یہ ایک قسم کا نفاق ہے اور خدا کے حکم کا استہزاء ہے۔

قرآن مجید میں اصحاب سبت کا حال مذکور ہے۔ یہودیوں کو ہفتہ کے دن شکار کھیلنے کی ممانعت تھی۔ انہوں نے اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حیلہ کی راہ سے مباح کرلیا۔ وہ جمعہ کے روز جال لگا کر چھوڑ دیتے تھے۔ جو مچھلیاں جال میں پھنس جاتی تھیں ان کو اتوار کے دن صبح کو پکڑ لیتے تھے۔ اس جرم کی پاداش میں حق تعالیٰ نے ان کو بندر بنادیا۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والوں پر اس لئے لعنت فرمائی ہے کہ اس حیلہ سے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام کرتا ہے۔

حیلوں کی مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) ایک صورت یہ ہے کہ جو چیز بالفعل حرام ہو اس کو حلال کرنے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کیا جائے۔

(۲) دوسری صورت اس چیز کو حلال ہونے کے متعلق ہے جس کی حرمت کا سبب ہوچکا ہو اور وہ حرام ہوا چاہتی ہو۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی کی طلاق کو کسی ایسی شرط پر وابستہ کیا جو وقوع پذیر ہے۔ پھر طلاق سے بچنے کیلئے عورت سے خلع کرکے نکاح کرلے۔

(۳) تیسری صورت حیلہ کی یہ ہے کہ فرض یا واجب کے ادا نہ کرنے کے لئے کوئی بہانہ نکالا جائے اور اس سفر سے مقصد صرف روزہ نہ رکھنا ہو۔

چوتھی صورت۔ ایسے واجب کے ساقط کرنے کیلئے ہے جس کا وجوب تو نہ ہوا ہو۔ مگر واجب ہونے کو ہو۔ مثلاً زکوٰۃ ساقط کرنے کیلئے سال بھر پورا ہونے سے پہلے اپنے کسی گھر والے کو مالک بناکر وہ مال خود واپس لے لیا جائے

(۲۴) ایک مکر شیطان کا یہ ہے کہ وہ لوگوں کو عشق مجازی میں مبتلا کرکے خدا تعالیٰ کے عشق حقیقی سے محروم کردیتا ہے۔ ایسے لوگوں کے دل معشوق مجازی کی محبت میں مبتلا ہوکر معشوق حقیقی کی محبت سے محروم ہوجاتے ہیں۔

(۲۵) شیطان نے دنیا میں بت پرستی کو رواج دیا۔

## بت پرستوں کے ساتھ شیطان کا کھیل کود

شیطان بت پرستوں کی قوم سے ان کی عقل کے مطابق کھیلتا ہے۔ کبھی شیطان مردوں کی تعظیم کی نیت سے ان کی مورتیاں قبر پر رکھکر ان بتوں کی پرستش کیلئے بلاتا ہے۔ مشرکین نے ایسا ہی کیا کہ انہوں نے نبیوں کی مورتیں بناکر ان کی قبروں پر رکھکر ان کی پرستش شروع کردی۔ کہیں مشرکین کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈالی کہ یہ بت ان ستاروں کی صورتوں پر ہیں جو ان کے عنصر میں عالم میں تاثیر کرتے ہیں۔ مشرکین نے ان بتوں کیلئے خاص مکانات بنوائے۔ ان کی خدمت کیلئے خادم مقرر کئے۔ چنانچہ ایک اسی قسم کا بتخانہ اصفہان کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر تھا۔ یہ بت خانہ کسی مشرک نے زہرہ ستارے کے نام سے بنوایا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس بت خانے کو مسمار کرادیا تھا۔ اسی قسم کا ایک بت خانہ بادشاہ قالوبس نے آفتاب کے نام پر فرغانہ میں بنوایا تھا۔ معتصم باللہ نے اس بت خانہ کو ویران کیا۔ یحیٰی بن بشیر کا بیان ہے کہ ہندوستان میں بت پرستی کا رواج برہمن نے دیا تھا۔ اسی شخص نے بت بنائے اور لوگوں کو بت پرستی سکھائی ہے۔ کہ ہندوستان کا سب سے بڑا بت خانہ صوبہ سندھ میں تھا۔ اس بت خانہ میں ہیولااکر نام کا ایک بڑا بھاری بت تھا۔ دو۔ دو ہزار کوس سے لوگ اس کی زیارت کرنے آیا کرتے تھے۔

حجاج کے زمانے میں جب صوبہ سندھ فتح ہوا اور مسلمانوں نے اس بت خانے کو تباہ کرنا چاہا تو اہل ہنود نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر تم اس بت خانہ کو باقی رہنے دو تو اس بت خانہ کی تہائی آمدنی ہم تم کو دیا کریں گے۔ عبدالملک نے اس بت خانہ کو باقی رہنے کا حکم دے دیا۔ یہ مشرک درحقیقت ستارہ پرست تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ ایسے ہی مشرکین کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ مذہب بہت پرانا ہے اس مذہب کے لوگ بہت سے فرقوں پر مشتمل ہیں۔

ایک فرقہ ان میں سے سورج کی پوجا کرتا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ سورج ایک فرشتہ ہے جو صاحبِ نفس اور ذی عقل ہے۔ چونکہ تمام ستاروں اور چاند میں سورج کی روشنی ہی جلوہ گر ہے اس لئے انہوں نے آفتاب کا ایک بہت بڑا بت خانہ قائم کرکے اس کے نام بڑی بڑی جاگیریں وقف کیں۔ اس کے لئے خادم اور دربان مقرر کئے۔ یہ لوگ طلوع غروب اور استوا کے وقت آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔ ان اوقات میں چونکہ شیطان سورج سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سجدہ درحقیقت شیطان ہی کو ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

اس مذہب کے دوسرے فرقہ کے لوگوں نے دوسرے ستاروں کی صورت اور بزعم خود ان کی روحانیت کی شکل میں بت بنالئے اور وہ ان کی پوجا کرتے ہیں۔

## مشرکین بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں؟ بت پرستی کا ایک سبب

یہ بھی ہے کہ شیطان بتوں کے پیٹ میں گھس کر لوگوں سے گفتگو کرتا ہے۔ غیب یا آئندہ کے حالات کی اطلاع دیتا ہے۔ عوام سمجھتے ہیں کہ بت بات چیت کرتا ہے۔ سمجھدار بت پرست اس قسم کی باتوں کو اجرام علویہ کی روحانیت بتاتے ہیں۔

آتش پرستی کا رواج شیطان نے اس طرح دیا کہ جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو مارا اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے خوف سے بھاگ گیا تو شیطان نے اس سے آکر کہا کہ ہابیل کی قربانی کو آگ اس لئے کھا گئی تھی اور اس کی قربانی اس لئے مقبول ہوئی تھی کہ ہابیل آگ کی خدمت اور عبادت کیا کرتا تھا۔ تو بھی ایسا کر تیرے اور تیرے بعد والوں کیلئے فائدہ مند ہوگا۔ قابیل نے اسی وقت آتش پرستی کیلئے ایک مکان بنوا کر آتش پرستی شروع کردی قابیل مجوسی بن گیا۔ جس وقت مجوسی مذہب طوس۔ بخارا اور سجستان میں پہنچا۔ وہاں بڑے بڑے آتشکدے قائم ہوگئے۔ شیطان نے ان لوگوں کو آتش پرستی کی فضیلت میں یہ بات سمجھائی کہ آگ سب عناصر سے زیادہ جگہ گھیرتی ہے۔ جوہر میں اشرف اور جسم میں لطیف تر ہے۔ دنیا کا وجود دنیا کا نمو، دنیا کی بقا اور دنیا کا انعقاد اسی کے وجود سے وابستہ ہے۔

اسی طرح شیطان نے بعض مشرکین کو پانی کی پرستش پر لگا رکھا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ پانی ہی دنیا میں سب سے افضل واشرف ہے۔ اگر دنیا میں پانی کا وجود نہ رہے تو دنیا فنا ہوجائے اور دنیا کے کاروبار بند ہوجائیں۔ زراعت موقوف ہوجائے۔

اسی شیطان نے بعض مشرکین کو گائے اور دوسرے جانوروں کی پوجا پر لگا رکھا ہے۔

شیطان مشرکوں سے درختوں کی پوجا کراتا ہے۔ جنات کی بھی پوجا کراتا ہے۔

## شیطان کی عزّت اور ذلّت

شیطان کا نام پہلے آسمان پر عابد، دوسرے پر زاہد، تیسرے پر عارف، چوتھے پر ولی، پانچویں پر تقی، چھٹے پر عزازیل اور لوحِ محفوظ میں ابلیس تھا وہ اپنی عاقبت سے بے فکر تھا۔ جب اسے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ملا تو کہنے لگا کہ اے اللہ! تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی۔ حالانکہ میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے اسے آگ اور مٹی سے پیدا کیا ——— خدا تعالیٰ نے فرمایا میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔ شیطان نے اپنے آپ کو آدمؑ سے بہتر سمجھا اور تکبر کی وجہ سے آدم علیہ السّلام سے منہ پھیر کر کھڑا ہوگیا۔ جب فرشتے آدمؑ کو سجدہ کرکے اُٹھے تو انہوں نے دیکھا کہ شیطان نے سجدہ نہیں کیا۔ وہ دوبارہ سجدۂ شکر میں گر پڑے۔ لیکن شیطان بے تعلق کھڑا رہا۔ اور اسے اپنے اس فعل پر کوئی پشیمانی نہیں ہوئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت مسخ کردی۔ خنزیر کی طرح لٹکا ہوا منہ سر اونٹ کے سر کی طرح سینہ بڑے اونٹ کے کوہان جیسا۔ بندر جیسا چہرہ۔ آنکھیں کھڑی نتھنے حجام کے کوزے جیسے کھلے ہوئے ہونٹ بیل کی طرح لٹکے ہوئے دانت خنزیر کی طرح باہر کو نکلے ہوئے اور داڑھی میں چند بال۔ اسی صورت میں اسے جنت سے پھینک دیا گیا۔ بلکہ اسے بھیانک جزائر کی طرف پھینکا گیا۔

ایک بار شیطان نے اللہ سے کہا ——— اے اللہ تو نے آدمؑ کی اولاد میں نبی بنائے۔ ان پر کتابیں نازل کیں۔ میرے رسول اور کتابیں کیا ہیں۔ جواب دیا گیا کہ مزامیر بجانے والے تیرے رسول ہیں۔ اور گدی ہوئی کھالیں تیری کتابیں ہیں۔ جھوٹ تیری حدیث ہے۔ گندے اشعار تیرا قرآن ہے۔ گانے والے تیرے مؤذن ہیں۔ بازار تیری مسجدیں ہیں۔ حمام خانہ تیرا گھر ہے۔ ہر وہ کھانا تیرا کھانا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ شراب تیرا مشروب ہے۔ اور عورتیں تیرے پھندے ہیں۔

●●●





# انسان اور شیطان کی دشمنی

## انسان اور شیطان کی دشمنی کے اسباب اس کی تاریخ اور اس دشمنی کی شدت

دشمنی کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی تاریخ اسی دن سے شروع ہوتی ہے جب اللہ نے آدم کا پتلا بنا کر کھڑا کیا تھا۔ ابھی اس میں روح بھی نہ پھونکی تھی کہ شیطان نے اس کے آس پاس چکر لگانا اور یہ کہنا شروع کردیا کہ اگر تم کو مجھ پر تسلط حاصل ہوا تو میں تمہاری ایک نہ سنوں گا۔ اور اگر مجھے تم پر غلبہ ہوا تو تم کو تباہ کردوں گا۔

صحیح مسلم میں انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ نے جنت میں آدمؑ کا ڈھانچہ بنایا تو اس کو جب تک چاہا کچھ مدت تک کیلئے اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ اس کا معائنہ کرنے کیلئے شیطان آس پاس چکر لگانے لگا۔ جب شیطان نے دیکھا کہ ڈھانچہ کھوکھلا ہے ——— سمجھ گیا کہ اللہ نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے جس کو اپنی ذات پر قابو نہیں۔

جب اللہ نے آدمؑ کے ڈھانچے میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں۔ چونکہ ابلیس آسمان کے فرشتوں کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ اسلئے اس حکم کے تحت اس پر بھی سجدہ کرنا واجب تھا۔ مگر احساس برتری اور پندار عظمت میں اگر اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا۔ اس نے کہا: میں آدمؑ سے عظیم تر ہوں تو نے مجھ کو آگ سے اور آدم کو مٹی گارے سے پیدا کیا ہے۔

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ۔

اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے۔ اور اس کو مٹی سے۔ (الاعراف۔۱۲)

حضرت آدمؑ نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ان کی خوب عزت ہو رہی ہے۔ فرشتے ان کے سامنے سجدے میں پڑے ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہیں ایک خوفناک دشمن ہے۔ جو ان کی اور ان کی نسلوں کی تباہی و گمراہی کا نشان بن کر کھڑا ہے

اللہ نے شیطان کو تکبر کی وجہ سے خلد بریں سے بے دخل کردیا۔ شیطان نے بھی اللہ سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ اُسے قیامت تک زندہ رکھے۔

قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۔

بولا مجھے اس دن تک مہلت دے جب کہ یہ سب دوبارہ اُٹھائے جائیں گے فرمایا تجھے مہلت ہے۔ (الاعراف۔۱۴۔۱۵)

شیطان لعین نے اپنے دل میں یہ عہد کرلیا کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرے گا اور ان کو مکر و فریب کے جال میں پھنسائے گا۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ ۝ (الاعراف۔۱۶،۱۷)

بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے۔ میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ان کو گھیروں گا۔ اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

شیطان کا یہ جملہ بتاتا ہے کہ وہ ابن آدم کو گمراہ کرنے کیلئے کس قدر تگ و دو میں مصروف ہے۔ دائیں بائیں، آگے پیچھے۔ ہر سمت اور ہر ممکن طریقے سے وہ انسان پر غالب ہونا چاہتا ہے ——— اس آیت کی تفسیر میں زمخشری کہتے ہیں کہ: میں ان چاروں جانب سے انسانوں پر حملہ کروں گا جہاں سے عموماً دشمن حملہ کرتا ہے۔ یہ اس بات کی مثال ہے کہ شیطان حتی الامکان لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے گا۔ اور ان کو راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کرے گا جیسا کہ اللہ نے دوسری جگہ فرمایا:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ (بنی اسرائیل۔۶۴)

تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا۔

## قرآنی تنبیہات

قرآن نے ہم کو بارہا آگاہ کیا کہ شیطان کا فتنہ بہت سنگین ہے اسے گمراہ کرنے میں بڑی مہارت حاصل ہے۔ اسکی تمام تر

خواہش لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۔ (الاعراف: ۲۷)

اے بنی آدم ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دے۔

نیز فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا (فاطر: ۶)

شیطان تمہارا دشمن ہے اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔

نیز فرمایا:

وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا۔ (النساء: ۱۱۹) ــــــ اس شیطان کو جس نے اللہ کے بجائے اپنا ولی و سرپرست بنالیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔

شیطان کی دشمنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ وہ جانتا ہے کہ ہمارے بابا آدم کی بدولت اس کو لعنت، پھٹکار اور جنت سے بے دخلی کا داغ اٹھانا پڑا اس لئے وہ ضرور آدم اور اس کی اولاد سے انتقام لے گا۔

قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا (بنی اسرائیل: ۶۲)

وہ بولا: دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں۔ بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔

ماہرین اخلاقیات نے نفس اور اس کے عیوب و آفتوں پر تو بحث کی لیکن اپنے ازلی دشمن کو سمجھنے میں کوتاہی سے کام لیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے بارے میں بہت متنبہ کیا ہے اور اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ نفس سے پناہ مانگنے کا اس نے ایک جگہ بھی حکم نہیں دیا۔ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں نفس کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا۔

ہم نفس کے شر اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

## شیطان کے اغراض ومقاصد

**بنیادی مقصد** شیطان کا ایک ہی آخری مقصد ہے جس کے حصول کی خاطر وہ جدوجہد کر رہا ہے۔ وہ یہ کہ انسان کو جہنم میں دھکیل دے اور جنت سے محروم کر دے۔

إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔ (فاطر: ۶)

وہ تو اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔

**ذیلی مقاصد:** یہ شیطان کا بنیادی مقصد ہے۔ اسکے ذیلی مقاصد یہ ہیں۔

### بندوں کو کفر وشرک میں مبتلا کرنا

یعنی بندوں کو غیر اللہ کی عبادت اور اللہ اور اس کی شریعت سے انکار کی دعوت دے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ۔ (الحشر: ۱۶)

ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں۔

صحیح مسلم میں عیاض بن حمار سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا۔ آپ نے خطبہ میں فرمایا: لوگو! مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں وہ بات بتاؤں جس سے تم ناآشنا ہو اور وہ بات اللہ نے مجھے آج ہی بتائی کہ میں نے جو کچھ اپنے بندے کو عطا کیا وہ اس کیلئے حلال ہے اور میں نے تمام بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا تھا۔ لیکن شیطانوں نے آکر انہیں اپنے دین سے پھیر دیا اور میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک کرنے کا حکم دیا جن کیلئے میں نے کوئی سند نازل نہیں کی۔

### ۲۔ کافر نہ بنا سکے تو گناہوں میں مبتلا کرتا ہے

اگر وہ لوگوں کو کفر وشرک میں مبتلا نہ کر سکے تو ناامید نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس سے چھوٹا حربہ استعمال کرتا ہے۔ یعنی ان سے چھوٹے موٹے گناہ کرواتا اور ان کے دلوں میں عداوت و دشمنی کی کاشت کرتا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لوگو سنو! شیطان اس بات سے قطعی ناامید ہے کہ اس کی اس شہر میں عبادت ہوگی۔ مگر کچھ اعمال جن کو تم معمولی اور حقیر سمجھتے ہو ان میں اس کی اطاعت کی جائے گی اور وہ اسی سے خوش ہوگا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ:

شیطان اس بات سے ناامید ہے کہ جزیرۂ عرب میں نماز پڑھنے والے اس کی پرستش کریں گے۔ لیکن ان کو ایک دوسرے کے خلاف برانگیختہ کرنے کے سلسلے میں وہ ناامید نہیں۔

یعنی وہ لوگوں کے درمیان عداوت و دشمنی کی آگ روشن کرے گا اور ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکائے گا جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ۔؟ (المائدہ: ۹۱)

شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے۔؟ وہ ہر برے کام کا حکم دیتا ہے۔

إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ (البقرہ: ۱۶۹)



وہ تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ (وہ اللہ نے فرمائی ہیں)

مختصر یہ کہ ہر ایسی عبادت جو اللہ کو پسند ہے۔ وہ شیطان کو ناپسند ہے اور ہر ایسی معصیت جو رحمان کو ناپسند ہے۔ وہ شیطان کو پسند ہے۔

### ۳۔ شیطان کا بندوں کو اللہ کی اطاعت سے روکنا

شیطان لوگوں کو صرف کفر و معاصی کی دعوت دینے پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں اچھے کام کرنے سے بھی روکتا ہے۔ بھلائی کے جس راستے پر بھی اللہ کا کوئی بندہ چلنا چاہتا ہے۔ شیطان اس کے راستے میں ٹانگ اڑاتا اور اسے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ:

شیطان ابن آدم کی تمام راہوں میں بیٹھتا ہے۔ چنانچہ اس کے اسلام کی راہ میں بیٹھتا اور کہتا ہے: کیا تم اسلام کی خاطر اپنا اور اپنے باپ داداؤں کا دین چھوڑ دو گے۔؟ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر وہ اس کی ہجرت کی راہ میں بیٹھتا اور کہتا ہے: کیا تم ہجرت کی خاطر اپنا وطن اپنا ماحول چھوڑ دو گے۔؟ مہاجر کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو لمبی رسی میں کھونٹے سے بندھا ہوا ہو۔ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر ہجرت کیلئے چل پڑتا ہے۔ پھر وہ اس کے جہاد کے راستے میں بیٹھتا اور کہتا ہے؟ جہاد کرو گے تو اس میں نفس اور مال کی پریشانی تو ہے ہی، اگر لڑائی ہوئی اور تم مار دیئے گئے تو تمہاری بیوی دوسرے سے شادی کر لے گی۔ اور تمہاری دھن دولت بھی ٹھکانے لگ جائے گی۔؟ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر جہاد کیلئے نکل جاتا ہے۔ جو شخص ایسا کرے گا۔ اس کو جنت میں داخل کرنا اللہ پر واجب ہے۔ اگر اس کا قتل ہو تو اللہ پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ اگر وہ ڈوب جائے تو اللہ پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ اگر اس کا جانور اس کی گردن توڑ دے تو اللہ پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ اس کو احمد، نسائی اور ابن حبان نے صحیح سند سے روایت کیا۔ (صحیح الجامع ۲/۴۳)

اسی جیسی بات قرآن کریم میں اللہ نے شیطان سے نقل کی ہے۔ شیطان نے اللہ رب العزت سے کہا تھا:۔

فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ۔ (الاعراف: ۱۶۔۱۷) جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے۔ میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا۔ آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

لفظ "صراط" کی تفسیر میں سلف کے اقوال ملتے جلتے ہیں۔ ابن عباس نے اس کی تفسیر "دین واضح" سے اور ابن مسعود نے "کتاب اللہ" سے کی ہے۔ جابر نے کہا کہ اس سے مراد اسلام ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے مراد حق ہے۔

بہرحال بھلائی کا کوئی ایسا راستہ نہیں جہاں شیطان بیٹھ کر لوگوں کو اس سے نہ روکتا ہو۔

### ۴۔ عبادت واطاعت میں خرابی پیدا کرنا

اگر شیطان لوگوں کو اطاعت و فرمانبرداری سے نہ روک سکے تو وہ عبادت و اطاعت کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ اس کے اجر و ثواب سے لوگوں کو محروم کر دے۔

ایک صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا۔ نماز خراب کرنے کیلئے شیطان میرے اور نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان ہے جس کو "خنزب" کہا جاتا ہے۔ اگر تمہیں اس کا احساس ہو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو۔ اور بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دو۔ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیز ختم کر دی۔ اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ [1]

جب بندہ نماز شروع کرتا ہے تو شیطان اس کے دل و دماغ پر سوار ہو کر اس کے دل میں ہزاروں خیالات ڈالتا اور اسے اللہ کی یاد سے غافل کر کے دنیا کے مسائل میں الجھا دیتا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شیطان کو اذان کی آواز آتی ہے تو وہ گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے۔ تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔ اذان ہونے پر وہ واپس ہو جاتا اور پھر سے وسوسہ پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ پھر اقامت کی آواز سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے۔ تاکہ اس کی آواز نہ سن سکے، اقامت ختم ہونے پر وہ واپس ہو جاتا ہے اور پھر سے وسوسہ پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ:

جب اقامت ختم ہوتی ہے تو آتا ہے اور انسان اور اس کے نفس کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے۔ فلاں بات یاد کرو۔ فلاں چیز یاد کرو۔ اس کو ایسی باتیں یاد دلاتا ہے۔ جو پہلے یاد نہیں تھیں۔ اس میں الجھ کر آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ (بروایت بخاری و مسلم)

### رحمٰن کی ہر مخالفت شیطان کی اطاعت ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا۔ (النساء: ۱۱۷، ۱۱۸)

وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے۔ (وہ اس شیطان کی عبادت کر رہے ہیں) جس

نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقررہ حصہ لیکر رہوں گا۔

جو شخص اللہ کے علاوہ کسی بھی چیز کی پرستش کرے گا خواہ وہ لکڑی اور پتھر کے بت ہوں۔ سورج ہو۔ چاند ہو۔ خواہشات ہوں۔ یا کوئی شخصیت یا نظریہ ہو۔ ملنے یا نہ مانے بہرحال وہ شیطان کی پرستش کرنے والا ہوگا۔ کیوں کہ شیطان ہی کے حکم اور پسند سے اس نے یہ کام کیا ہے۔ جو لوگ فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ حقیقت میں شیطان کی پوجا کر رہے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ۔ (سبا: ۴۰-۴۱)

اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات، ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔

یعنی فرشتوں نے انہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ جنوں نے اس کا حکم دیا تھا۔ تاکہ ان کی عبادت حقیقت میں شیاطین کے لئے ہو جائے۔ جیسا کہ بتوں کی عبادت حقیقت میں شیاطین کی عبادت ہوتی ہے۔

### خلاصہ

اب تک کی بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ شیطان ہی ہر برائی کا حکم دیتا اور اس پر آمادہ کرتا ہے اور ہر کار خیر سے روکتا اور اس سے ڈراتا ہے۔ تاکہ لوگ پہلی چیز کا ارتکاب کریں اور دوسری چیز کو چھوڑ دیں۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا۔ (البقرہ: ۲۶۸)

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرز عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔

شیطان ہمیں مفلسی سے یہ کہہ کر ڈراتا ہے کہ اگر تم اپنی دولت راہ خدا میں خرچ کرو گے تو فقیر ہو جاؤ گے۔ وہ جن فحش کاموں کی ترغیب دیتا ہے اس سے ہر خبیث اور گندہ کام مراد ہے۔ خواہ وہ بخل ہو یا زناکاری یا کوئی دوسرا فعل۔

### ۵۔ جسمانی اور ذہنی ایذا رسانی

جس طرح شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو کفر و گناہ میں مبتلا کر کے گمراہ کر دے اسی طرح وہ مسلمان کو جسمانی اور ذہنی طور پر پریشان کرنا چاہتا ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

### ا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

ایک روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار شیطان لعین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا تھا اور ان پر آگ کا شعلہ اچھالا تھا ــــــ لیکن وہ اپنے ناپاک مقصد میں ناکام رہا۔

### ب۔ شیطانی خواب

شیطان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ انسان کو رنجیدہ اور پریشان کرنے کی غرض سے نیند کی حالت میں طرح طرح کے پریشان کن خواب دکھاتا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ انسان نیند کی حالت میں جو خواب دیکھتا ہے۔ وہ تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک رحمانی یعنی اللہ کی طرف سے۔ دوسرا شیطانی جو انسان کو رنجیدہ کرنے کیلئے شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ تیسرا نفسانی جس میں انسان اپنے آپ گفتگو کرتا ہے۔ (صحیح الجامع ۳/۱۸۴-۱۸۵)

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

> اگر کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو پسند ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اُسے چاہیئے کہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور خواب لوگوں سے بیان کرے اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اسے چاہیئے کہ اللہ کی پناہ مانگے اور خواب کسی سے بیان نہ کرے۔ کیوں کہ اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

### ج۔ گھروں میں آتش زدگی

شیطان گھروں میں آگ لگانے کا کام بعض حیوانات کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ سنن ابوداؤد اور صحیح ابن حبان میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

> جب تم لوگ سونے چلو تو چراغ بجھا دو۔ کیوں کہ شیطان اس طرح کے حیوانوں (چوہوں)، کو ایسی چیزوں (چراغ)، کی طرف لاتا اور تمہارے مکانوں میں آگ لگا دیتا ہے۔

### د۔ موت کے وقت شیطان کا انسان کو جھنجھوڑنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم موت کے وقت شیطان کے وسوسے سے پناہ مانگتے اور کہتے تھے۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي وَالْهَدْمِ وَالْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَوْتِ لَدِيغًا۔ (صحیح الجامع ۱/۴۰۵)

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گر کر ہلاک ہونے، عمارت میں دبنے، ڈوبنے اور جلنے سے اور پناہ چاہتا ہوں موت کے وقت شیطان کے جھنجھوڑنے سے اور اس بات سے کہ میں تیری راہ میں پشت دکھا کر مروں اور پناہ چاہتا ہوں کہ کسی جانور کے ڈسنے سے میری موت ہو۔ (اس کو نسائی اور حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا)

### ہ۔ پیدائش کے وقت شیطان کا بچے کو تکلیف دینا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

> ہر انسان کو جب اس کی ماں جنتی ہے۔ شیطان تکلیف پہنچاتا ہے۔ مگر مریم اور اس کا بیٹا اس سے محفوظ رہے۔ (صحیح الجامع ۴/۱۷۱)



صحیح بخاری میں ہے۔

> جب کوئی انسان پیدا ہوتا ہے۔ شیطان اس کے دونوں پہلوؤں میں انگلی چبھوتا ہے۔ عیسٰی بن مریم اس سے محفوظ رہے۔ شیطان انکو چبھونے گیا تو پردے میں چبھو دیا۔

بخاری ہی میں ہے۔

> شیطان ہر بنی آدم کو اس کی پیدائش کے وقت تکلیف دیتا ہے جس سے بچہ چیخ اٹھتا ہے۔ مگر مریم اور اس کا بیٹا اس سے محفوظ رہے۔

مریم علیہا السّلام اور ان کے بیٹے کو شیطان سے محفوظ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ مریم علیہا السّلام کی والدہ نے مریم کی پیدائش کے وقت اللہ سے دعا کی تھی کہ:

إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ (آل عمران: ۳۶)

میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

چونکہ انہوں نے سچے دل سے دعا مانگی تھی۔ اس لئے اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور مریم اور عیسٰی علیہما السّلام کو شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ عمار بن یاسر بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ نے محفوظ رکھا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ ابودرداء نے کہا: کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے جس کو اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے شیطان سے محفوظ رکھا ہو؟ مغیرہ نے جواب دیا۔ جس کو اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے شیطان سے محفوظ رکھا۔ وہ عمار ہیں۔

### و۔ طاعون (پلیگ)، کی بیماری جنوں سے ہوتی ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> میری امّت کا خاتمہ میدانِ جہاد کے نیزوں اور طاعون کی بیماری سے ہوگا۔ جو جنوں کے کچوکے کا نتیجہ ہے۔ دونوں حالتوں میں شہادت نصیب ہوگی۔ (صحیح الجامع ۴/۹۰)

اس کو احمد اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ:

> طاعون تمہارے دشمن جنوں کے کچوکے کا نتیجہ ہے۔ اس میں تمہارے لئے شہادت کا رتبہ ہے۔ شاید اللہ کے نبی ایوّب علیہ السّلام کو جو بیماری لگی تھی۔ وہ جن کی وجہ سے تھی۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ۔ (ص: ۴۱)

اور ہمارے بندے ایوّب کا ذکر کرو۔ جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے۔

### ز۔ ایک دوسری بیماری

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استحاضہ (وہ خون جو حیض کی مقررہ مدت کے بعد کسی بیماری کی وجہ سے جاری رہے) والی عورت سے فرمایا تھا۔

> یہ شیطان کی رگڑ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کو ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا۔ (صحیح الجامع ۲/۱۹۶)

### ح۔ انسان کے کھانے، پانی اور گھر میں شیطان کا حصہ

انسان کیلئے شیطان کی لائی ہوئی ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ وہ اس کے کھانے پانی پر ناجائز قبضہ کر کے اس میں اپنا حصہ لگا لیتا اور اس کے گھر میں شب باشی بھی کرتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب بندہ اپنے رب کی ہدایات کی مخالفت کرے یا اس کے ذکر سے غافل ہو جائے اگر وہ اللہ کی دی ہوئی ہدایات پر کاربند ہو اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو تو شیطان کی کیا مجال کہ ہمارے مال اور گھر میں حصہ دار ہو جائے۔ شیطان ہمارا کھانا اسی وقت حلال سمجھتا ہے جب کوئی اسے بغیر بسم اللہ کہے کھانا شروع کر دے۔ اگر اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ شیطان کیلئے حرام ہو جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں حذیفہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

> جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کھانے میں شرکت کرتے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ بڑھاتے جب تک آپؐ خود شروع کرنے کیلئے اپنا دست مبارک نہ بڑھا دیتے۔ ایک مرتبہ ہم آپؐ کے ساتھ ایک کھانے میں شریک ہوئے۔ تبھی ایک لونڈی تیزی سے آئی۔ گویا کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہو اور کھانے میں ہاتھ بڑھانے لگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر ایک دیہاتی اسی کیفیت کے ساتھ آیا۔ آپؐ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے۔ شیطان کھانا حلال کرنے کیلئے اس لونڈی کو ساتھ لایا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر اس دیہاتی کو لیکر آیا تاکہ اس کے ذریعہ سے حلال کرے۔ میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس شیطان کا ہاتھ لونڈی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شیطان سے اپنے مال کو محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کا نام لیکر دروازہ بند کیا جائے اور برتنوں پر کوئی چیز ڈھانپ دی جائے۔ اس سے چیزیں شیطان کی دستبرد سے محفوظ رہیں گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> اللہ کا نام لیکر دروازہ بند کرو۔ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ مشکیزے کا منہ بند کرو اور اس پر اللہ کا نام لو۔ برتن ڈھانپ دو اور اللہ کا نام لو۔ اور چراغ بجھا دو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا۔

شیطان ـ انسان کے ساتھ اس وقت بھی کھاتا اور پیتا ہے ـ جب وہ بائیں ہاتھ سے کھائے پئے ـ اسی طرح کھڑے ہوکر پینے کے وقت بھی ـ چنانچہ مسند احمد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ـ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا ـ

جو بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے ـ جو بائیں ہاتھ سے پیتا ہے ـ اس کے ساتھ شیطان پیتا ہے ـ

مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ـ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھڑا ہوکر پیتے ہوئے دیکھا ـ آپ نے اس سے فرمایا: قے کرد، اس نے کہا: کیوں؟ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ بلی تمہارے ساتھ پئے؟ اس نے کہا نہیں ـ آپ نے فرمایا: بلی سے بدتر چیز شیطان نے تمہارے ساتھ پیا ہے ـ

شیطانوں کو گھر سے باہر نکالنے کیلئے آپ گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا نہ بھولیں ـ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی تاکید کی ہے ـ آپ نے فرمایا:

جب آدمی اپنے گھر میں آئے اور گھر میں داخل ہونے وقت ـ نیز کھانا کھاتے وقت خدا کا نام لے لے تو شیطان (اپنی ذریت سے) کہتا ہے، اس گھر میں تمہارے لئے نہ شب باشی کی جگہ ہے نہ شام کا کھانا ـ اور اگر گھر میں داخل ہوتے وقت آدمی اللہ کا نام نہیں لیتا، تو شیطان (اپنی ذریت سے) کہتا ہے: اس گھر میں تمہیں شب باشی کی جگہ مل گئی اور وہ آدمی کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے ـ یہاں تم کو شب باشی کی جگہ مل گئی اور رات کا کھانا بھی ـ

## ط ـ آسیب زدگی

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعہ فتاوٰی جلد ۲۴ صفحہ ۲۷۶ پر قمطراز ہیں کہ: انسان کے جسم میں جن کا داخل ہونا بالاتفاق ائمہ اہل سنت والجماعت ثابت ہے ـ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ـ

الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ـ (البقرہ: ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں ـ ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے ـ جسے چھو کر شیطان نے باؤلا کر دیا ہو ـ

صحیح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ـ

شیطان ابن آدم کے جسم میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے ـ

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جن آسیب زدہ کے جسم میں داخل نہیں ہوتا ہے ـ والد نے جواب دیا بیٹا! یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں ـ سچ یہ ہے کہ جن ہی انسان کی زبان سے بات کرتا ہے ـ

ابن تیمیہ کہتے ہیں: احمد بن حنبل نے جو بات کہی ـ مشہور و معروف ہے ـ جن انسان پر سوار ہوتا ہے اور انسان ایسی زبان میں بات کرنے لگتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتی ـ اس کے جسم پر اتنی مار پڑتی ہے کہ اگر کسی اونٹ کو مارا جائے تو اس کے بدن پر نشان پڑ جائیں اس کے باوجود اس شخص کو نہ پٹائی کا احساس ہوتا ہے نہ اس گفتگو کا جو اس نے اپنی زبان سے کی ـ آسیب زدہ شخص کبھی تو دوسرے انسانوں کو گھسیٹتا اور کبھی جس چیز پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے ـ اسی کو کھینچنے پھاڑنے لگتا ہے ـ کبھی دیوہیکل مشینوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتا ہے ـ اس کے علاوہ اور بہت سی حرکتیں کرتا ہے ـ جو شخص اس کا بچشم خود مشاہدہ کرے گا ـ اُسے بدیہی طور پر معلوم ہو جائیگا کہ جو چیز انسان کی زبان سے بات کر رہی ہے اور ان چیزوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیتی ہے ـ وہ انسان کے علاوہ کوئی دوسری صنف کی مخلوق ہے ـ

ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں: ائمہ مسلمین میں کوئی بھی اس بات کا منکر نہیں کہ جن آسیب زدہ شخص کے جسم میں داخل ہوتا ہے ـ جو اس کا انکار کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ شریعت اس کو نہیں مانتی وہ شریعت پر تہمت لگاتا ہے ـ شرعی دلائل میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جس سے اس کی تردید ہوتی ہو ـ

علامہ نے جلد ۱۹ صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ جن لوگوں نے آسیب زدہ کے جسم میں جن کے داخل ہونے کا انکار کیا ہے ـ وہ معتزلہ کا ایک ٹولہ ہے جس میں جبائی اور ابو بکر رازی وغیرہ شامل ہیں ـ

## سالارِ جنگ

نسلِ انسانی سے جنگ کرنے کیلئے ابلیس ہی نقشہ مرتب کرتا ـ اور قیادت کا کام انجام دیتا ہے ـ مرکز سے مختلف علاقوں میں فوجی دستے اور ٹکڑیاں روانہ کی جاتی ہیں ـ مشاورتی اجلاس منعقد ہوتے ہیں ـ جنہیں شیطان اپنی فوجوں سے ان کی کارکردگی کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا ہے ـ جن لوگوں نے انسانوں کو خوب گمراہ کیا ـ ان کو خوب سراہتا ہے ـ

مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ـ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ـ آپ نے فرمایا ـ

شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے ـ پھر وہاں سے لوگوں کے پاس فوجی دستے روانہ کرتا ہے ـ اس کے نزدیک سب سے معزز فوجی وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ گر ہو ـ ایک فوجی آکر کہتا ہے: میں فلاں کے پیچھے پڑا تھا اور اس سے ایسا ایسا کہلوا کر چھوڑا ـ ابلیس کہتا ہے: میاں! تم نے کچھ بھی نہیں کیا ـ پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے فلاں کو اس وقت تک نہیں چھوڑا ـ جب تک اس کے اور اس کے اہل کے درمیان پھوٹ نہ ڈال دی ـ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب شیطان اسے قریب کر لیتا اور کہتا ہے ـ شاباش! تم کام کے ہو ـ

مسند احمد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے کہا،

تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا سمندر کی سطح پر ایک تخت نظر آتا ہے ـ جس کے ارد گرد بہت سارے سانپ ہیں ـ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن صائد نے صحیح کہا ـ وہ ابلیس کا تخت ہے ـ

لوگوں کو گمراہ کرنے کے میدان میں شیطان کو طویل تجربہ حاصل ہے ـ اسی لئے



وہ بڑی فنکاری کے ساتھ منصوبہ سازی کرتا اور ڈورے ڈالتا ہے ـ جس دن انسانیت کا آغاز ہوا ـ اسی دن سے شیطان زندہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا ـ

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ـ (الحجر: ۳۶ـ۳۸)

اس نے کہا: میرے رب مجھے اس روز تک کیلئے مہلت دے جب کہ سب انسان دوبارہ اُٹھائے جائیں گے ـ فرمایا ـ اچھا تجھے مہلت ہے اس دن تک جس کا وقت ہمیں معلوم ہے ـ

جس شر انگیزی کیلئے اس نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے ـ اس میں وہ تندہی اور جانفشانی سے کام کر رہا ہے ـ اسے نہ تھکن محسوس ہوتی ہے نہ سستی ـ

حدیث میں ہے ـ

شیطان نے کہا ـ تیری عزت و جلال کی قسم جب تک تیرے بندوں کے جسم میں روح رہے گی میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا ـ رب نے فرمایا ـ میری عزت و جلال کی قسم ـ جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کریں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا ـ (صحیح الجامع ۲/۲۷)

اس کو احمد اور حاکم نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ـ

**فوج** : ـ شیطان کی فوج میں دو فرقوں کے لوگ ہیں ـ ایک جن دوسرے انسان ـ

## جناتی فوج

شیطان کی کچھ فوج جنوں میں سے ہے ـ جس حدیث میں اس کے دستے روانہ کرنے کا ذکر ہے وہ پہلے گزر چکی ہے ـ قرآن میں اس کا ذکر اس طرح ہے ـ

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ ـ (بنی اسرائیل: ۶۴)

تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلالے ـ ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا ـ

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کے پاس ایسی فوج ہے جو پیدل اور سوار ہو کر لوگوں پر حملہ آور ہوتی اور انہیں بُری طرح فتنہ و فساد پر آمادہ کرتی ہے ـ

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا (مریم: ۸۳)

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے منکرین حق پر شیاطین چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں خوب خوب (مخالفتِ حق پر) اکسا رہے ہیں ـ

## انسان کا ہمزاد

ہر انسان کے ساتھ ایک ہمزاد شیطان ہوتا ہے ـ جو اسے کبھی نہیں چھوڑتا جیسا کہ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے ـ وہ کہتی ہیں:

ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے نکلے ـ مجھے غیرت آئی ـ اور میں بھی پیچھے نکل گئی ـ آپ واپس ہوئے اور میری (سانس پھولنے کی) کیفیت دیکھی ـ تو فرمایا: کیا تم کو غیرت آگئی تھی؟ میں نے کہا ـ بھلا مجھ جیسا آپ جیسے پر کیوں نہ غیرت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس تمہارا شیطان آگیا تھا ـ؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا ـ ہاں! میں نے کہا: کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے ـ؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے کہا: آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن میرے رب نے اس کے مقابلے میں میری مدد کی ـ وہ میرا تابع ہو گیا ہے ـ

امام مسلم اور امام احمد نے عبداللہ سے روایت کیا ـ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـ

تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک ہمزاد جن مقرر کر دیا گیا ہے ـ اور ایک ہمزاد فرشتہ بھی، لوگوں نے کہا ـ اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی ـ؟ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی ـ لیکن اللہ نے اس کے مقابلے میں میری مدد کی ـ وہ میرا تابع ہو گیا ہے ـ اب سوائے خیر کے وہ مجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیتا ـ

قرآن کریم میں ہے ـ

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ـ

(الزخرف: ۳۶) ـــــــ جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ـ ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں ـ اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے ـ

جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ـ

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

(حم السجدہ: ۲۵) ـــــــ ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیئے تھے جو انہیں آگے اور پیچھے ہر چیز خوشنما بنا کر دکھاتے تھے ـ

## انسانی فوج

شیطان انسان کا دشمن نمبر ایک ہے جو اسے تباہ کرنے کی فکر میں ہے، اس کے باوجود انسانوں کی اکثریت نے اسے دوست بنا رکھا ہے لوگ اسی کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے افکار و نظریات سے خوش ہیں ـ عقلمند انسان کیلئے یہ کتنی بُری بات ہے کہ وہ اپنے دشمن کو دوست سمجھ بیٹھے ـ

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ـ (الکہف: ۵۰)

کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بناتے ہو ـ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ـ؟

شیطان کو دوست بنا کر لوگ سرتاسر خسارے میں ہیں ـ

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ـ

(النساء: ۱۱۹) ـــــــ جس نے اللہ کے بجائے شیطان کو اپنا ولی بنا لیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا ـ

یہ لوگ نقصان اور خسارے میں اس لئے ہیں کہ شیطان ان کے نفس کے اچھے

کو دباکر اس میں بگاڑ پیدا کردے گا۔ اور انہیں ہدایت کی نعمت سے محروم کرکے بے راہ روی اور ظن و تخمین کے کھڈ میں ڈھکیل دے گا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (البقرہ۔۲۵۰)

اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اُن کے حامی اور مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔ یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں۔ جہاں ہمیشہ رہیں گے۔

یہ لوگ اس لئے بھی خسارے میں ہیں کہ شیطان انہیں قیامت کے دن جہنم میں پہنچادے گا۔

إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔ (فاطر۔۶)

وہ شیطان اپنے پیرؤں کو اپنی راہ پر اس لئے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہوجائیں۔

غرض شیطان نے اپنے ان دوستوں کو اپنے منصوبوں اور اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے آلۂ کار بنا رکھا ہے۔

## شیطان کا اپنے دوستوں کے ساتھ فریب

بہت سے لوگ شیطان سے دوستی کرتے ہیں۔ لیکن شیطان ان کے ساتھ مکر و فریب کرکے انہیں ایسی جگہ پہنچادیتا ہے۔ جہاں اُن کی تباہی و بربادی ہوتی ہے۔ پھر وہ انہیں بے سہارا چھوڑ کر الگ ہوجاتا ہے۔ اور کھڑے ہوکر تماشا دیکھتا اور اُن پر قہقہے لگاتا ہے۔ چنانچہ شیطان لوگوں کو قتل، چوری اور حرام کاری کی ترغیب دیتا ہے اور وہی انہیں پکڑواکر سربازار ذلیل و رسوا بھی کردیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ کیا کہ سراقہ بن مالک کی شکل میں اُن کے پاس آیا۔ اور اُن سے مدد و غلبہ کا وعدہ کرکے کہنے لگا۔

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ۔ (الانفال)

اس نے کہا۔ آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لیکن جب اس دشمن خدا نے دیکھا کہ فرشتے مومنوں کی مدد کیلئے اُترے ہیں۔ تو مشرکوں کو چھوڑ کر دُم دباکر بھاگ گیا۔ اسی کے بارے میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

دَلَاهُمْ بِغُرُورٍ ثُمَّ أَسْلَمَهُمْ    إِنَّ الْخَبِيثَ لِمَنْ وَالَاهُ غَرَّارُ

(شیطان نے انہیں دھوکہ دے کر بے سہارا چھوڑ دیا، اس خبیث سے جو بھی دوستی کرے گا۔ دھوکہ کھائیگا)

اسی طرح اس نے عورت اور اس کے بچے کو قتل کرنے والے راہب کے ساتھ کیا تھا کہ پہلے اسے زنا کاری کی ترغیب دی۔ پھر جب عورت حاملہ ہوئی اور اُسے بچہ ہوا تو راہب کو پٹی پڑھائی کہ وہ عورت اور بچے کو قتل کردے۔ پھر عورت کے گھر والوں کو اس راہب کا کچا چٹھا بتادیا اور ان کے سامنے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ پھر راہب سے کہا کہ اگر نجات حاصل کرنا ہو تو اسے سجدہ کرے۔ جب راہب نے شیطان کا سجدہ کیا تو شیطان اس کو چھوڑ کر رفوچکر ہوگیا۔

قیامت کے دن جب شیطان اور اس کے حالی موالی جہنم میں جاچکے ہونگے۔ شیطان ان سے کہے گا۔

إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ۔ (ابراہیم۔۲۲)

اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں ——— یہاں بھی اس نے لوگوں کو تباہی کے گھاٹ پر پہنچایا اور ان سے بری ہوگیا۔

## شیطان کے غلام، مومنوں کے دشمن

لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ رحمٰن کے دوست۔ شیطان کے دوست۔ شیطان کے دوستوں میں تمام منکرین حق شامل ہیں۔ خواہ وہ کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں۔

إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ (الاعراف۔۲۷)

شیاطین ان لوگوں کو بیگار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ تاکہ وہ شکوک و شبہات کے ذریعہ مومنوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں۔

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ۔ (الانعام۔۱۲۲)

شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک و اعتراضات القا کرتے ہیں۔ تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کرلی تو یقیناً تم مشرک ہو۔ مستشرقین، اہل صلیب، یہود اور ملحدین آئے دن جو شکوک و اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ وہ اسی قبیل سے ہیں۔

شیطان اپنے دوستوں کو اس بات پر بھی آمادہ کرتا ہے کہ وہ مومنوں کو ذہنی طور پر پریشان کریں۔

إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا۔ (المجادلہ۔۱۰)

کانا پھوسی تو ایک شیطانی کام ہے، اور وہ اس لئے کی جاتی ہے کہ ایمان لانے والے لوگ اس سے رنجیدہ ہوں۔

چنانچہ جب کبھی مشرکین کے قریب مسلمان کھڑے رہتے۔ شیطان مشرکوں کو آپس میں کانا پھوسی کرنے پر آمادہ کرتا۔ تاکہ مسلمان شخص یہ سمجھے کہ وہ لوگ اس کے ہی خلاف سازش و مشورہ کررہے ہیں۔

بلکہ شیطان اپنے ساتھیوں کو مسلمانوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے تک پر آمادہ و مجبور کرتا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا۔ (النساء۔۷۶)



ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر طاغوت کی راہ میں، پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کی چالیں نہایت کمزور ہیں۔

شیطان، مومنوں کو ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے ڈرانے کی کوشش کرتا ہے۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔ (آل عمران۔۱۷۵)

(اب تمہیں معلوم ہوگیا کہ) وہ دراصل شیطان تھا۔ جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا۔ لہٰذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا، اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔

شیطان کے دوستوں کی جمعیت بہت بڑی ہے۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (سبا۔۲۰)

——— ان کے معاملے میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا۔ اور انہوں نے اسی کی پیروی کی بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھا۔

## انسان کو گمراہ کرنے کیلئے شیطان کے ہتھکنڈے

شیطان انسان کے پاس آکر یہ نہیں کہتا کہ ان اچھے کاموں کو چھوڑ دو اور یہ بُرے کام کرو۔ تاکہ دنیا و آخرت دونوں جگہ تم برباد ہوجاؤ۔ اگر وہ ایسا کرے تو کوئی بھی اس کی بات نہ مانے۔ اس کے بجائے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے دوسرے بہت سے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے۔

## ۱۔ باطل کی تزئین

لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے شیطان اسی ہتھکنڈے کو استعمال کرتا رہا ہے اور آئندہ کرتا رہے گا، وہ باطل کو حق اور حق کو باطل کی شکل میں پیش کرتا ہے اور انسان کی نگاہ میں باطل کو اتنا حسین اور حق کو اس قدر بدنما دکھاتا ہے کہ وہ منکر کے ارتکاب اور حق سے اعراض کرنے پر مجبور ہوجائے۔ جیسا کہ ابلیس ملعون نے رب العزت سے کہا تھا۔

رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ۔ (الحجر۔۳۹۔۴۰)

وہ بولا۔ میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا۔ اسی طرح اب میں زمین میں ان کیلئے دل فریبیاں پیدا کرکے ان سب کو بہکادوں گا، سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کرلیا ہو۔

اس سلسلے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: شیطان کی ایک فریب کاری یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو مکر و فریب میں مبتلا کرنے کیلئے ہمیشہ اس کی عقل پر اپنا جادو جگاتا ہے۔ اس کی جادوگری سے وہی شخص بچ سکتا ہے جسے اللہ بچائے رکھے۔ انسان کیلئے جو چیز مضرت رساں ہو۔ شیطان اسے اتنی خوشنما بناکر پیش کرتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ مفید معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور جو چیز سب سے زیادہ نفع بخش ہو اسے اتنی بدنما دکھاتا ہے کہ وہ نقصان دہ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ اللہ شیطان نے اس فسوں کاری سے کتنے انسانوں کو بہکایا۔ دل و ایمان کے درمیان اس سے کتنی دیواریں کھڑی کیں! باطل کو رنگ و روغن کرکے کتنی حسین شکل میں نمایاں کیا اور حق کو مسخ کرکے اس کی کتنی بھدی صورت دکھائی۔ اس کے پرکھنے والوں کی نگاہوں میں کتنے کھوٹے سکے کھرے بتلائے! اہل بصیرت تک کو کتنے مکر و فریب دیئے! وہی تو ہے جس نے لوگوں کے دل و دماغ پر جادو کرکے انہیں مختلف مذاہب اور بیشمار راہوں پر ڈال دیا۔ انہیں گمراہی کا ہر راستہ دکھایا۔ تباہی کے ہر کھڈ میں گرایا۔ بتوں کی پرستش، رشتہ داروں سے ترک تعلق، ماں بہنوں سے شادی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کردینے کو اچھا بنایا۔ کفر و فسق اور عصیان نافرمانی کے باوجود اس نے لوگوں سے جنّت کا وعدہ کیا۔ اور ان کے لئے تعظیم کی عظیم شکل میں شرک کا چور دروازہ کھول دیا۔ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ علو و تکلم کو تنزیہ کا نام دیا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کے چھوڑنے کو لوگوں کے ساتھ یاری و خوش اخلاقی بنایا اور اللہ کے اس قول "عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ" (تم اپنی فکر کرو۔ مائدہ۔۱۰۵) پر عمل اور اللہ اور رسول کی سنّت سے اعراض کو تقلید کے سانچے میں پیش کیا۔ (اغاثۃ اللہفان ۱/۳۶)

آدم علیہ السّلام کو بہکانے کیلئے ابلیس نے اسی ہتھکنڈے کو استعمال کیا تھا۔ جس درخت کو اللہ نے ان کیلئے حرام کردیا تھا۔ شیطان نے اس کا پھل کھانے کو اچھا بتایا اور آدمؑ سے باصرار کہنے لگا یہ شجرۂ خلد ہے۔ اس کا پھل کھالو تو ہمیشہ ہمیشہ جنّت میں رہوگے۔ یا فرشتے بن جاؤ گے۔ آدمؑ نے اس کی بات مان لی۔ انجام کار انہیں جنّت سے نکلنا پڑا۔

آج شیطان نوازوں کو دیکھئے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے کس طرح اسی ہتھکنڈے کو استعمال کررہے ہیں۔

کمیونزم اور سوشلزم کو دیکھو۔ لوگ کہتے ہیں کہ انہی نظریات کے ذریعہ انسانیت کو حیرانی و پریشانی، تباہی و بدحالی سے نجات مل سکتی ہے۔ پھر ان تحریکوں کو دیکھو۔ جو عورت کو آزادی کے نام پر "خاتون خانہ" کی بجائے "محفل کی پری" بنانے پر تلی ہوئی ہیں اور آرٹ کے نام پر ان بیہودہ ڈراموں کو اسٹیج کرنے کی روادار و علمبردار ہیں۔ جنمیں عزّت و ناموس کو پیروں تلے روندا جاتا اور اخلاقی اقدار کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں۔

ان افکار پر بھی نظر ڈالو جو افزائش اور وافر نفع کے نام پر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کیلئے سودی بینکوں میں روپے جمع کروانے کے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ ان نظریات پر بھی غور کرو جن کے یہاں مذہب پر عمل دراصل قدامت پسندی دقیانوسیت اور ملّائیت ہے۔ اور مبلّغین اسلام مشرقی و مغربی ملکوں کے ایجنٹ۔

یہ سب شیطان کے اسی ہتھکنڈے کا تسلسل ہے جس کے ذریعہ اس نے بہت پہلے آدمؑ کو بہکایا تھا۔ یعنی باطل کو دیدہ زیب و دلفریب بنانا اور حق کے چہرے پر کالک لگاکر لوگوں کو اس سے متنفر کرنا۔

تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ۔ (النحل۔۶۳)

خدا کی قسم، اے نبی، تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم رسول بھیج چکے ہیں۔

(اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ) شیطان نے ان کے برے کرتوت انہیں خوشنما بنا کر دکھائے۔ یہ بڑا خطرناک حربہ ہے۔ اس لئے کہ اگر انسان کے سامنے کوئی غلط چیز مزین کر کے پیش کر دی جائے اور وہ اسے صحیح سمجھ بیٹھے تو جس چیز کو اس نے صحیح سمجھا ہے اس کے حصول کیلئے وہ پوری قوت سے کھڑا ہو جاتا ہے۔ خواہ اسے اس کی راہ میں اپنی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الکہف ۱۰۳، ۱۰۴)

اے نبی، ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں۔؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔

ایسے لوگ، انسانیت کو اللہ کے دین سے روکنے اور اللہ والوں سے جنگ کیلئے اٹھ جاتے ہیں اور اپنے آپ کو حق و ہدایت پر سمجھتے ہیں۔

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ۔ (الزخرف۔ ۳۷) ——— ایسے لوگ راہ راست سے روکتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ ہدایت پر ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اہل کفر دنیا کو ترجیح دیتے اور آخرت سے تغافل برتتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ۔ (حٰم السجدہ۔ ۲۵) ——— ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیئے تھے۔ جو انہیں آگے اور پیچھے ہر چیز خوشنما بنا کر دکھلاتے تھے۔

آیت میں "ساتھی" سے مراد شیاطین ہیں۔ انہوں نے لوگوں کے آگے یعنی دنیوی زندگی کو اتنی خوشنما بنا کر پیش کیا کہ وہ اس پر لٹو ہو گئے۔ اور انہیں آخرت کی تکذیب پر آمادہ کیا اور ایسے حسین انداز میں کیا کہ وہ لوگ حساب کتاب، جنت، جہنم ہر چیز کا انکار کر بیٹھے۔

## کالے دھندے گورے نام

شیطان کا انسان کو دھوکہ دینے اور باطل کو مزین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن حرام چیزوں میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے وہ ان کا خوبصورت سا نام رکھ دیتا ہے۔ تاکہ انسان مغالطے میں پڑ جائے۔ اور حقیقت چھپی رہے۔ جیسا کہ اس نے شجرۂ ممنوعہ کا نام شجرۂ خلد رکھا تھا۔ تاکہ آدم علیہ السّلام کیلئے اس کو خوشنما بنا کر پیش کرے۔

قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ (طٰہٰ۔ ۱۲۰)

شیطان نے کہا "آدم بتاؤں تمہیں وہ درخت جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "شیطان ہی سے اس کے گرگوں کو یہ ہنر وراثت میں ملا ہے کہ وہ حرام چیزوں کا ایسا نام رکھتے ہیں جس نام کی چیز کو انسان کا دل پسند کرتا ہے۔ جیسے شراب کو "اصل مزہ" جوئے کو "آرام کی روٹی" سود کو "لین دین" اور ظالمانہ ٹیکس کو "شاہی حقوق" کا نام دے دیا گیا ہے۔"

آج سود کو "انٹرسٹ" اور رقص و سرود، گانوں و ڈراموں اور تصویروں و مجسموں کو "آرٹ" بتایا جا رہا ہے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں ——— جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

## ۲۔ افراط و تفریط

اس سلسلے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم صادر کرتا ہے تو اس کے بارے میں شیطان کی دو خواہشیں ہوتی ہیں یا تو اس میں کمی و کوتاہی کی جائے یا زیادتی و غلو، اس کی بلا سے بندہ دونوں میں سے کوئی بھی غلطی کرے۔ شیطان انسان کے دل کے پاس آتا اور اسے سونگھتا ہے۔ اگر اس میں پست ہمتی، تن آسانی اور سہل پسندی کی صفت ہوتی ہے تو وہ اس دروازے سے انسان پر حملہ کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی حوصلہ شکنی کر کے فرائض کی انجام دہی سے روک دیتا ہے۔ اس پر تن آسانی اور آرام طلبی مسلط کر دیتا ہے۔ اور اس کیلئے تاویل و توجیہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب انسان تمام احکام سے کلی طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔

اگر انسان کے دل میں حقیقت پسندی، احتیاط اور جوش و ولولہ ہوتا ہے اور شیطان کو اس پر اس دروازے سے حملہ کرنے کی توقع نہیں رہتی تو وہ اُسے ضرورت سے زیادہ اجتہاد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس سے کہتا ہے۔ تمہارے لئے اتنا کافی نہیں۔ تم تو اس سے زیادہ کر سکتے ہو، تمہیں دوسروں سے زیادہ عمل کرنا چاہیئے۔ اگر وہ سوتے ہیں تو تمہیں سونا نہیں چاہیئے۔ وہ افطار کرتے ہیں تو تمہیں افطار نہیں کرنا چاہیئے۔ ان کو سستی لاحق ہوتی ہے تو تمہیں سستی نہیں لاحق ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی اپنا ہاتھ اور چہرہ تین تین مرتبہ دھوئے تو تمہیں سات سات مرتبہ دھونا چاہیئے۔ وہ نماز کیلئے وضو کرے تو تمہیں غسل کرنا چاہیئے۔ اور اسی طرح کے دوسرے کاموں میں افراط و ناجائز زیادتی کی ترغیب دیتا ہے۔ غرضیکہ اسے غلو، انتہا پسندی اور صراط مستقیم کے حدود سے آگے بڑھا دیتا ہے۔ جیسا کہ پہلے شخص کو صراط مستقیم تک پہنچنے نہیں دیتا اس سے پہلے ہی روک دیتا ہے۔ دونوں جگہ اس کا مقصد انسان کو صراط مستقیم سے دور رکھنا ہے۔ پہلی صورت میں انسان صراط مستقیم تک نہیں پہنچ پاتا اور دوسری صورت میں آگے نکل جاتا ہے۔ اکثر لوگ اس فتنہ کا شکار ہوئے۔ اس سے نجات کی صورت صرف اور صرف گہرے علم، مضبوط ایمان، شیطان کی مخالفت کی طاقت اور اعتدال کی راہ اپنانے میں ہے۔ واللہ المستعان۔ (الوابل الصیب ص۱۹)

## ۳۔ آج نہیں تو کل

شیطان انسان کو کام کرنے سے روکتا اور اسے سست اور آج کا کام کل کرنے کا عادی بنا دیتا ہے۔ اس کیلئے اس کے پاس مختلف طریقے اور حربے ہیں۔ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"جب کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کی گدّی پر تین گرہ لگاتا ہے۔ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے "رات لمبی ہے سو رہ" اگر آدمی بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ وضو کرتا ہے تو دوسری بھی کھل جاتی ہے۔ اور نماز پڑھتا ہے تو اس کی ساری گرہیں کھل جاتی ہیں۔ اور وہ چست، خوش دل اور تازہ دم ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس پر خباثت اور سستی طاری رہتی ہے۔"

بخاری اور مسلم میں ہے:

"اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو اُسے تین مرتبہ پانی سے ناک جھاڑنا چاہیئے۔ اس لئے کہ شیطان ناک کے بانسہ پر رات گزارتا ہے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو رات کو سوتا اور سورج چڑھنے پر بیدار ہوتا تھا، آپؐ نے فرمایا:

"ایسے شخص کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔"

اس کو بخاری نے روایت کیا۔

اوپر جو باتیں ذکر کی گئیں وہ شیطان کا انسان کو کسی کام سے روکنے کیلئے ذاتی فعل تھا۔ کبھی وہ وسوسہ پیدا کر کے انسان کو کسی کام سے روکنا چاہتا ہے۔ اس طرح کہ اس کو کاہل، سست اور آج کا کام کل پر ٹالنے کا عادی بنا کر رکھ دیتا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کتنے یہودیوں اور عیسائیوں کے دلوں میں اسلام کی محبت کا خیال آیا۔ لیکن شیطان ان کو روکتا اور کہتا رہا۔ جلدی مت کرو ابھی اور غور و فکر کر لو۔ اسی طرح ٹالتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کی موت کفر پر ہوئی۔ اسی طرح شیطان گنہگار کو توبہ سے روکتا ہے اس سے شہوانی اغراض کی تکمیل جلدی سے کرواتا ہے اور یہ امید دلاتا ہے کہ ابھی توبہ کر لیں گے۔ جیسا کہ کسی عربی شاعر نے کہا۔

لا تعجل الذنب لما تشتهي ——— وتأمل التوبة من قابل

(اس امید پر جلدی جلدی گناہ نہ کرو کہ توبہ قبول کرنے والے کے دربار میں توبہ کر لی جائے گی)۔

کتنے جد و جہد کا ارادہ رکھنے والے لوگوں کو شیطان نے کل پر ٹالا۔ کتنے مقام فضیلت پر پہنچنے والوں کی اس نے حوصلہ شکنی کی۔ کبھی کسی فقیہ نے اپنے درس کا اعادہ کرنا چاہا تو شیطان نے کہا۔ تھوڑی دیر آرام کر لو۔ یا کوئی عبادت گزار رات میں نماز کیلئے بیدار ہوا تو اس نے کہا ابھی تو بہت وقت ہے۔ شیطان اسی طرح انسان کو کاہل ٹال مٹول کرنے اور امیدوں پر جینے کا عادی بنا دیتا ہے۔

لہٰذا عقل مند کو چاہیئے کہ دور اندیشی سے کام لے۔ دور اندیشی یہ ہے کہ وقت پر کام کرے۔ ٹال مٹول چھوڑ دے۔ امیدوں پر جینے سے باز آئے۔ کیوں کہ یہی ہر کوتاہی اور بُرائی کے رجحان کی جڑ ہے۔ انسان ہمیشہ سوچتا ہے کہ وہ اب بُرائی چھوڑ دیگا اور اچھائی کی طرف واپس ہو جائے گا۔ لیکن یہ صرف دل کا بہلاوا ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جس شخص کو یہ امید ہو کہ وہ دن بھر چلتا رہے گا تو وہ سست رفتاری سے چلے گا۔ اور جس کو یہ امید ہو کہ وہ صبح تک زندہ رہے گا تو وہ رات میں بہت آہستہ کام کرے گا۔ لیکن جس شخص کے تصور میں موت سر پر کھڑی ہو وہ بہت سرگرمی اور لگن سے کام کرے گا۔

بعض سلف کہا کرتے تھے میں تمہیں لفظ "سوف" (یعنی عنقریب کر لوں گا) سے آگاہ کر دیتا ہوں کہ یہ ابلیس کی سب سے بڑی فوج ہے۔ دور اندیش اور کاہل دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی جماعت سفر میں ہو اور کسی بستی میں قیام کرے۔ اب دور اندیش گیا اور اس نے اپنے سفر کی تمام ضروریات پوری کر لیں اور روانگی کیلئے تیار ہو کر بیٹھ گیا۔ اور کاہل نے یہ سوچا کہ بعد میں تیار ہو جاؤں گا۔ ممکن ہے یہاں ایک مہینہ تک قیام رہے۔ اسی وقت روانگی کا بگل بجا۔ اب کیا تھا۔ دور اندیش تو خوش تھا لیکن کاہل حیرت و پریشانی کے سمندر میں ڈوب گیا۔ دنیا کے اندر بھی لوگوں کی یہی مثال ہے۔ دنیا میں کچھ لوگ چست اور بیدار مغز ہوتے ہیں۔ جب موت کا فرشتہ آتا ہے تو انہیں شرمندگی نہیں ہوتی۔ اور کچھ لوگ کاہل اور ٹال مٹول کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو موت کے وقت ندامت کے کڑوے گھونٹ پینا پڑتے ہیں۔ (تلبیس ابلیس ص۴۵۸)

## ۴۔ جھوٹا وعدہ جھوٹی امید

شیطان لوگوں سے جھوٹے وعدے کرتا اور انہیں جھوٹی امیدیں دلاتا ہے۔ تاکہ ان کو گمراہی کے عمیق غار میں لے جا کر پھینک دے۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (النساء ۱۲۰)

وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے۔ مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں۔

کافر جب مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں تو شیطان ان سے قوت و مدد اور غلبہ و اقتدار کا وعدہ کرتا ہے۔ پھر ان کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ۔ (الانفال۔ ۴۸)

ذرا خیال کرو اس وقت کا جب شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے۔

شیطان سرمایہ داروں اور کافروں سے دنیوی زندگی کے بعد آخرت میں بھی دولت و ثروت ملنے کا وعدہ کرتا ہے۔ جس کے غرور میں ایک آدمی کہہ اٹھتا ہے۔

وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا۔ (الکہف ۳۶)

اگر (بفرض محال) مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس کے باغ باغیچے اور دھن دولت

کو ٹھکانے لگا دیتا ہے اور اس کی سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ مبتلائے مکر وفریب تھا۔

شیطان، انسان کو جھوٹی تمناؤں میں الجھا کر جن کا زندگی کے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ٹھوس اور نتیجہ خیز کوششوں سے روک دیتا اور اسے خوابوں کی دنیا میں جینے کا خوگر بنا دیتا ہے۔ انجام کار وہ کچھ بھی نہیں کر پاتا۔

## ۵۔ نسیان وغفلت

جس چیز میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہوتی ہے شیطان اس سے انسان کو غافل کر دیتا ہے جیسا کہ اس نے آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا کہ ان کے دل میں ایسے وسوسے ڈالتا رہا کہ وہ اللہ کے حکم سے غافل ہو گئے۔ اور شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھا لیا۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔ (طٰہٰ۔۱۱۵)

ہم نے اس سے پہلے آدمؑ کو ایک حکم دیا تھا۔ مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا۔

نیز حضرت موسیٰؑ کے خادم (یوشع بن نون) نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا۔

أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ۔ (الکہف۔ ۶۳)

آپ نے دیکھا! یہ کیا ہوا؟ جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے اس وقت مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں اس کا ذکر (آپ) سے کرنا بھول گیا)۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی تاکید کی تھی کہ آپ یا آپ کا کوئی ساتھی ایسی مجلسوں میں نہ بیٹھے جن میں اللہ کی آیتوں پر نکتہ چینی کی جا رہی ہو۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا کہ شیطان اُن کے ذہن سے اس حکم امتناعی کو بھلا دیتا اور وہ ایسی مجلسوں میں بیٹھ جاتے۔

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ (الانعام۔ ۶۸)

اور اے نبی جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیات پر نکتہ چینیاں کر رہے ہیں تو ان کے پاس سے ہٹ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں بھلاوے میں ڈال دے تو جس وقت تمہیں اس غلطی کا احساس ہو جائے۔ اس کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔

اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام نے اس قیدی سے جس کے بارے میں اُن کا خیال تھا کہ اسے قتل کی سزا نہیں ہوگی۔ اور وہ رہا ہو کر شاہِ مصر کی خدمت میں نوکر جائے گا۔ اس سے یہ درخواست کی تھی کہ جب وہ بادشاہ کے پاس جائے تو اس سے ان کا تذکرہ کرے۔ مگر شیطان نے اس شخص کے ذہن سے بادشاہ کے سامنے یوسف علیہ السلام کے تذکرے کی بات بھلا دی تھی۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کو کئی برس جیل میں رہنا پڑا۔

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ۔ (یوسف۔ ۴۲)

پھر ان میں سے جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا۔ اس سے یوسفؑ نے کہا کہ "اپنے رب (شاہِ مصر) سے میرا ذکر کرنا مگر شیطان نے اسے ایسا غفلت میں ڈالا کہ وہ اپنے رب (شاہِ مصر) سے اس کا ذکر کرنا بھول گیا۔ اور یوسفؑ کو کئی سال قید خانے میں رہنا پڑا۔

انسان پر پوری طرح حاوی ہو جانے کے بعد شیطان اسے اللہ تعالیٰ سے کلی طور پر غافل کر دیتا ہے۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔ (المجادلہ۔ ۱۹)

شیطان ان پر مسلط ہو چکا ہے اور اس نے خدا کی یاد ان کے دل سے بھلا دی ہے۔ وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں، خبردار رہو، شیطان کی پارٹی والے ہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔

آیت میں جن لوگوں کا تذکرہ ہے۔ ان سے منافقین مراد ہیں جیسا کہ اس سے پہلے والی آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کو یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس کا ذکر کیا جائے۔ کیوں کہ اس سے شیطان دور رہتا ہے۔

وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ۔ (الکہف۔ ۲۴)

بھول جاؤ تو فوراً اپنے رب کو یاد کرو۔



## ۶۔ فوج کا خوف

شیطان کا ایک ہتھکنڈا یہ ہے کہ وہ مومنوں کو اپنی فوج سے خوفزدہ رکھنا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ اس کی فوج کے خلاف جہاد کر سکیں اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مشن سے باز آجائیں۔ اہل ایمان کے حق میں شیطان کی یہ سب سے بڑی شاطرانہ چال ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کی اس چال سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔ (آل عمران۔ ۱۷۵)

اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا۔ جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا۔ لہٰذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا ــــــ اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔

اپنے دوستوں سے ڈرانے کا مطلب۔ بقول قتادہ۔ یہ ہے کہ "وہ تمہارے دلوں میں ان کی ہیبت بٹھانا چاہتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے یہ کہا کہ اگر تم مومن ہو تو ان سے نہیں مجھ سے ڈرو، بندہ کا ایمان جتنا مضبوط ہوتا ہے اس کا دل شیطان کے دوستوں کے خوف سے اتنا ہی خالی ہوتا ہے اگر اس کا ایمان کمزور ہو تو وہ ان سے خوفزدہ رہتا ہے۔

## ۷۔ نفس پر قبضہ

نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہے۔ شیطان اسی دروازے سے



نفس پر قبضہ کرتا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "اغاثۃ اللہفان" جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ میں اس موضوع پر لکھتے ہیں کہ "شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی ملاقات نفس سے ہوتی ہے۔ شیطان نفس سے معلوم کرتا ہے کہ اسے کونسی چیز محبوب ہے۔ جب اس کو نفس کی کمزوری معلوم ہو جاتی ہے تو وہ انسان کو گمراہ کرنے کیلئے اس کمزوری سے مدد لیتا ہے اور انسان پر اس دروازہ سے قابض ہو جاتا ہے۔ شیطان اپنے انسان دوستوں اور ساتھیوں کو بھی یہ سبق سکھا دیتا ہے کہ اگر انہیں اپنے ساتھیوں سے کوئی فاسد مقصد و مفاد حاصل کرنا ہو تو ان پر اسی دروازے سے قبضہ کیا جائے جو ان کے نزدیک محبوب ہو۔ کیونکہ اس دروازے سے جانے والا اپنے مقصد میں ناکام نہیں ہو سکتا، جو شخص دوسرے دروازے سے جائے گا۔ اس کے لئے وہ دروازہ بند ہوگا۔ وہ منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔"

شیطان اسی دروازے سے آدمؑ اور حوّا کے پاس پہنچا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ۔ (الاعراف۔ ۲۰)

اس نے ان سے کہا "تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ۔ یا تمہیں ہمیشگی کی زندگی نہ حاصل ہو جائے۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ: "اللہ کے دشمن ابلیس نے آدم وحوّا کو سونگھا تو اسے محسوس ہوا کہ دونوں کو جنت سے انسیت ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت کی ابدی نعمتوں سے بہرہ ور رہنا چاہتے ہیں۔ شیطان سمجھ گیا کہ آدم وحوا پر تسلط حاصل کرنے کا یہی ایک دروازہ ہے اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے۔ پھر ان سے کہنے لگا۔

مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ۔ (الاعراف۔ ۲۰)

تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔

## ۸۔ شکوک وشبہات کا القا

بندوں کو گمراہ کرنے کا ایک شیطانی ہتھکنڈا یہ ہے کہ وہ شکوک وشبہات پیدا کر کے عقیدہ کو متزلزل کرنا چاہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کی طرف سے القا ہونے والے بعض شبہات سے آگاہ بھی کیا ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے۔

> تم میں سے بعض آدمیوں کے پاس شیطان آکر کہتا ہے: فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ پوچھتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب بات یہاں تک پہنچ جائے تو آدمی کو اللہ کی پناہ مانگنا چاہیئے۔ اور وہیں رک جانا چاہیے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی شیطان کی فتنہ سامانی سے نہ بچ سکے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شیطانی خیالات اور وہ جن شیطانی خیالات کا شکار ہو گئے تھے۔ اس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔

بعض صحابہ نے اپنے دل میں پیدا ہونے والے شیطانی خیالات کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ:

> "کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا: ہمارے دل میں ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں جن کو زبان پر لانا بھی ہم میں سے کسی کو گوارا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا حقیقت میں تمہارے دلوں میں ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: یہی خالص ایمان ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "یہی خالص ایمان ہے" کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے وسوسے کو دفع کرنا، اس سے نفرت کرنا اور اس کو بُرا سمجھنا ہی خالص ایمان کی نشانی ہے۔

صحابۂ کرامؓ شیطانی خیالات کا جس شدت سے شکار تھے۔ اس کو ملاحظہ کیجئے سنن ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

> "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میں اپنے آپ ایسی باتیں کرتا ہوں جن کو زبان پر لانے سے بہتر ہے کہ جل کر بھسم ہو جاؤں، آپؐ نے فرمایا: شکر اس خدا کا جس نے اس کے معاملہ کو وسوسے کی طرف لوٹا دیا۔"

شیطان دلوں میں جو شکوک القا کرتا ہے۔ ان میں سے یہ چیز بھی ہے جس کے متعلق اللہ نے اس آیت میں فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ۔ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ (الحج۔ ۵۲۔۵۴)

اور اے نبی! تم سے پہلے ہم نے نہ کوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی (جس کے ساتھ یہ معاملہ نہ پیش آیا ہو کہ) جب اس نے تمنا کی، شیطان نے اس کی تمنا میں القا کر دیا اس طرح جو کچھ بھی شیطان القا کرتا ہے اللہ اس کو ختم کر دیتا ہے اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے، اللہ علیم اور حکیم ہے (وہ اس لئے ایسا ہونے دیتا ہے) تاکہ شیطان کی ڈالی ہوئی خرابی کو فتنہ بنا دے۔ ان لوگوں کیلئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔ بیشک ظالم لوگ عناد میں بہت دور نکل گئے ہیں اور جن لوگوں کو علم عطا کیا گیا وہ جان لیں کہ یہ حق ہے۔ تیرے رب کی طرف سے اور وہ اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کے آگے جھک جائیں۔ یقیناً اللہ ایمان لانے والوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

یہاں تمنا کرنے سے مراد اپنے آپ سے بات کرنا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ سے بات کرتے۔ شیطان از روئے فریب آپ کی بات میں القا کر دیتا اور کہتا: آپ کو اللہ سے حصے سے زیادہ مانگنا چاہئے۔ تاکہ مسلمانوں میں فراغت اور خوشحالی عام ہو یا یہ تمنا کرنی چاہئے کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا میں شیطان جو وسوسہ اور القا کرتا اللہ تعالیٰ اس کو ختم کر دیتا، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق بات سے آگاہ کر کے اللہ کی مراد و منشا کی رہنمائی فرما دیتا۔ جو یہ کہا گیا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان، قرآن میں ایسی چیزیں شامل کر دیتا ہے جن کا تعلق قرآن سے نہیں تو یہ بعید و ناممکن ہے۔ اس کی تردید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن کو پہنچانے کے معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر تحریف سے معصوم و محفوظ ہیں۔

ایک بلند پایہ عالم شقیق، انسان کے دل میں پیدا ہونے والے کچھ شیطانی خیالات و شکوک کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں: "ہر صبح کو شیطان چار جگہوں پر میری گھات میں بیٹھ جاتا ہے، آگے پیچھے، دائیں اور بائیں۔ آگے سے آکر کہتا ہے: فکر مت کرو اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (طٰہٰ:۸۲)

میں اس شخص کو بخشتا ہوں جو توبہ کرے ایمان لائے اور عمل صالح کرے پھر سیدھا چلتا رہے۔

اور پیچھے سے آکر اہل وعیال کی بربادی سے ڈراتا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ (ھود:۶)

زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔

دائیں جانب سے عورتوں کو پیش کرتا ہے تو میں یہ آیت تلاوت کرتا ہوں۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ (الاعراف:۱۲۸)

آخرت کی کامیابی پرہیزگاروں کیلئے ہے۔

اور بائیں جانب سے نفسانی خواہشات کو پیش کرتا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں۔

وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ۔ (سبا:۵۴)

اس وقت (بروز قیامت) جس چیز کی یہ تمنا کر رہے ہوں گے اس سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

## ۹-۱۰۔ شراب، جُوا، بُت پرستی اور فال نکالنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (المائدہ:۹۰،۹۱)

شراب خوری اور جوئے بازی اور بت پرستی اور تیر (یعنی تیروں سے تقسیم کا کرنا) شیطانی کام ہیں۔ پس تم ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب خوری اور قمار بازی کی وجہ سے تم میں باہمی عداوت اور بغض ڈالے اور یاد الٰہی اور نماز سے تم کو غافل کر دے، تو کیا (اس دشمن کے فریب سے اطلاع پا کر بھی) تم باز نہ آؤ گے

"خمر" ہر نشہ آور چیز کو کہتے۔ "مَیْسِر" سے مراد جوے بازی ہے۔ "الانصاب" کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی اللہ کے سوا پرستش کی جائے خواہ وہ پتھر ہو یا درخت بت ہو یا قبر یا کوئی جھنڈا۔

"ازلام" بے پر کے تیر ہوتے ہیں جن سے زمانہ جاہلیت میں لوگ کاموں کو تقسیم کرتے یعنی قسمت کی باتیں کرتے تھے۔

یہ تیر کبھی بے پر کے ہوتے تھے اور کبھی پردار اور کبھی فال نکالنے کیلئے کنکریاں استعمال کی جاتی تھیں۔ ایک تیر یا کنکری پر لکھا ہوتا تھا "میرے رب کا حکم ہے"۔ اور دوسری پر لکھا ہوتا: "میرے رب کا حکم نہیں" جب کوئی شخص شادی یا سفر یا دوسرا اہم کام کرنا چاہتا تو تیر یا کنکری کی تھیلی میں ہاتھ ڈالتا۔ اگر اجازت والا تیر یا کنکری نکلتی تو کام کرتا۔ اور دوسری نکلتی تو نہیں کرتا۔

شیطان لوگوں کو ان چاروں چیزوں پر آمادہ کرتا ہے۔ کیوں کہ یہ چیزیں خود تو گمراہی ہیں ہی اس کے ساتھ وہ مضر نتائج اور بُرے اثرات کا سبب بھی بنتی ہیں۔ شراب، شرابی کی عقل کو کھا جاتی ہے جب اس کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے تو وہ تباہ کن اور حرام چیزوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، اللہ کی اطاعت چھوڑ دیتا ہے اور لوگوں کو پریشان کرتا ہے۔



تفسیر ابن کثیر میں عثمان بن عفان سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شراب سے بچو۔ کیوں کہ وہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔ پچھلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جو لوگوں سے دور رہ کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا، ایک غلط عورت اس پر فریفتہ ہو گئی، عورت نے اس کے پاس اپنی لونڈی بھیجی اور گواہی کے بہانے سے اس کو اپنے گھر بلایا۔ وہ آدمی لونڈی کے ساتھ آیا، جب وہ ایک دروازے میں داخل ہوتا لونڈی دروازہ بند کر لیتی یہاں تک کہ وہ ایک خوبصورت عورت کے کمرے میں پہنچا جس کے پاس ایک بچہ اور شراب کا ایک جام رکھا ہوا تھا۔ عورت نے کہا: میں نے بخدا تم کو گواہی کیلئے نہیں بلایا ہے۔ بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ تم میرے ساتھ بدکاری کر دیا اس بچے کو قتل کر دیا شراب پیو۔ عورت نے اس کو شراب پلادی۔ اس نے کہا: اور پلاؤ، پھر اس نے عورت کے ساتھ بدکاری کی اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ شراب اور ایمان کبھی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے یا تو شراب ہوگی یا ایمان۔

اس کو بیہقی نے روایت کیا۔ ابن کثیر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

صحیح مسلم اور سنن کی کتابوں میں مروی ہے کہ ایک انصاری صحابی نے کچھ صحابہ کی دعوت کی پھر ان کو شراب پلائی۔ یہ شراب کی حرمت سے پہلے کی بات ہے، جب ان لوگوں کو نشہ آیا تو آپس میں فخر کرنے لگے۔ بات ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو اس میں نقصان اٹھانا پڑا۔ ایک آدمی نے ان کو اونٹ کا جبڑا پھینک کر مارا تو ناک زخمی ہو گئی جس کا نشان زندگی بھر نہیں مٹ سکا۔ اسی طرح ایک صحابی



حرمت شراب سے پہلے نشہ کی حالت میں نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھے، اور یہ آیت اس طرح تلاوت کی: قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ، اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ یعنی لَآ اَعْبُدُ کی بجائے "اَعْبُدُ" کہا، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء:۴۳)

جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، نماز اس وقت پڑھنی چاہئے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔

ہم نے بوڑھے خرانٹ کو دیکھا ہے جب وہ شراب پیتا ہے تو پاگلوں کی سی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ بڑے چھوٹے سب اس پر قہقہے لگاتے ہیں۔ وہ بیچ راستہ میں سو جاتا ہے اور تمام لوگ اس کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں۔

جوا شراب کی طرح خطرناک بیماری ہے اگر وہ انسان کے نفس میں جڑ پکڑ لے تو اس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے، پھر اس میں وقت اور دولت کی بربادی بھی ہے، اس سے عداوت و دشمنی جنم لیتی ہے اور انسان حرام خوری کی راہ پر لگ جاتا ہے۔

شیطان مجسمے اور آستانے تعمیر کرواتا ہے۔ تاکہ بعد میں اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی جانے لگے۔ مجسمہ اور آستانہ پرستی قدیم اور جدید ہر زمانے میں عام رہی ہے، شیطان ان مجسموں اور آستانوں کے پاس ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ کبھی آستانہ پرستوں سے بات بھی کرتے ہیں اور ان کو ایسی چیزیں دکھلاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کا یقین اور بڑھ جاتا ہے پھر وہ ضرورت کے وقت وہیں آتے ہیں، مصیبت میں اسی کو پکارتے ہیں، لڑائی جھگڑوں میں اسی سے مدد چاہتے ہیں، اس کے آگے نذرانے گزارتے ہیں قربانی دیتے ہیں۔ وہاں پر رقص و سرود کی محفلیں جمتی ہیں۔ میلے ٹھیلے لگتے ہیں۔ شیطان نے اس ہتھکنڈے کے ذریعہ بے شمار لوگوں کو گمراہ کیا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کرتے وقت کہا تھا۔

وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ۔ (ابراہیم:۳۵،۳۶)

اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔ پروردگار! ان بتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا ہے۔

مسلمانوں میں قبر پرستی کی لعنت ہمیشہ رہی ہے۔ وہ قبروں پر دعا کرنے اور نذر و نیاز چڑھانے جاتے ہیں۔ اور آج تو ایک نئی بدعت عام ہو گئی ہے جس سے شیطان بھی انسانوں پر ہنس رہا ہے۔ وہ یہ کہ کسی نامعلوم فوجی یا سپاہی کا مجسمہ نصب کر دیا جاتا ہے اور یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ مجاہد سپاہی کا میموریل ہے، اس کے سامنے تحفے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کی گردن میں پھول کی مالا پہنائی جاتی ہے جب کوئی لیڈر ملک کا دورہ کرتا ہے تو وہ بھی اس مجسمہ پر حاضری دے کر اس کے سامنے ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہے، یہ سب بت پرستی ہے جو شیطانی کام ہے۔

## فال نکالنا

مستقبل کی باتیں اللہ کا سربستہ راز اور اس کا مخفی علم ہے۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی، سفر یا دوسرے کاموں کیلئے ہمارے واسطے استخارہ کی نماز مشروع فرمائی۔ تاکہ ہم اللہ سے اپنے لئے اچھی چیز کی درخواست کریں۔

شریعت نے تیروں کے ذریعہ فال نکالنے کو غلط قرار دیا ہے۔ کیوں کہ تیر یا دوسری چیزیں نہیں جانتیں کہ خیر اور اچھائی کس جگہ ہے۔ لہٰذا ان چیزوں سے مشورہ لینا عقل کی خرابی اور سراسر جہالت ہے، اسی لئے فال نکالنے کیلئے پرندوں کو اڑانا بھی ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی سفر کرنا چاہتا تو گھر سے نکلنے کے بعد پرندے کو اُڑاتا تھا اگر وہ داہنی جانب اُڑتا تو اس سفر کو مبارک سمجھا جاتا اور بائیں جانب اڑتا تو منحوس۔ یہ سب گمراہی کی بات ہے۔

## ۱۱۔ جادوگری

شیطان، انسانوں کو جادوگری کے ذریعہ بھی گمراہ کرتا ہے، وہ لوگوں کو جادو سکھاتا ہے جس میں سوائے نقصان کے فائدہ نہیں، اس کے ذریعہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی پیدا کی جاتی ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرنے کو شیطان اپنی فوج کا اہم کارنامہ سمجھتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَکْفُرْ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ (البقرہ:۱۰۲)

سلیمان نے کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی، حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ "دیکھو ہم محض ایک آزمائش ہیں۔ تو کفر میں مبتلا نہ ہو، پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ ظاہر تھا کہ اذن الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کیلئے نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ تھی، اور انہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا اس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کتنی بُری متاع تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا۔ کاش انہیں معلوم ہوتا۔

## جادو کی حقیقت؟

جادو کی حقیقت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض تخیل ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی۔ (طٰہٰ:۶۶)

یکایک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے موسیٰ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

اور کچھ کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت سے پتہ چلتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ جادو کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو محض تخیل ہے اور جس

کا دارو مدار شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی پر ہے۔ دوسری وہ جو حقیقت میں جادو ہے۔ اس کے ذریعہ شوہر اور بیوی میں جدائی ڈالی جاتی اور لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہود کی جادوگری

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ: بنو زریق کے لبید بن اعصم نامی ایک یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا آپؐ کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کچھ کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کچھ نہیں کرتے تھے۔ ایک دن کی بات ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے کئی مرتبہ دعا کی پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ میں نے اللہ سے جس معاملے میں دعا کی تھی اس نے میری دعا کو قبول کر لیا؟ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پائینتی۔ سرہانے والے نے پائینتی والے سے یا پائینتی والے نے سرہانے والے سے کہا: اس شخص کو کونسی بیماری ہے۔؟ دوسرے نے کہا اس پر جادو کا اثر ہے۔ اس نے کہا: اس پر کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا: کس چیز میں۔؟ دوسرے نے کہا: کنگھی کے بالوں اور کھجور کے کھوکھلے شگوفے میں۔ اس نے کہا، یہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: ذی اروان کے کنوئیں میں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کچھ ساتھیوں کو لیکر اس کنوئیں کے پاس گئے (اور اس کو دیکھا) پھر آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ! اس کنوئیں کا پانی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں مہندی آمیزہ ہو اس کا کھجور کا درخت ایسا لگتا تھا گویا شیطانوں کے سر ہوں۔ عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا: آپ نے اس کو (بال اور کھجور کا شگوفہ جس میں جادو کیا گیا تھا) کیوں نہیں جلا ڈالا؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، مجھے تو اللہ نے شفا دیدی میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ لوگوں کو فتنے میں مبتلا کر دوں، اس لئے اس کو دفن کروا دیا۔ (بروایت بخاری و مسلم)

اس واقعہ سے یہ کہا جا سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ جادو کے اثر سے آپکی نبوت و رسالت میں بھی التباس پیدا ہوا ہو۔ کیوں کہ جادو کا اثر آپؐ کے جسم اطہر سے تجاوز کر کے دل و دماغ تک نہیں پہنچ سکا تھا۔ دوسری بیماریوں کی طرح یہ بھی ایک بیماری تھی جو آپ کو لگ گئی تھی، تشریع کو اللہ نے اس سے محفوظ رکھا تھا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ (الحجر: ۹)

ہم نے ذکر (قرآن و شریعت) کو نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

## ۱۲۔ انسان کی کمزوری

انسان کے اندر کمزوری کے بہت سے پہلو ہیں۔ جو حقیقت میں بیماریاں ہیں۔ شیطان ان بیماریوں پر گہری نظر رکھتا ہے۔ بلکہ انسان کے نفس تک پہنچنے کیلئے یہی بیماریاں شیطان کیلئے دروازہ ثابت ہوتی ہیں۔ چند بیماریاں یہ ہیں: کمزوری، ناامیدی، مایوسی، اتراہٹ، خوشی، غرور، فخر، ظلم، زیادتی، ناحق انکار، ناشکری، جلد بازی، اوچھا پن، حماقت، بخل، لالچ، حرص، لڑائی جھگڑا، شک شبہ، جہالت، غفلت، دھوکہ بازی، جھوٹا دعویٰ، گھبراہٹ، بے صبری، کنجوسی، تمرد، سرکشی، عہد شکنی، زر پرستی اور دنیا داری۔ اسلام نفس کی اصلاح اور اس کی بیماریوں سے نجات دلوانا چاہتا ہے۔ یہ کام زبردست جد وجہد کا طالب ہے، اس میں راستے کی دشواریوں کو انگیز کرنے کی ضرورت ہے۔ خواہشات کی اتباع اور نفس امارہ کی پیروی بہت آسان کام ہے۔ پہلے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک چٹان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا رہا ہو اور دوسرے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو چٹان کو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے کی طرف ڈھکیلے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان کی بات ماننے والوں کی ہمیشہ اکثریت رہی اور مبلغین حق کو دعوت و تبلیغ کے میدان میں بہت دشواریاں اٹھانی پڑیں۔

ذیل میں سلف کے کچھ اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ شیطان کس طرح انسان کے کمزور پہلوؤں کا استحصال کرتا ہے۔

معتمر بن سلیمان اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا:

"مجھے بتایا گیا کہ وسوسے ڈالنے والا شیطان خوشی اور غم کے وقت انسان کے دل میں تیزی کے ساتھ ابھرتا ہے، اگر انسان اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔" (تفسیر ابن کثیر ۴/۲۲۳)

وہب بن منبہ کہتے ہیں:

"ایک راہب کو شیطان نظر آیا تو اس نے اس سے پوچھا انسان کی کس عادت سے تمہیں سب سے زیادہ مدد ملتی ہے۔؟ شیطان نے کہا۔ جوش سے، انسان جب جوش میں ہو تو ہم اُسے اسی طرح گھماتے ہیں جس طرح کھلاڑی گیند کو۔ (تلبیس ابلیس ص ۴۲)

علامہ ابن جوزیؒ نے ابن عمرؓ سے یہ بھی بیان کیا کہ: نوحؑ نے شیطان لعین سے پوچھا کہ وہ کن خصلتوں کی وجہ سے انسان کو تباہ کرتا ہے، شیطان نے کہا "حسد اور لالچ سے" دور جانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السّلام اور ان کے بھائیوں کو دیکھئے شیطان نے اُن کے ساتھ کیا کیا۔ اور تمام بھائیوں کے دلوں میں اپنے بھائی کے خلاف حسد کی آگ کیسے بھڑکائی۔ حضرت یوسفؑ نے کہا تھا:

وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي۔ (یوسف: ۱۰۰)

اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے لاکر مجھ سے ملایا، حالاں کہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال چکا تھا۔

## ۱۳۔ عورت اور دنیا سے محبّت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتا چکے ہیں کہ آپ کے بعد آدمیوں کیلئے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں، اسی لئے عورت کو چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے سوا پورے جسم کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور آدمیوں کو نظر نیچے رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی میں عورت کے ساتھ ملنے سے منع کیا اور بتایا کہ جب بھی کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملے گا۔ دونوں کے ساتھ تیسرا شخص شیطان ہوگا۔ سنن نسائی میں ہے کہ:





"عورت چھپائی جانیوالی چیز ہے اگر وہ گھر سے باہر نکلے تو شیطان اس کو اٹھا اٹھا کر دیکھتا ہے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے مطابق آج ہم اپنی آنکھوں سے عورتوں کی اکثریت کو نیم برہنہ سڑکوں پر چلتے ہوئے دیکھ رہے ہیں ـــــ مشرق و مغرب میں ایسے ادارے قائم ہیں جہاں ننگی تصویروں، فحش ناولوں، اور بدکاری کو پیش کر کے لوگوں کو اس کی دعوت دینے والی بلیو فلموں کے ذریعے بے حیائی اور آوارگی کو فروغ دینے کیلئے عورتوں اور مردوں کی ایک زبردست فوج کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

دنیا پرستی ہر برائی کی جڑ ہے۔ خونریزی، عصمت دری، دوسروں کی دولت پر ڈاکہ ڈالنا تعلقات کو ختم کرنا یہ سب نتیجہ ہے دنیا کو حاصل کرنے اور چند روزہ عزت و شہرت کے لالچ کا۔

## ۱۴۔ گیت اور سنگیت

گیت اور سنگیت یہ دو ایسے ہتھکنڈے ہیں جن کے ذریعہ شیطان دلوں میں بگاڑ پیدا کرتا اور نفس کو تباہ کر دیتا ہے۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

دشمن خدا کا ایک حربہ جسکے ذریعہ اس نے کم علموں، اور نادانوں کو فریب دیا، جاہلوں اور باطل پرستوں کے دلوں کو شکار کیا، سیٹی بجانا تالی پیٹنا اور حرام گانا بجانا ہے، اسکے ذریعہ شیطان دلوں کو قرآن سے پھیر کر فسق و فجور کیطرف مائل کرتا ہے۔ یہ شیطان کا قرآن ہے، رحمٰن سے روکنے کیلئے دبیز پردہ ہے، لواطت اور زنا کاری کا منتر ہے، اس سے شیطان نے باطل پرور لوگوں کو دھوکہ دیا، انکی نگاہ ہو میں اسکو خوشنما بنا کر پیش کیا، اور اسکے حسن و جمال کو ثابت کرنے کیلئے انکے دلوں میں شک و شبہات کی وحی کی، انہوں نے شیطان کی وحی کو سر آنکھوں پر رکھا۔ اور قرآن کی تعلیم کو خیرباد کہہ دیا..." (اغاثۃ اللھفان ۱/۲۴۲)

تعجب خیز بات یہ ہے کہ کچھ عبادت کے دعوے دار گانے بجانے اور ناچنے تھرکنے کو عبادت کا طریقہ کہتے ہیں۔ یہ لوگ رحمانی سماع کو چھوڑ کر شیطانی سماع کے پاس جاتے ہیں۔ ابن قیمؒ نے (الاغاثۃ ۱/۲۵۶ میں) اس سماع کو کئی نام سے یاد کیا ہے۔ مثلاً لہو، لغو، باطل، جھوٹ، سیٹی تالی، زنا کاری کا منتر، شیطان کا قرآن، دلمیں نفاق کی جڑ، احمق آواز، بیہودہ آواز، شیطان کی آواز، شیطان کا باجا وغیرہ وغیرہ ـــــ علامہ نے گانے بجانے کی حرمت کو دراز نفسی سے بیان کیا ہے اگر آپ کو تفصیل مطلوب ہو تو ان کی کتاب کی طرف رجوع کیجئے۔

## ۱۵۔ شریعت کی پابندی میں سستی

مسلمان اپنے اسلام پر کاربند رہے تو شیطان اسکو گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ اس کے ساتھ کھلواڑ کر سکتا ہے۔ لیکن شریعت کے کسی معاملے میں ذرا سی سستی سے کام لیا تو شیطان کو موقع مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (البقرۃ: ۲۰۸) (اے مسلمانو! سب احکام کی فرمانبرداری کیا کرو اور (بعض کو کرنے اور بعض کو چھوڑنے میں) شیطان کے پیچھے مت چلو اس لئے کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

اسلام کے سب احکام کی فرمانبرداری سے ہی شیطان سے نجات مل سکتی ہے، مثلاً نمازیوں کی صفیں ایکدوسرے سے پیوست ہوں تو شیطان نمازیوں کے بیچ میں نہیں گھس سکتا۔ لیکن اگر صفوں میں کشادگی ہو تو وہ نمازیوں کی صفوں کے بیچ میں در آتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

"صفوں کو درست کرو، شیاطین "حذف" کے بچوں کیطرح تمہارے بیچ میں نہ گھس آئیں، لوگوں نے کہا: حذف کی اولاد کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یمن کی بغیر کان اور دم والی چھوٹی بھیڑیں (صحیح الجامع ۲/۳۴۳)

اس کو احمد اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

دوسری حدیث میں ہے،

"صفیں سیدھی کرو، ایکدوسرے سے جڑ کر کھڑے رہو، قسم اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہاری صفوں میں شیاطین کو خاکستری بکریوں کیطرح گھسے ہوئے دیکھتا ہوں۔" صحیح الجامع (۱/۳۴۳)

اس کو ابوداؤد طیالسی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

## شیطان کا انسان کے نفس تک پہنچنے کا راستہ

وسوسہ، شیطان انسان کے دل و دماغ تک ایسے ڈھنگ سے پہنچتا ہے کہ ہم سمجھ ہی نہیں سکتے، اسکو اس کام میں اپنی افتاد طبع سے بھی مدد ملتی ہے، اسی کو ہم وسوسہ کہتے ہیں، یہ بات ہمیں اللہ نے بتائی ہے اور شیطان کو "وسواس" کہا ہے: مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ۔ (الناس: ۴، ۵) (میں پناہ مانگتا ہوں) چھپ چھپ کر وسوسے ڈالنے والے کے شر سے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ـــــ ابن کثیرؒ "الوسواس الخناس" کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ: شیطان، ابن آدم کے دل پر سوار ہے۔ اگر وہ اللہ کے ذکر سے غافل رہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور اللہ کو یاد کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شیطان ابن آدم کے جسم میں خون کی طرح گردش کر رہا ہے۔"

اسی وسوسے سے اس نے آدم کو بہکا کر شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھلایا تھا۔

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ۔

پھر بھی (باوجود اس تنبیہ و اعلان کے) شیطان نے اسکو بہکا دیا، کہا اے آدم میں تجھ کو ایک سدا بہار درخت اور دائمی ملک کا پتہ نہ دوں (کہ اس کے کھانے سے اسی جگہ ہمیشہ رہنے لگ جائے)۔

شیاطین کبھی انسانوں کا بہروپ بھرتے ہیں۔ کبھی انسان سے بات کرتے ہیں۔ اور اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام بھی لیتے ہیں۔

دمشق کی جامع مسجد میں جھٹپٹے کا منظر تھا۔ مغرب کی نماز ابھی ختم ہی ہوئی تھی۔ میں ایک ستون سے ٹیک لگائے ذکر میں مصروف تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ حیرت بھری نظروں سے در و دیوار کو دیکھتا ہے۔ اس کے انداز سے یہ لگتا ہے کہ یہ جگہ اس کے لئے نئی نئی ہو اور وہ اس ماحول سے کچھ زیادہ مانوس نہ ہو۔ اس کی شکل و صورت اور لباس سے بھی ایسا لگتا تھا جیسے وہ کوئی اجنبی ہو لیکن مقامی انداز اختیار کر کے شامی لباس میں اپنی شناخت کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی پریشان حال مسافر ہو جو کسی مدد کا طالب ہو۔ خود اس کے چہرے پر ایک قسم کی دحشت نمایاں تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ اس شخص کی مدد کی جائے۔ میں اس کی طرف بڑھا اور انتہائی مہربان لہجے میں اس سے یہ پوچھنے کی کوشش کی کہ وہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے اور یہ کہ آیا وہ کسی رہنمائی کا محتاج ہے۔ میری نرم کلامی نے آگے کی گفتگو کے لئے راہ ہموار کر دی۔ کہنے لگا

بس مجھے ایک مسافر سمجھو۔ اس عجیب و غریب عمارت، بلند مینارے اور خوبصورت گنبد کو دیکھ کر ایک لمحے کو خیال آیا کہ شاید یہ اس شہر کی کوئی اہم عمارت ہو۔ لہٰذا اس کے بارے میں مزید جاننے کا داعیہ پیدا ہوا۔ باہر لوگوں سے معلوم کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ عام جگہ نہیں ایک خدائے واحد کی عبادت کا مرکز ہے۔ یہ سوچ کر اچانک بے اختیار تجسس پیدا ہوا کہ جس خدائے واحد کی عبادت کا تذکرہ سنتے عمر گزری اس کے اتنے قریب پہنچ کر کیوں نہ اس کے بارے میں مزید معلومات کی جائے، سو اندر داخل ہو گیا لیکن اتنے بڑے خدا کی عبادت کا مرکز اپنے اندر اتنی سادگی لئے ہوئے ہو گا یہ جان کر حیرت ہوئی۔

اس شخص کے حیرت انگیز جواب سن کر ایک لمحے کو میں نے سوچا کہ یہ شخص بھی دمشق آنے والے دوسرے بہت سے سیاحوں سے مختلف معلوم نہیں ہوتا۔ پھر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اس کی واقفیت اتنی کم کیوں ہے کہیں یہ تجاہل عارفانہ سے کام تو نہیں لے رہا ہے۔ پھر یہ سوچ کر کہ اگر کسی شخص کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں دلچسپی ہے تو اسے وافر معلومات فراہم کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔ میں نے بڑے احترام سے اس شخص کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ اور اس کے بارے میں مزید تفصیل جاننا چاہی۔ پہلے تو اس نے سارے سوالات کے جوابات مبہم دئے لیکن جب اسے اس بات کا احساس ہو تا گیا کہ اپنی صحیح شناخت بتائے بغیر اس کے لئے مجھ سے استفادہ کچھ آسان نہ ہو گا۔ اور اس احساس کے بعد کہ اس کا واسطہ ایک خوش اخلاق اور ہمدرد شخص سے ہے۔ اس نے اپنے بارے میں ایک ایسی بات کا انکشاف کیا کہ میں چند لمحے کے لئے سناٹے میں آگیا اور مجھے سخت وحشت ہوئی۔ گویا اب تک میں ایک جن سے ہمکلام تھا جو انسانی شکل و صورت میں میرے سامنے بیٹھا ہے۔ لیکن اس بات پر کیسے اعتبار کیا جائے۔ میں نے اپنے شک کا اظہار کیا پھر کیا دیکھتا ہوں کہ پہلو میں بیٹھا شخص اچانک کافور ہو گیا۔ اب مجھے اس شخص سے وحشت معلوم ہوئی اور اب میں پہلے سے کہیں زیادہ حضورِ قلب کے ساتھ اذکار میں مصروف ہو گیا۔

ابھی میں ان ہی خیال میں محو تھا اور زبان ذکر سے تر تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص دوبارہ میرے پہلو میں براجمان ہے۔ کہنے لگا اب شاید تمہیں یقین آگیا ہو کہ میں دنیائے جن کا ایک باشندہ ہوں۔ اور یہ کہ اس عمارت اور اس مذہب کے بارے میں جاننے کی میری خواہش دراصل تلاش حق کا ایک حصہ ہے۔

بچپن سے میں نے جنوں کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔ محلے پڑوس میں کسی شخص کے اوپر جن کا آنا اور شریر جنوں کے شر سے نجات دلانے والے مخصوص وضع قطع کے لوگوں سے بھی واقف تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں ان واقعات کو قصے کہانیاں سمجھتا تھا اور میری نظر میں جنوں کے قصے، بھوت پریت اور کوہ قاف کی پریوں سے زیادہ کچھ حقیقت نہ رکھتے تھے گوکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے قلبی طور پر یہ تسلیم کرتا تھا کہ جنوں کا وجود برحق ہے کہ اس کا تذکرہ واضح الفاظ میں قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود عقلی طور پر میں نے اس مسئلہ پر سنجیدگی سے کبھی غور نہیں کیا حالانکہ علوم اسلام کے مطالعے کے دوران بار بار شیاطین اور جن کے تذکروں سے سابقہ پڑتا رہا لیکن نہ جانے کیوں میں ان امور پر رکنے اور غور کرنے کے بجائے سرسری گزر جاتا تھا۔ اب جو اچانک ایک ایسے شخص سے سابقہ پیش آیا جو خود کو جنوں کی قوم سے متعلق بتاتا تھا۔ اور جس کے ثبوت میں اس نے وہ تمام عملی اور نظری مظاہر پیش کردیئے جن کی صحت کتاب و سنت کے نزدیک بھی تسلیم شدہ ہے تو مجھے اچانک ایسا لگا کہ یہ شخص جس سے اب تک صرف خوف اور وحشت ہورہی تھی یہ ایک انتہائی دلچسپ شخص بھی ثابت ہوسکتا ہے اور اس کے ذریعہ بعض ان حقائق کا پتہ چل سکتا ہے جس تک ہم انسانوں کی رسائی مشکل ہے۔ پھر کیوں نہ اس شخص کو اپنی مہربانیوں اور لطف و کرم سے کچھ اس طرح گرفتار کرلیا جائے کہ یہ کم از کم میرے سوالوں کا تشفی بخش جواب دینے تک اچانک غائب نہ ہوجائے یہ سوچ کر میں نے اسے ایک کریم میزبان کی حیثیت سے ضیافت کی پیش کش کی، دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اسے اپنے غریب خانے کو بطور مہمان عزت بخشنے کی دعوت دی۔

جنوں اور انسانوں کی دنیا کے مستقبل میں ایک دوسرے کے قریب آجانے سے ہے۔ کہنے لگا نہیں بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ حیرت انگیز۔ میری سمجھ میں اس کے یہ اشارے کچھ آئے کچھ نہ آئے۔ گھر قریب آچکا تھا۔ میں نے کہا خیر چھوڑو ان باتوں کو اطمینان سے گفتگو کریں گے۔

تھوڑی دیر کی گفتگو اور تبادلہ خیال کے بعد مجھے اس جن سے اب کچھ ڈر لگنے لگا کہ وہ جس علمی انداز سے گفتگو کرتا تھا اور انسانی دنیا کے بڑے بڑے الٹ پھیر پر اس کی جتنی گہری نگاہ تھی اس

**یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ آقائے ابلیس سے میری بغاوت اور تخت عظیم سے میرا فرار تلاش حق کے لئے ہے بلکہ میرا بنیادی اختلاف بعض پالیسی امور سے شروع ہوا اور اچانک میرے ساتھ ایک خوش گوار حادثہ پیش آیا اور اس نے میرے فرار کی راہ کھول دی**

میرے اس لطف و کرم کے رویے نے بالآخر بہت جلد اسے ایک بے تکلف شخص میں تبدیل کردیا۔ میں نے اسے یہ بھی بتایا کہ میں یوں تو اس مسجد کا ایک معمولی خادم ہوں لیکن میری دلچسپی صحافت میں بھی ہے اور میں بعض بین الاقوامی اخبارات کے لئے کالم بھی لکھتا ہوں۔ پھر کیا ہی بہتر ہوگا کہ جنوں کی دنیا کی بعض اہم معلومات کو قارئین تک پہنچاؤں۔ میری اس پیش کش پر پہلے تو وہ ایک لمحے خاموش رہا پھر مسکرایا کہنے لگا محض معلومات نہیں بلکہ بعض ایسے انکشافات جن کا علم انسان تو کیا جنوں کی عظیم اکثریت کو بھی نہ ہوگا۔ میں نے پوچھا بھلا ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ کہنے لگا ہاں ایسا ہی ہوگا۔ لیکن پہلے تم مجھے بعض سوالات کے جوابات فراہم کرو کہ مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے۔ شاید ہم دونوں کی ملاقات انسانی تاریخ کی تبدیلی کا نقطہ آغاز بن جائے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ تمہاری مراد شاید

سے تو یہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص کوئی عام جن نہیں بلکہ کوئی غیر معمولی مناصب والا جن ہے اور یہ کہ انسانی تاریخ کے بارے میں اس کا مطالعہ خاصا وسیع اور دلچسپ ہے۔ مزید یہ کہ اسے انسانی نفسیات کو سمجھنے اور انسانی کمزوریوں پر انگلیاں رکھ دینے کا خاص ملکہ حاصل ہے۔ پھر یہ کون ہے؟ کیا چاہتا ہے؟ اور جنوں کی دنیا سے نکل کر انسانی آبادی میں کس چیز کی تلاش میں سرگرداں ہے؟ اس قسم کے سوالات نے ایک بار پھر میرے دل میں اس کے لئے شکوک و شبہات پیدا کردیئے۔ لیکن اس دفعہ شک اس بات پر نہیں تھا کہ وہ واقعی جن ہے بلکہ اس بات پر تھا کہ وہ کوئی عام جن نہیں بلکہ اس دنیا کا ایک اہم شخص ہے اور یقینا بڑے یا خطرناک مقاصد کے لئے ہمارے شہر کا چکر لگا رہا ہے۔

لیکن پھر یہ سوچ کر کہ اتنی بھی جلدی کیا مزید کریدنے سے کچھ نہ کچھ تو پردے اٹھیں گے۔ پھر یہ





گزشتہ سطور میں ابلیس کے اس ہیڈکوارٹر کا جغرافیائی مقام بتانے کی کوشش کی تھی جہاں سے وہ روز اول سے اسلام مخالف کارروائیوں میں سرگرم ہے۔ ابلیس کے ہیڈکوارٹر کا انکشاف کوئی معمولی بات نہ تھی کہ اس طرح گویا ہم نے ابلیسی دنیا اور اس کے برپا کردہ نظام کفر پر ایک کاری وار کیا تھا۔ خاص طور پر ہم نے ابلیس کے اس رفیق کی ملاقات کا آنکھوں دیکھا حال اور سابق رفیق کی مفصل گفتگو کو پیش کرنے کا اعلان بھی کیا تھا۔ چونکہ ابلیس کے سابق رفیق نے جو چند ماہ قبل ہی ابلیس کی تابعداری سے بغاوت کرکے دمشق پہنچا تھا اس نے اپنی گفتگو میں بعض ایسے امور کا انکشاف کیا ہے جس کے منظر عام پر آنے سے دنیا کے موجودہ نظام کفر کی بہت سی اندرونی باتیں اور پوشیدہ راز وابستہ ہوگئے ہیں۔ اس لئے لی ٹائمز کے اس اعلان سے ابلیسی دنیا اچانک خوفزدہ ہوگئی اور مسلسل ایسے عجیب و غریب واقعات پیش آنے لگے جس سے اس بات کا واضح حد یہ ملتا ہے کہ اپنے سابق رفیق کے اس انٹرویو پر پردہ ڈالنے میں ابلیسی دنیا کتنی سرگرم ہے۔ بعض بڑے اسٹال پر جہاں لی ٹائمز ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے اور جس کے فروخت ہونے میں کئی دن لگتے ہیں لی ٹائمز کے گزشتہ شمارہ کے ساتھ عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی کہ وہ اسٹال پر آتے ہی چشم زدن میں غائب ہوگیا۔ گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسانوں کی ایک منصوبہ بند بھیڑ ہو جس نے اچانک مختلف اسٹالوں سے لی ٹائمز کا شمارے کچھ اس طرح غائب کردیئے کہ مستقل قارئین تک اس کی کاپیاں نہیں پہنچ پائیں خود دفتر لی ٹائمز اپنے ریکارڈ کی کاپی سے بھی محروم رہا۔ امریکی سرمایہ کاروں کا ایک معروف طریقہ ہے کہ جب وہ اپنی مصنوعات کے مقابلے میں آنے والی کسی چیز کو لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچنے سے روکنا چاہتے ہیں تو ان کے بڑے بڑے ایجنٹ ان تمام جگہوں سے چشم زدن میں کل کا کل سامان خرید لیتے ہیں تاکہ وہ چیز عوام کے ہاتھوں تک نہ پہنچ سکے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کروڑوں کی مالیت کی خریدی ہوئی دوسری کمپنیوں کے پروڈکٹ سمندر میں غرق کردیئے جاتے ہیں۔ تاکہ یہ نئی چیز مارکیٹ میں اپنی بنیاد نہ بنا پائے۔

لگتا ہے کہ لی ٹائمز کے گزشتہ سطروں کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا اسٹال والوں سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ حیرت زدہ ہیں کہ ایسی پراسرار حرکت اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی کہ آنا فانا اخبار کی ہزاروں کاپیاں ان کے اسٹال سے غائب ہوجائیں یہ خریدار کون تھے ان کے چہرے بشرے انسانوں جیسے ہی تھے۔ لیکن کیا ان کا تعلق بھی ابلیس کے ہیڈکوارٹر مثلث نمائے برمودا سے جا ملتا ہے جو لی ٹائمز کے اس انکشاف پر حد درجہ مضطرب ہے۔ خود دفتر لی ٹائمز کو بھی ٹیلیفون پر اس سلسلے میں عجیب و غریب پراسرار پیغامات موصول ہوتے رہے لیکن ان سب دشواریوں کے باوجود ہم نے بھی تہیہ کر رکھا ہے کہ دنیا کے اس خطے میں ہونے والی پراسرار سرگرمیوں کا پردہ ضرور بالضرور چاک کرکے رہیں گے۔

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ مثلث نمائے برمودا کوئی خیالی دنیا نہیں بلکہ ایک معروف جغرافیائی مقام ہے۔ البتہ ہم نے اس علاقے کے بارے میں کوئی نیا انکشاف کیا ہے تو صرف یہ کہ اس علاقے میں ہونے والی بے شمار پراسرار حرکتیں جس کے بارے میں جدید سائنس اب تک کوئی واضح جواب فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے ہم نے اسے ابلیس کا مسکن قرار دے کر تقریبا دو صدیوں سے ہونے والی سائنسی تحقیق کی گتھی حل کردی ہے۔

اپنے اس خیال کی حمایت میں ہمارے پاس صرف ابلیس ملعون کے رفیق کا انٹرویو ہی نہیں ہے جو اس نے دمشق میں لی ٹائمز کے نمائندہ کو دیا ہے۔ بلکہ وہ تمام سائنسی تحقیقات بھی اس خیال کی تائید کرتی ہیں کہ مثلث نمائے برمودا میں سمندر کے پراسرار دھندلکے کے نیچے جو دنیا آباد ہے وہ کوئی اور دنیا نہیں ہے بلکہ ابلیس کا مرکزی دفتر ہے۔ ہوسکتا ہے اگر محض اس تفصیلی انٹرویو کو بنیاد بنایا جائے تو شاید بعض لوگ اسے محض ایک سنسنی خیزی سمجھ کر ٹال جائیں اسی لئے ہم ان سائنسی مشاہدات کو بھی آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں جواب تک کائنات کے دریافت

اگر خوفزدہ کرادیں جو کچھ اس کا مقصد ہو اسے پورا کرتا ہے۔

جواب: ایسا اکثر ہوتا ہے لیکن انسان ہمارے بارے میں جو تصورات رکھتے ہیں اس کے بیان میں وہ خاصے مبالغے سے کام لیتے ہیں اور بہت سے لوگ تو جھوٹ سچ بھی گڑھ لیتے ہیں۔ جہاں تک شیطان کا تعلق ہے تو اس کی شکل تو اللہ نے مسخ کر کے بگاڑ دی ہے اور اس کے برعکس صاحب ایمان جن کی صورت اللہ تعالیٰ اچھی بناتا ہے۔

سوال: تو تمہاری وہ حقیقی شکل کون سی ہے، جس پر اللہ عزوجل نے تمہیں خلق کیا ہے۔

جواب: جہاں تک ہماری ظاہری شکل و صورت کا سوال ہے تو وہ شکل جو اللہ نے بنائی ہے انسانوں کی شکلوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوتی۔ اعضاء کی بناوٹ میں معمولی فرق و اختلاف ضرور ہے۔ ہمارا سر باقی جسم کے تناسب سے ذرا بڑا ہوتا ہے یعنی کہ انسان کے سر سے بڑا۔ ہماری آنکھیں انسانوں کے برخلاف چوڑائی کے بجائے لمبائی لئے ہوتی ہیں۔ ہم میں سے بعض ایسے ہیں جن کی آنکھیں لمبی اور کھڑی ہوتی ہیں اور ایسے بھی ہیں جن کی آنکھیں پیشانی کی طرف مڑی ہوتی ہیں جیسا کہ انسانوں میں جاپانی یا چینی باشندوں کی۔ خاص بات یہ کہ ہماری آنکھیں بعض انسانی آنکھوں کی طرح تنگ اور سکڑی ہوئی نہیں بلکہ بڑی اور کھلی ہوئی رہتی ہیں جیسے کہ ہرن کی آنکھیں لیکن ان کی شکل لمبائی پر ہی رہتی ہے۔

سوال: لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگوں کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی ہیں تو کیا یہ بات صحیح ہے۔

جواب: ہمیشہ تو ایسا نہیں ہوتا۔ ہمارے درمیان ایسے بہت سے لوگ ہیں جن کی آنکھیں انسانوں کی طرح مختلف رنگوں کی ہیں کسی کی کالی، کسی کی نیلی تو کسی کی شہد جیسی، اور اگر دونوں مخلوقوں کی آنکھ میں کوئی فرق ہے تو وہ یہ کہ آنکھ کے اندر کی پتلی پوری طرح مدور یا گول نہیں ہوتی جیسی کہ تمہاری ہے بلکہ وہ بیضوی مائل ہوتی ہے۔ آنکھ کی جس سرخی کا تم نے ذکر کیا ہے کہ وہ ہم سب کی آنکھوں میں رہتی ہے تو وہ اس کے اندر بعض بلکی شعاعوں سے پیدا ہوتی ہے جن سے ہماری آنکھیں چمکتی رہتی ہیں ان شعاعوں کا رنگ سرخ ہی ہوتا ہے۔ جو لوگ ان آنکھوں کو دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں انہیں ان سے کوئی خوف نہیں آتا بلکہ وہ انہیں چمکدار اور خوبصورت دکھائی دیتی ہیں۔

> **انسان ہمارے بارے میں جو تصورات رکھتے ہیں اس کے بیان میں وہ خاصے مبالغے سے کام لیتے ہیں اور بہت سے لوگ تو جھوٹ سچ بھی گڑھ لیتے ہیں۔ جہاں تک شیطان کا تعلق ہے تو اس کی شکل تو اللہ نے مسخ کر دی ہے اور اس کے برعکس صاحب ایمان جن کی صورت اللہ تعالیٰ اچھی بناتا ہے۔**

ہمارے کان گھوڑے کے کان سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ خصوصاً جس طرف سے وہ مڑا ہوا رہتا ہے۔ تاہم ہمارے درمیان ایسے لوگ بھی مل جائیں گے جن کے کان بلی کے کان جیسے ہوں۔ انسان کے کان پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ سائز کے اعتبار سے اس میں اور بلی کے کان میں کتنی مشابہت ہے۔ ہم میں سے جو مسلمان ہیں انہیں اگر کسی دوسری شکل اختیار کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو ان کے نزدیک پسندیدہ شکلیں بلی، گھوڑے اور شیر کی ہیں۔

ہماری ناک انسانوں کی ناک کی مانند چہرے کے عین وسط میں ہوتی ہے اور لمبائی کے بجائے فلپینس کے باشندوں کی ناک کی طرح چھگنے پن کی طرف مائل ہوتی ہے۔ مسلمان اور صاحب ایمان اجنہ عموماً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں داڑھی رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے ہم اس پر ہنستے ہیں کہ اس کا چہرہ کیسا خراب لگ رہا ہے۔

ہمارے سر کے بال گھنے اور ہماری عورتوں کے تو اس سے بھی گھنے ہوتے ہیں ان عورتوں کے بال لمبے بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں اور خوبصورتی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ ایسی بھی عورتیں ہیں جن کے بال اتنے لمبے ہیں کہ زمین پر گھسٹتے ہیں۔

سوال: تمہارے ہاتھ پاؤں کیسے ہوتے ہیں اس کے بارے میں بھی تو بتاؤ؟

جواب: ہمارے ہاتھ ایسے ہی ہیں جیسے کہ تمہارے۔ ہاں فرق دو اعتبارات سے ہے۔ یعنی کہ ہتھیلی اور ناخن کی لمبائی۔ ہماری ہتھیلی جسم کے باقی اعضاء کے مقابلے میں خاص لمبی ہوتی ہے اور یہ تناسب انسانی جسم اور ہتھیلی کے تناسب سے خاصا مختلف ہے۔ اسی طرح ہمارے ناخن بھی لمبے ہوتے ہیں کیونکہ ہماری انگلیاں خود ہی لمبی ہوتی ہیں۔ ہمارے پاؤں ایک طرف سے چپٹے ہوتے ہیں اور ان کی انگلیاں مڑی ہوئی رہتی ہیں۔





سوال: کیا تمہارے جسم میں ہڈیوں کا ڈھانچہ، دل اور نظام ہضم اور نظام تنفس بھی پائے جاتے ہیں

جواب: یہ تمام چیزیں ہمارے جسم میں اسی طرح رکھی گئی ہیں جیسے کہ انسانوں کے جسم میں۔ ہمارا ہڈیوں کا ڈھانچہ ہمارے جسم اور گوشت کی مناسبت سے خاصا پرکشش اور مضبوط ہے اور ساتھ ہی ساتھ اتنا نرم و نازک بھی کہ تم اس کا تصور نہیں کرسکتے۔ باقی جو چیزیں اللہ عزوجل نے ہمارے جسم کے اندر رکھی ہیں وہ اپنے حجم میں خاصی چھوٹی ہیں لیکن کام اسی طرح کرتی ہیں جیسے کہ انسانی اعضاء۔ ہمیں سانس لینے کے لئے اتنی آکسیجن درکار نہیں ہوتی جتنی کہ انسانوں کو۔ اسی طرح ہمارا نظام ہضم ہر اس شے کو ہضم کرلیتا ہے جو ہم کھاتے ہیں اور اللہ نے فضلے کے اخراج کے لئے جو مقامات بنائے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے انسانی جسم میں، جن سے فضلہ خارج ہوتا ہے۔ تاہم ہمارے فضلے کی کوئی ٹھوس مادی شکل نہیں ہوتی بلکہ گیس کی صورت میں اس کا اخراج ہوتا ہے اسی طرح ہمارا پیشاب بھی بھاپ اور گیس کی شکل میں نکلتا ہے مگر اس میں انسانوں کے پیشاب کے مقابلے میں کثافت کم ہوتی ہے۔ ایسے شیطان بھی ہیں جو اس مسلمان کے کان میں پیشاب کردیتے ہیں جو سوتے وقت اللہ کو یاد نہیں کرتا۔

گذشتہ سطروں میں ایک صاحب ایمان جن سے گفتگو کی روشنی میں ہم اس کے جسمانی اعضاء کی شکل و صورت کی تفصیل شائع کرچکے ہیں۔ اسی گفتگو کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس مخلوق کے بارے میں دیگر معلومات اور ان سے وابستہ بعض تصورات کی وضاحت پیش کی جارہی ہے۔

سوال: — کیا تم لوگوں کے جسم میں اعضائے تناسل بھی ہوتے ہیں۔؟

جواب: — بالکل انسانوں کی ہی طرح جو ہمارے جسموں سے متناسب ہو۔ ہماری قوم میں مرد انسانوں کی ہی مانند ہوتے ہیں ان کی بھوک پیاس اور شہوانی خواہشات بھی یکساں ہیں۔ ان کے مباشرت اور جنسی تسکین کے طریقے بھی مختلف نہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی انسانی دنیا کی عورتوں ہی جیسی ہیں جن کی شادیاں دنیا کی دیگر عورتوں کی طرح انجام پاتی ہیں۔ بھائی یہ سمجھ لیجئے کہ ہماری زندگی اور عام انسانی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

سوال: جیسا کہ امام مالک، امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع، زوال اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ سورج کا طلوع و غروب شیطان کی سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو کیا واقعی جنوں کی عموماً دو سینگیں ہوتی ہیں یا یہ بیان محض مجاز و کنایہ پر مبنی ہے۔

جواب: — یہ ارشاد اللہ کے رسول کی طرف سے ہوا ہے اور یقیناً صحیح ہے۔ جنوں کی دو سینگیں ہوتی ہیں لیکن کافی چھوٹی جو کہ چھوٹے سے چھوٹے جن کے سر پر بھی ملیں گی۔

سوال: تمہارا مطلب یہ ہے کہ تمہاری بھی دو سینگیں ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ لیکن حد درجہ چھوٹی اور اتنی لمبی نہیں کہ انسان کو اٹھی ہوئی حالت میں ہمیشہ نظر آجائیں۔

سوال: — ابلیس کی سینگیں چھوٹی ہوتی ہیں یا بڑی۔

جواب: — بڑی ہوتی ہیں اور اس کی جسامت سے تناسب رکھتی ہیں۔ جہاں تک ہمارا سوال ہے تو ہمارے جسم کمزور پڑگئے ہیں جس طرح کہ انسانوں کے جسم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کمزور ہوجاتے ہیں۔

سوال: — تم لوگوں کے رنگ کیسے ہوتے ہیں

جواب: — انسانوں میں کالے، گورے سانولے ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اسی طرح ہم میں بھی ہیں۔ ہاں ہم میں سے بیشتر لوگوں کے چہرے کالے ہوتے ہیں۔ ہماری جلد بھی سیاہ گوشت سے پیوست ہوتی ہے۔ ہماری جلد کے رنگ کو آپ اپنی دنیا کی بھینس سے مشابہ قرار

> **قدرتی بات ہے اس لئے کہ ہمارا جسم اپنی اصل کے اعتبار سے ناری اور ہوائی ہے خاکی نہیں اور بعض مخصوص حالات میں ہی ہمیں دیکھا جانا ممکن ہے۔ ایک حالت تو وہ ہے جس میں ہمارا جسم مادی شکل و صورت اختیار کرتا ہے یا سحر کی حالت یا سحر کیا پانی پی لینے کی صورت میں یا یہ کہ جن خود ظاہر ہونے کا ارادہ کرے جس کے لئے بعض مخصوص حالات کا ہونا ضروری ہے۔**

دے سکتے ہیں۔ اس پر بال کم ہوتے ہیں جیسے بعض انسانوں کے جسم پر کم بال ہوتے ہیں یا بالکل نہیں ہوتے۔ ایسے جن بھی ہیں جن کا پورا جسم گھنے بالوں سے بھرا ہوا ہو۔ جنوں میں سے بعض سفید اور بعض سرخ۔ رنگ رنگے، بھانت بھانت کے جن ہوتے ہیں سبحان اللہ۔

سوال: — تو تم لوگ کپڑے بھی پہنتے ہوگے

جواب :۔ ضرور ضرور مختلف رنگ اور طرز کے لباس ہم پہنتے ہیں جو بھڑک دار اور قیمتی بھی ہوتے ہیں۔ عورتوں کا لباس ایسا ہوتا ہے جو ان کے لئے موزوں ہو اور انہیں زیب دے مسلمان جن عورت دنیا کی پردہ دار اور دیندار عورت کی طرح حجاب کی پابندی کرتی ہیں۔ میں بھی نقاب پہننے کے حق میں ہوں کیونکہ اللہ کے نزدیک یہی طریقہ سب سے پسندیدہ ہے۔ مرد بھی وہی لباس اختیار کرتے ہیں جو ان کے لئے مناسب ہو۔ زیادہ تر لوگ عبا پہنتے ہیں اور بیشتر کو سرخ رنگ کا لباس پسند ہے اس کے بعد نیلے رنگ کا لیکن ان دونوں سے زیادہ انہیں کالا رنگ مرغوب ہے۔

سوال :۔ یہ جس زبان سے تم بات کر رہے ہو یہ کیا اصل زبان ہے یا کسی اور کیفیت میں بول رہے ہو جس کا ہمیں علم نہیں ہو پایا۔

جواب :۔ نہیں نہیں۔ جس زبان سے میں بول رہا ہوں وہ میری ہی زبان ہے اس میں مجاز کو ہرگز دخل نہیں۔ یہ بات ضرور ہے کہ یہ زبان بہت چھوٹی ہے اور ہمارا جسم جتنا مختصر ہے اسی مناسبت سے زبان بھی ہے۔ اور جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں جسم کا اندرونی نظام بھی انسانوں سے بہت مشابہ ہے یعنی کہ ہر چیز تمہارے ہی جیسی ہے۔

سوال :۔ تمہارے دانت بھی ہیں؟

جواب :۔ دانت کیوں نہ ہوں گے جناب باقی اعضاء جسم کے اعتبار سے ہمارے دانت زیادہ بڑے یا لمبے ہوتے ہیں۔

سوال :۔ انسانوں سے اس مشابہت کے باوجود ہم تمہیں دیکھ نہیں سکتے یہ عجیب بات ہے۔

جواب :۔ قدرتی بات ہے اس لئے کہ ہمارا جسم اپنی اصل کے اعتبار سے ناری اور ہوائی ہے خاکی نہیں اور بعض مخصوص حالات میں ہی ہمیں دیکھا جانا ممکن ہے۔

سوال :۔ وہ کیسے ؟ اس بارے میں بھی کچھ بتاؤ

جواب :۔ ایک حالت تو وہ ہے جس میں ہمارا جسم مادی شکل و صورت اختیار کرتا ہے اسی طرح جیسے Ether کا مادے میں تبدیل ہونا ناممکن نہیں ہے۔ یا سحر کی حالت یا سحر کیا ہوا پانی پی لینے کی صورت میں یا یہ کہ جن خود ظاہر ہونے کا ارادہ کرے جس کے لئے بعض مخصوص حالات کا ہونا ضروری ہے۔

سوال :۔ تم لوگ اپنے پیروں میں کیا پہنتے ہو؟ ننگے پیر چلتے ہو یا جوتے اور سینڈل کے قسم کی کوئی چیز بھی پہنتے ہو؟

جواب :۔ ہاں ہاں۔ ہم جوتے بھی پہنتے ہیں لیکن مسلمان جن اور شیطان جن میں اس معاملے میں فرق ہے۔

سوال :۔ وہ کس طرح کا فرق ہے؟

جواب :۔ شیطان اپنے بائیں پیر میں جوتا پہنتا ہے اور داہنا پیر خالی رکھتا ہے۔

سوال :۔ اور مسلمان جن کا کیا طریقہ ہے؟

جواب :۔ وہ ایسا نہیں کرتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں دونوں پیروں میں جوتے پہنتا ہوں۔

سوال :۔ تم لوگ کس چیز کے بنے ہوئے جوتے پہنتے ہو؟

جواب :۔ ہمارے جوتے پیپرے کے بنے ہوتے ہیں جس سے کاغذ تیار ہوتا ہے۔

سوال :۔ یہ تو وہی چیز ہے جس پر فراعین مصر لکھا کرتے تھے۔ کیا تم لوگ پپیرے کی کاشت خود کرتے ہو اس طرح کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔

جواب :۔ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ ہمیں مل جاتا ہے لیکن وہ چیز کافی ہلکی ہوتی ہے اور ہمارے جسموں کی ہی طرح مختصر۔ اس کے علاوہ ہم جو کچھ بھی پہنتے ہیں وہ ہماری جسمانی خصوصیات کے مطابق ہوتی ہیں جنہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔





# شیطان کے ایک باغی رفیق سے بات چیت

**گذشتہ** سطروں میں ہم نے اپنے قارئین کو یہ خبر دی تھی کہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا ابلیس کا مرکزی ہیڈ کوارٹر ایک معروف جغرافیائی خطے کا نام ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کو گمراہ کرنے کے لئے کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ اسلامی مآخذ میں اور خاص طور پر قرآن مجید میں ابلیس کا جس انداز سے تذکرہ کیا گیا ہے اس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس وسوسے کے علاوہ ایک ایسی ہستی کا نام ہے جس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ یہ سچ ہے کہ آدم کی نافرمانی کے لئے بہکانے اور اس کے دل میں وساوس پیدا کرنے کا کام بھی شیطان ملعون نے ہی انجام دیا اور تب سے اب تک وہ انسانوں کو راہ راست سے ہٹانے کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ عام طور پر زبان زد قرآن کی آخری سورہ الناس شیطان کے وساوس سے ہی نہیں بلکہ شیطان کی ہر شکل سے خواہ وہ انسانوں میں سے ہو یا جنوں میں سے، اللہ کی پناہ حاصل کرنے کا انداز سکھاتی ہے۔ گویا قرآن کے مطابق جنوں کا وجود اور شیطانی دنیا کا مسلسل سرگرم عمل رہنا ایک حقیقت ہے۔ بعض لوگ شاید یہ سمجھ بیٹھے ہوں کہ شیطان کسی علیحدہ وجود یا شخصیت کا نام نہیں بلکہ انسان کے اندر پائی جانے والی نچلی جبلتوں اور حیوانی خواہشات سے عبارت ہے۔ لیکن یہ حقیقت کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ ابلیس کو قیامت تک کے لئے کھلی چھوٹ دینے کا صاف مطلب ہے کہ وہ اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ کہیں نہ کہیں سے نسل انسانی کی گمراہی کے لئے شب و روز مصروف ہے۔ اسکیمیں بناتا ہے اور ان پر عمل بھی کرتا ہے اور آئندہ کی پلاننگ کے لئے اجلاس بھی طلب کرتا ہے۔

بیسویں صدی کے دوسرے ربع میں اقبال نے ابلیس کی مجلس شوریٰ لکھ کر مسلم مفکرین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا جب اقبال کا تصور بھی اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ خلافت کا سقوط، اسلام کی پسپائی اور کفر کے عالمی غلبے کے پیچھے ضرور کہیں نہ کہیں ابلیس کی پلاننگ کام کر رہی ہے۔ اقبال اپنے قرآنی مطالعے اور زبردست تصور کی مدد سے چند لمحوں کے لئے ابلیس کی اس مجلس شوریٰ میں جا پہنچے جہاں اسلام کے خلاف گویا تقریروں اور رپورٹوں کا ایک سلسلہ چل رہا تھا۔

شیطانی دنیا کے اس طرح متحرک رہنے کا خیال اقبال کے ذہن میں محض یوں ہی نہیں آیا بلکہ اس کے پیچھے دراصل وہ احادیث ہیں جن میں انتہائی ڈرامائی طور پر شیطان کے خوش ہونے، شاباشی دینے اور اپنے شاگردوں کو نیک انسانوں کو راہ عمل سے ہٹانے پر مامور کرنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ جدید دنیا پر نظر ڈالی جائے تو یہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ گویا شیطان کا دجالی نظام سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے اس وقت پوری دنیا پر حاوی ہو گیا ہے۔

شر کے پھیلانے کے لئے کون سا ایسا ذریعہ ہوگا جو شیطان نے اختیار نہ کیا ہو۔ ٹیلی ویژن کے فحش چینلوں کے ذریعے شیطانی تہذیب اپنے نظریے کی تبلیغ اور عملی طور پر قائم کر دکھانے میں اللہ کے نیک بندوں کے طریقہ تبلیغ سے کہیں آگے نکل گئی ہے۔ لندن میں مقیم ایک عالم دین مولانا عبدالخالق اندوی جو شب و روز قرآن پر غور و فکر کرتے رہتے ہیں، کا کہنا ہے کہ اللہ کے کلام سے توجہ ہٹانے کے لئے شیطان لہو الحدیث کے مختلف مظاہر سامنے لاتا ہے تاکہ اللہ کے کلام کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹائی جاسکے۔ مثال کے طور پر ان کا کہنا ہے کہ جدید شیطانی تہذیب کے صحیفہ دجال کی مقبولیت ملاحظہ کیجئے۔ یہ عالم دین اخبارات کو دجال کے صحیفے سے

تعبیر کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ کل جب مسلمانوں کے گھروں میں صبح ہوتی تھی تو اس کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا کرتا تھا اب صبح کا آغاز صحیفہ دجال یعنی اخبارات سے ہوتا ہے۔ گویا شیطان نے ہر محاذ پر متبادل پیدا کر دیا ہے۔ تاکہ لوگوں کی توجہ الٰہی پیغام سے ہٹا کر لہو الحدیث میں لگائی جاسکے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ حیرت کی بات ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کے بانی اور اس صدی میں برصغیر کے مسلمانوں کے سب سے مؤثر قائد محمد علی جناح نے اپنی قوم کے بچوں کو جو ہدایت کی تھی وہ اخبارات پڑھنے کی تھی۔ قرآن پڑھنے کی نہیں۔

شیطان کا مرکزی دفتر کاموں کی بہتات اور دنیا بھر میں کفر کے غلبے کیلئے سرگرم ہونے کی وجہ سے شب و روز سرگرمی کی آماجگاہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی دنیا پر نظام کفر کو غالب کر دینے میں انہیں کیا کیا کچھ نہ کرنا پڑا ہوگا۔ ذرائع ابلاغ کے استعمال کے علاوہ شیطانی تہذیب مسلسل پلاننگ میں مصروف رہتی ہے ———— اور اس کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ اسلام کے غلبے کے لئے ہونے والی کوششوں کو کسی فیصلہ کن نتیجے تک پہنچنے سے قبل ہی سبوتاژ کر دیا جائے۔ اس قسم کی باتوں کا اظہار اور جدید دنیا سے متعلق بہت سی شیطانی سازشوں کا انکشاف ابھی گذشتہ دنوں ابلیس کے ایک قریبی رفیق نے دمشق میں کیا۔ اس گفتگو کو ہم انشاء اللہ مستقبل میں پوری تفصیل کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے آیئے ذرا اس جغرافیائی خطے کا تعارف ہو جائے جہاں اس حالیہ انکشاف کے مطابق ابلیس ملعون کا مرکزی دفتر واقع ہے۔

مثلث نماسئے برمودا کا نام سنتے ہی آدمی پر خوف و دہشت سے کپکپی طاری ہو جاتی ہے اور اسی لئے بعض لوگوں نے اس کا نام خونی مثلث یا موت کا جزیرہ رکھا ہے۔

یہ مثلث بہت پراسرار اور عجائبات کا مسکن ہے۔ جدید سائنس ترقی یافتہ آلات، مشینوں اور ماہرین کی سہولت کے باوجود آج تک اس کی پراسراریت کی منطقی فصاحت پیش کرنے میں ناکام رہی ہے۔ برمودا بحر اٹلانٹک میں ایک فرضی اور خیالی مثلث نما علاقے پر مشتمل ہے۔

اس مثلث کے اندر عجیب و غریب اور انسانی ذہن کو حیرت میں ڈال دینے والے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً کئی جہاز اپنے عملے اور سواریوں کے ساتھ حیرت ناک طور پر غائب ہوگئے اور اس کی وجہ عقل و خیال کے گھوڑے ہر سمت میں دوڑانے کے باوجود کوئی سائنسداں نہیں بتا سکا۔ اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس علاقے کو پار کرنے والے جہاز رانوں اور مسافروں میں سے

**یہ مثلث بہت پراسرار اور عجائبات کا مسکن ہے۔ جدید سائنس ترقی یافتہ آلات، مشینوں اور ماہرین کی سہولت کے باوجود آج تک اس کی پراسراریت کی منطقی فصاحت پیش کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس مثلث کے اندر عجیب و غریب اور انسانی ذہن کو حیرت میں ڈال دینے والے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔**

کسی کے کوئی آثار بھی نہیں ملے۔ اور یہ بات برابر راز بنی ہوئی ہے اور اس کے آگے انسانی عقل دنگ ہو کر رہ گئی ہے۔ اس میدان میں مصروف کار سائنسدانوں کے سامنے جب یہاں پیش آنیوالے واقعات کا ذکر ہوتا ہے۔ تو وہ کوئی اطمینان بخش جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں۔

مثلث نمائے برمواد کا کل رقبہ ۷۷ ہزار مربع کلومیٹر ہے اور اس کی حدود ثلاثہ حسب ذیل ہیں۔

(الف) اس کا شمالی سرا جزیرہ برمواد میں ہے اور وہاں انگریزی بولی جاتی ہے۔ اس کی راجدھانی ہملٹن ہے۔

(ب) اس کا جنوب مشرقی سرا پورٹوریکو میں واقع ہے۔ جو امریکی فوجی انتظامیہ کا مرکز ہے۔ یہاں اسپینی زبان بولی جاتی ہے۔ اور انگریزی سرکاری زبان ہے۔ اس کی راجدھانی سان جوان ہے۔

(ج) جنوبی سرا میامی فلوریڈا سے لگتا ہے۔

کسے معلوم تھا کہ مثلث نمائے برمودا کا علاقہ دراصل ابلیس کا مرکزی دفتر ہے اب تک تو اسے زندگی کے عجائبات میں شامل کیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہاں کی ہر بات عام انسانوں کی زندگی سے مختلف اور انوکھی ہے جس کے رازوں کی پیچیدگی ناقابل بیان ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو زندگی ہم جی رہے ہیں وہ بذات خود ایک راز ہے۔ ہمارے سر پر چھایا ہوا آسمان بھی اپنے دامن میں بہت سے راز چھپائے ہوئے ہے۔ یہ ستارے، سیارے اور نظامہائے شمسی سب کے سب ایسے راز ہیں جن کی تہ تک پہنچنے کے لئے دنیا کے سائنسداں اور اہل علم اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کر رہے ہیں اور حیرت کے سوا ان کے ہاتھ کچھ نہیں آرہا ہے۔

مثلث نمائے برمواد کا تعارف کراتے ہوئے ہم نے گزشتہ





کہ میں اس کو اسلام کا پیغام ہی پہنچا رہا ہوں اس میں دہشت زدہ ہونے کی ضرورت کیا ہے؟۔ یہ سب سوچ کر میں نے خود کو اللہ کی پناہ میں دے دیا اور ایک بار پھر ایک ہمدرد میزبان کی حیثیت سے اس کی تواضع میں مشغول ہو گیا۔ البتہ میں نے اپنے گھر والوں کو یہ بتانا مناسب نہ سمجھا کہ ہمارا یہ محترم مہمان کوئی غیر معمولی جن ہے۔ مبادا کہ وہ خوف زدہ ہو جائیں اور یہ بات پڑوس میں پھیل جائے۔

چند گھنٹوں کی گفتگو کے بعد یہ معلوم کر کے بڑی حیرت ہوئی کہ جاردجا نامی یہ جن کوئی اور ہستی نہیں بلکہ دنیائے ابلیس کا ایک مفرور فرد ہے۔ ایک ایسا باغی ہے جس نے صدیوں کی رفاقت کے بعد ابلیس سے بغاوت کی ہے اور جسے ابلیس کے ہیڈ کوارٹر میں ایک مدت تک پالیسی امور طے کرنے کی ذمہ داری انجام دینی پڑی ہے۔ میں نے پوچھا پھر اچانک اسے انسانی دنیا کی سیر کا خیال کیونکر آیا اور یہ کہ ایک مدت تک نظام باطل کے غلبہ کے لئے متحرک رہنے کے بعد اب اس کے اندر اچانک تلاش حق کا داعیہ کیونکر پیدا ہوا۔ کہنے لگا۔ کہانی بڑی طویل ہے کہ ایک طویل مدت تک باطل کی عینک سے دیکھتے دیکھتے اب ہمیں حق بھی باطل ہی نظر آتا ہے۔ صحیح اور غلط کی تمیز جاتی رہی ہے۔ بھلے اور برے میں فرق کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ آقائے ابلیس سے میری بغاوت اور تخت عظیم سے میرا فرار تلاش حق کے لئے ہے بلکہ میرا بنیادی اختلاف بعض پالیسی امور سے شروع ہوا۔ نظام باطل کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے اور صدیوں کی خدمات اور تجربے کی بنیاد پر میں یہ سمجھتا تھا کہ بعض مسائل پر میری آراء اور فیصلوں کو تسلیم کیا جانا چاہئے تھا۔ مجھے کچھ بھی قلق نہ ہوتا اگر میری رائے کو ذرا بھی اہمیت دی جاتی یا اسے چند لمحے کے لئے قابل بحث ہی سمجھا جاتا۔ الٹا ہوا یہ کہ میرے مخلصانہ مشوروں کو مخالفت پر محمول کیا گیا۔ عظیم جنرل اسمبلی میں ایک معمولی عہدیدار نے مجھ پر پھبتیاں کسیں اور آقائے ابلیس نے میرے تمسخر اڑانے کو شہ دی۔ طویل خدمات کے نتیجے میں کیا مجھے یہی سب کچھ مل سکتا تھا؟ اسمبلی میں میری لابی کی تعداد بھی کم نہ تھی لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ آقائے ابلیس کی ایک پھنکار ان سبھوں کو خاموش کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اس اذیت ناک صورت حال میں کام کرنا میرے لئے مشکل ہوتا گیا پھر اچانک میرے ساتھ ایک خوشگوار حادثہ پیش آیا جس نے میرے لئے فرار کی راہ کھول دی۔ باہر آکر اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں ان کمینوں کو سبق سکھا سکتا ہوں اور بعض اہم راز تو میرے پاس ایسے ہیں کہ جن کے افشاء ہونے کے ڈر سے آقائے ابلیس بھی کانپ جائیں۔

گزشتہ سطروں میں ہم نے انسانوں کی دنیا سے واقفیت کے خواہاں ابلیس کے جس باغی رفیق سے دمشق کی ایک مسجد میں ملاقات کا ذکر کیا تھا اس سے دوران گفتگو جنوں کی بعض خصوصیات پر بھی سوال و جواب ہوئے تھے۔ ان کی روشنی میں یہ اندازہ ہوا کہ عام انسانوں کے لئے جنوں کو ان کی اصل شکل میں دیکھنا ممکن نہیں ہے تاوقتیکہ وہ مادی اوصاف کی حامل کوئی دیگر شکل و صورت نہ اختیار کرلیں۔ انبیاء علیہم السلام معجزے کی مدد سے ضرور انہیں اصل شکل میں دیکھ سکتے تھے یا وہ لوگ دیکھ سکتے ہیں جنہیں اللہ کی جانب سے اس کی خاص قدرت و استطاعت ودیعت کی گئی ہے یا جن لوگوں نے خصوصی ریاضت سے یہ صلاحیت اپنے اندر پیدا کی ہے۔ آپ کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ ساری باتیں زیب داستاں کے لئے کہی جارہی ہیں بلکہ جنات کی بعض صفات اور ان کی صلاحیتوں کے بارے میں مسجد کے خادم اور جن کے مکالموں سے جو واقفیت ہمیں حاصل ہوئی ان پر مدلل گفتگو یہاں پیش کی جائے گی۔

بیشتر لوگ غالباً یہ نہیں سمجھتے کہ انسانی دنیا میں جنوں کی شکل و صورت کے بارے میں غلط اور افواہوں پر مبنی تصورات رائج ہیں وہ ان سے بہت رنجیدہ اور کبیدہ خاطر رہتے ہیں۔ جب اس ابلیس کے قبیلے کو خیر باد کہہ دینے والے اس جن سے اس کی عام شکل و صورت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انسان کے اس تصور بیجا کا وہ بھی شاکی ملا۔ اس نے کہا انسان کا یہ خیال غلط ہے کہ جن بدصورت ہوتا ہے اور درندگی اس کے چہرے سے ٹپکتی ہے یا یہ کہ اس کی شکل بہت ہیبت ناک ہوتی ہے اور اس کی لمبی دم بھی ہوتی ہے۔ ان تمام باتوں کی کوئی بنیاد نہیں ہے بلکہ سب محض انسان کا وہم ہے۔ یہاں ہم باغی رفیق کے انٹرویو کے اس حصے کو پیش کر رہے ہیں جس میں اس نے جنوں کی شکل و شباہت پر روشنی ڈالی ہے۔

سوال: اس وہم کے لئے جن خود ذمہ دار ہے نہ کہ وہ تصور جو انسانوں کے ذہنوں میں جاگزیں ہوگیا ہے۔

جواب: وہ کیسے جناب۔ یہ ذمہ داری جن پر آپ کیوں ڈال رہے ہیں۔

سوال: کیونکہ شیطان انسان کے سامنے

کرنے والوں کے علم کا حصہ ہیں۔

جنت میں ابلیس کے داخل ہونے کی کہانی اگر آپ نے بائبل کے حوالے سے پڑھی ہے تو آپ نے اس سانپ کا تذکرہ بھی پڑھا ہوگا کہ جس نے باغ عدن میں داخل ہوکر آدم کو اپنے رب کی نافرمانی پر اکسایا تھا اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ مثلث نمائے برمودا میں جو مخلوق پانی کی تہوں پر کثرت سے تیرتی نظر آتی ہے وہ مچھلیں یا دوسرے معروف آبی جانور نہیں بلکہ انتہائی مکروہ صورت پراسرار قسم کے سانپ ہیں۔ ان میں بعضوں کی لمبائی تو 72 فٹ تک جا پہنچتی ہے اور جب یہ سانپ پانی کی سطحوں پر چلتے ہوتے ہیں اپنے منہ سے آگ اگلتے ہیں تو ارد گرد کی فضا کا رنگ بھورا بھورا سا ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس علاقے کے دور کے مشاہدے سے بھی سطح آب پر ہونے والی عجیب و غریب حرکات سے واضح احساس ہوتا ہے کہ پانی کی اس سطح کے نیچے ایک ایسا شہر آباد ہے جو عجیب و غریب اور پراسرار سرگرمیوں کی آماجگاہ ہے۔ پھر اس علاقے میں بعض اوقات ایسی تیز لہریں اور ایسا طوفان بپا ہوتا ہے جس سے اس کا واضح اشارہ ملتا ہے کہ سمندر کی تہوں کے نیچے آبی جانور نہیں بلکہ کوئی انتہائی پراسرار مخلوق اپنا اڈہ جمائے ہوئے ہے۔ مزید یہ کہ سمندر کی زیریں تہیں مسلسل بدلتی رہتی ہیں۔ آگ اور پانی کے عجیب و غریب طوفان میں اب تک بے شمار جہاز تباہ ہوچکے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض جنگی جہازوں نے جب پرواز کے ذریعہ اس علاقے کا قریب سے مشاہدہ کرنے کی کوشش کی تو ابلیسی کارندوں نے اسے بھی غڑاپ سے

سمندر کی جانب کھینچ لیا۔ اس لئے کہ ابلیسی دنیا یہ نہیں چاہتی کہ کسی بھی قیمت پر عام انسانوں اس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ لگ جائے۔ اگر ایسا ہوگیا تو ابلیس اپنی کمزوریوں سے خوب واقف ہے اسے معلوم ہے کہ اپنی ساری اکڑفوں اور کفر کی منظم قوت کے باوجود وہ اللہ کے نیک بندوں سے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرف رخ کرنے والے ہر جہاز کو خواہ وہ سمندری جہاز ہو یا ہوائی جہاز ابلیسی ہاتھوں نے پانی میں غرق کردیا یہاں تک کہ اس خطے کو جہازوں کا قبرستان بھی کہا جانے لگا۔ لیکن ابلیس آخر کب تک اپنی خیر مناتا بالآخر صدیوں کے اس راز سے اس کے ایک قریبی باغی رفیق نے پردہ اٹھا دیا۔ آج مثلث نمائے برمودا میں یہ مسئلہ سب سے زیادہ گفتگو کا موضوع ہے کہ اس انکشاف سے پیدا شدہ خطرات کا مقابلہ کیسے کیا جائے ؟

**گذشتہ** سطروں میں ہم نے بتایا تھا کہ آج مثلث نمائے برمودا میں گفتگو کا سب سے اہم موضوع یہ مسئلہ ہے کہ ابلیسی دنیا کے راز افشا ہوجانے کے بعد جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ گذشتہ دنوں عرب اخبارات میں ابلیس کے ہیڈکوارٹر کے حوالے سے جو خبریں آئی تھیں وہ کوئی تفصیلی معلومات فراہم کرنے سے قبل ہی نہ جانے کہاں غائب ہوگئیں۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ملی ٹائمز کے شماروں میں بعض بنیادی انکشافات کے شائع ہوتے ہی مثلث نمائے برمودا اچانک حرکت میں آگیا اور ابھی تو یہ 5 ستمبر کا واقعہ ہے، جب کوریا کے شہر سیول میں آگ کا ایک روشن گولہ فضا میں اڑتا ہوا دیکھا گیا جسے نہ صرف یہ کہ ہزاروں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ کوریا کے تمام بڑے قومی اخبارات میں سرورق پر اس کی تصویر شائع ہوئی۔ واقف کاروں کا کہنا ہے کہ آگ کا اڑتا ہوا گولہ یا سگریٹ نما روشن چیز جو اب تک سیکڑوں بار عام آنکھوں سے فضا میں تیرتی دیکھی گئی ہے اس کا تعلق بھی دراصل مثلث نمائے برمودا سے جا ملتا ہے۔ ایسا اس لئے بھی کہ جن لوگوں نے مثلث نمائے برمودا پر مسلسل تحقیق کی ہے اور جو اس پراسرار ابلیسی دنیا کو خالص سائنسی توجیہات کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اگر آپ اس خطے پر مسلسل نگاہ جمائے رکھیں تو آگ کے گولوں کا سمندر کی سطح سے نکلنا، فضا میں تیرنا اور پھر سمندر کے اندر گہرے پانیوں میں اتر کر کھو جانا ایک ایسا معمول کا عمل ہے جسے آپ ننگی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ عام طور پر سائنسدانوں نے اس پراسرار آگ کے گولے کو کبھی اڑن طشتری کا نام دیا تو کبھی عجیب و غریب اڑنے والی شئی کے نام سے موسوم کیا۔ بعض سائنسداں برسہا برس کے غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ شاید آگ کے یہ گولے اور روشن اڑنے والی طشتریاں دوسرے سیاروں پر رہنے والی مخلوق کے ہوائی جہاز ہوں۔ جو ہم انسانوں کی طرح زمین کے مشاہدے کے لئے بے چین ہوں۔ لیکن وہ اپنے خیال کی کوئی سائنسی توجیہ اس وقت کرنے سے ناکام رہے جب یہ اڑنے والی اشیاء انسانوں کو دیکھتے ہی اچانک غائب ہوگئیں۔ یا سمندر کی تہوں نے اسے نگل لیا۔ مثلث نمائے برمودا کے حوالے سے جسے ہم آج سائنسی تحقیق کہتے ہیں، اس کی حقیقت اندازے لگانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اگر ان غیر مرئی آگ کے گولوں کی کوئی سائنسی بنیاد ہوتی تو اس کی سائنسی توجیہ بھی ممکن ہوتی۔

> **بعض اوقات ایسی تیز لہریں اور ایسا طوفان بپا ہوتا ہے جس سے اس کا واضح اشارہ ملتا ہے کہ سمندر کی تہوں کے نیچے آبی جانور نہیں بلکہ کوئی انتہائی پراسرار مخلوق اپنا اڈہ جمائے ہوئے ہے**





پھر جو لوگ ہمارے اس کلئے پر یقین کرتے ہیں کہ مثلث نمائے برمودا دراصل ابلیسی دنیا کا محل ہے ان کے لئے صرف اتنا مشاہدہ کافی ہونا چاہئے کہ گذشتہ چند ماہ کے دوران اس خطے میں سطح آب پر پراسرار سرگرمیاں جتنی تیزی سے بڑھ گئی ہیں اس کا کوئی مقابلہ چند ماہ پہلے کی صورت حال سے نہیں کیا جاسکتا کہ جب اس خطے کے بارے میں اہم رازوں کا انکشاف نہیں ہوا تھا۔

ملی ٹائمز کے دفتر میں موصول ہونے والے بے شمار خطوط میں ہمارے بعض قارئین نے بعض شبہات کا اظہار کیا ہے اور بعض نے تو اس بارے میں حیرت کا بھی اظہار کیا ہے کہ آخر اتنی اہم معلومات سے اب تک پردہ کیوں نہ اٹھایا جاسکا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ابلیسی دنیا کے بارے میں پراسرار قسم کے احساسات نئے نہیں ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم نے باغی رفیق کے انٹرویو کی روشنی میں ان غیر مرئی خوف اور احساس کا جواب فراہم کردیا ہے جس نے گذشتہ پچاس سال سے محققین کو پریشان کر رکھا تھا۔ ورنہ ایسا بھی نہیں کہ اس خطے میں عجیب و غریب حرکتوں کا ہونا عام معلومات کا حصہ نہ رہا ہو۔ مثال کے طور پر ایک امریکی بحری کپتان جناب ہنری کے مشاہدات ملاحظہ کیجئے تو صاف محسوس ہوگا کہ وہ کسی اور چیز کا بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ ان ماورائے عقل محسوسات کا تذکرہ کر رہا ہے جنہیں مسلم دنیا میں عام طور پر شیطانی حرکت کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ بات زیادہ پرانی نہیں، ذکر 1966ء کا ہے جب سطح آب پر کپتان نے ایک عجیب و غریب منظر ملاحظہ کیا۔

"ہم قلعہ لوڈر ڈیل سے واپس آرہے تھے۔ ہم جس جہاز پر سوار تھے وہ انتہائی مضبوط بحری جہاز تھا جس پر پچیس ہزار ٹن سامان لادا جاسکتا تھا۔ سہ پہر کا وقت تھا آسمان روشن اور موسم خوشگوار تھا۔ میں چند منٹ کے لئے اپنے کیبن میں گیا۔ جبھی میں نے انتہائی خوفناک آواز سنی۔ میں بھاگ کر باہر آیا کہ دیکھوں آخر کیا ہورہا ہے۔ اف میرے خدا ہم نے دیکھا کہ قطب نمانے کام کرنا بند کردیا ہے۔ چاروں سمت سے پانی کا ایک طوفان ہے۔ شفق کہیں غائب ہوگیا ہے۔ پانی آسمان اور شفق سب مل جل کر ایک عجیب منظر پیدا کر رہے تھے ــــ جہاز کے جنریٹر نے بجلی پیدا کرنا بند کردیا۔ جنریٹر چل تو رہا تھا مگر بجلی پیدا کرنے سے محروم۔ ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ ہم کہاں جارہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی چیز ہمیں اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہو۔ بڑی مشکل سے میں اس بلا سے نکلنے میں کامیاب ہوا۔ جب پلٹ کر دیکھا تو وہ نہ کوئی سمندری طوفان تھا اور نہ ہی پانی میں کھینچنے والی وہ غیر مرئی قوتیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سب کچھ معمول پر ہو۔"

کچھ اسی قبیل کا مشاہدہ روبرٹ دوراند کا بھی ہے جنہوں نے ابلیسی دنیا کی سراغرسانی میں برسہا برس صرف کئے ہیں۔ روبرٹ کا کہنا ہے کہ اس علاقے میں مسلسل عجیب و غریب چیزوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ جب انہوں نے ہوائی جہاز سے اس علاقے کے قریبی مشاہدے کی کوشش کی تو ابلیسی کارندوں نے ان کے جہاز کو بھی سمندر میں کھینچ لینے کی کوشش کی۔ ابھی روبرٹ کا جہاز 31 ہزار فٹ کی بلندی پر تھا کہ انہوں نے دیکھا کہ سمندر کی تہہ پر عجیب و غریب حرکتیں شروع ہوگئی ہیں۔ اور آگ کا ایک فوارہ جو گوبھی کے پھول کی مانند سطح آب پر اٹھتا آرہا تھا۔ ان کے جہاز کی طرف بلند ہونا شروع ہوا۔ ان لوگوں نے کوئی تیس سیکنڈ تک اس منظر کا مشاہدہ کیا۔ کپتان نے مزید قریب جاکر مشاہدے کی کوشش نہ کی اور اپنے جہاز کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔ جہاز کے جاتے ہی سمندر پرسکون ہوگیا اور آگ کا گولا پانی میں کہیں روپوش ہوگیا۔ یہ اور اس قسم کے بے شمار مشاہدات اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں کہ پانی کے اندر آگ کی جس مخلوق نے اپنا مسکن بنایا ہے وہ کوئی اور نہیں بلکہ وہی مخلوق ہے جسے آگ سے بنایا گیا ہے اور جس نے اسی غرے میں آکر مٹی سے بنے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا تھا۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر مثلث نمائے برموادا کا علاقہ شیطان کا مسکن نہ ہوتا ــــ اور محض حادثات کے نتیجے میں یہاں بے شمار جہاز ڈوب جاتے تو آخر اس کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے کہ اڑنے والے مضبوط جنگی جہاز آخر فضا سے کون اچک لے جاتا ہے پھر سمندری معلومات رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ ڈوبے ہوئے جہازوں کے ٹوٹے پھوٹے حصے سطح آب پر برآمد ہوجاتے ہیں جس سے ان حادثات کی تحقیق ہوجاتی ہے۔ لیکن یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ پورا کا پورا

> **اف میرے خدا! ہم نے دیکھا کہ قطب نمانے کام کرنا بند کردیا ہے۔ چاروں سمت سے پانی کا ایک طوفان ہے۔ شفق کہیں غائب ہوگیا ہے۔ پانی، آسمان اور شفق سب مل جل کر ایک عجیب منظر پیدا کر رہے تھے۔ جہاز کے جنریٹر نے بجلی پیدا کرنا بند کردیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی چیز ہمیں اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہو۔**

جہاز جس پر درجنوں انسانوں کا عملہ سوار رہا ہے ان شیاطین نے سمندر کی سطح سے نیچے کھینچ لیا ہے۔ اس طرح کہ اس کے وجود کا کوئی ثبوت بھی دنیا کو نہیں مل سکا۔ اور اسی طرح غیر مرئی ہاتھوں نے اس علاقے پر پرواز کرنے والے جنگی جہازوں کے غول فضا سے اچک لئے ـــــ یہ سب کچھ محض حادثات اس لئے بھی نہیں ہیں کہ اس علاقے کے بارے میں ہونے والی تحقیق نے اب تک جو اطلاعات فراہم کی ہیں۔ ان سے ایک ایسے ابلیسی دنیا کا خاکہ بنتا ہے جس کا تذکرہ مذہبی کتابوں میں درج ہے۔ پانی کی سطح پر بار بار آگ کے گولوں کا ظہور۔ آگ کی مخلوق کے جھنڈ کے جھنڈ کا فضا میں تیرنا اور پھر اچانک سمندر کی تہوں میں گم ہو جانا کروہ صورت سانپوں کا سطح آب پر کثرت سے تیرنا اور آگ اگلنا یہ سب کچھ اس بات کو عقلی طور پر باور کرانے کے لئے کافی ہے کہ اس سمندر کے اس خطے کا رشتہ اس ملعون دنیائے ابلیس سے جا ملتا ہے جو ازل سے کفر کے غلبے کے لئے سرگرم عمل ہے اور جس نے آج اپنی شیطانی تہذیب کے ذریعہ موجودہ دنیا پر اپنے شکنجے کس رکھے ہیں۔ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ سمندر کی سطحوں سے اچک لئے جانے والے جہاز یا فضا میں اڑتے ہوئے اچانک غائب ہو جانے والے انسانوں سے بھرے جہاز آخر جاتے کہاں ہیں اور یہ کہ ابلیسی دنیا آخر اس بارے میں اتنی متفکر کیوں ہے۔

**ابلیس** کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کے انکشاف سے بعض ذہنوں میں اس سوال کا پیدا ہونا فطری امر تھا کہ آخر اتنی اہم خبر صدیوں سے انسانی نگاہوں سے اوجھل کیوں رہی۔ ہمارے پاس بے شمار ایسے حیرت بھرے خطوط آتے ہیں جن میں اس انٹرویو کے جلد از جلد شروع کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے جو ہمارے نمائندے نے ابلیس کے باغی رفیق سے دمشق میں لیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس سوال کا جواب چاہا ہے کہ آخر اتنی اہم سرگرمیوں کے بارے میں دنیا اب تک بے خبر کیوں رہی جبکہ ابلیس کے وجود کا اثبات اس کے مسلسل سرگرم عمل ہونے کا ذکر اور رہتی دنیا تک نوع انسانی کو گمراہ کرنے کے لئے اس ملعون کو کھلی چھوٹ دئے جانے کا ذکر صاف صاف قرآن مجید میں موجود ہے؟

اس ضمن میں ہم اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھانے کا کام اٹھارویں صدی میں یورپ میں صنعتی انقلاب سے باضابطہ شروع ہوا ہے اور اس حقیقت کے باوجود کہ جدید سائنس نے کائنات مسخر کرنے کے سلسلے میں بعض اہم پیش رفت کی ہیں۔ آج بھی ہمارے سائنسی محققین کو اپنی بے بضاعتی کا احساس ہے اور بہت سے سوالات ایسے ہیں جس کا جواب عقلی طور پر دینے کے بجائے آج ماورائے عقل سے دینا ہی ممکن ہے۔ البتہ سائنسی انکشافات کی ابتدائی مہموں میں چونکہ ساری توجہ عقلی انداز سے مسائل کو حل کرنے میں رہی اس لئے مذہبی کتابوں خاص طور پر قرآن یا بائبل کے قصوں کو محض تمثیلی انداز سے سمجھنے کی کوشش کی گئی۔

عقل پر پوری طرح انحصار کی روش یہاں تک بڑھی کہ بیسویں صدی کے معروف مسلم فلسفی اور شاعر اسلام علامہ اقبال نے جنت اور جہنم کو جغرافیائی حقیقت سمجھنے سے انکار کر دیا۔

اقبال کی سمجھ میں یہ حقیقت نہ آسکی کہ سرسبز و شاداب باغ اور دودھ اور شہد کی نہروں سے عبارت، خوبصورت آنکھوں والی حوروں کا مسکن اور انسانی لذات کو اپنی انتہا پر تسکین پہنچانے والی کوئی جنت واقعتاً کوئی جغرافیائی حقیقت ہو سکتی ہے۔ اقبال جدید سائنس کے ابتدائی دور میں سانس لے رہے تھے۔ جہاں عقلیات پر سارا زور تھا لہٰذا وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ جنت یا جہنم جغرافیائی حقیقتیں نہیں بلکہ انسان کی اندرونی کیفیت (StateOf Mind) ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید سائنس کے بے شمار انکشافات کے باوجود کسی کی توجہ ان قرآنی اشارات کی طرف توجہ نہ گئی جو کائنات کے پوشیدہ حقائق سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

البتہ گذشتہ دو دہائیوں سے خود مغرب میں قرآن کے ذریعہ کائنات کو سمجھنے کی کوششوں کا آغاز ہوا ہے اور سائنسدانوں کو یہ معلوم کرکے حیرت ہوئی کہ کائنات کے سلسلے میں قرآن جن رموز کی نقاب کشائی کرتا ہے وہ جدید سائنسی تحقیق سے مکمل ہم آہنگ ہیں۔ البتہ تحقیق کا یہ نیا انداز ابھی بہت زیادہ عام نہیں ہو پایا ہے۔ لیکن جیسے جیسے قرآن کے ذریعہ کائنات کو سمجھنے کی کوشش عام ہوتی جائے گی جنوں کی دنیا کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات عام انسانی معلومات کا حصہ بنتی جائے گی۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی تک سائنس نے جنوں کے وجود کے بارے میں کوئی واضح نقطہ نظر قائم نہیں کیا ہے ـــــ بلکہ

بار بار آگ کے گولوں کا ظہور۔ آگ کی مخلوق کے جھنڈ کے جھنڈ فضا میں تیرنا اور پھر اچانک سمندر کی تہوں میں گم ہو جانا کروہ صورت سانپوں کا سطح آب پر کثرت سے تیرنا اور آگ اگلنا یہ سب کچھ اس بات کو عقلی طور پر باور کرانے کے لئے کافی ہے کہ اس سمندر کے اس خطے کا رشتہ اس ملعون دنیائے ابلیس سے جا ملتا ہے جو ازل سے کفر کے غلبے کے لئے سرگرم عمل ہے۔



بعض سائنسداں تو جنوں کے وجود سے ہی منکر ہیں۔ جب کہ قرآن جنوں کے وجود کے بارے میں اتنا واضح رد یہ رکھتا ہے ـــــ جتنا خود انسانوں کے بارے میں۔ جوں جوں خالص عقلی انداز فکر کا غلبہ کم ہوتا جائے گا جنوں کی دنیا کے بارے میں جدید سائنس کی دلچسپی بڑھتی جائے گی۔

جہاں تک مثلث نمائے برمودا میں یا سمندر کی تہوں کے نیچے چند اور دوسری جگہوں پر شیاطین کی پراسرار سرگرمیوں کا تعلق ہے تو یہ کوئی ایسا عمل نہیں جو انسانی دنیا کے لئے کوئی نئی بات ہو۔

صدیوں قبل قدیم تاریخ کی کتابوں میں بالکل اسی انداز میں سرگرمیوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ملی ٹائمز نے اس حوالے سے کسی سنسنی خیزی کا ارتکاب کیا ہے۔ مثال کے طور پر اس قسم کی پراسرار شیطانی سرگرمیوں کا تذکرہ مصر کے قدیم تاریخی مصادر میں ملتا ہے۔ توتموس ثالث جو اٹھارویں فرعون کے نام سے جانا جاتا ہے کے عہد کے ایک دستاویز میں، جو ویٹکن کے عجائب گھر میں محفوظ ہے، کچھ اس طرح ذکر ہے:

بائیسویں سال اور جاڑے کے تیسرے مہینے میں دن کے چھٹے گھنٹے میں ایک عجیب چیز دیکھی گئی۔ آگ کا ایک گولہ آسمان سے آرہا تھا۔ اس کا حجم ایک میٹر لمبا اور ایک میٹر چوڑا رہا ہوگا ـــــ دیکھنے والے دہشت زدہ ہوگئے جب حواس بحال ہوئے تو فرعون سے جاکر بتایا۔ پھر متواتر ان حرکتوں کا ظہور ہوتا رہا۔ فرعون پریشان ہو اٹھا۔ فرعون نے ملک میں امن کی بحالی کے لئے دعا کروائی اور اس واقعہ کو سرکاری گزٹ میں درج کرنے کا حکم دیا۔

کچھ اسی طرح کا تذکرہ سکندر اعظم کے عہد کی تاریخی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ یہ 329 قبل مسیح کا واقعہ ہے جب اس کی فوج نے فضا میں اترتے چمکدار گولوں کا مشاہدہ کیا۔ ارسطو جو خود اس قسم کی محیرالعقل حرکتوں کا مشاہدہ کر چکا تھا کا تعلق آسمان سے بتاتا تھا۔ Pliny کی Natoral History جو 100 قبل مسیح میں لکھی گئی، میں درج ہے۔ "ایک چمکدار دائرہ نما چیز فضا میں اڑتی ہوئی مشرق سے مغرب کی طرف جاتی دیکھی گئی۔ صلیبی جنگوں کے زمانہ میں بھی اہل یورپ نے ان آگ کے گولوں کو آسمان میں اڑتے دیکھا لیکن تب مذہبی توہم کے زیر اثر پادریوں نے اسے آسمان سے آنے والی صلیب بتائی۔"

گویا ابلیسی دنیا کا انسانی دنیا میں ظہور کوئی نیا عمل نہیں ہے۔ البتہ کل تک اس کی کوئی توجیہ ممکن نہ تھی۔ آج ابلیس کے رفیق کے انٹرویو کی روشنی میں اس پراسرار سرگرمی کی نوعیت سے پردہ اٹھ چکا ہے۔ سائنسدانوں کے اس حلقے کا جو آج بھی خالص عقلی طریقہ استدلال کا قائل ہے کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس علاقے میں ہونے والے بے شمار حادثات کی وجہ کوئی مقناطیسی کشش ہو جو اس علاقے میں پائی جاتی ہو لیکن اس علاقے کی سرگرمیوں کے دوسرے مشاہدین اور سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ بحری جہاز یہاں جس انداز سے غائب ہوتے رہے ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ ڈوبتے نہیں بلکہ اچک لئے جاتے ہیں ورنہ ہوائی جہازوں کے غائب ہو جانے کا آخر کیا سبب ہو سکتا ہے۔ جدید ہوائی جہازوں میں ایسا کمپیوٹر نصب ہوتا ہے جو حادثے کے بعد بھی جہاز کے بارے میں معلومات دیتا رہتا ہے لیکن حیرت ہوتی ہے کہ اس علاقے میں غائب ہونے والے جہازوں کا نظام کمپیوٹر ناکارہ بنا دیا جاتا ہے اور وہ اپنے جائے وقوع کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دے پاتا۔ سائنسدانوں کا یہ گروہ اس امر پر حیران ہے کہ 1945ء میں جب فضا میں پانچ جنگی جہاز اس علاقے میں پرواز کر رہے تھے تو اچانک جہازوں کے اس جھنڈ کے درمیان آگ کا ایک گولہ نمودار ہوا ـــــ اور پھر ان جہازوں کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ ایسا بھی نہیں کہ یہ جہاز آپس میں ٹکرا گئے ہوں کہ اگر ایسا ہوتا تو اس کے ملبے سمندر میں گرتے دیکھے جاتے۔ بلکہ یہ کہ گولے کے نمودار ہونے کے بعد یہ پانچ طاقتور جنگی جہاز اچانک نہ جانے کہاں لاپتہ ہوگئے۔

برمودا کے اردگرد اب تک جن علاقوں میں انسانی پہنچ ممکن ہو سکی ہے وہاں ایک اور حیرت ناک امر کا سراغ ملا ہے۔ سمندر کی تہوں میں عین مثلث نمائے برمودا میں تو اب تک کسی کی رسائی ممکن نہیں لیکن اردگرد کے علاقوں میں پانی کے اندر بے شمار ویران محلات دیکھے گئے ہیں ان میں بعض محلات اتنے شاندار ہیں کہ ان پر شاہی قلعوں کا گمان ہوتا ہے۔ سمندر کی تہوں میں اتر جائیے اور یہ دیکھ کر حیران رہئے کہ بلند و بالا عمارتیں، حسین اور دلکش نقاشی کے دروازے، برآمدے، راہداری،

سمندر کی تہوں میں اتر جائیے اور یہ دیکھ کر حیران رہئے کہ بلند و بالا عمارتیں، حسین اور دلکش نقاشی کے دروازے، برآمدے، راہداری، کشادہ ہال آپ کے استقبال کے لئے پہلے سے موجود ہیں ان میں بعض عمارتیں تو اتنی نئی معلوم ہوتی ہیں جن پر حال کی تعمیر کا گمان ہوتا ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ شاید یہ قدیم انسانی عمارتیں ہوں جو پانی کی سطح کے اوپر آنے کے نتیجے میں رفتہ رفتہ غرق ہوگئیں

کشادہ ہال آپ کے استقبال کے لئے پہلے سے موجود ہیں۔ ان میں بعض عمارتیں تو اتنی نئی معلوم ہوتی ہیں جن پر حال کی تعمیر کا گمان ہوتا ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ شاید یہ قدیم انسانی عمارتیں ہوں جو پانی سطح کے اوپر آنے کے نتیجے میں رفتہ رفتہ غرق ہو گئیں لیکن سوال کا یہ سیدھا اور آسان جواب اس لئے تشفی بخش نہیں ہے کہ ان میں بعض عمارتیں تو بالکل نئی معلوم ہوتی ہیں۔ اور جہاں تک سطح آب کے اوپر آنے اور اس سلسلے میں گلیشیر کے پگھلنے کے سائنسی اندازے کا تعلق ہے تو وہ خود سائنسی اندازے کے مطابق تیرہ چودہ ہزار سال پہلے کا واقعہ ہے ظاہر ہے اتنی مدت تک کوئی محل صحیح سالم حالت میں کیسے پایا جاسکتا ہے؟ رہی یہ بات کہ یہ محل ویران کیوں ہیں۔؟ یا مشاہدین کو ویران حالت میں کیوں ملے تو اس سوال کا کوئی صحیح جواب اسی وقت مل سکتا ہے جب اس دنیا کے ایک اہم فرد اور ابلیس کے قریبی رفیق کی گفتگو ملاحظہ نہ کرلی جائے جو اس نے بغاوت کے بعد ہمارے نمائندے سے کی ہے اور جسے ہم عنقریب شائع کرنے والے ہیں۔

البتہ ہم اپنے قارئین پر یہ بات واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ہمارے نمائندے نے اپنی گفتگو کو غیر ضروری تفصیلات پر مرکوز کرنے کے بجائے ان سوالات کے گرد رکھا ہے جو شیطان کے مرکزی ہیڈ کوارٹر میں آج زیر بحث ہیں۔ پھر چونکہ اس باغی رفیق نے شیطان کے بعض خفیہ منصوبوں سے بھی پردہ اٹھایا ہے اس لئے ہوسکتا ہے اس کی اشاعت ان حلقوں پر گراں گزرے جو جان بوجھ کر یا غیر شعوری طور پر شیطانی سازشوں کا شکار ہوگئے ہیں۔ اور سب سے اہم اور دلچسپ بات تو یہ ہے کہ اسلام کو غالب کرنے کی مختلف الجہات کوششوں پر خود شیطان کے مرکزی ہیڈ کوارٹر میں کس انداز سے بحث ہوتی ہے۔ اور یہ کہ بعض اسلامی کام جسے ہم اسلام کے حوالے سے کرکے خوش رہتے ہیں وہ ابلیس کے نزدیک کتنا بے ضرر عمل ہے اور اس عمل میں لگائے رکھنے کے لئے خود اس کے ہیڈ کوارٹر میں جو خصوصی کمیٹی کام کرتی ہے اس کا طریقہ کار کیا ہے؟۔ یہ اور اس قسم کے بے شمار چشم کشا حقائق سے اب پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ۔

ابلیس کا اگر واقعی وجود ہے تو کہیں نہ کہیں اس کا مسکن بھی ہوگا۔ ابلیس محض ایک تمثیلی اور خیالی مخلوق نہیں ہے بلکہ آدم کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی اسکیم میں حقیقی مخلوق ہے جسے اللہ نے آدم کے برعکس مٹی کے بجائے آگ سے پیدا کیا تو لازم آتا ہے کہ اس کا کوئی جغرافیائی مقام بھی ہوگا۔ وہ کہیں رہتا ہو، اٹھتا ہو، بیٹھتا ہو اور پھر یہ کہ انسانوں کی گمراہی کا جو ازلی ٹھیکہ اس نے لے رکھا ہے اس بارے میں پوری تندہی کے ساتھ سرگرم بھی ہو۔ پھر یہ کہ اس کے حواری بھی ہوں اور اس کے رفیقوں کا ایک حلقہ ہو جو اتنی بڑی دنیا میں نظام کفر کے غلبے کے لئے شب و روز سرگرم ہو۔

ابلیس کا وجود اور اس کے رفقاء کی سرگرمیوں کا تذکرہ جس تواتر کے ساتھ یہودی اور اسلامی ماخذ میں آیا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اس بارے میں کوئی شبہ کیا جائے۔ البتہ چونکہ بائبل کی تشریحات میں اور خود اس کے متن میں انسانی ہاتھوں اور دل و دماغ نے تعبیرات کے اتنے جوہر دکھائے ہیں کہ وہاں یہ سب کچھ کسی خاص اسکول کے ساتھ مخصوص ہوگیا ہے۔ رہی بات اسلامی حوالوں کی تو قرآن مجید اور احادیث میں شیطانی دنیا کے مسلسل متحرک رہنے اور اہل ایمان کو ورغلانے کے لئے جتنی تفصیلات کا تذکرہ ملتا ہے اس سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حق اور باطل کی معرکہ آرائی ہر لمحے جاری ہے جس میں اب فی زمانہ اگر ایک طرف خدا کے آخری پیغام کے ساتھ اس کے آخری رسول کی امت ہے تو دوسری طرف ابلیس کی سرکردگی میں شیاطین کا لشکر حق و باطل کے اس معرکے میں گذشتہ چار سو سالوں میں جس طرح ابلیس کو متواتر کامیابی ملتی رہی ہے اس نے نہ صرف یہ کہ اس کے حوصلے بلند کردئے ہیں بلکہ خود اب اللہ والوں کو اس عالمی نظام کفر کو الٹ پھینکنے کا عمل بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ صورت حال یہاں تک آپہنچی ہے کہ آج اسلام کے بیشتر مبلغین موجودہ نظام کفر کو الٹ پھینکنے کے بجائے اسی کے اندر رہ کر محدود اسلامی زندگی گزارنے کی اسٹریٹجی تشکیل دینے میں مصروف ہیں

ایک ایسے عہد میں جب ابلیس کا عالمی نظام اپنی پوری انتہا پر ہو، جب دنیا اس کی مٹھی میں آچکی ہو، جب زائنزم Zionism کے علمبرداروں اور یہودی رضاکاروں کے طفیل ابلیس نے موجودہ دنیا پر اپنی بالادستی مستحکم کرلی ہو جب مثلث نمائے برمودا میں واقع اس کے ہیڈ کوارٹر میں سرگرمیاں شباب پر ہوں، آنے جانے والوں کا سلسلہ ہو، چہل پہل ہو، میٹنگیں اور کانفرنسیں منعقد کی جارہی ہوں اور جدید عالمی دجالی نظام کو پیش آنے والے خطرات اور اندیشوں پر بحث کا سلسلہ چل رہا ہو اور جب مسلم دنیا میں اٹھنے والی بعض اسلامی تحریکوں سے خائف ہوکر ابلیس انتہاپسندانہ ردعمل کی اسکیم بن رہا ہو ٹھیک ایسے وقت میں ابلیسی دنیا کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھانا یقینا ایک ایسا عمل ہے جس نے اس مستحکم دجالی نظام کے روحانی سرغنہ ابلیس کو بھی پریشانی میں مبتلا کردیا ہے۔

لی ٹائمز نے مثلث نمائے برمودا کے حوالے سے بھی جن امور کا انکشاف کیا ہے وہ بذات خود کتنا ہی حیرت انگیز واقعہ کیوں نہ ہو البتہ آثار و شواہد کی روشنی میں ان حقائق کو مزید استحکام بخشتا ہے۔ گوکہ مثلث نمائے برمودا میں ہونے



محل نظر ہیں۔

سمندر کی گہرائی میں ہم نے جن عالیشان محلات کی خبر دی تھی ان کے بارے میں بعض سائنسی محققین نے ہمارے ان مشاہدات کو چیلنج کیا ہے۔ ان محققین کا کہنا ہے کہ ہزارہا سال پہلے جب خشکی کے بعض حصے سمندر بن گئے اور سمندر کے بعض حصے خشکی میں تبدیل ہوگئے جبھی یہ ممکن ہوا کہ خشکی پر بنے عالیشان محلات رفتہ رفتہ سمندر کی تہوں میں آگئے۔ اسی طرح سمندر کے بعض حصے صحرا اور ریگستان بن گئے۔ مذکورہ والے واقعات بذات خود نئے نہیں ہیں البتہ ابلیس کے مسکن کے حوالے سے اس علاقہ کا مطالعہ ایک ایسی معلوم دنیا کا احساس دلاتا ہے جس پر یقین کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا سائنسدانوں کے مطابق اس طرح کے واقعات ماحولیاتی تبدیلی کی وجہ سے دنیا میں کثرت سے ہوتے رہتے ہیں اور آج بھی دنیاؤں کا بدلنا اور پانی والے حصے کا خشکی میں تبدیل ہوجانا معمول کی بات ہے۔ اپنے اس خیال کی تائید میں انہوں نے ریگستان میں پائے جانے والے شارک مچھلی کے ان ڈھانچوں کا تذکرہ کیا ہے جن کے بارے میں قیاس ہے کہ مچھلی کا ریگستان میں پایا جانا شاید اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ریگستان کا یہ علاقہ کبھی سمندر کا حصہ رہا ہوگا۔

گوکہ بظاہر اس دلیل میں وزن معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حیثیت محض ایک اندازہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ایسا اس لئے بھی کہ تقریبا تمام ہی تاریخی اور مذہبی کتابوں میں طوفان نوح کا تذکرہ جس انداز سے مذکور ہے اس سے اس قیاس کو تقویت ملتی ہے کہ خشکی کے علاقے میں بڑی سمندری مچھلیاں طوفان نوح کے وقت آگئی ہوں گی البتہ پانی جب اچانک کم ہوا ہوگا تو ان میں سے بعض خشکی کے علاقوں میں پھنس گئیں جہاں پانی کے بغیر موت ان کے لئے مقدر تھی۔ صحرا میں پائی جانے والی طویل قد و قامت کی مچھلیوں کے ڈھانچے دراصل اسی طوفان نوح کے باقیات ہیں۔ ہمارے اس خیال کو اس امر سے بھی تقویت ملتی ہے کہ سائبیریا کے ان ٹھنڈے علاقوں میں آج بھی انتہائی طویل قامت آبی جانور عین خشکی پر منجمد حالت میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض جانور تو ہزاروں سال سے کچھ اس طرح منجمد ہیں کہ ان کا گوشت اب کتوں کے لئے دلچسپی کا باعث نہیں رہا ہے۔ خاص طور پر جو چیز قابل غور ہے وہ یہ کہ ان میں سے بیشتر جانور اولا سائبیریا میں پائے نہیں گئے ثانیا ان کے پیٹوں میں آج بھی ایسی گھاس منجمد حالت میں پائی گئی جو یقینا سائبیریا میں دستیاب نہیں ہے۔ اب اس سوال کا سائنسی محققین کے نزدیک کوئی جواب نہیں ہے کہ آخر یہ کیسے ممکن ہوا یہ طویل القامت آبی جانور سائبیریا کی سرزمین میں آکر منجمد ہوگئے اور بعض تو اتنی تیزی کے ساتھ انجماد کی لپیٹ میں آگئے کہ ان کے پیٹوں میں غیر ہاضم غذا اسی طرح محفوظ رہ گئی۔ اس واقعہ کا تعلق بھی دراصل طوفان نوح سے ہے

سمندر کے اندر پائے جانے والے ان محلات کے علاوہ تقریبا سو میل لمبی اور تیس فٹ اونچی ایک دیوار بھی پائی گئی ہے۔ شروع میں تو محققین اسے سمندر کی فطری ساخت کا حصہ سمجھتے رہے البتہ اس کی تراش خراش اور اس دیوار کی ساخت پر غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اس دیوار کو کسی خاص مقصد کے تحت بنایا گیا ہے۔ پھر یہ کہ جو لوگ سمندر میں آنے والی تبدیلیوں خاص طور پر زلزلوں اور آتش فشانیوں سے واقف ہیں ان کا بھی کہنا ہے کہ سطح آب سے میلوں نیچے شاندار محلات کے در و دیوار انتہائی نفیس حالت میں ہزاروں سال سے نہیں ہوسکتے کہ اگر ایسا ہوتا تو سمندر میں ہونے والی تبدیلیوں سے ان کی صورت کافی مسخ ہوچکی ہوتی۔ پھر یہ کہ جنگلی بیل بوٹے اور سمندری گھاس ان محلوں کی شکل و صورت مسخ کردیتی جبکہ عالم یہ ہے کہ ان محلوں پر ایسا گمان ہوتا ہے جیسے کوئی شاہی خاندان ابھی ابھی ان محلوں کو ویران چھوڑ کر پکنک کے لئے باہر گیا ہے۔ عمارت کا نیا پن، گل بوٹوں کی آراستگی، تزئین اور سجاوٹ ہر بات سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ سمندر کی ان تہوں میں محلات کے بننے کا عمل آج بھی جاری ہے۔ البتہ پانی کی تہوں میں ہونے کی وجہ سے اس دنیا کی ٹیکنالوجی مختلف ہے مکینوں کے عادت و اطوار مختلف ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نہ جانے کیوں ان محلات میں کہیں کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ پھر آخر کون لوگ ہیں یا وہ کونسی مخلوق ہے جو ان محلات میں قیام پذیر ہے اور یہ کہ زیر آب اس دنیا کا انتظام و انصرام کس کے ہاتھوں میں ہے۔ سائنسی طور پر اس دنیا میں کیا کچھ ترقی ہوچکی ہے۔ اور یہ کہ ہماری دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہونے کے باوجود آخر اس دنیا کے باسیوں کو ہماری دنیا سے اس قدر دلچسپی کیوں ہے کہ وہ یہاں بھی اپنے انداز کا نظام جاری کئے رکھنے پر مصر ہے؟ یہ اور اس طرح کے بہت سے سوالات کے جوابات اب اس شخص کی زبانی سنئے جو صدیوں اسی دنیا کا باسی رہا ہے اور جواب کسی وجہ سے جلا وطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

## انتباہ

بعض لوگ جواب طلب امور کیلئے جوابی خط ساتھ نہیں بھیجتے جبکہ بعض حضرات لفافہ تو رکھدیتے ہیں لیکن اس پر اپنا پتہ لکھنے کی زحمت نہیں کرتے۔ یاد رکھیں کہ جواب طلب امور کیلئے پتہ لکھا ہوا لفافہ ضرور ارسال کریں ورنہ جواب سے معذور رہیں گی۔

# انعامی پیشکش سیریز ۲۳

## پانچ سو روپے کا نقد انعام

ذیل میں چھ۶ سوالات دیئے جارہے ہیں۔ ان کا صحیح جواب دینے والے دس حضرات کو فی کس پچاس روپے انعام میں دیئے جائینگے۔ اگر صحیح حل دس۱۰ سے زیادہ موصول ہوئے تو بذریعۂ قرعہ اندازی دس۱۰ افراد کو انعام دیا جائیگا۔ باقی حضرات کے نام شائع کئے جائینگے۔ آپ کے جوابات ہمیں ۳۰ اپریل ۹۶ء تک مل جانے ضروری ہیں۔ اپنے جوابات کے ساتھ ٹوکن ضرور بھجوائیں۔



۱ ـــــــ قرآن مجید میں مدینہ منورہ کو کیا کہا گیا ہے۔؟

۲ ـــــــ پاکستان میں سب سے پہلے قرآن حکیم کا ترجمہ کس زبان میں ہوا۔؟

۳ ـــــــ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "محمد" کس نے رکھا تھا۔؟

۴ ـــــــ اُم ہانی کس کی بیٹی تھیں۔؟

۵ ـــــــ یہ شعر کس شاعر کا ہے ـــــــ جان تم پر نثار کرتا ہوں ؛ میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

۶ ـــــــ عید کی نماز میں اگر کوئی واجب چھوٹ جائے اور امام سجدۂ سہو نہ کرے تو کیا نماز ہو جاتی ہے۔

اپنے جوابات اس پتے پر روانہ کریں

انعامی پیشکش ۲۳ دفتر ماہنامہ طلسماتی دنیا سرسٹہ بازار دیوبند



# شیطان کے پرائیویٹ حالات

### شیطان کا اصلی نام کیا تھا

رحمتِ الٰہی سے مطرود و ملعون ہونے سے پہلے شیطان کا نام عزازیل تھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے اور حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی کی پاداش میں اس کا نام ابلیس تجویز کر دیا گیا۔ شیطان بھی اسی ابلیس کو کہتے ہیں۔

### شیطان ہی تمام جنات کا باپ ہے

اس کتاب کے اوائل میں تخلیقِ جنات کے بارے میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کے شعلوں سے ایک جن کو پیدا کیا تھا اس کے بعد اس کیلئے ایک بیوی پیدا کی اسی جوڑے سے تمام جنات کی نسل دنیا میں پھیلی' اس اجمال کی تفصیل میں صاحب حیات الحیوان نے لکھا ہے۔

واعلم ان المشهور ان جميع الجن من ذريه ابليس وفي الحديث لما اراد الله ان يخلق لابليس نسلاً و زوجة القى عليه الغضب فطرت منه شظية من النار فخلق منها امرأته (حَيوٰةُ الحَيَوان)

۔ یہ بات زبانِ زدِ عوام ہے کہ تمام جنات ابلیس ہی کی اولاد ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی نسل اور اس کی زوجہ پیدا کرنی چاہی تو شیطان پر غصہ کا القا کیا۔ غصہ کی وجہ سے آگ کی ایک چنگاری پیدا ہوئی اس چنگاری سے حق تعالیٰ نے ابلیس کی بیوی پیدا کر دی۔!!

### جتنے انسان پیدا ہوتے ہیں اتنے ہی جنات بھی پیدا ہوتے ہیں

روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا تھا کہ میں جتنی اولادِ آدم پیدا کروں گا اتنی ہی اولاد تیری بھی پیدا کروں گا۔ چنانچہ دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ ہر انسان کے ساتھ حق تعالیٰ ایک جن بھی پیدا کرتا ہے جو اس کو برائی پر اکساتا رہتا ہے۔

### جنات مذکر بھی ہوتے ہیں اور مؤنث بھی

گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جنات کی ایک قسم انسان جیسی ہے وہ انسانوں کی طرح مذکر اور مؤنث ہوتے ہیں۔ آپس میں بیاہ شادی بھی کرتے ہیں اور ان کے اولاد بھی پیدا ہوتی ہے۔

### شیطان ہر روز دس انڈے دیتا ہے

حیواۃ الحیوان میں شیطان کی افزائشِ نسل کے بارے میں مذکور ہے کہ۔

اما ابليس فان الله تعالىٰ خلق له في فخذه اليمنىٰ ذكراً وفي اليسرىٰ فرجاً فهو ينكح هذا بهذا فيخرج له كل يوم عشر بيضات يخرج من كل بيضة سبعون شيطان وشيطانة

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی داہنی ران میں مرد کی شرم گاہ اور بائیں میں عورت کی شرم گاہ پیدا کی ہے جس سے ہر روز دس۱۰ انڈے نکلتے ہیں اور ہر انڈے سے شیطان اور شیطانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

### شیطان کی بیوی بچوں کے نام

شیطان نے اپنی بعض اولاد کو بعض مخصوص کاموں پر مامور کر رکھا ہے۔ حضرت مجاہدؒ کے قول کے مطابق ان کے نام اور کام یہ ہیں۔

**لاقیس - ولہان** — یہ دونوں وضو اور نماز پر مامور ہیں لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔

**ہفاف** — یہ لڑکا صحرا پر مامور ہے' صحرا میں شیطنت پھیلاتا ہے۔

**زلنبور** — یہ بازاروں پر مامور ہے جھوٹی تعریف اور جھوٹی قسموں پر لوگوں کو اکساتا ہے۔

**بثر** — مصیبت زدہ لوگوں کو جہالت کے کام نوحہ' ماتم گریباں چاک کرنا۔ چہرے کو نوچنے کی ترغیب دیتا ہے۔

**ابیض** — یہ انبیا علیہم السلام کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے پر مامور ہے۔

**اعور** — یہ شیطان زنا پر مامور ہے۔ زنا کے وقت مرد و عورت کی شرمگاہوں پر سوار رہتا ہے۔

**داسم** — اس شیطان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں بغیر سلام کئے یا اللہ کا نام لئے داخل ہوتا ہے تو وہ گھر والوں میں فساد کرانے کا سبب بنتا ہے۔

**مطوس** — یہ شیطان غلط اور بے بنیاد افواہیں لوگوں میں پھیلاتا ہے۔

### بھوت پریت کیڑے مکوڑے جنات شیطان کے انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک بار شیطان نے ۳۰۰ انڈے دیئے تھے۔ دس۱۰ مشرق میں دس۱۰ مغرب میں اور دس۱۰ وسطِ ارض میں' ان انڈوں سے دنیا میں شیاطین کی مختلف قسمیں بھوت پریت کیڑے مکوڑے وغیرہ پیدا ہو کر دنیا میں پھیل گئے۔

## جن اور شیطان میں فرق

محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ جن اور شیاطین اصل کے اعتبار سے ایک ہیں کہ مگر ایمان دار جن کے نام سے کفار شیاطین کے نام سے موسوم ہیں۔

## جنات سانپ کی شکل میں گھروں میں بھی رہتے ہیں

بخاری مسلم اور ابوداؤد میں ابی البابہ سے مروی ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے سانپوں کو مارنے کو منع فرمایا ہے مگر جس سانپ کی پشت پر دو سفید خط ہوں یا وہ سانپ جس کی دم بہت چھوٹی ہو اس کو فوراً مار ڈالنا چاہیئے۔ یہ دونوں قسم کے سانپ بہت ہی خطرناک ہیں۔

## شیطان کے لشکر جن سے وہ قلب آدم پر حملہ آور ہوتا ہے

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ شیطان کے پانچ لڑکے پانچ مختلف بڑے بڑے کاموں پر مامور ہیں ان لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ ثبر، اعور، مبسوط، داسم، زلنبور

ثبر، اس خدمت پر مامور ہے کہ لوگوں کو جاہلیت کے کاموں کی ترغیب دے، مصیبت میں مبتلا لوگوں کو گریبان چاک کرنے منہ پر چانٹے مارنے نوحہ کرنے کی ترغیب کرتا ہے۔

اعور، زنا پر مامور ہے، لوگوں کو زنا کی ترغیب دے کر زنا میں مبتلا کرتا ہے۔

داسم، اس کام پر مامور ہے کہ وہ گھر والوں میں پھوٹ ڈلوا کر ایک کو دوسرے کا دشمن بنا دے۔

مبسوط، لوگوں کو جھوٹ بولنے پر اکساتا ہے۔

زلنبور، بازار پر مامور ہے۔ ناپ تول میں کمی اور دوسری برائیوں میں لوگوں کو مبتلا کرتا ہے۔

ان کے علاوہ ایک شیطان نماز پر مسلط ہے جس کا نام خنزب ہے اور دوسرا شیطان وضو پر مسلط ہے۔ اس کا نام ولہان ہے ان دونوں شیاطین کا ذکر آگے آئے گا

## دل میں داخل ہونے کے شیطان کے چور دروازے

شیطان کے لشکر چونکہ ۲۴ گھنٹے انسان کو گمراہ اور اغوا کرنے کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ اس لئے شیاطین کی مدافعت سے ایک آن غفلت بھی انتہائی مضر ہے۔ پھر چونکہ شیطان کا حملہ انسان پر ظاہری دشمن کی طرح کھلم کھلا نہیں ہوتا تو اس لئے سب سے پہلے ان دروازوں اور راستوں سے واقفیت ضروری ہے جہاں سے وہ حملہ آور ہو کر کائنات قلب کو تاخت و تاراج کر دیتا ہے۔

یوں تو انسان کے دل میں گھسنے کیلئے شیطان کے واسطے بہت سے راستے ہیں۔ پھر بھی ان میں چند بڑوں بڑوں کا ذکر حسب ذیل ہے۔

## حسد اور حرص

حسد اور حرص میں انسان اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے۔ شیطان جب ان دونوں میں سے کسی ایک یا دونوں کا احساس کسی قلب میں پاتا ہے تو اس دل کو تباہ کرنے کیلئے موقع مل جاتا ہے۔ اور وہ انسان کے دل کو گناہوں کے میدان میں گیند کی طرح لڑھکاتا پھرتا ہے۔

روایت ہے کہ جس وقت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو شیطان بھی موجود تھا۔ فرمایا تو یہاں کیوں آیا۔ شیطان نے جواب دیا اس واسطے کہ یہ لوگ دل سے تو میرے ہمنواز ہیں اور ظاہر میں آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ نکل جا مردود کہیں کے، شیطان نے کہا کہ دنیا میں لوگ پانچ باتوں سے ہلاک ہوتے ہیں۔ تین باتیں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ فوراً وحی آئی کہ شیطان سے دو باتیں پوچھ لو باقی تین باتیں آپ سے غیر متعلق ہیں۔ شیطان نے کہا ان میں سے ایک تو حسد ہے، حسد کی وجہ سے میں بارگاہِ الٰہی سے مردود و ملعون ہوا دوسری چیز حرص ہے اگر آدمؑ جنت میں ہمیشہ رہنے کی حرص نہ کرتے تو آج ان کو جنت سے نہ نکالا جاتا۔

## غضب اور شہوت

یہ دونوں چیزیں بھی قلب بنی آدم سے شیطان کے داخلے کے اہم دروازے ہیں غضب اور غصّہ کی وجہ سے انسانی عقل کمزور ہو جاتی ہیں۔ شیطان غصّہ کرنے والے آدمی سے اس طرح کھیلنے لگتا ہے جس طرح بچّے گیند سے کھیلا کرتے ہیں۔

شیطان نے حضرت موسیٰؑ سے بارگاہ الٰہی میں توبہ کیلئے سفارش کرائی تھی۔ توبہ کی مقبولیت حضرت آدم کی قبر کو سجدہ پر موقوف رکھی گئی شیطان نے غضب ناک ہو کر جواب دیا تھا۔ جب میں نے زندہ آدم کو سجدہ نہیں کیا تھا مردہ کو تو کیا کروں گا۔ شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس موقعہ پر کہا تھا کہ جب انسان غصّہ ہوتا ہے میں اس کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہوں۔

## بسیار خوری

شکم سیر ہو کر کھانا بھی شیطانی آفتوں میں سے ایک آفت ہے۔ کیونکہ شکم سیری سے شہوت پیدا ہوتی ہے شہوت شیطان کا ایک خاص ہتھیار ہے۔

ایک روز ابلیس حضرت یحییٰؑ بن زکریاؑ کے سامنے متشکل ہو کر آیا اور اس نے بیان کیا کہ میں شہوت کے ذریعہ سے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کیا کرتا ہوں۔ حضرت یحییٰؑ نے پوچھا کبھی تو نے مجھے بھی شہوت میں مبتلا کیا ہے۔ ابلیس نے جواب بہت سے موقعوں پر ایسا ہوا کہ آپ شکم سیر ہو کر کھانا کھا کر سو گئے نماز اور ذکر الٰہی سے رہ گئے۔ حضرت یحییٰ نے پوچھا اس کے علاوہ اور کچھ، شیطان نے جواب دیا اور کچھ نہیں۔ اسی وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام نے قسم کھائی کہ مدت العمر پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے یہ سنتے ہی سر پیٹ کر کہا کہ اب میں بھی مسلمان کو کبھی نصیحت نہیں کروں گا۔

بسیار خوری کے نقصانات۔ علمائے باطن نے بسیار خوری کے نقصانات تحریر کیے ہیں۔ ۱۔ دل سے خوف خدا نکل جاتا ہے۔ (۲) دل میں مخلوق پر رحمت نہیں رہتی کیونکہ وہ دوسروں کو بھی اپنی طرح شکم سیر سمجھنے لگتا ہے۔ ۳۔ شکم سیری سے نماز و عبادت گراں معلوم ہوتی ہے ۴۔ حکمت کا کلام سن کر دل پر رقت طاری نہیں ہوتی۔ ۵۔ ایسی حالت میں اگر وہ شخص کو نصیحت کرتا ہے تو لوگوں کے دل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ۶۔ بسیار خوری سے جسمانی امراض پیدا ہوتے ہیں۔

## سامانِ زیب و زینت

اگر شیطان کسی انسان کے دل میں مکان لباس اور گھر کے ساز و سامان کی محبت دیکھتا ہے تو وہ انسان کے دل میں ان چیزوں کی محبت کے انڈے دے دیتا ہے۔ ان انڈوں سے جب بچے نکل آتے ہیں تو مکان کی تعمیر کرنے مکان کی آرائش کی دھن میں لگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں اسے موت آکر پکڑ لیتی ہے۔

## وسوسہ اور الہام کا فرق

انسان سے نیک یا بد اعمال کی صدور کی نوعیت یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کے دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے۔ خیال کے بعد اس کام کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ رغبت عزم اور نیت کو حرکت میں لاتی ہے۔ آخر میں نیت اعضاء کو حرکت میں لا کر اس فعل کا وقوع عمل میں لے آتی ہے۔ پھر جس طرح اعمال خیر و شر کی نوعیت مختلف ہیں۔ اسی طرح انسان کے دل میں کسی کا خیال جو اولاً پیدا ہوتا ہے وہ بھی اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہے اگر وہ خیال کسی اچھے کام کا ہے تو اس اصطلاحِ شرع میں اس کا نام الہام ہے اور اگر وہ خیال برے کام سے متعلق ہے تو اس کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔

## الہام یا وسوسہ کا باعث کیا ہے

انسان کے دل میں شروع شروع میں جو خطرات یا خیالات پیدا ہوتے ہیں ان کے محرک قدرت نے جدا جدا پیدا کئے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

فی القلب لمتان لمۃ من الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذالک فلیعلم انہٗ من اللّٰہ استعانۃ ولیحمد اللّٰہ ولمۃ من الشیطان ایعاد بالشر وتکذیب بالحق ونہی الخیر فمن وجد ذالک فلیستعذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

دل میں ہر قسم کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ فرشتوں کی طرف سے بھی اور شیطان کی طرف سے فرشتے کے وسوسے سے خیر کی ترغیب ہوتی ہے اور شیطان کے وسوسے سے برائی کی پس جس وقت شیطانی وسوسہ محسوس ہو تو اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ہ پڑھنا چاہیئے۔

چونکہ دونوں قوتیں مساوی حیثیت سے قلبِ انسانی پر اثر انداز رہتی ہیں۔ اس لئے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان قدرتی طور پر اسی کھینچا تانی میں مبتلا ہے۔

حدیث شریف میں اسی کھینچا تانی کی طرف اشارہ ہے۔

قلب المؤمن بین اصبعین من اصابع الرحمٰن

مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان رہتا ہے

پھر پیدائشی طور پر چونکہ قلب انسانی میں آثار روحانی اور شیطانی قبول کرنے کی صلاحیت و استعداد مساوی طور پر ہے۔ کسی ایک جانب کو دوسرے پر ترجیح نہیں اس لئے اتباع شہوات یا مخالفت کے اعتبار سے ہی کسی ایک جہت کو غالب یا مغلوب کہا جا سکتا ہے پس اگر کوئی غضب و شہوت کے اقتضاء سے کسی کام کا مرتکب ہوگا تو شیطان خواہش نفسانی کی راہ سے انسان پر غالب آجائے گا۔ اس صورت میں قلب شیطان کا ملجا و مسکن بن جائے گا۔ اور اگر شہوات کو مغلوب کر کے فرشتوں کے اخلاق اختیار کرے گا تو اس صورت میں انسان کا دل فرشتوں کی منزل اور مستقر ہوگا۔ مگر چونکہ قلب میں صفاتِ بشریہ شہوت، غضب حرص طمع وغیرہ جو خواہش نفسانی کی فروعات میں سے ہیں موجود ہیں، اسی لئے ضروری اور لازمی طور پر قلب شیطان کے وسوسہ کی گذرگاہ ضرور بنے گا۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"ما منکم من احد الا ولہٗ شیطان قالوا وانت یا رسول اللّٰہ اما انا علیہ ولا یامرنی الا بخیر"

(او کما قال)

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا حضور کے ساتھ بھی ہے۔ فرمایا ہاں۔ لیکن وہ خدا کی مدد سے مقہور ہے وہ ہمیشہ اچھی بات کی ترغیب دیتا ہے۔

شیطان اسی وقت دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جب وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو اگر قلب ذکر اللہ کی طرف راغب ہے تو شیطان کو وسوسہ ڈالنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ وہاں سے چل دیتا ہے۔ اس وقت فرشتہ مداخلت کرتا ہے۔ غرض شیاطین اور فرشتوں کے لشکروں میں ہر وقت کشمکش رہتی ہے۔ قلب بہر صورت کسی نہ کسی ایک کا مطیع و منقاد ہو جاتا ہے۔ یا تو فرشتے ہی اس کو مفتوح و مسخر کر لیتے ہیں یا شیاطین ہی اس کے مالک بن بیٹھتے ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں کا مالک شیطان بن جاتا ہے ایسے لوگوں کے دل ہر وقت وسوسوں سے پُر رہتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ ہمیشہ دنیا کو آخرت

برترجیح دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب تک شیطان کے زور کو نہ گھٹایا جائے۔ قلب کی اصلاح دشوار ہے۔ البتہ جو لوگ شہوات اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتے بلکہ اس کو مغلوب کر کے رکھتے ہیں۔ ان لوگوں پر شیطان کا داؤ چلنا دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ایسے ہی بندوں کے متعلق ہے۔

ان عبادی لیس علیہم شیطان

جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کوئی زور نہیں۔

## وسوسہ دور کرنے کا طریقہ

ظاہر ہے کہ دل میں شیطانی وسوسے ہر وقت آتا ہے جب اس وسوسہ کے سوا دل میں کوئی دوسری بات نہ ہو کیونکہ جب ایک بات کا گذر دل میں ہوتا ہے تو اس سے پہلے کی بات دل سے نکل جایا کرتی ہے۔ اس لئے شیطانی وسوسہ دور کرنے کی ایک تدبیر یہ ہے کہ جب کسی شخص کے دل میں کسی بری بات کا گذر ہو تو وہ دل کو کسی دوسری بات کی طرف متوجہ کرے۔ یہ ترکیب اگرچہ دفعیہ وسوسہ کے لئے سہل ہے مگر پھر بھی یہ اندیشہ ہے کہ اس دوسری بات کا بھی وہی انجام نہ ہو جو پہلی بات کا ہوا ہے۔ اس لئے یہ صورت دفعیہ وسوسہ کے لئے سو فی صدی کامیاب نہیں۔ البتہ ذکر الٰہی ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے شیطان کی مجال نہیں کہ دل کے قریب قدم رکھ سکے۔ خدا تعالیٰ نے بھی دفعیہ وسوسہ کی یہی تدبیر تبلائی ہے۔

ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون۔

خدا سے ڈرنے والے لوگوں کو اگر شیطان مس کر لیتا ہے تو وہ خدا کا ذکر کرتے ہی صاحب بصیرت بن جاتے ہیں۔

حضرت مجاہدؒ نے من شر الوسواس الخناس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ شیطان انسان کے دل پر چاروں طرف سے چھایا رہتا ہے۔ جب قلب ذکر الٰہی کرتا ہے تو سکڑ کر دبک جاتا ہے۔

ذکر اللہ اور وسوسہ میں دن یا رات یا روشنی اور اندھیرے کا تضاد ہے ذکر الٰہی کے سامنے شیطان ٹک نہیں سکتا۔ حضرت انس نے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ان الشیطان واضع خوطومہ علی قلب بنی آدم فان ھو ذکر اللہ تعالیٰ اخنس وان نسی اللہ وتعالیٰ التقم علیہ۔

شیطان اپنی سونڈ انسان کے دل پر رکھے ہوئے ہے پس اگر وہ خدا کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے۔ اور اگر خدا کو بھول جاتا ہے تو دل کو نگل لیتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شیطان نماز اور قرأت قرآن میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ مجھ میں اور میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے تو حضور نے فرمایا

ذالک شیطان یقال لہ خنزب فاذا احسۃ متعوذ باللہ منہ

اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں' جب وہ تجھکو معلوم ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' پڑھ اور اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھوک دے' حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی فرمودہ ہدایات پر عمل کیا' وہ بات جاتی رہی۔

اسی طرح دوسری حدیث وارد ہے

ان المؤمن ینضی شیطانہ کما ینضی احدکم بعیرہ فی سفرہ۔

ایمان دار اپنے شیطان کو ایسا لاغر کر دیتا ہے' جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے اونٹ کو دبلا کر دیتا ہے۔

قیس بن حجاج فرماتے ہیں کہ میرا شیطان مجھ سے کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس اونٹ کی طرح توانا آیا تھا۔ اب دبلا ہوتے ہوتے چڑیا جیسا ہو گیا ہوں میں نے پوچھا کس طرح. جواب دیا کہ تم ذکر اللہ سے مجھے ہر دم گھلاتے رہتے ہو

## خطرات قلب

انسان کے قلب پر جو خطرات گذر چکے ہیں وہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک وہ جو انسان کو نیکی پر آمادہ کریں ایسے خطرات یقیناً الہام من جانب الٰہی ہوتے ہیں۔

دوسرے وہ جو انسان کو برائی پر اکسائیں' ایسے خطرات یقیناً وساوس شیطانی ہوتے ہیں۔



تیسری قسم کے وہ خطرات ہیں جن کے متعلق یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ فرشتے کی طرف سے ہیں یا جنات کے' ایسے خطرات میں انسان کو بڑا دھوکہ ہوتا ہے۔ ان خطرات میں نیک و بد کی تمیز دشوار ہے۔ اس لئے کہ نیک بندوں کو تو صاف طور سے شیطان ورغلا نہیں سکتا۔ البتہ شر کو خیر کی صورت میں لا کر ان کے سامنے کر دیتا ہے۔ اور یہ شیطان کا ایک بڑا فریب ہے جس سے اکثر لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مثلاً شیطان کسی عالم کو عوام کی غفلت و جہالت کا حال سنا کر وعظ گوئی پر آمادہ کرتا ہے۔ پھر اس کے دل میں ڈالتا ہے کہ اگر عمدہ کپڑے پہن کر اور خاص لب و لہجہ بنا کر تقریر نہ کرو گے تو عوام تمہاری تقریر سے متأثر نہیں ہوں گے۔ چنانچہ عالم انہی باتوں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ ان باتوں میں مبتلا ہونے کے بعد اس کو اپنی تعظیم کا شوق خدام اور معتقدین کثرت اور اپنے علم و مرتبہ پر غرور اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ عالم صاحب کی تمام کری کرائی محنت ریا و نمود تکبر کی نذر ہو جاتی ہے'' غرض علماء' عباد' زہاد کو فریب میں مبتلا کرنے کے شیطان کے ڈھنگ اور ہی ہیں۔

## شیطان کا وسوسہ کس قدر خطرناک ہوتا ہے

حدیث شریف میں بنی اسرائیل کے ایک راہب کا قصہ مذکور ہے کہ شیطان نے بنی اسرائیل کی ایک لڑکی کا گلہ دبا دیا اور اس کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ لڑکی کی بیماری کا علاج فلاں راہب کر سکتا ہے۔ چنانچہ لوگ لڑکی کو راہب کے پاس لے گئے اس نے اول تو انکار کیا مگر پیہم مجبور ہو کر اپنے پاس رکھنے پر مجبور ہو گیا۔ شیطان نے راہب کے دل میں اس لڑکی سے مباشرت کرنے کا وسوسہ ڈالا۔ راہب بڑے عرصہ سے مجرد تھا۔ وہ فوراً یہ فعل کر بیٹھا۔ لڑکی کو حمل رہ گیا' اب شیطان نے اس راہب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اب وہ لڑکی کو لینے آئیں گے' بڑی فضیحت ہوگی' اس لئے اس لڑکی کو قتل کر کے زمین میں دفن کر دے۔ اگر کوئی پوچھنے آئے تو کہہ دینا کہ مر گئی' راہب نے ایسا ہی کیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر شیطان نے لڑکی کے والد کو تبلایا کہ فلاں راہب نے اس اس طرح تمہاری لڑکی کو قتل کر کے زمین میں دفن کر دیا ہے' وہ لوگ راہب سے پوچھنے لگے' مگر وہ اطمینان بخش جواب نہ دے سکا۔ لڑکی کے ورثاء نے اس راہب کو قصاص میں قتل کرنے کیلئے پکڑ لیا' اب شیطان نے راہب سے کہا کہ یہ سارے کام میرے کرائے ہوئے ہیں اب بھی اگر تو میرا کہنا مان لے تو میں تجھے موت سے بچا سکتا ہوں' راہب نے کہا مجھے اس مصیبت سے جس طرح ہو سکے بچا لے۔ میں تیرے کہنے پر عمل کروں گا۔

شیطان نے کہا تو مجھے دو سجدے کر لے تو تیری جان بچ جائے گی راہب نے سجدے کر لئے، شیطان نے کہا کہ جا اپنا کام کر میں تیرے فکر میں دو سو برس سے لگا ہوا تھا آج مجھے کامیابی نصیب ہوئی ہے۔

(رواہ ابن ابی الدنیا)

## شیطان کی دفعیہ کی تدبیر کیا ہے'

شیطان کے شر سے دل کو بچانے کی ترکیب یہی ہے کہ دل میں شیطان کے داخلہ کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں اور دل تمام مذموم صفات سے صاف کر لیا جائے' اس مختصر میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ان کا تذکرہ پیش کیا جائے، تفصیلات کیلئے حق تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے تو احیاء العلوم کی تیسری جلد مطالعہ فرمائیں۔ بہر حال اس موقعہ پر اتنا جاننا ضروری ہے کہ جب دل ان تمام مذموم صفات سے پاک صاف ہو جائے گا۔ تو پھر شیطان دل میں جم کر نہیں بیٹھ سکے گا۔ چونکہ اللہ کا ذکر شیطان کو قریب آنے سے روکتا ہے۔ اس لئے شیطان ہیر پھیر کر ہی نظر آئے گا۔ اخلاقِ ذمیمہ کے دفعیہ کے بغیر اللہ کے ذکر سے شیطان دفع تو ضرور ہو جاتا ہے' مگر اللہ کا ذکر دل میں اسی وقت جاگزیں ہو جاتا ہے جب تقویٰ اور صفائی قلب سے آئینہ قلب کو صاف کر لیا جائے اگر ایسا نہ ہو تو ذکر الٰہی بھی از قبیل خطرات ہوتا ہے' چونکہ اسکو دل پر پورا قابو نہیں ہوتا اسی لئے وہ شیطان کو بھی دفع نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اِن الذین اتقوا اذا مسہم طائف الآیۃ۔ میں ذکر الٰہی کو دافع شیطان صرف اہل تقویٰ کیلئے فرمایا ہے۔ جس دل میں غذائے شیطانی (صفات ذمیمہ) موجودگی نہ ہوگی وہاں شیطان ذکر الٰہی سے ہٹ جائے گا۔ اور اگر دل پر شہوت کا غلبہ ہوگا تو ذکر الٰہی دل کے چاروں طرف پھیل کر رہ جائے گا۔ تھر قلب پر اثر انداز ہو کر دفعیہ شیطان کے لئے مؤثر ثابت ہوگا۔

بہر حال جہاں شیطان کا دفعیہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ یا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ سے ہوتا ہے وہاں اور بھی دعائیں اس بارے میں منقول ہیں۔ حضرت محمد بن واسع ہر روز بعد نماز صبح یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللہم انک سلطت علینا بصیرا بعیر بنا یرانا ھو وقبیلہ من حیث لا نراھم۔ اللہم فآیسہ منا کما آیستہ من رحمتک و قنطہ منا کما قنطتہ من عفوک و باعد بیننا و بینہ کما باعدت بینہ و بین رحمتک انک علی کل شیء قدیر'

محمد بن واسع فرماتے ہیں کہ ایک روز شیطان مجھے مسجد کے راستہ میں ملا اس نے کہا۔ تم مجھے پہچانتے ہو میں کون ہوں۔ میں نے کہا' تو کون ہے۔ تو اس نے جواب دیا میں ابلیس ہوں۔ میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ تم اس دعا کو کسی اور کو نہ بتانا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی تم سے مزاحم نہ ہوں گا۔ میں نے کہا میں کسی شخص کو اس دعا کے پڑھنے سے منع نہ کروں گا۔ جو تجھ سے ہو سکے کر لے۔ (امام مالکؒ)

حضرت عبدالرحمن بن لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ایک شیطان حضور سرور عالمؐ کے سامنے نماز کی حالت میں آگ کی مشعل لے کر کھڑا ہوا کرتا تھا اور قرأت واستغفار سے نہ جاتا تھا' آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ یہ دعا پڑھئے۔

اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر من شر ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا ومن فتن اللیل والنہار ومن طوارق اللیل والنہار الا طارق یطرق بخیر یا رحمن۔

حضور نے اس دعا کو پڑھا اس مردود کی شمع گل ہو گئی اور اوندھے منہ گر پڑا۔

# ابلیس اور انبیاء علیہم السلام

## ابلیس اور حضرت نوح علیہ السلام

روایت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر جاکر رکی تو ابلیس نے پانی پر بیٹھ کر حضرت نوح سے کہا۔ اے نوح تم نے بددعا کرکے دنیا کو پانی میں غرق کردیا۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ حضرت نوح نے جواب دیا اب تمہارا کام یہ ہے کہ "خدا سے توبہ کرو اور خدا کے فرماں بردار بندے بن جاؤ۔" ابلیس نے کہا کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی؟......
اگر قبول ہونے کی امید ہے تو آپ میرے حق میں سفارش فرمادیجئے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے مناجات میں حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ ابلیس توبہ کی درخواست کررہا ہے کیا حکم ہے؟ حکم ہوا شیطان سے کہدو کہ اگر وہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرلے تو توبہ قبول کرلی جائے گی۔ حضرت نوح نے خدا کا حکم ابلیس کو سنایا تو اس نے جواب دیا کہ "میں نے زندہ آدم کو تو سجدہ کیا نہیں تھا اب مرنے کے بعد ان کو کب سجدہ کرنے والا ہوں"۔

ابلیس نے کہا چونکہ آپ نے خدا کی جناب میں میری سفارش کی تھی اس لئے شکریہ کے طور پر آپ سے تین باتیں عرض کرتا ہوں۔

(۱) جس وقت غصہ آئے مجھے یاد کرلیا کرو غصہ کے وقت میں انسان کا چہرہ، منہ، ناک، بن جاتا ہوں اور خون کی طرح رگ رگ میں دوڑتا پھرتا ہوں۔
(۲) لڑائی کے وقت بھی مجھے یاد کرلیا کرو اس موقع پر میں لوگوں کے دلوں میں بیوی بچوں کا خیال ڈال دیتا ہوں۔
(۳) کسی نامحرم عورت کے ساتھ کبھی تخلیہ میں نہ بیٹھنا میں ایسے وقت نہ معلوم کیا کرگزرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ ابلیس نے حضرت نوح سے کہا تھا کہ حسد اور حرص نہ کرنا، حسد کی وجہ سے میں اور حرص کی وجہ سے آدم جنت سے نکال دیئے گئے تھے

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں مداخلت

زہرۃ الریاض میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے مناجات میں مشغول تھے ۷۰ ہزار فرشتوں کا مجمع آپ کے ارد گرد تھا۔ ابلیس نے مداخلت کرنی چاہی مگر ناکام رہا۔ آخر آپؑ کے قدم مبارک کے نیچے آکر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا موسیٰ! کس سے کلام کررہے ہو؟ حضرت نے فرمایا جا دور ہو تو جس مقصد سے یہاں آیا ہے تیرا مقصد پورا نہ ہوگا۔ ابلیس نے کہا میرا مقصد تو پورا ہوگیا۔ ابھی آپ خدا سے کلام کررہے تھے ابھی مجھ سے بات چیت میں مشغول ہوگئے۔

## ابلیس لعین حضرت نوح ؑ کی خدمت میں

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ طوفان کے بعد جب حضرت نوح ؑ کی قوم زمین پر آباد ہوگئی تو ابلیس لعین نے حضرت نوح کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا آپ نے مجھ پر جو احسان عظیم فرمایا ہے آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔ اس احسان کے بدلے آپ جو بات مجھ سے دریافت فرمائیں گے اس کا صحیح صحیح جواب دوں گا جھوٹ نہ بولوں گا۔

حضرت نوح ؑ نے شیطان کی بات سن کر منہ پھیر لیا۔ وحی آئی کہ اگر تمہیں کچھ پوچھنا ہو ابلیس سے پوچھ لو وہ تمہیں صحیح صحیح جواب دے گا۔ نوح ؑ نے ابلیس سے پوچھا یہ بتا دنیا میں تیرا یار ومددگار کون ہے؟ ابلیس نے جواب دیا، میرے یار ومددگار وہ لوگ ہیں جو بخل اور تکبر کرتے ہیں اور ہر کام میں عجلت کے عادی ہیں۔

حضرت نوح ؑ نے فرمایا تو میرا کس بات پر شکریہ ادا کرنے آیا تھا؟ میں نے تجھ پر کیا احسان کیا ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا کہ آپ نے بددعا کرکے ساری قوم غرق کرادی مجھے ان کی گمراہی کے فکر سے نجات مل گئی۔ حضرت نوح ؑ یہ سن کر بہت پشیمان ہوئے اور عجلت پسندی سے ۳۰۰ برس تک بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کرتے رہے۔

## ابلیس لعین نمرود کے روپ میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود بن کنعان کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ کافر روئے زمین کا بادشاہ تھا۔ بڑی شان وشوکت اور دبدبہ کا حکمراں تھا۔ اسی مردود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا...... عجائب القصص میں ہے کہ جب نمرود کو

ابلیس کی خلافت عظمیٰ ملی تو اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اپنے بت بنوا کر تمام قلمرو میں پوجا کیلئے بھیجے تھے۔

## نمرود خدا سے لڑنے چلا

نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں اسی نیت سے ڈالا تھا کہ ان کے مرجانے سے میری خدائی میں کوئی روڑا اٹکانے والا نہ رہے گا۔ حضرت ابراہیم کو آگ نہ جلا سکی وہ آگ میں سے صحیح وسالم نکل آئے۔ نمرود سمجھ گیا کہ ابراہیمؑ کا خدا بڑی طاقت والا ہے۔ نمرود نے ارکان دولت کے مشورہ سے ایک نہایت بلند مینارہ خدا سے لڑنے کیلئے بنایا۔ تین سال کے عرصہ سے ۲ کوس اونچا مینارہ تیار ہوا۔ نمرود جب اس مینار کی چوٹی پر پہنچا تو وہاں سے بھی اسے آسمان اتنا ہی اونچا نظر آیا۔ جتنا زمین سے نظر آتا تھا۔ مایوس ہوکر اتر آیا اور یہ تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔

قدرتِ خدا سے وہ مینار بیخ وبنیاد سے اکھڑ کر گر پڑا اور ہزاروں مکانات اور بے شمار آدمی ہلاک ہوگئے۔ اس مینار کی تباہی سے نمرود کا غصہ تیز ہوگیا اور اس نے کہا کہ اب میرے لئے ابراہیمؑ کے خدا سے جنگ ناگزیر ہے۔

شیطان نے نمرود کو آسمان پر پہنچنے کی یہ تدبیر بتائی کہ چار کرگس پالو اور ایک لکڑی کا بکس اتنا بڑا بناؤ جس میں دو آدمی بیٹھ سکیں۔ یہ بکس اس قسم کا ہونا چاہیئے کہ اس کے چاروں سرے ڈنڈے کی شکل میں باہر نکلے رہیں اس کے بعد ایک دن رات کامل ان کرگسوں کو بھوکا رکھو اور اس کے چاروں ڈنڈے ان کے جسموں سے باندھ دو اور اس بکس میں سوار ہوکر چاروں کرگسوں کے سروں پر گوشت کا ٹکڑا لٹکا دو کرگس بھوک کی وجہ سے اس گوشت کو کھانے کے ارادے سے اوپر پرواز کرنے لگیں گے۔

نمرود نے شیطان کے مشورہ پر عمل کیا اور اپنے بڑے وزیر کو اپنے ساتھ اس سواری میں بٹھا کر سوار ہوکر ........ ہوا میں پرواز کرنے لگا۔ یہ ہوا گاڑی جب سطح زمین سے اس قدر بلند ہوگئی کہ زمین نظر سے اوجھل ہوگئی تو نمرود نے کمان میں چلہ چڑھا کر ایک تیر آسمان کی طرف پھینکا۔ قدرتِ خدا سے وہ تیر خون میں آلودہ واپس آیا۔ نمرود نے سمجھ لیا کہ میں ابراہیم کے خدا کو قتل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اب نمرود نے وہ گوشت کے پارچے کرگسوں کے پیروں کے نیچے کی طرف باندھ دیئے کرگس زمین پر اتر آئے۔

نمرود نے حضرت ابراہیم سے کہا لو اب میں نے تمہارے خدا کا قصہ پاک کردیا؟ اب تو مجھے تمہیں خدا تسلیم کرنے میں تامل نہ ہوگا؟ حضرت ابراہیم نے جواب دیا تو تو پاگل ہے۔ بھلا کوئی انسان بھی خدا کو مار سکتا ہے؟ نمرود نے کہا۔ اچھا اگر یہ بات ہے تو مجھے خدا کی فوج کی تعداد بتا۔ خدا کے پاس کتنی فوج ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ خدا کی فوج کی تعداد کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ اس پر نمرود نے کہا تو اپنے خدا سے کہہ دے کہ وہ مجھ سے آخری جنگ کیلئے تیار ہوجائے۔ میں بھی اپنی فوج جمع کرتا ہوں وہ بھی اپنی فوج لے کر مقابلے کیلئے آجائے۔ نمرود نے خدا سے لڑنے کیلئے فوج جمع کرلی۔ حق تعالیٰ نے کوہِ قاف کی طرف سے مچھروں کی فوج بھیجدی۔ ان مچھروں نے نمرود کے سپاہیوں کا مغز کھالیا اور وہ وہیں فنا ہوگئے۔ ایک لنگڑا مچھر نمرود کے مغز میں گھس گیا۔ بس پھر کیا تھا خدائی کا دعویٰ بھول گیا۔ سر پر جوتوں کی بارش ہوتی رہتی تو سکون ملتا ورنہ وہ مچھر مغز میں کاٹ کر نمرود کو بے تاب کردیتا تھا آخر اسی طرح جوتوں سے پٹتے پٹتے نمرود جہنم رسید ہوگیا۔

## شیطان اور قوم لوطؑ

حضرت لوح علیہ السلام کی قوم بت پرستی کے علاوہ لڑکوں سے فعل حرام کرتی تھی۔ اور اس قوم میں اس فعل کا رواج شیطان نے دیا تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ابلیس ایک حسین لڑکے کے روپ میں ایک باغ میں آتا تھا اور پھول پھل کا نقصان کرجاتا تھا۔ جب باغ کا مالک پکڑنے کو جاتا تو بھاگ جاتا۔ جب اس کے باغ میں بہت نقصان ہوا اور وہ مالک اس کے پکڑنے سے عاجز اور حیران ہوا تو ابلیس نے کہا کہ میں ایک شرط پر باغ میں آنا جانا بند کروں گا جب تم مجھے اپنے تصرف میں لاکر یہ کام کرو۔ باغ کا مالک راضی ہوگیا۔ شدہ شدہ یہ فعل ہر ایک باغ میں ہونے لگا۔ اور آہستہ آہستہ ساری قوم اس مرض میں مبتلا ہوگئی۔ پھر تو یہ حالت ہوئی۔



ان قری قوم لوطؑ کانت مخصبۃ ذات وزروع وثمار لم یکن فی الارض مثلہا وکانوا اھل کفر یرتکبون الفاحشۃ فوقع باد منہم الغلاء فکانوا یدخرون الغلال ویطلبون بذالک الغلاء وکان الناس یقصد ونہم من سائر الاقطار فجاء الیہم ابلیس فی صفۃ شیخ کبیر فقال لہم انی رجل خبیر باحوال الزمان فان کان عندکم شیئ من الغلال نامسکوا ایدیکم فی بیعہا فسوف یاتی علی الناس مدۃ لا تنبت منہا حبۃ ولا تمطر السماء قطرۃ واذا جاءکم الناس یشتروا منکم فلا تبیعوا ھم حتی قلوطوا بہم فکانوا یجلسون علی علی الطریق ینتظرون من یمر بہم من المسافرین فیصید ونہم ویلوطون بہم (البصائر)

حضرت لوطؑ کی قوم ایسے مواضعات میں آباد تھی جہاں باغات اور زراعت کی فراوانی تھی بہت ہی زرخیز علاقہ تھا۔ لیکن یہ لوگ پرلے درجے کے بدکار تھے۔ ایک سال قحط پڑا تو ان لوگوں نے اجناس خوردنی کو ذخیرہ کرلیا۔ لوگ دور دور سے غلہ کی خریداری کیلئے ان لوگوں کے پاس آنے لگے۔ شیطان نے ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں متشکل ہوکر ان لوگوں سے آکر کہا کہ عنقریب ایسا وقت آرہا ہے۔ آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ برسے گا نہ زمین سے ایک دانہ پیدا ہوگا۔ تمہارے پاس جو شخص غلہ کی خریداری کیلئے آئے لواطت کئے



اسکے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہ کرنا لوطؑ کی قوم نے ایسا ہی کیا۔ پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ لوگ راستہ پر بیٹھ جاتے اور ہر آنے جانے والے کے ساتھ اپنا منہ کالا کرتے تھے۔

بہرحال جب لوطؑ کی قوم بدکاری کی اس حد کو پہنچ گئی تو حق تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کو ان کی ہدایت کیلئے بھیجا۔ لوگ اپنی بدی سے باز نہ آئے آخر عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوکر صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کردیئے گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے زمین کے ساتویں طبق تک پر پھیلا کر ان پانچوں شہروں کو اپنے پروں پر اٹھا کر اور آسمان کے قریب لے جاکر اوندھا گرادیا فرشتوں نے پتھروں کی بارش برسا دی آن کی آن میں سب کفار دنیا سے نیست و نابود ہوگئے۔

## حضرتِ ایوب علیہ السلام پر ابلیس کا حسد

حضرت ایوب علیہ السلام خدا کے برگزیدہ نبی تھے صاحبِ ثروت تھے۔ حق تعالیٰ کی دی ہوئی دنیاوی دولت بھی کافی تھی۔ آپ کی طاعت وعبادت کا آسمانوں میں چرچا تھا۔ ابلیس آسمان پر جاتا تو فرشتوں کی زبانی حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف سن کر تاؤ کھاتا۔ آخر ایک روز ابلیس نے کہا کہ ایوب علیہ السلام کی مال ودولت کی وجہ سے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر فقیر ہوتے تو خدا کی عبادت کبھی نہ کرتے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر خدا مجھے ان کی اولاد اور مال پر مسلط کردے تو وہ عبادت کرنا چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو حضرت ایوب علیہ السلام کی مال ودولت پر مسلط کردیا۔ ابلیس اپنی فوج لے کر حضرت ایوب علیہ السلام کی زراعت اور مویشی پر چڑھ دوڑا۔ زمین کے نیچے سے آگ برآمد ہوئی تمام کھیتی جل گئی اور تمام مویشی ہلاک ہوگئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام محراب میں کھڑے ہوئے نماز میں مشغول تھے۔ ابلیس نے آکر کہا کیا تمہیں کچھ خبر بھی ہے جس خدا کی تم عبادت کررہے ہو اس خدا نے تمہاری تمام زراعت اور مویشی ہلاک کردیئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا۔

الحمد للہ الذی اعطانی واخذ منی ما کان وھبنی۔ (اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہی مجھے عطا فرمایا اور تو نے ہی واپس لے لیا) حضرت ایوب علیہ السلام کی زبان سے کلماتِ شکر سن کر ابلیس مایوس ہوکر واپس ہوگیا۔

اس کے بعد جب شیطان آسمان پر گیا تو فرشتوں کی زبان سے یہ سنکر کہ حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر وشاکر ہیں بارگاہِ الٰہی میں عرض گذار ہوا اب مجھے حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد پر مسلط کردیا جائے۔ اولاد کی موت پر یقیناً ایوب علیہ السلام کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ان کی اولاد پر تسلط فرمادیا۔ ابلیس نے حضرت ایوبؑ کے مکان کو ہلا کر گرادیا اور اس کے نیچے دب کر ان کی تمام اولاد ہلاک ہوگئی۔ اس موقع پر ابلیس ان کی خادمہ کی شکل میں آکر رونے لگا۔ حضرت ایوبؑ نے پوچھا کیا بات ہے۔ خادمہ نے عرض کیا کہ آپ کا مکان گر پڑا اور آپ کے سارے بچے دب کر مر گئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے یہ سن کر صابرانہ انداز میں خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ان کے نوکر کی صورت میں آکر کہنے لگا ذرا گھر کی تو خبر لو وہ تو منہدم ہوگیا۔ آپ کے بچوں کا خون بہہ رہا ہے۔ پیٹ پھٹ گئے ہیں۔ آنتیں باہر نکل پڑی ہیں یہ کہہ کر بری طرح سے رونے لگا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس صدمۂ عظیم سے رو پڑے اور کہنے لگے۔ اگر میں پیدا نہ ہوتا تو بہتر تھا۔ ابلیس یہ الفاظ سن کر خوش ہوا اور سمجھا بس اب میرے داؤ کامیاب ہوگئے۔ مگر اس کے فوراً بعد ہی حضرت ایوب استغفار پڑھنے لگے اور شیطان کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔

اس واقعہ کے بعد ابلیس نے آسمان پر جاکر حضرتِ ایوب علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ کہو ایوبؑ کے بارے میں تمہارا اب کیا خیال ہے۔ فرشتوں نے کہا وہ خدا کا سچا بندہ اور انتہائی صابر وشاکر ہے اب ابلیس نے حق سبحانہ سے عرض کیا کہ مجھے ایوب علیہ السلام کے جسم میں تصرف کرنے کا اختیار دیا جائے۔ ابلیس کی درخواست منظور ہوگئی۔ ابلیس ہنسی خوشی ایوبؑ کے پاس آیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس وقت ..... نماز میں مشغول تھے شیطان نے آپکی ناک میں پھونک ماری جس کے اثر سے تمام جسم میں آگ سی مشتعل ہوگئی اور اس قسم کی خارش پیدا ہوگئی کہ کھجلانے سے گوشت کٹ کٹ کر گرنے لگا۔ ہاتھوں پیروں کے ناخون جھڑ گئے۔ جسم پر ہڈیاں ہی رہ گئیں۔ جسم پر جو کچھ گوشت رہ گیا اس میں کیڑے پڑگئے اور تمام جسم میں سخت درد اور تکلیف پیدا ہوگئی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو اس مصیبت میں مبتلا پاکر ان کی دو نوں بیویاں تو رخصت ہوگئیں۔ مگر تیسری بی بی نے جس کا نام رحمت تھا اپنے شوہر کی رفاقت نہ چھوڑی۔

ابلیس نے شہر والوں سے آکر کہا کہ ایوب علیہ السلام ایک متعدی بیماری میں مبتلا ہیں ان کو آبادی سے باہر نکال دو ورنہ گاؤں کے سارے لوگ اس بیماری میں مبتلا ہوجائیں گے۔ گاؤں والوں نے حضرت ایوبؑ کو بستی سے باہر نکال دیا۔ بی بی رحمت آپکو کندھے پر اٹھا کر بستی سے باہر لے آئیں اور ایک جگہ زمین ملائم کرکے آپ کو لٹا دیا۔

بی بی رحمت شہر میں محنت مزدوری کرکے روٹی کا ٹکڑا لاکر حضرت ایوب کو کھلا دیا کرتی تھیں۔ ابلیس لعین نے شہر والوں سے کہہ کر بی بی رحمت کا شہر میں داخلہ بند کرادیا۔ اور ان لوگوں سے کہلوایا کہ تو اپنے شوہر کو ہماری بستی کے آس پاس سے اٹھا کر کہیں دور چلی جا۔ بی بی رحمت حضرت ایوبؑ کو اٹھا کر شہر سے بہت دور ایک مقام پر لے گئیں۔ اس موقع پر بی بی رحمت نے کہا! آپ تو خدا کے نبی ہیں اپنی صحت کیلئے کیوں دعا نہیں کرتے۔ ایوب علیہ السلام نے فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے ہمیں نوازا تھا اب ہمیں اس کی بھیجی ہوئی تکلیف پر بھی صبر کرنا چاہیئے۔

اب لبستی والوں کی یہ حالت تھی کہ بی بی رحمت کو اپنے گھروں میں نہ گھسنے دیتے تھے۔ بی بی رحمت دروازوں پر کھڑی ہو کر خالی ہاتھ واپس چلی آتیں۔ غرض فاقہ کرتے کرتے جب کتنے ہی دن گزر گئے اور بھوک برداشت کرنے کی طاقت نہ رہی تو ایک روز بی بی رحمت اپنے گیسو کاٹ کر ایک روٹی کے عوض فروخت کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس روٹی لے کر آئیں۔ (بی بی رحمت کے گیسو نہایت حسین اور خوبصورت تھے) ایوب علیہ السلام نے پوچھا روٹی کہاں سے لائی تو انہوں نے سارا قصہ سنایا۔ حضرت ایوب علیہ السلام بہت دیر تک رو کر صبر کر کے خاموش ہو گئے۔

اس دوران میں ابلیس لعین ایک روز طبیب کے بھیس میں بی بی رحمت سے ملا اور کہنے لگا کہ ایوبؑ کی بیوی تم ہی ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں" ابلیس نے کہا میں ان کا علاج کرنے کیلئے تیار ہوں۔ بشرطیکہ وہ بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیں اور شراب پینے لگیں"۔ بی بی رحمت نے اپنے شوہر سے اس طبیب سے ملاقات کا حال ذکر کیا۔ حضرت ایوبؑ بہت غصہ ہوئے اور قسم کھا کر کہا کہ اگر میں اچھا ہو گیا تو تیرے سو کوڑے ماروں گا۔ تجھ سے اس ابلیس لعین سے یہ نہ کہا گیا کہ اللہ اسے شفا عطا فرمائے گا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے سارے جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ زبان محفوظ تھی۔ جب زبان کا نمبر آیا اور انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ اس تکلیف کی وجہ سے ذکر الٰہی سے محروم ہو جاؤں گا تو انہوں نے سخت رنج و قلب کے ساتھ خدا سے فریاد کی انی مسنی الشیطان منصب وعذاب' حضرت ایوب علیہ السلام کی فریاد سنتے ہی حق تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جنت کا سیب دے کر بھیجا۔ سیب کھاتے ہی ان کے جسم کی ساری تکلیف دور ہو گئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایوب علیہ السلام سے کہا، ایوب کھڑے ہو جاؤ! حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا مجھ میں کھڑے ہونے کی طاقت کہاں ہے۔ حضرت جبرائیل نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور انگلی پکڑ کر دس بارہ قدم چلایا اور فرمایا زمین پر ایڑی مارو۔ ایوب علیہ السلام نے بائیں پیر کی ایڑی زمین پر ماری فوراً زمین سے گرم پانی کا چشمہ ظاہر ہوا۔ پھر دوبارہ کہا زمین پر ایڑی مارو سرد پانی کا چشمہ ابلنے لگا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا گرم پانی سے غسل کرو اور ٹھنڈا پانی پیو۔ غسل کر کے پانی پیتے ہی آپ کا جسم مبارک چاندی کی طرح چمکنے لگا۔ اور اس کی سابقہ آب و تاب واپس آ گئی۔ اس کے بعد جبرائیل نے جنت کا حلہ پہنا کر تاج زرین سر پر رکھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے مصیبت سے نجات پانے کے بعد شکریہ میں دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت حضرت ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے تو آپ کے جسم پر سونے کی ٹڈیاں آ کر گریں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو جمع کر کے کپڑے میں رکھ لیں۔ غیبی ندا آئی ایوبؑ! ہم نے تمہیں کافی مال و دولت عطا کیا ہے۔ عرض کیا یا الٰہی تیرے فضل و کرم کا تو میں محتاج ہی ہوں۔

جس وقت حضرت جبرائیلؑ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آئے تھے بی بی رحمت کہیں گئی ہوئی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد واپس آئیں تو بیمار شوہر کو نہ دیکھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا بی بی تمہیں کس کی تلاش ہے۔ بی بی رحمت نے کہا میں ابھی کچھ دیر ہوئی اپنے بیمار شوہر کو یہاں چھوڑ کر گئی تھی۔ خدا جانے وہ کہاں چلا گیا۔ (بی بی رحمت حضرت ایوبؑ کو شاہانہ لباس میں پہچان نہ سکی تھیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہارے شوہر کی کیا نشانی اور کیا حلیہ تھا۔ بی بی رحمت نے کہا کہ آپ بالکل میرے شوہر کے ہم شکل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا ہاں ایوبؑ میں ہی ہوں۔ حق تعالیٰ نے اس مصیبت سے نجات عطا فرما دی ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل نے منہدم مکان کی طرف اشارہ کیا وہ اسی سابقہ صورت میں قائم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بچے بھی زندہ کر دیئے۔ کھیت اور باغات بھی سرسبز ہو گئے اور ابتلا کا یہ سات سالہ دور ختم ہو گیا۔

## ابلیس اور فرعون

نمرود کی طرح فرعون نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ فرعون کی خدائی کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط پڑا۔ مخلوق پریشان ہو کر فرعون کے پاس آئی۔ عرض کیا آپ کیسے خدا ہیں۔ آپ کی خدائی میں اس قدر قحط۔ بارش برسایئے تاکہ قحط رفع ہو جائے۔ ابلیس لعین اس زمانہ میں فرعون کا خلیفہ اعظم بنا ہوا تھا۔ فرعون نے ابلیس سے کہا کہ قحط کی وجہ سے دنیا بھوکی مر رہی ہے۔ بارش کا انتظام کیا جائے۔ ابلیس نے کہا یہ کیا بڑی بات ہے۔ لوگوں سے کہہ دو آج رات بارش ہو جائے گی۔ لوگ مطمئن ہو کر چلے گئے۔

ابلیس نے رات کو اپنے تمام لشکر کو جمع کر کے حکم دیا کہ رات بھر تم سب لوگ شہر پر پیشاب کی بارش کرو۔ صبح کو جب لوگ خواب سے بیدار ہوئے مکانات دیواروں اور زمین پر تری دیکھی تو بہت خوش ہوئے مگر جب باہر نکلے اور ہوا کے ساتھ بدبو پھوٹنے لگی تو پریشان ہو گئے۔ دوڑے ہوئے فرعون کے پاس آئے اور شکایت کی یہ کیسی بارش تھی بدبو کے سبب دماغ پھٹا جا رہا ہے۔

فرعون نے ابلیس کو بلا کر پوچھا۔ رات کیسی بارش ہوئی تھی؟ ابلیس نے جواب دیا کہ جس زمین کا تجھ جیسا خدا اور مجھ جیسا وزیر ہوگا وہاں ایسی بارش نہ ہوگی تو اور کیسی ہوگی۔

## ابلیس اور بنی اسرائیل

مواہب علیہ میں ہے کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارونؑ کو اپنا نائب



بنا کر کوہ طور تشریف لے گئے تو سامری نے ان کی عدم موجودگی میں بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل سے پرستش شروع کرا دی۔

سامری بنی اسرائیل کے ایک معزز گھرانے کا ایک فرد تھا۔ یہ شخص حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہچانتا تھا جس وقت فرعون گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں دریا کے کنارے پہنچا تو اس کا گھوڑا پانی کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس کے سامنے آئے فرعون نے ان کو دیکھ کر اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ اس موقع پر سامری نے دیکھا تھا کہ حضرت جبرائیلؑ کے گھوڑے کا سم زمین پر جس جگہ پڑتا تھا وہاں سبز گھاس اگ آتی تھی۔ سامری نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے کی مٹی اٹھا کر رکھ لی تھی۔ جس وقت حضرت موسیٰؑ توریت لانے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو سامری نے حضرت ہارون سے عرض کیا میں نے قبطیوں سے سونے چاندی کے زیورات مستعار لئے تھے۔ مجھے ان میں تصرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت ہارون نے فرمایا کہ تم ان زیورات کو امانت کے طور پر اپنے پاس رکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں تو اس مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ سامری نے حضرت ہارون کی اجازت سے وہ تمام زیورات ایک گڑھے میں ڈال کر آگ روشن کر دی اور اس کے بعد اس مرکب کا ایک بت بچھڑے کی صورت شکل کا بنا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے کی خاک اس کے منہ میں ڈال دی اس مٹی کی تاثیر سے وہ بچھڑا بولنے لگا۔ سامری نے اعلان کرا دیا جو شخص موسیٰؑ کے خدا کی زیارت کرنا چاہے آ جائے۔ لوگ جمع ہو گئے اور سامری کے کہنے کے موافق اس بچھڑے کی پوجا کرنے لگے۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے ان لوگوں کو ہر چند گوسالہ پرستی سے روکا مگر یہ لوگ کب باز آنے والے تھے باز نہ آئے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دھوکہ دینے کی کوشش

تنبیہ الغافلین میں ہے کہ ایک دن ابلیس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ تمہیں مردوں کو زندہ کرنے اور اندھے کوڑھیوں کو بینا اور تندرست کر دینے کی قوت حاصل ہے خدائی کا دعویٰ کیوں نہیں کرتے؟ میرا لشکر آپ کی امداد کیلئے تیار ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ معجزات میرے اختیاری افعال نہیں خدا کی قدرت کے کرشمے ہیں جا دور ہو تو مجھے گمراہ کرنے آیا ہے۔ ابلیس نے کہا خیر اگر آپ نہیں پھنسے تو کیا ہے آپ کے سبب آپ کی امت کے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دوں گا۔ ان لوگوں سے تمہیں خدا کا بیٹا اور تمہاری والدہ کو خدا کی جورو کہلاؤں گا۔ اور تمہیں صلیب پر کھچوا دوں گا۔

## ابلیس نے نصاریٰ کو کیوں کر گمراہ کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیئے جانے کا واقعہ زبان زد عوام ہے۔ ابلیس نے نصاریٰ کو کس طرح گمراہ کیا البصائر کے الفاظ میں سنیئے۔

واضل النصاریٰ بان عیسیٰ خلق من غیر اب فلیصدر منہ آثارھم لتعھد من البشر مثل احیاء الاموات من الامور الخارقۃ للعادات البشریۃ فینبغی ان یقال لہ ابن اللہ والثالث ثلاثۃ فرد الثلاثہ علیھم تارۃ ان ھذہ الامور قد صدرعنہ باذن اللہ وتارۃ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون فلوکان عیسیٰ الٰھا لکونہ مخلوقا غیر اب لکان آدم اولیٰ ان یکون الٰھا لانہ قد خلق من دون اب وام۔ (البصائر)

ابلیس نے نصاریٰ کے دل یہ بات ڈالی کہ حضرت عیسیٰ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور ان سے بہت سے امور خرق عادات مثلاً مردوں کو زندہ کرنا چڑیوں کو پیدا کرنا وقوع میں آئے اس مافوق الفطرت قوت کے پیش نظر وہ واقعی اس لائق ہیں کہ ان کو خدا کا بیٹا یا تین خداؤں میں ایک خدا کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں اس عقیدہ کی تردید کہیں تو اس طرح کی کہ کہا گیا کہ یہ معجزات ان کے ذاتی افعال نہ تھے بلکہ خدا کے حکم سے ظہور میں آئے تھے۔ اور کہیں اس طور پر تردید کی گئی کہ حضرت عیسیٰؑ بھی تو آدمؑ کی طرح مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ بس اگر بے باپ کے پیدا ہونا خدا ہونے کی دلیل ہے تو حضرت آدمؑ کی خدائی میں تو کوئی کلام نہیں ہونا چاہیئے آدمؑ تو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

## حضرت عیسیٰؑ سے شیطان کی ملاقات

روایت یہ ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ کی ملاقات شیطان سے ہوئی۔ حضرت نے فرمایا مجھے سچ سچ بتا تیری کمر کن کن باتوں سے ٹوٹتی ہے۔ ابلیس نے جواب دیا آپ نے مجھے خدا کی قسم دی ہے۔ اس لئے میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے اور گھر میں نفل نماز پڑھنے سے میری کمر ٹوٹتی ہے۔

مکحول ابو عثمان کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر نماز میں مشغول تھے۔ ابلیس نے آ کر کہا آپ قضا و قدر پر کیوں ایمان نہیں رکھتے۔ حضرتؑ نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ابلیس نے کہا اگر یہ بات ہے تو آپ اس پہاڑ کی چوٹی سے زمین پر گر پڑیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ امتحان و آزمائش لینے کا کام اللہ تعالیٰ کا ہے بندوں کا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں ایک مقام پر شیطان کی ملاقات حضرت عیسیٰؑ سے ہوئی۔ حضرت مسیح نے فرمایا۔

مردود ملعون یہ بتا تو میری امت کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ابلیس نے جواب دیا کہ میں آپ کی امت کو آپ کی پوجا کرنے کی تعلیم دوں گا۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔ اچھا امت محمدیؐ کے ساتھ تیرا کیا سلوک ہوگا۔ تو اس نے جواب دیا۔ میں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ البتہ روپیہ پیسے کی محبت ان کے دل میں اس درجہ پیدا کردوں گا کہ وہ مال وزر کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ترجیح دینے لگیں گے۔

## ابلیس اور حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تھا کہ مجھے چاند سورج اور گیارہ ستارے سجدے کررہے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کی یہ تعبیر فرمائی کہ تمہارے ماں باپ اور گیارہ بھائی ایک زمانے میں تمہارے سامنے عاجزی سے پیشانی جھکائیں گے۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا کہ اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا ورنہ وہ تمہارے دشمن ہوکر درپے آزار ہوجائیں گے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اس خواب پر مطلع ہوئے تو مارے حسد کے قتل کرنے کے درپے ہوگئے۔ چنانچہ سب سے بڑے سوتیلے بھائی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ یوسف کو ہمارے ساتھ سیر وتفریح کے لئے بھیج دو، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ یوسف میری دل بستگی کا سامان ہے، ایسا نہ ہو کہ تم جنگل میں اس کی طرف سے غافل ہوجاؤ اور اس کو بھیڑیا اٹھا کرلے جائے، حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی مایوس ہوکر بیٹھ گئے۔

اس دوران میں ابلیس لعین نے ایک پیر مرد کا روپ بھر کر برادران یوسفؑ سے کہا کہ کیا بات ہے کس فکر میں ہو۔ برادران یوسفؑ نے اس کو امین سمجھ کر حال بیان کیا۔ ابلیس نے رائے دی کہ ایام بہار میں جب تمام درخت پھولوں سے لد جائیں تو اول یوسفؑ کو راضی کرکے اور اس کو اپنے ساتھ لیجا کر باپ سے اجازت حاصل کرنا۔ برادران یوسفؑ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دے دی۔

برادران یوسف سیر وتفریح کے بہانے سے حضرت یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے گئے۔ اور ان کو ایک کنویں میں دھکا دے کر اور ان کی قمیص کو بکری کے خون میں رنگ کے حضرت یعقوبؑ کو لاکر دکھلادی کہ یوسف کو تو بھیڑیا کھا گیا۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام پر کیا گزری اس کی پوری تفصیل سورۂ یوسف میں مذکور ہے۔

## قارون یا شیطان الانس

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اس قدر صاحب دولت اور مالدار تھا کہ اس کے خزانے کی کنجیاں ۱۲۰ اونٹوں پر صندوقوں میں بار ہوتی تھیں۔ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اس نے بنی اسرائیل کے جہلاء کو جمع کرکے کہا کہ لو اب موسیٰؑ تمہارے مال پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔ موسیٰؑ زکوٰۃ کے بہانے تمہارا مال لیکر تمہیں فقیر اور تنگ دست بنانا چاہتا ہے۔ تم لوگ خاموش بیٹھے ہو جواب کیوں نہیں دیتے۔ بنی اسرائیل نے کہا تو ہمارا سردار ہے جیسا حکم ہو تعمیل کیلئے حاضر ہیں۔

قارون نے ایک بدکار عورت کو ایک طباق زروجواہر کا دے کر اس بات پر تیار کیا کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام مجلس وعظ میں آئیں تو بنی اسرائیل کے سامنے زور زور سے یہ بات کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ہفتہ میں ایک بار وعظ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ وعظ کے دن جب سب لوگ مجلس میں جمع ہوئے تو قارون نے بصد شان و شوکت سے مجلس میں آکر حضرت موسیٰؑ کا مذاق اڑانا شروع کیا۔ وہ فاحشہ عورت بھی مجلس کے ایک گوشے میں بیٹھی ہوئی تھی، اس نے چاہا کہ حضرت موسیٰؑ کے دامن عصمت کو تہمت سے آلودہ کرے، مگر خدا تعالیٰ نے اس کی زبان پھیر دی۔ اس عورت نے بہ آواز بلند کہا

اے بنی اسرائیل قارون حضرت موسیٰؑ کا دشمن ہے۔ کل مجھ کو اپنے گھر لے جاکر ایک طباق زروجواہر کا دے کر کہا تھا کہ مجلس وعظ میں پہونچکر موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگانا۔ کہنا کہ موسیٰؑ نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ موسیٰؑ خدا کے پیغمبر اور نبی برحق ہیں اور جو برائیاں میں نے کی تھیں ان سے توبہ کرتی ہوں، بنی اسرائیل نے یہ سن کر قارون کو ملامت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام غصہ کے مارے منبر سے اتر آئے اور سجدہ میں سر رکھکر خدائے عزوجل سے عرض کیا اگر میں تیرا رسول ہوں تو اس مردود پر غضب نازل کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے قارون مال واسباب سمیت زمین میں دھنس گیا۔

## حضرت یحییٰؑ بن زکریاؑ سے شیطان کی ملاقات

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایک روز شیطان یحییٰ بن زکریا کے پاس نصیحت کرنے آیا اور کہا میں آپ کو نصیحت کرنے آیا ہوں۔ حضرت یحییٰ نے کہا جھوٹے کہیں کے جا بھاگ تو مجھے کیا نصیحت کرے گا۔ ہاں آدمیوں کی بابت کچھ بات بتلا، شیطان نے کہا۔

ایک قسم لوگوں کی وہ ہے جو ہمارے لئے بہت سخت ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو کسی فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں تو وہ فوراً ہی استغفار میں مصروف ہوجاتے ہیں ایسے آدمی ہمارے لئے وبال جان ہیں۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو آپ جیسے معصوم ہیں آپ جیسے بزرگوں پر ہمارا کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔ حضرت یحییٰؑ نے پوچھا آخر کبھی ترا داؤں مجھ پر چلا ہے یا نہیں۔ تو ابلیس نے جواب دیا ہاں ایک روز رات کو آپ نے شکم سیر ہوکر کھانا کھایا تھا، میٹھی نیند کے مزے میں رات کی نماز فوت ہوگئی تھی ——— حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اسی روز سے پیٹ بھر کر کھانا چھوڑ دیا اس پر شیطان نے کہا تھا کہ میں آج کے بعد کسی بنی آدم کو نصیحت نہ کرونگا۔

تیسری قسم شیطان نے یہ بیان کی کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ مجھے ان کی طرف سے کوئی فکر ہی نہیں۔ میں ان لوگوں کے ساتھ اس طرح کھیلتا ہوں جیسے بچے گیند کے ساتھ کھیلا کرتے ہیں۔

## ابلیس اور زکریا علیہ السلام

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم جب حاملہ ہوئیں تو ان کے پاس سوائے زکریا علیہ السلام کے اور کوئی شخص نہ تھا۔ یہودیوں نے حضرت زکریا علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا کر قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ راستے میں ایک بڑے درخت میں سے آواز آئی یا نبی اللہ میرے اندر آجاؤ۔ درخت بیچ میں سے پھٹ گیا۔ حضرت زکریا اس میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد درخت کے دونوں حصے باہم مل گئے۔ شیطان نے آپکی چادر کا کونا پکڑ لیا تھا وہ درخت سے باہر رہ گیا تھا۔ بنی اسرائیل آپ کو تلاش کرتے کرتے اس درخت کے پاس آئے تو ابلیس نے انسانی صورت میں متشکل ہوکر کہا کہ میں نے زکریا سے بڑا جادوگر نہیں دیکھا وہ اپنے جادو کے زور سے درخت میں چھپ گیا۔ بنی اسرائیل کہنے لگے اس درخت کو آگ لگا دینی چاہیئے۔ ابلیس نے کہا نہیں۔ بلکہ آرے سے چیر ڈالو۔ جس وقت آرا سر مبارک پر پہنچا اور آہ کرنی چاہی۔ تو حکم ہوا اگر آہ کی تو تمہارا نام دفتر نبوت سے کاٹ دیا جائے گا۔ لاچار اسی حالت میں حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔

## ابلیس اور حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی ہدایت کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو جس قدر نصیحت کرتے تھے وہ بت پرستی اور بدمستی سے باز نہ آتے تھے اور صالح علیہ السلام کو ان کے پیٹھ پیچھے برا کہا کرتے تھے۔

قوم ثمود نے اتفاق رائے سے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ اگر اس پتھر میں سے ایک قدآور اونٹنی جو دس مہینے کی گابھن ہو برآمد ہو اور اسی کے ڈیل ڈول کا بچہ بھی تو ہم یہ معجزہ دیکھکر ایمان لے آئینگے اور آپکے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے مناجات میں خدا سے عرض کیا حکم ہوا تم بے خوف ہوکر کافروں سے ایمان لانے کا عہد وپیمان لے لو۔ حکم الٰہی سے اس پتھر میں سے آواز پیدا ہوکر اونٹنی نمودار ہوئی اور اس کے بعد ہی ایک بچہ اسی جسم وضخامت کا پیدا ہوا۔

اس معجزہ کو دیکھ کر قوم کے چند رئیس مسلمان ہوگئے۔ دوسرے رئیسوں کا دل بھی ایمان کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر ابلیس لعین نے قوم کے دماغ میں یہ خیال پیدا کردیا کہ یہ معجزہ نبوت کا نہیں ہے۔ بلکہ صالح علیہ السلام کی جادوگری کا نتیجہ ہے۔ ابلیس لعین کے شر سے یہ قوم انجام کار تباہ وخراب ہوگئی۔ ⊕⊕



## شیطان کے دوست اور دشمن

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپؐ جو سوال کریں اس کا صحیح جواب دو۔ چنانچہ شیطان ایک بڈھے کی شکل میں عصا لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ آپؐ نے پوچھا کیوں آئے ہو۔؟ اس نے کہا حکم الٰہی سے آیا ہوں۔ آپؐ جو سوال کریں۔ میں اس کا جواب دوں ——— آپؐ نے پوچھا میری اُمت میں کتنے لوگ تیرے دشمن ہیں۔؟ اس نے کہا پندرہ شخص۔

(۱) سب سے بڑے دشمن خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (۲) عادل امام (۳) مالدار متواضع (۴) سچا تاجر (۵) نمازی عالم خداترس (۶) ناصح (۷) رحمدل (۸) تائب توبہ پر قائم رہے (۹) حرام سے بچنے والا (۱۰) ہمیشہ پاک رہنے والا (۱۱) صدقہ دینے والا (۱۲) اچھے اخلاق والا (۱۳) لوگوں کو نفع پہنچانے والا (۱۴) قرآن کی تلاوت کرنے والا (۱۵) رات کو عبادت کرنے والا جس وقت لوگ سوتے ہوں۔

پھر آپؐ نے پوچھا۔ دوست کون ہیں۔؟ اس نے کہا دس آدمی۔

(۱) ظالم بادشاہ (۲) مالدار متکبر (۳) خیانت کرنے والا تاجر (۴) شراب پینے والا (۵) عیب جوئی کرنے والا (۶) ریاکار (۷) یتیم کا مال کھانے والا (۸) نماز کاہلی اور سستی سے پڑھنے والا (۹) زکوٰۃ روک رکھنے والا (۱۰) امید کو طول دینے والا ——— یہ سب میرے دوست ہیں۔

## بقیہ: ——— شیطان

جہالت کے پردے دور ہوجاتے ہیں، زنگ دور ہوکر اللہ کی یاد سے سارے رنج کافور ہوجاتے ہیں۔

ذکر الٰہی پرپرہیزگاری، اور حرام کو ترک کرنے کی کنجی ہے۔ پرہیزگاری آخرت کا دروازہ ہے۔ جس طرح سرکش نفس دنیا کا دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

جو کچھ قرآن میں ہے اسے یاد کرو، شاید تم پرہیزگار بن سکو۔ پھر فرمایا ”اللہ کو یاد کرنے سے آدمی پرہیزگار بن جاتا ہے۔

# شیطان کی تخلیق کا فلسفہ

## شیطان کی تخلیق کا فلسفہ

شیطان تمام خرابیوں اور پریشانیوں کا سرچشمہ ہے دینی دنیوی واخروی بربادی کی طرف لیجاتا ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ اپنا جھنڈا لہراتا ہے وہ لوگوں کو کفر اور معصیت الہٰی کی دعوت دیتا ہے تو کیا اس کی تخلیق کے پس پشت کوئی حکمت پنہاں ہے، آخر وہ کون سی حکمت ہے؟

اس سوال کا جواب علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "شفاء العلیل ص ۳۲۲" میں دیا ہے آپ فرماتے ہیں:

"ابلیس اور اسکی فوج کو پیدا کرنے میں اتنی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کی تفصیل صرف اللہ کو معلوم ہے۔

## (۱) شیطان اور اسکے چیلوں سے لڑنے میں عبودیت کے مراتب کی تکمیل

پہلی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو عبودیت کے ان مراتب کی معراج پر پہنچانا چاہتا ہے جو اللہ کے دشمن سے لڑنے، اللہ کی خاطر اس کی مخالفت کرنے، اس کو اور اس کے ساتھیوں کو غضب ناک کرنے اور اس کے مکروفریب سے اللہ کی پناہ مانگنے پر ہی حاصل ہوسکتے ہیں، نیز اس پر وہ بہت سے دنیوی واخروی مصالح مرتب ہوتے ہیں جو اس کے بغیر نہیں ہوسکتے۔ اور جو چیز کسی پر موقوف ہو وہ اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔

## (۲) بندوں کا گناہوں سے ڈرنا

دوسری حکمت یہ ہے کہ جب فرشتوں اور مومنوں نے ابلیس کی حالتِ زار اور اس کا ملکوتیت کی بلندی سے شیطنت کی پستی کی طرف انحطاط دیکھ لیا تو ان کے دل میں گناہوں کا خوف اور زیادہ مضبوط اور گہرا ہوگیا، اس میں شک نہیں کہ جب فرشتوں نے اس کو دیکھا تو ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی اور عبودیت پیدا ہوگئی اور خضوع وخوف پیدا ہوگیا جیساکہ دنیوی بادشاہ کے غلاموں کی حالت ہوتی ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ بادشاہ نے ان میں سے کسی کو بری طرح ذلیل کیا ہے تو ان کا خوف واحتیاط اور بڑھ جاتا ہے۔

## (۳) شیطان سامانِ عبرت

تیسری حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان لوگوں کیلئے سامان عبرت بنایا ہے جو اس کے احکام کی مخالفت، اسکی اطاعت سے تکبر اور اس کی نافرمانی پر اصرار کرتے ہیں۔ اسی طرح اس نے ابوالبشر آدم علیہ السلام کی غلطی کو ان لوگوں کے لئے سامانِ عبرت بنایا جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب یا اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں پھر اس پر شرمندہ ہوکر اللہ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن اور انسان دونوں کے باپوں کو گناہ میں ڈال کر ان کی آزمائش کی، اس باپ کو ان لوگوں کے لئے عبرت بنایا جو اپنی غلطی پر اصرار کرتے ہیں اور اس باپ کو ان لوگوں کیلئے نصیحت بنایا جو گناہ کے بعد خدا کے حضور میں توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی کتنی عظیم حکمتیں اور نشانیاں ہیں۔

## (۴) شیطان بندوں کیلئے فتنہ وآزمائش

چوتھی حکمت یہ ہے کہ شیطان کسوٹی ہے جس کے ذریعہ اللہ نے اپنی مخلوق کا امتحان لیا ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہوجائے کون اچھا ہے اور کون برا۔ اللہ نے نوع انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے مٹی نرم بھی ہے اور سخت بھی، اچھی بھی ہے بری بھی۔ کس کا خمیر کس مٹی سے بنا ہے یہ ظاہر ہونا ضروری ہے جیساکہ ترمذی کی مرفوع حدیث میں ہے کہ اللہ نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جو تمام زمین سے لی گئی تھی۔ چنانچہ آدم کی اولاد بھی اسی پر پیدا ہوئی۔ ان میں اچھے بھی ہیں برُے بھی۔ سخت بھی ہیں، نرم بھی۔ جو جس مادہ سے بنا ہوگا اس میں وہ مادہ ضرور رہے گا۔ اللہ کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ وہ اس مادہ کو ظاہر کرے۔ اس کے اظہار کیلئے ایک سبب ناگزیر تھا، چنانچہ ابلیس کو کسوٹی بنایا گیا۔ جس کے ذریعہ اچھے برُے میں تمیز ہوسکے۔ اللہ نے انبیاء ورسل کو بھی اس کام کیلئے کسوٹی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَاكَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران: ۱۷۹)

اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دیگا جسمیں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو، وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔

اس نے رسولوں کو مکلف بندوں کی طرف مبعوث فرمایا انمیں اچھے بھی تھے اور برُے بھی جو اچھا تھا وہ اچھے کے ساتھ مل گیا اور جو برا تھا وہ برے کے ساتھ ہوگیا۔ اللہ کی حکمت کا تقاضہ تھا کہ اسے دار الامتحان یعنی دنیا میں اچھے

اور برے تمام لوگوں کو ایک ساتھ رکھا جب وہ دارالقرار یعنی آخرت میں منتقل ہوں گے تو اچھے اور بُرے کو ایک دوسرے سے علیحدہ کردیا جائے گا، اس علیحدگی میں عظیم حکمت وقدرت مضمر ہے۔

## (۵) متضاد چیزوں کی تخلیق کے ذریعہ کمال قدرت کا اظہار

پانچویں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جبریل اور فرشتے ابلیس اور شیاطین جیسی متضاد چیزوں کو پیدا کرکے اپنی کمال قدرت کا اظہار کرنا چاہتا ہے، یہ اس کی قدرت، مشیت اور قوت کی عظیم ترین نشانی ہے وہ آسمان و زمین، روشنی وتاریکی، جنت وجہنم، آب وآتش، سرد وگرم، اور طیب وخبیث جیسی متضاد چیزوں کا خالق ہے۔

## (۶) ضد کا حسن ضد سے ظاہر ہوتا ہے

چھٹی حکمت یہ ہے کہ کسی چیز کے ضد کی تخلیق اس کے ضد کے حسن کا کمال ہے کیوں کہ ضد کا حسن اس کے ضد ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر بدصورتی نہ ہوتی تو خوبصورتی کی اچھائی سمجھ میں نہ آتی اور غریبی نہ ہوتی تو امیری کی قدر نہ معلوم ہوتی۔

## (۷) شیطان کے ذریعہ آزمائش تکمیل شکر کا طریقہ

ساتویں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا مختلف طریقوں سے شکریہ ادا کیا جائے اس میں شک نہیں کہ اللہ کے دشمن ابلیس اور اسکی فوج کے پائے جانے اور اسکے ذریعہ لوگوں کو آزمائش میں ڈالنے کی وجہ سے اللہ کے بندوں نے اللہ کا اتنے مختلف طریقوں سے شکریہ ادا کیا کہ اگر شیطان نہ ہوتا تو وہ اتنے طریقوں سے اس کا شکر ادا نہ کرتے۔ آدم علیہ السلام کے اس شکر میں جب وہ جنت میں تھے اور ابھی وہاں سے نکالے نہیں گئے تھے اور اس شکر میں جب ان کو شیطان کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی کتنا عظیم فرق ہے۔

## (۸) تخلیق ابلیس عبودیت کی گرم بازاری کا ذریعہ

آٹھویں حکمت یہ ہے کہ محبت انابت، توکل، صبر، رضا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں اللہ تعالےٰ کی محبوب ترین عبودیت ہے، اس عبودیت کی تکمیل جہاد، اللہ کے لئے ایثار و قربانی اور اس کی محبت کو ہر شخص کی محبت پر مقدم رکھنے سے ہوتی ہے۔ جہاد عبودیت کا اعلےٰ ترین مقام اور اللہ کی سب سے پسندیدہ بندگی ہے۔ شیطان اور اس کی فوج کی تخلیق میں اسی عبودیت اور اس کے ملحقات کی گرم بازی مضمر تھی۔ جس کے فوائد، حکمتیں اور مصلحتیں صرف اللہ کو معلوم ہیں۔

## (۹) شیطان کی تخلیق اللہ کی نشانیوں کے ظہور کا ذریعہ

نویں حکمت یہ ہے کہ جو اللہ کے رسولوں کی مخالفت کرے ان کو جھٹلائے اور ان سے دشمنی رکھے ایسے شخص کی تخلیق سے اللہ کی نشانیاں اور عجیب وغریب قدرتوں کا ظہور ہوا اور ایسی چیزیں وجود میں آئیں جن کا ہونا اللہ کو زیادہ پسند اور اس کے بندوں کیلئے زیادہ نفع بخش تھا۔ ان کے نہ ہونے سے جیسے طوفان، لاٹھی، ید بیضا، سمندر کا پھٹنا، ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالنا یہ اور اس طرح کی بے شمار نشانیوں کا ظہور، ان سب نشانیوں کے ظہور کیلئے اسبا کا ہونا ناگزیر تھا۔

## (۱۰) اللہ کے اسماء کے متعلقات کا ظہور

دسویں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بہت سے نام ہیں جن میں خافِضٌ (پست کرنے والا) رافِعٌ (بلند کرنے والا) مُعِزٌّ (عزت دینے والا) مُذِلٌّ (ذلیل کرنے والا) حکم (فیصلہ کرنے والا) عدل (انصاف کرنے والا) منتقم (بدلہ لینے والا) وغیرہ بھی ہیں۔ ان ناموں کا تقاضا ہے کہ ان کے کچھ متعلقات ہوں جو احسان، رزق اور رحمت وغیرہ معانی کی طرح ان کے معانی کے بھی مظہر ہوں لہٰذا ان متعلقات یعنی مظاہر کا وجود ضروری ہے۔

## (۱۱) اللہ کی مکمل حکومت اور کھلے تصرف کے آثار کا ظہور

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ مکمل حکومت والا حاکم ہے اس کی مکمل حاکمیت میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ جس طرح چاہے تصرف کرے، کسی کو ثواب دے۔ کسی کو عذاب، کسی کو عزت دے، کسی کو ذلت، کسی کو اس کا منصفانہ حق دے کسی کو حق سے بھی زیادہ دے دے، چنانچہ جس طرح اس نے ایک قسم سے متعلق لوگوں کو پیدا کیا اسی طرح دوسری قسم سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی پیدا کرنا ضروری تھا۔

## (۱۲) ابلیس کا وجود اللہ کی کمال حکمت ہے

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ایک نام حکیم بھی ہے۔ حکمت اسکی صفت ہے اسکی حکمت اس بات کو مستلزم ہے کہ ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر رکھی جائے جو اس کے سوا کسی کے شایان شان نہ ہو، چنانچہ اللہ کی حکمت اس بات کی مقتضی تھی کہ متضاد چیزیں پیدا کی جائیں اور ان میں سے ہر ایک کو اپنی اسی صفت اور خصوصیت کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے جو اس کے علاوہ کسی کو زیب نہ دیتی ہو، اسی





سے حکمت اپنے درجۂ کمال کو پہونچ سکتی ہے لہٰذا نوع شیطانی کا وجود کمال حکمت بھی ہے اور کمال قدرت بھی۔

## (۱۳) ابلیس کی تخلیق اللہ کے صبر اور بُردباری کے اظہار کا ذریعہ

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے سامنے اپنی بردباری، صبر، نرمی وسعت رحمت، اور جود وسخاوت کا اظہار کرے چنانچہ اس کا تقاضا تھا کہ ایسی مخلوق پیدا کی جائے، جو اللہ کے ساتھ شرک کرے۔ اس کے احکام سے سرتابی کرے۔ اس کی مخالفت کرے۔ اور اس کو ناراض کرنے میں کوشاں رہے بلکہ اس کی ہمسری بھی کرنا چاہے اور ان تمام باتوں کے باوجود اللہ تعالےٰ اس کو اچھی اچھی نعمتوں سے نوازے، اس کو خیر وعافیت بخشے۔ اس کے لئے مختلف قسم کے اسباب راحت فراہم کرے، اس کی دعائیں سنے۔ اس کی مصیبت دور کرے، اور اس کے ساتھ بالکل اس کے برعکس کفر وشرک کے مقابلہ میں فضل وکرم کا معاملہ کرے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی کتنی حکمتیں اور تعریفیں ہیں۔

## ابلیس کے تا قیامت زندہ رہنے کی حکمت

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے شفاء العلیل صفحہ ۳۲۷ میں اس کا بڑی وضاحت کے ساتھ جواب دیا ہے۔

## بندوں کا امتحان

چنانچہ علامہ نے جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے شیطان کو کسوٹی اور آزمائش بنایا ہے جس سے اچھے، بُرے اور دوست دشمن میں تمیز ہوجائے۔ اسی لئے اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس کو قیامت تک زندہ رکھا جائے تاکہ اسکی تخلیق کا جو مقصد ہے پورا ہوجائے۔ اگر اس کو مار دیا جاتا تو وہ مقصد فوت ہوجاتا جیساکہ حکمت کا تقاضا تھا کہ اللہ کے کافر دشمنوں کا وجود دنیا میں تاقیامت رہے اگر انہیں بالکل ختم کردیا جاتا تو وہ بہت سی حکمتیں بیکار ہوجاتیں جو ان کے زندہ رہنے میں مضمر ہیں۔ چنانچہ جس طرح خدا کی حکمت کے تقاضہ کے مطابق ابوالبشر آدم علیہ السلام کا امتحان لیا گیا اسی طرح ان کے بعد ان کی اولاد کا بھی امتحان ہوگا جو شیطان کی مخالفت اور اس سے دشمنی کرے گا۔ وہ سعادت سے ہمکنار ہوگا اور جو اس کی موافقت اور اس سے دوستی کرے گا اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔

## سابقہ نیک اعمال کے بدلہ میں لمبی عمر

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ چونکہ پہلے سے اللہ کے علم وحکمت میں یہ بات تھی کہ شیطان کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اور چونکہ وہ اطاعت وعبادت کرچکا ہے تو اللہ نے اس کو اس کی عبادت واطاعت کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا۔ اس طرح کہ اس کو قیامت تک زندگی بخش دی کیوں کہ اللہ کسی کو اس کے عمل کی نیکی سے محروم نہیں کرتا ہے۔ جہاں تک بندۂ مومن کا تعلق ہے تو اللہ اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی دے گا لیکن کافر کو اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں مل جائے گا آخرت میں اس کے لئے کچھ نہ ہوگا جیساکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے۔

## گناہوں میں اضافہ کیلئے لمبی عمر

شیطان کا قیامت تک زندہ رہنا اس کے حق میں عزت وکرامت نہیں کیونکہ اگر وہ پہلے ہی مرجاتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا اس کے عذاب میں بھی کمی ہوتی اور شر میں بھی۔ لیکن چونکہ معصیت پر اصرار کرنے۔ جس ذات کے فیصلے کو تسلیم کرنا چاہئے اس سے لڑنے، اس کی حکمت پر اعتراض کرنے اور اس کے بندوں کو اس کی بندگی سے روکنے کی وجہ سے شیطان کا جرم سنگین ترین ہوچکا ہے اس لئے اس کو اس سنگین جرم کی سزا بھی سنگین ہی ملے گی۔ چنانچہ اللہ نے اس کو دنیا میں زندہ رکھا اور خوب مہلت دی تاکہ اس کے جرم کے ساتھ اس کے ذریعہ گناہوں میں اضافہ ہوجائے اور ایسی سزا کا مستحق ہوجائے جو اس کے علاوہ کسی کو نہ دی جاسکتی ہو۔ چنانچہ وہ جس طرح شر اور کفر میں شر پسندوں کا سردار تھا اسی طرح سزا میں بھی ان کا سردار بنجائے گا۔ چونکہ ہر برائی کی جڑ اسی سے نکلتی ہے اسلئے جہنم میں بھی اس کو اسی طرح سزا دی جائے گی یعنی جہنمیوں کو جو عذاب ہوا کرے گا اس کی ابتدا شیطان سے ہوگی پھر وہ اس کے پیروکاروں تک پہنچے گا۔ یہ اللہ کا انصاف اور عظیم حکمت ہے۔

## اسکو لمبی عمر دی گئی تاکہ مجرموں پر مسلط ہوجائے

شیطان کو تاقیامت زندہ رکھنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے رب سے مخاصمہ کرتے ہوئے کہا تھا:

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا (الاسراء: ۶۲)

پھر وہ بولا دیکھو تو سہی کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اسکی پوری نسل کی بیخ کنی کرڈالوں گا۔ بس تھوڑے ہی لوگ بچ سکیں گے۔

اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا کہ آدمؑ کی ذریت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس کے گھر میں رہنے کے قابل نہ ہوں گے ان کی وہی حیثیت ہوگی جو کوڑے کرکٹ کی ہوتی ہے اس لئے اللہ نے ان کے لئے شیطان کو زندہ رکھا۔ اور بزبان تقدیر فرمایا کہ یہ ہیں تیرے دوست اور فرمانبردار، تو

ان کے انتظار میں بیٹھ جب ان میں سے کوئی تیرے پاس سے گذرے تو پکڑ لے اگر وہ میرا مطیع ہوگا تو میں اس کو تیرے قبضہ میں نہیں دوں گا کیوں کہ میں مطیع اور فرمانبردار بندوں کا نگہبان ہوں۔ اور تو مجرموں کا سرپرست ہے جو میری دوستی اور خوشنودی سے بے نیاز ہیں۔ اللہ نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (النحل: ۹۹-۱۰۰)

اسے ان لوگوں پر تسلّط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

رہا انبیاء اور رسولوں کو موت آنا تو یہ اس وجہ سے نہیں ہوا کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تھے بلکہ اس لئے ہوا تا کہ وہ اللہ کی باعزت جگہ میں پہونچ جائیں اور دنیا کی مصیبتوں نیز اپنوں اور غیروں کی تکلیفوں سے چھٹکارا حاصل کرلیں اور تاکہ اللہ انکے بعد دوسرے رسولوں کو پیدا کرے ان کی موت ان کے اور ان کی امت دونوں کے لئے ٹھیک ہے۔ ان کیلئے اس لئے کہ انہیں دنیا سے نجات مل گئی اور انتہائی لذت وسرور کیساتھ رفیق اعلےٰ سے جاملے، اور امت کیلئے اسلئے کہ ان کی امت صرف ان کی زندگی میں اطاعت کی پابند نہ تھی بلکہ ان کی زندگی کی طرح موت کے بعد بھی اطاعت کی پابندی تھی۔ نیز انبیاء کے پیروکار اپنے انبیاء کی نہیں بلکہ ان کے حکم سے اللہ کی عبادت کرتے تھے اللہ کی ذات ہمیشہ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں۔ انبیاء کی موت میں ان کے اور ان کی امت کے لئے کتنی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں؟ اسی کے ساتھ تمام انبیاء بشر تھے اور اللہ نے بشر کو دنیا میں ہمیشہ رہنے والی مخلوق بناکر نہیں پیدا کیا بلکہ ان کو زمین میں خلیفہ یعنی جانشین بنایا کہ ایک کے بعد دوسرا اس کا قائم مقام ہے۔ اگر تمام انسانوں کو ہمیشہ زندہ رکھتا تو ان کو خلیفہ بنانے میں جو حکمت ومصلحت تھی فوت ہوجاتی اور ان کے لئے زمین کا دامن تنگ ہوجاتا۔ موت ہر مومن کا نقطۂ کمال ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو دنیا کی زندگی میں کوئی لطف نہ ہوتا اور لوگوں کو دنیا میں کوئی خوشی نہ ہوتی، زندگی کی طرح موت بھی حکمت ہے۔

## بنی آدم کو ہلاک کرنے میں شیطان کہاں تک کامیاب ہوا؟

جب شیطان نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور اللہ نے اس کو اپنی جنّت ورحمت سے بے دخل کرکے اس پر غضب ولعنت بھیجی تو اس نے اللہ کے سامنے اپنے آپ سے یہ عہد کرلیا کہ وہ ہمیں گمراہ کرکے رہے گا اور ہم سے اپنی عبادت کروائے گا۔

لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ (النساء: ۱۱۸-۱۱۹)

(وہ اس شیطان کی عبادت کرتے ہیں) جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے اور جس نے اللہ سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقررہ حصہ لیکر رہوں گا، میں انہیں بہکاؤں گا۔ میں انہیں آرزوؤں میں الجھاؤں گا۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ اِلَّا قَلِيْلًا (الاسراء: ۶۲)

پھر وہ بولا دیکھ تو سہی کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اسکی پوری نسل کی بیخ کنی کرڈالوں، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے

توشیطان بنی نوع انسان کو گمراہ کرنے کے قصد میں کہاں تک کامیاب ہوا؟

تاریخ انسانیت پر نظر دوڑانے والا یہ دیکھ کر دنگ رہ جائے گا کہ کتنے لوگ گمراہ ہیں اور انہوں نے کس طرح رسولوں اور آسمانی کتابوں کو جھٹلادیا اور اللہ کا انکار کردیا اور اس کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک ٹھہرایا۔ جیساکہ اللہ نے فرمایا:

وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (یوسف: ۱۰۳)

مگر خواہ تم کتنا ہی چاہو، ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔

اسی لئے ان پر اللہ کا غیظ وغضب نازل ہوا۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (المومنون: ۴۴)

پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے، جس قوم کے پاس بھی اس کا رسول آیا اس نے اسے جھٹلایا اور ہم ایک کے بعد ایک قوم کو ہلاک کرتے چلے گئے حتیٰ کہ ان کو بس افسانہ ہی بناکر چھوڑا، پھٹکار ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔

عصر حاضر میں ہم جہاں کہیں دیکھیں ہر جگہ شیطان کے ماننے والوں کا شور سنائی دے گا وہ شیطان کا جھنڈا اٹھائے اس کے افکار و



نظریات کی تبلیغ کررہے ہیں اور اللہ کے نیک بندوں پر ظلم وستم ڈھارہے ہیں۔ شیطان اپنے مقصد کے حصول میں کہاں تک کامیاب ہوا؟ اس کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ وہ اپنی ذریت میں سے جہنمی جماعت کو الگ کریں۔ جب آدم علیہ السلام اس جماعت کی تعداد کے متعلق پوچھیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ ننانوے جہنم میں ایک جنت میں۔ ایک روایت میں ہے کہ نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں۔

اسی سے شیطان کا اس ذریت کے بارے میں اپنا خیال صحیح ثابت ہوا۔ انہوں نے تو اپنے باپ کے ساتھ جو اس سے عبرت پکڑی اور نہ اپنے اسلاف پر جو گذری اس سے سبق حاصل کیا اور یہ ملعون انہیں تباہی کی طرف لے جاتا رہا بلکہ بسا اوقات وہ خود جہنم کی طرف دوڑ میں شیطان سے آگے نکل گئے۔

کتنی بری بات ہے کہ ایک دشمن کا خیال اپنے دشمن کے بارے میں صحیح ثابت ہو:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (سبا: ۲۰)

ان کے معاملہ میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انہوں نے اس کی پیروی کی بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھا۔

انسان کیلئے یہ خراب بات ہے کہ اس کے بارے میں شیطان کا خیال صحیح ثابت ہو۔ یعنی وہ اس دشمن کی اطاعت کرے اور اپنے رب کا نافرمان ہوجائے۔ معاملہ اس حد تک پہونچ گیا ہے جس کا بیان یا تصور ممکن نہیں۔ چنانچہ عراق اور دوسرے علاقوں میں ایسی بھی جماعت ہے جو اپنے آپ کو "شیطان کے بندے" کہتی ہے بعض مصنّفین کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شیطان کی قسم کھاتے ہیں کتنا تعجب خیز ہے ان کا یہ رویہ!

## ہلاک ہونیوالوں کی اکثریت سے دھوکہ نہ کھایا جائے

عقلمند انسان کو ہلاک ہونے والوں کی اکثریت سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے کیوں کہ اللہ کی میزان میں اکثریت کا کوئی اعتبار نہیں، اعتبار صرف حق کا ہے خواہ حق پرستوں کی تعداد اقلیت میں کیوں نہ ہو۔

آپ بھی حق پرستوں میں شامل ہوجائیے جو اللہ تعالےٰ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول مانتے اور جانتے ہیں، جو شیطان اور اس کے پیروکاروں کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں۔ اور ان سے ہر طرح سے برسرِ پیکار ہیں۔ دل سے، زبان سے، بول کر، ہاتھ سے لکھ کر، حق پر عمل کرکے اور سب سے پہلے اللہ کے دربار میں سربسجود ہوکر اور اس کے دین پر عامل بن کر۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرۃ: ۲۰۸، ۲۰۹)

اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے جو صاف صاف ہدایات تمہارے پاس آچکی ہیں۔ اگر ان کو پالینے کے بعد پھر تم نے لغزش کھائی تو خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم ودانا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل وکرم سے ان لوگوں میں شامل کرے جو پورے طور پر دائرۂ اسلام میں داخل ہوچکے ہیں وصلی اللہ علی عبدہ ورسولہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

# شیطان کی ڈائری کے چند اوراق

آج میں نے ایک مولانا کو جو عام طور پر خدا سے ڈرتے ہیں اور تقوے کی زندگی بسر کرتے ہیں، گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ میں نے ان کی زبان سے ایک ایسا فقرہ خارج کرادیا۔ جو انسان کو گمراہی کے دروازے تک پہنچا دیتا ہے۔

مولانا صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک بچے نے ایک کتے کو پتھر پھینک کر مارا۔ وہ پتھر کتے کے لگا تو کتا گھبرا کر نالی میں گرا۔ نالی سڑے ہوئے پانی سے بھری ہوئی تھی۔ کتا اس میں گرا تو گندے پانی کی چھینٹیں مولانا کے کپڑوں پر اچھلیں۔ مولانا نے لڑکے پر غصہ کرتے ہوئے کہا۔ تم لوگ نہ نمازیوں کا خیال کرتے ہو۔ نہ بے نمازیوں کا۔ برددہیں کے۔

لڑکا بدتمیز تھا۔ اس نے کہا۔ مولانا نماز پڑھ کر اترا رہے ہو۔

مولانا بولے۔ کمبختو خود تو نماز پڑھتے نہیں ہو اور ہمارا مذاق اڑاتے ہو۔ تمہیں تمام زندگی نماز پڑھنے کی توفیق نہیں ہوگی ـــ مولانا کو غصہ دلاکر میں نے یہ فقرہ ان کی زبان سے خارج کرا دیا۔

آج کی تاریخ کا یہ دوسرا اہم کارنامہ ہے ـــ کیونکہ کسی کو ایسی بات کہنا شریعت کی رُو سے گناہ ہے۔

ایک اچھے خاصے صاحب عقیدہ مسلمان نے اپنے بچے کے انتقال پر کہا۔ اگر میں اپنے لڑکے کو کسی حکیم کو دکھا دیتا تو یہ بچ جاتا۔

ظاہر ہے کہ موت اور زندگی اللہ کے اختیار میں ہے اور نتائج علاج و معالجے کے بعد جو بھی سامنے آتے ہیں۔ وہ منجانب اللہ ہی ہوتے ہیں۔ پھر اس طرح کے جملے ذہنی طور پر مشرک ہونے کی علامت ہے ـــ لیکن میں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے ایک صاحبِ عقیدہ مسلمان کی زبان سے ایسا جملہ نکلوا دیا جس سے شرک کی بو آتی ہے۔

## ۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء

ایک بچہ اسکول جارہا تھا۔ میں بچہ بن کر اس کے ساتھ ہولیا۔ اور میں نے اسے کھیل کود میں مشغول کردیا۔ وہ اسکول میں دیر سے پہنچا۔ ماسٹر نے اس کی پٹائی کچھ زیادہ ہی کردی۔ اس کی ناک سے خون بہنے لگا۔ اسکول میں دوسرے بچوں نے ماسٹر کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کردیا۔ بچے کے رشتے دار اسکول پر چڑھ گئے۔ اُدھر ماسٹر کے رشتے داروں نے بھی مورچہ سنبھال لیا۔ کافی گالیاں، لاٹھیاں چلیں۔ ضد بازی میں بچے کے ماں باپ نے اپنے بچے کا نام اسکول سے کٹوا دیا۔ اس طرح میں نے ایک کام سے کئی کام نکالے۔ یہ ہیں میری صلاحیتیں۔ اور اسی طرح میں صرف اُنگلی لگا کر فتنے کھڑے کردیتا ہوں۔

ایک عمر رسیدہ بزرگ جو متقی اور پرہیزگار تھے اور تعویذ گنڈوں کا کام کیا کرتے تھے۔ میں نے انہیں ایک فتنے میں مبتلا کردیا۔

ہوا یہ کہ ایک جوان اور خوبصورت عورت ان سے تعویذ لینے آئی۔ وہ بزرگ اسوقت بالکل تنہا تھے۔ عورت تنہائی میں ان کے پاس بیٹھ گئی۔ میں نے موقعہ غنیمت سمجھ کر اپنی صلاحیتوں سے کام لیا۔ اور عورت کے دل میں وسوسہ ڈالا حسبِ معمول مجھے کامیابی ملی۔ عورت نے ایک انگڑائی لی۔ اچانک بزرگ کی نظر اس عورت پر پڑی۔ عورت اور بھی زیادہ خوبصورت لگنے لگی۔ بزرگ نے عورت سے کہا۔ تم اکیلی پھرتی ہو۔ عورت بولی آپ پر میں بھروسہ کرتی ہوں۔ ہر جگہ میں اس طرح نہیں جاتی۔ بزرگ نے کہا۔ میں بھی تو انسان ہوں۔ اور انسان خطاؤں کا پُتلا ہوتا ہے۔ عورت بولی۔ خیر کچھ بھی ہو آپ تو آپ ہی ہیں۔ آپ کیلئے تو میں اپنی جان بھی قربان کرسکتی ہوں۔ عورت کی اس پُرفریب گفتگو سے اُن بزرگ کے دل میں گناہ نے کروٹ لی۔ لیکن اسی وقت کوئی آگیا۔ اور اس طرح اللہ نے اپنے بندے کو گناہوں کے دریا میں غرق ہونے سے

توبچالیا۔مگران کے دل کی روحانیت بدنیتی کی وجہ سے ایک دم پامال ہوگئی۔اور بس اتنا ہی میرا مقصد بھی تھا۔

## ۶رجنوری ۱۹۹۶ء

آج شبِ برات تھی۔اس رات اللہ اپنے بندوں کے گناہوں کو عمومیت کے ساتھ معاف کردیتا ہے اور رزق کے فیصلے اسی رات ہوتے ہیں۔میں نے حسبِ معمول اللہ کے بے شمار بندوں کو آتش بازی میں مشغول رکھا۔اس طرح کثیر لوگ خرافات میں مبتلا رہے۔ اور جو لوگ مذہب نواز تھے اور جن کی طبعیتیں دین پسند تھیں۔انہیں میں نے مختلف بدعات میں مبتلا کر کے رحمتِ خداوندی سے محروم کردیا۔اس طرح آج کی رات بھی میری عام دنوں کی طرح کامیاب گزری۔

## ۱۰رجنوری ۱۹۹۶ء

ایک مفتی صاحب سے غلط فتویٰ دلواکر میں نے دارالافتاء کی تقدیس کو نقصان پہنچایا۔اس سے مجھے تین فائدے ہوئے۔نمبر ایک عوام میں مفتیوں کے خلاف بدظنی پھیلی نمبر دو مفتیوں کا وقار اللہ کی بارگاہ میں مجروح ہوا۔نمبر تین غلط فتوے کی وجہ سے مسلم سماج میں بگاڑ پیدا ہونے کی صورتیں پیدا ہوئیں۔

## ۱۴رجنوری ۱۹۹۶ء

ایک صاحبِ خیرانسان کے دل میں اس وقت جب وہ ایک بیوہ کی مدد کررہا تھا۔"بدنیتی" پیدا کردی۔اور اس طرح اس کے اجر کو ضائع کرادیا۔

## ۱۵رجنوری ۱۹۹۶ء

ایک صاحب جو چندے کا کام کرتے تھے۔ان کے دل میں بے ایمانی پیدا کرکے میں نے دو فائدے حاصل کئے۔داڑھی والوں کا اعتماد مجروح کیا۔اور جو رقم حقداروں تک پہنچنی تھی۔اسے حقداروں تک پہنچنے نہیں دیا۔میں جانتا ہوں کہ زکوٰۃ کی رقم جب حقداروں تک نہیں پہنچتی تو کیا کیا قیامتیں برپا ہوتی ہیں۔اور میں ایسی قیامتوں ہی سے خوشی محسوس کرتا ہوں۔





# شیطان کی چالوں سے بچنے کی تاکید

علامہ ابن جوزیؒ

## وہ فتنے اُٹھاتا ہے لیکن اہلِ ایمان اس کے فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں

### ابلیس کی مکاری، چالوں اور فتنوں سے بچنے کی تاکید کا بیان

انسان میں خواہش نفسانی وشہوات مرکب ہیں۔جن کی وجہ سے وہ ایسی چیزیں تلاش کرلاتا ہے جن کو اپنے جی میں آرام ونفع پہنچانیوالی جانتا ہے۔اور انسان میں غضب وغصہ بھی رکھا گیا ہے جس سے وہ ایذا دینے والی چیزیں دفع کرتا ہے۔اور اس کو عقل بھی عطا ہوئی ہے۔جو اس کے طفیل نفس کے واسطے گویا ادب دینے والی معلّم ہے کہ اس کو سکھاتی رہتی ہے کہ جو چیزیں حاصل کرے یا جن کو دفع کرے۔سب اعتدال کے ساتھ ہوں ـــــ اور شیطان اس کا دشمن پیدا کیا گیا ہے۔جو گمراہ کو ابھارتا رہتا ہے کہ حاصل کرنے اور دفع کرنے میں حد سے بڑھ جائے۔حکمائے ربانیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عاقل پر لازم ہے کہ ایسے دشمن سے ہر وقت بچا رہے جس کی عداوت انسان کے ساتھ زمانۂ آدم علیہ السّلام سے صاف ظاہر ہوچکی ہے۔جس نے اپنے آپ کو تمام عمر اسی واسطے وقف کردیا ہے کہ ہر حال میں اولاد آدمؑ کی بربادی میں اپنی پوری کوشش صرف کرے گا۔اور اللہ عزّوجل نے انسان کو (اگر یہ قوت نہیں دی کہ شیاطین کو دیکھیں تو اس کے عوض میں آگہی دیدی اور) اس دشمن سے بچے رہنے کی تاکید فرمائی۔

بقولہ تعالیٰ ـــ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ (الآیۃ)

یعنی اے اہل ایمان تم لوگ شیطان کے قدموں کے نشان پر نہ چلو۔وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔وہ تم کو بُری باتوں اور بدکرداریوں ہی کی تاکید کرتا رہتا ہے۔اور نیز اس امر کی کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہو جس کا علم تم کو نہیں ہے۔

وبقولہ تعالیٰ ـــــ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔

یعنی شیطان تم کو محتاج ہوجانے سے ڈراتا ہے اور قبیح بدکاریوں کی تاکید کرتا رہتا ہے۔

**فائدہ:** یہ معجزہ آنکھوں دیکھا ہے کہ راہِ خیر میں خرچ کرتے وقت یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ بال بچوں کا ساتھ ہے اور پھر یہی شخص بال بچوں کے فتنہ وغیرہ میں، فحش و قبائح میں اسراف کے ساتھ خرچ کرتا ہے۔یہ بالکل شیطان کی اتباع ہے۔

وبقولہ تعالیٰ ـــــ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا۔

یعنی شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو دور کی گمراہی میں بھٹکادے۔

وبقولہ تعالیٰ ـــــ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الآیۃ۔یعنی شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب وقمار بازی سے تم لوگوں میں باہمی عداوت اور بغض ڈال دے۔اور تم کو یادِ الٰہی ونماز سے روک رکھے۔اب تو تم ان کاموں سے باز رہو گے ـــــ وبقولہ تعالیٰ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ۔ یعنی شیطان کھلا ہوا گمراہ کرنیوالا دشمن ہے۔وبقولہ تعالیٰ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ الآیۃ یعنی شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسکو دشمن بنائے رکھو۔وہ اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ بھی جہنم میں رہنے والے ہوجاویں۔

وبقولہ تعالیٰ وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (یعنی شیطان تمکو اللہ تعالیٰ کیساتھ دھوکے میں نہ ڈالے (اس سے بچے رہو) اور قرآن مجید میں اس قسم کی آیات بکثرت وارد ہیں۔

**فصل:** جان لینا چاہیئے کہ یہ ابلیس جس کا یہی کام ہے کہ اپنے ہم جنس مخلوقات کو تلبیس وشبہ میں ڈالتا رہے۔سب سے پہلے وہ خود شبہ میں پڑا ہے۔اور اَمرِ الٰہی سے مشتبہ ہوکر صریح حکم سجدے سے جو بالکل صحیح تھا منہ موڑ کر قیاس دوڑانے لگا۔ اور خلقت کے عناصر میں فضیلت دینے لگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگاہ فرمایا۔ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ یعنی ابلیس نے کہا۔تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو تو نے گوندھی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے۔پھر اس نافرمانی کے بعد مالک حکیم عزّوجل کی جناب میں اعتراض لایا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَرَءَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ۔ الآیۃ۔یعنی مجھے آگاہ کردے کہ آخر تو نے اس کو کیوں مجھ پر فضیلت دی۔؟ ـــــ اس اعتراض کی تہہ میں اس کی یہ جہالت ہے کہ تو نے جو اس کو مجھ پر فضیلت دی تو یہ کچھ حکمت نہیں ہے۔پھر اس کے بعد تکبر کرنے لگا کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ۔یعنی میں اس سے بہتر ہوں۔پھر سجدہ بجالانے سے باز رہا۔ اس سے کچھ نہ ہوا۔سوائے اس کے شیطان نے خود اپنے نفس کو دائمی لعنت وعذاب سے خوار کیا۔حالانکہ اپنے نزدیک وہ اپنے نفس کی بزرگی کرنا چاہتا تھا۔پھر جب شیطان کسی انسان پر کوئی بات رچادے تو انسان کو سخت پرہیز کے ساتھ شیطان دشمن سے ڈرنا چاہیئے۔اور جب وہ بُری بات کہے تو اس کو جواب دے کہ اے شیطان

جو کچھ تو مجھ سے کہتا ہے۔ اس میں میری خیر خواہی بس یہی ہے کہ جو کچھ میری خواہش ہے وہ مجھے حاصل ہو جائے۔ لیکن جس نے اپنی ذات کی خیر خواہی نہ کی وہ دوسرے کی بھی خیر خواہی کیوں کر کرے گا۔ اس کے علاوہ میں خالص دشمن کی خیر خواہی پر کیوں کر بھروسہ کروں۔ لہٰذا تو اپنی راہ لے۔ کیوں کہ میرے نزدیک تیری بات کارگر ہونے والی نہیں ہے! اب شیطان کو کوئی حیلہ باقی نہ رہے گا۔ سوائے اس کے کہ وہ انسان کے نفس آمارہ سے مدد لے۔ کیوں کہ وہ آدمی کے جی کو اس کی دلپسند چیز پر اُبھارے گا تو اس وقت عقل کو بلانا چاہئے تاکہ وہ ثابت قدم ہو کر گناہ کے انجام کار میں فکر کرے۔ امید ہے کہ توفیق اپنا مددی لشکرِ عزم بھیج دے کہ اس کی مردانہ ہمت سے لشکرِ شیطانی و نفسانی بھاگ کھڑے ہوں گے۔

عیاض بن حمارؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو وہ باتیں بتا دوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آج ہی بتائی ہیں۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مال میں نے اپنے بندے کو بخش دیا وہ اس کو حلال ہے۔ اور میں نے اپنے تمام بندوں کو ایک سچے دین پر پیدا کیا۔ پھر شیاطین اُن کے پاس آئے اور ان کو اُن کے دین سے پھیر دیا اور اُن کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک کریں جن کے بارے میں میں نے کوئی بُرہان نہیں نازل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کو عرب سے لیکر عجم تک دیکھا تو سوائے چند بقایائے اہلِ کتاب کے سب پر غصہ فرمایا۔

عیاض بن حمارؓ سے ایک دوسرے سلسلۂ سند سے روایت ہے، کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اس خطبہ میں فرمایا کہ میرے پروردگار عزّوجل نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ تم کو وہ باتیں تعلیم کروں جو تم نہیں جانتے اور مجھ کو آج ہی اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمائی (پھر وہی حدیث بیان فرمائی جو منقول ہو چکی ہے)

جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس لعین اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ اُن لشکروں میں سے شیطان کے نزدیک زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو بڑے سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے۔ پھر اُن میں سے ایک آتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ میں نے ایسا کیا اور ویسا کیا۔ شیطان جواب دیتا ہے کہ تو نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن میں سے ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص اور اس کے اہل میں تفرقہ ڈال دیا۔ یہ سنکر شیطان اس کو اپنے قریب بٹھاتا ہے۔ یا یہ فرمایا کہ بغل میں لے لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں بے شک تو اچھا ہے اور تو نے بڑا کام کیا۔

جابرؓ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ نمازی لوگ اس کی پرستش کریں۔ لیکن ان کے درمیان لڑائی جھگڑا ڈالنے میں اُن پر قابو پائے گا۔

یہ اخیر کی دونوں حدیثیں فقط مسلم نے روایت کی ہیں اور اُن کی روایت میں اس طرح ہے کہ شیطان کو اس سے ناامیدی ہو گئی کہ جزیرہ عرب میں نمازی لوگ اس کی عبادت کریں۔

اُنسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنی سونڈ کو فرزند آدمؑ کے دل پر رکھے ہوئے ہے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو سونڈ پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ اور اگر خدا کو بھول جاتا ہے تو اس کے دل کو نگل جاتا ہے۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ شیطان کا گزر ایک جماعت پر ہوا جو ذکرِ الٰہی میں مشغول تھی۔ اس نے اُن کو فتنہ میں ڈالنا چاہا۔ مگر تفرقہ پردازی نہ کر سکا۔ پھر ایک اور لوگوں میں آیا۔ جو دنیا کی باتیں کر رہے تھے۔ اُن کو بہکایا۔ یہاں تک کہ کشت و خون ہونے لگا۔ خدا کا ذکر کرنے والے لوگ اُن میں بیچ بچاؤ کرنے کے لئے اٹھے۔ اس طور پر ان میں تفرقہ پڑ گیا۔

قتادہؓ سے روایت ہے کہ ابلیس کے پاس ایک شیطان ہے۔ جس کو قبقب کہتے ہیں۔ اس کے منہ پر چالیس برس سے لگام چڑھا رکھی ہے۔ (یعنی اس سے کوئی کام نہیں لیا تاکہ تکرار ہے) جب لڑکا اس رستے میں آتا ہے تو اس شیطان سے کہتا ہے کہ اس لڑکے کو پکڑ لے۔ اسی کیلئے میں نے تیرے منہ پر لگام چڑھائی تھی۔ اس پر غلبہ کر اور اس کو فتنہ میں ڈال۔

ثابت بنانیؒ کہتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث پہنچی کہ ابلیس حضرت یحییٰؑ پر ظاہر ہوا انہوں نے دیکھا کہ اس پر ہر قسم کے (تلکن) ہیں۔ پوچھا کہ اے ابلیس یہ تلکن کیسے ہیں۔ جو تجھ پر نظر آتے ہیں۔ کہنے لگا کہ یہ دنیا کی شہوتیں ہیں۔ جن میں میں فرزندِ آدمؑ کو مبتلا کرتا ہوں حضرت یحییٰؑ نے پوچھا کہ کیا اُن میں میرے واسطے بھی کچھ ہے۔؟ بولا کہ جب آپ شکم سیر ہوتے ہیں تو نماز کا پڑھنا آپ پر گراں کر دیتا ہوں۔ اور ذکرِ الٰہی آپ پر بار ہو جاتا ہے۔ حضرت یحییٰؑ نے پوچھا کہ اس کے سوائے اور بھی کچھ ہے؟ کہا۔ بخدا اور کچھ نہیں۔ حضرت یحییٰؑ نے کہا۔ خدا کی قسم اب میں کبھی ہرگز پیٹ بھر کھانا نہ کھاؤں گا۔ ابلیس بولا۔ خدا کی قسم میں اب کبھی کسی مسلمان کی خیر خواہی نہیں کروں گا۔

حارث بن قیس سے روایت ہے کہ جب نماز پڑھنے کی حالت میں تیرے پاس شیطان آوے اور کہے کہ تو ریا کر رہا ہے، تو نماز کو خوب طویل کر دے۔

ابن عامرؒ نے عبید بن رفاعہ سے سنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سند پہنچا کر روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا۔ اس کے زمانے میں شیطان نے آ کر ایک لڑکی کا گلا دبایا۔ اور اس لڑکی کے گھر والوں کے دل میں ڈال دیا کہ اس کی دعا راہب کے پاس ہے۔ وہ لوگ لڑکی کو لیکر راہب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس کو اپنے پاس رکھو۔ الغرض وہ لڑکی راہب کے پاس رہنے لگی۔ پھر اُس کے پاس شیطان آیا۔ اور کہا کہ اب تو رسوا ہو جائے گا۔ لڑکی کے گھر والے آ کر تجھ کو مار ڈالیں گے۔ تو اس لڑکی کو مار ڈال۔ جب وہ لوگ تیرے پاس آئیں تو کہدینا کہ مر گئی۔ راہب نے اس کو قتل کیا۔ اور دفنا دیا۔ اس کے بعد شیطان لڑکی کے گھر والوں کے پاس آیا۔ اور ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ راہب نے اس کو پیٹ رکھوایا اور فضیحت کے خوف سے اُسے قتل کر ڈالا۔ لڑکی کے گھر والے آئے اور پوچھا۔ راہب نے کہا لڑکی مر گئی۔ لوگوں نے راہب کو پکڑا۔ شیطان راہب کے پاس آیا اور کہا کہ دیکھ میں نے ہی اس لڑکی کا





گلا دبایا تھا۔ اور میں نے ہی اس کے گھر والوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی تھی۔ اور میں نے ہی تجھ کو اس بلا میں پھنسایا ہے۔ اب میرا کہنا مان تو نجات ہوگی۔ مجھ کو دو سجدے کر لے۔ راہب نے شیطان کو دو بار سجدہ کیا۔

اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ الآیۃ۔ یعنی شیطان کی مثال ہے کہ آدمی سے کہتا ہے۔ کافر ہو جا۔ پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہتا ہے میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ رب العٰلمین سے ڈرتا ہوں۔ ہم کو اس حدیث کی روایت ایک اور طرز پر بھی پہنچی ہے۔

وہب بن منبہؒ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ اس کے زمانہ میں کوئی عابد اسکے مقابل نہ تھا۔ اس کے وقت میں تین بھائی تھے۔ اُن کی ایک بہن تھی جو باکرہ تھی۔ اس کے سوائے وہ اور بہن نہ رکھتے تھے۔ اتفاقاً ان تینوں بھائیوں کو کہیں لڑائی پر جانا پڑا۔ ان کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جس کے پاس اپنی بہن کو چھوڑ جائیں اور اس پر بھروسہ کریں۔ لہٰذا سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ اس کو عابد کے سپرد کر جائیں۔ وہ عابد ان کے خیال کے موافق تمام بنی اسرائیل میں ثقہ و پرہیزگار تھا۔ اس کے پاس آئے اور اپنی بہن کو حوالہ کرنے کی درخواست کی کہ جب تک ہم لڑائی سے واپس آئیں۔ ہماری بہن آپ کے سایۂ عاطفت میں رہے۔ عابد نے انکار کیا اور اُن سے اور اُن کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی۔ انہوں نے نہ مانا حتیٰ کہ راہب نے منظور کر لیا۔ اور کہا کہ اپنی بہن کو میرے عبادت خانہ کے سامنے کسی گھر میں چھوڑ جاؤ۔ انہوں نے ایک مکان میں اُس کو لا اُتارا۔ اور چلے گئے۔ وہ لڑکی عابد کے قریب ایک مدت تک رہتی رہی۔ عابد اس کے لئے کھانا لے کر چلتا تھا اور اپنے عبادت خانہ کے دروازے پر رکھ کر کواڑ بند کر لیتا تھا اور اندر واپس چلا جاتا تھا اور لڑکی کو آواز دیتا تھا۔ وہ اپنے گھر سے آ کر کھانا لے جاتی تھی۔ راوی نے کہا کہ پھر شیطان نے عابد کو نرمایا اور اس کو خیر کی ترغیب دیتا رہا اور لڑکی کا دن میں عبادت خانہ تک آنا اس پر گراں ظاہر کرتا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکی دن میں کھانا لینے کیلئے گھر سے نکلے اور کوئی شخص اس کو دیکھ کر اس کی عصمت میں رخنہ انداز ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اس کا کھانا لے کر اس کے دروازے پر رکھ آیا کرے۔ اس میں اجرِ عظیم ملے گا۔ غرض کہ عابد کھانا لے کر اُس کے گھر جانے لگا۔ بعد ایک مدت کے پھر شیطان اس کے پاس آیا اور اس کو خیر کی ترغیب دی۔ اور اس بات پر اُبھارا کہ اگر تو اس لڑکی سے بات چیت کیا کرے تو تیرے کلام سے یہ مانوس ہو۔ کیوں کہ اس کو سخت وحشت ہوتی ہے۔ شیطان نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا حتیٰ کہ راہب اس سے بات چیت کرنے لگا۔ اپنے عبادت خانہ سے اُتر کر اس کے پاس آنے لگا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو عبادت خانہ کے در پر اور وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے اور دونوں باہم باتیں کرو۔ تاکہ اس کو اُنس ہو۔ آخرکار شیطان نے اس کو صومعہ سے اُتار کر دروازے پر لا بٹھایا۔ لڑکی بھی گھر سے دروازے پر آ گئی۔ عابد باتیں کرنے لگا۔ ایک زمانے تک یہ حال رہا۔

پھر شیطان نے عابد کو کارِ خیر کی رغبت دی۔ اور کہا بہتر ہے کہ تو خود لڑکی کے گھر کے قریب جا کر بیٹھے اور ہمکلامی کرے۔ اس میں زیادہ دلداری ہے۔ عابد نے ایسا ہی کیا۔ شیطان نے پھر تحصیل ثواب کی رغبت دی اور کہا کہ اگر لڑکی کے دروازے سے قریب ہو جائے تو بہتر ہے۔ تاکہ اس کو دروازے تک آنے کی بھی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ عابد نے یہی کیا کہ اپنے صومعے سے لڑکی کے دروازے پر آ کر بیٹھتا تھا اور باتیں کرتا تھا۔ ایک عرصے تک یہ کیفیت رہی۔ شیطان نے پھر عابد کو اُبھارا کہ اگر عین گھر کے اندر جا کر باتیں کیا کرے تو بہتر ہے۔ تاکہ لڑکی باہر نہ آوے اور کوئی اس کا چہرہ نہ دیکھ پائے۔ غرض عابد نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ لڑکی کے گھر کے اندر جا کر دن بھر اس سے باتیں کیا کرتا اور رات کو اپنے صومعے میں چلا آتا۔ اس کے بعد پھر شیطان اُس کے پاس آیا اور لڑکی کی خوبصورتی اس پر ظاہر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ عابد نے لڑکی کے زانو پر ہاتھ مارا اور اس کے رخسار کا بوسہ لیا۔ پھر روز بروز شیطان لڑکی کو اس کی نظروں میں آرائش دیتا رہا اور اس کے دل پر غلبہ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ اس سے ملوث ہو گیا۔ اور لڑکی نے حاملہ ہو کر ایک لڑکا جنا۔ پھر شیطان عابد کے پاس آیا! اور کہنے لگا کہ اب یہ بتاؤ کہ اگر اس لڑکی کے بھائی آ گئے اور اس بچے کو دیکھا تو تم کیا کرو گے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم ذلیل ہو جاؤ یا وہ تمہیں رسوا کریں۔ تم اس بچے کو لو اور زمین میں گاڑ دو۔ یہ لڑکی ضرور اس معاملے کو اپنے بھائیوں سے چھپائے گی۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ نہ جان لیں کہ تم نے اس کے ساتھ کیا حرکت کی۔ عابد نے ایسا ہی کیا۔ پھر شیطان نے اس سے کہا کہ کیا تم یقین کرتے ہو کہ یہ لڑکی تمہاری ناشائستہ حرکت کو اپنے بھائیوں سے پوشیدہ رکھے گی۔ ہرگز نہیں۔ تم اس کو بھی پکڑو اور ذبح کر کے بچے کے ساتھ دفن کر دو۔ غرض عابد نے لڑکی کو بھی ذبح کیا اور بچے سمیت گڑھے میں ڈال کر اس پر ایک بڑا بھاری پتھر رکھ دیا اور زمین کو برابر کر کے اپنے عبادت خانہ میں جا کر عبادت کرنے لگا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد عورت کے بھائی لڑائی سے واپس آئے اور عابد کے پاس جا کر اپنی بہن کا حال پوچھا عابد نے ان کو اُس کے مرنے کی خبر دی اور افسوس ظاہر کر کے رونے لگا اور کہا کہ وہ بڑی نیک بی بی تھی۔ دیکھو یہ اس کی قبر ہے۔ بھائی قبر پر آئے اور اس کیلئے دعائے خیر کی اور دو تین اور چند روز اس کی قبر پر رہ کر اپنے لوگوں میں آئے۔ راوی نے کہا۔ جب رات ہوئی اور وہ اپنے بستروں پر سوئے۔ شیطان اُن کو خواب میں ایک مسافر آدمی کی صورت بن کر نظر آیا پہلے بڑے بھائی کے پاس گیا اور اس کی بہن کا حال پوچھا۔ اس نے عابد کا اس کے مرنے کی خبر دینا اور اس پر افسوس کرنا اور مقامِ قبر دکھانا بیان کیا۔ شیطان نے کہا سب جھوٹ ہے۔ تم نے کیوں کر اپنی بہن کا معاملہ سچ مان لیا۔ عابد نے تمہاری بہن سے فعلِ بد کیا۔ وہ حاملہ ہو کر ایک بچہ جنی۔ عابد نے تمہارے ڈر کے مارے اس بچے کو اس کی ماں سمیت ذبح کیا اور ایک گڑھا کھود کر دونوں کو ڈال دیا۔ جس گھر میں وہ تھی اس کے اندر داخل ہونے میں وہ گڑھا داہنی جانب پڑتا ہے۔ تم چلو اور اُس گھر میں جاؤ تم کو وہاں دونوں ماں بیٹے ایک جگہ ملیں گے۔ جیسا کہ میں تم

سے بیان کرتا ہوں۔ پھر شیطان منجھلے بھائی کے خواب میں آیا۔ اس سے بھی ایسا ہی کہا۔ پھر چھوٹے کے پاس گیا اس سے بھی یہی گفتگو کی۔ جب صبح ہوئی تو سب لوگ بیدار ہوئے اور یہ تینوں اپنے اپنے خواب سے تعجب میں تھے۔ ہر ایک آپس میں ایکدوسرے سے بیان کرنے لگا کہ میں نے رات عجیب خواب دیکھا۔ سب نے باہم جو کچھ دیکھا تھا۔ بیان کیا۔ بڑے بھائی نے کہا یہ خواب فقط خیال ہے اور کچھ نہیں یہ ذکر چھوڑو اور اپنا کام کرو۔ چھوٹا کہنے لگا کہ میں تو جب تک اس مقام کو دیکھ نہ لوں گا باز نہ آؤں گا تینوں بھائی چلے جس گھر میں ان کی بہن رہتی تھی آئے۔ دروازہ کھولا۔ اور جو جگہ انکو خواب میں بتائی گئی تھی تلاش کی اور جیسا ان سے کہا گیا تھا اپنی بہن اور اس کے بچے کو ایک گڑھے میں ذبح کیا ہوا پایا۔ انہوں نے عابد سے کل کیفیت دریافت کی۔ عابد نے شیطان کے قول کی اپنے فعل کے بارے میں تصدیق کی۔ انہوں نے اپنے بادشاہ سے جاکر نالش کی۔ عابد صومعے سے نکالا گیا۔ اور اس کو دار پر کھینچنے کے لئے لے چلے۔ جب کہ اس کو دار پر کھڑا کیا گیا۔ شیطان اس کے پاس آیا اور کہا کہ تم نے مجھے پہچانا؟ میں ہی تمہارا وہ ساتھی ہوں جس نے تم کو عورت کے فتنے میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ تم نے اس کو حاملہ کر دیا اور ذبح کر ڈالا۔ اب اگر تم میرا کہنا مانو اور جس خدا نے تم کو پیدا کیا ہے اس کی نافرمانی کرو تو میں تم کو اس بلا سے نجات دوں۔ راوی نے کہا کہ عابد خدا تعالیٰ سے کافر ہو گیا۔ پھر جب عابد نے کفر باللہ کیا۔ شیطان اس کو اس کے ساتھیوں کے قبضے میں چھوڑ کر چلا گیا۔ انہوں نے اس کو دار پر کھینچا۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ الآیۃ۔ یعنی شیطان کی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے کفر کر۔ جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا۔ میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ رب العٰلمین سے خوف کرتا ہوں۔ اس شیطان اور اس کافر دونوں کا انجام یہی ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور ظلم کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔

وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ایک راہب اپنے صومعے میں خلوت گزین تھا۔ ابلیس نے اس کا ارادہ کیا تو کچھ قابو نہ چلا اور اس کے پاس ہر ڈھب سے آیا۔ لیکن کسی طرح اس پر قابو نہیں چلا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس حضرت عیسیٰؑ کی شبیہ بن کر آیا۔ راہب نے کہا کہ اگر تو عیسیٰ ہے تو مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ کیا تو نے ہم کو عبادت کرنے کا حکم نہیں کیا۔ اور قیامت کا وعدہ نہیں دیا۔ چل اور اپنا کام کر مجھے تجھ سے کچھ کام نہیں۔ ابلیس لعین چلا گیا اور اُسے چھوڑ دیا۔

سالم بن عبداللہؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السّلام کشتی میں سوار ہوئے تو اس میں ایک انجان بڈھے کو دیکھا۔ حضرت نوحؑ نے اس سے کہا تو یہاں کیوں آیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں تمہارے یاروں کے دلوں پر قابو کرنے آیا ہوں۔ تاکہ اُن کے دل میرے ساتھ ہوں اور جسم تمہارے ساتھ۔ حضرت نوحؑ نے کہا کہ اے خدا کے دشمن نکل جا۔ ابلیس بولا کہ پانچ چیزیں ہیں۔ جن سے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں۔ ان میں سے تین تمہیں بتاؤں گا اور دو تم سے نہ کہوں گا۔ حضرت نوحؑ کو وحی ہوئی کہ اس سے کہو تین کی مجھے حاجت نہیں وہ دو بیان کر۔ ابلیس نے کہا اُنہی دو سے میں آدمیوں کو ہلاک کرتا ہوں اور ان کو کوئی جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔

ایکؔ حسد کہ اسی کی وجہ سے میں ملعون ہوا اور شیطان مردود کہلایا۔

دوسری حرص کہ آدمؑ کیلئے تمام جنّت مباح کر دی گئی۔ میں نے حرص کی بدولت اُن سے اپنا کام نکال لیا۔

راوی نے کہا کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے ملا اور کہنے لگا! اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی رسالت کیلئے برگزیدہ فرمایا ہے اور تم سے ہمکلام ہوا ہے۔ میں بھی خدا کی مخلوق میں شامل ہوں اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا۔ اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میرے پروردگار عزّ وجل کے پاس میری سفارش کیجئے کہ میری توبہ قبول کر لے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ ہم تمہاری حاجت برلائے۔ پھر حضرت موسیٰؑ شیطان سے ملے اور کہا کہ مجھے ارشاد ہوا ہے کہ تو حضرت آدم علیہ السّلام کی قبر کو سجدہ کرے تو تیری توبہ قبول ہو۔ شیطان نے انکار کیا اور غصّے میں آکر کہنے لگا کہ جب میں نے آدمؑ کو ان کی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب مرنے پر کیا سجدہ کروں گا۔ پھر شیطان نے کہا۔ اے موسیٰ تم نے جو اپنے پروردگار کے پاس میری سفارش کی ہے۔ اس لئے تمہارا مجھ پر ایک حق ہے۔ تم مجھ کو تین حالتوں میں یاد کیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کو ان تین وقتوں میں ہلاک کر دوں۔

ایکؔ تو غصّہ کے وقت مجھ کو یاد کرو۔ کیوں کہ میرا وسوسہ تمہارے دل میں ہے۔ اور میری آنکھ تمہاری آنکھ میں ہے۔ اور میں تمہارے رگ و پوست میں خون کیطرح دوڑتا پھرتا ہوں۔

دوسرےؔ جہاد و غزا کی حالت میں میرا خیال کیا کرو۔ کیوں کہ میں فرزند آدمؑ کے پاس اس وقت جاتا ہوں۔ جب وہ کفار سے مقابلہ کرتا ہے اور اس کے بال بچے بی بی گھر والے یاد دلاتا ہوں۔ یہاں تک کہ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

تیسرےؔ غیر محرم عورت کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو۔ کیوں کہ میں تمہارے پاس اس کا قاصد ہوں اور اس کے پاس تمہارا پیامبر ہوں۔

سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ شیطان اس بات سے ناامید نہیں ہوا کہ اس کو عورتوں کے ذریعہ ہلاک کر دے۔

فضیل بن عیاضؒ کہتے ہیں۔ ہم کو اپنے بعض مشائخ سے یہ حدیث پہنچی کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے تھے۔ شیطان سے فرشتے نے کہا۔ وائے ہو تجھ پر اس حالت میں کہ حضرت موسیٰؑ اپنے پروردگار سے باتیں کر رہے ہیں تو اُن سے کیا خواہش رکھتا ہے۔ جواب دیا کہ میں اُن سے وہی خواہش رکھتا ہوں جو اس کے باپ آدمؑ سے بہشت میں چاہا تھا۔

عبدالرحمٰن بن زیادؒ سے روایت ہے کہ ایک وقت حضرت موسیٰؑ کسی مجلس میں بیٹھے تھے۔ اتنے میں ابلیس اُن کے پاس آیا۔ اور اس کے سر پر کلہ دار ٹوپی تھی جس میں طرح طرح کے رنگ تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ سے قریب ہوا تو ٹوپی اُتار ڈالی اور سامنے رکھ لی پھر آکر سلام علیک کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا تو کون ہے۔ بولا میں ابلیس ہوں۔ موسیٰؑ بولے خدا تجھے زندہ نہ رکھے۔ تو کیوں آیا۔ کہنے لگا۔ میں آپ کو سلام کرنے کیلئے آیا تھا۔ کیوں کہ آپ کا مرتبہ اور آپ کی منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو میں نے تیرے سر پر دیکھی تھی۔ کہا کہ اُس سے اولاد آدم کے دلوں کو لُبھا لیتا ہوں۔ پوچھا کہ بھلا یہ تو بتا کہ وہ کونسا کام ہے۔ جس کے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے۔ جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔ اے موسیٰؑ میں تم کو تین باتوں سے ڈراتا ہوں۔



ایکؔ تو غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا۔ کیوں کہ جب کوئی شخص غیر محرم کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے۔ تو اس کے ساتھ میں بذاتِ خود ہوتا ہوں۔ میرے ساتھی نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ اس عورت کے ساتھ اس کو فتنے میں ڈال دیتا ہوں۔

دوسرےؔ اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو۔ اس کو پورا کیا کرو۔ کیوں کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہے تو اس کا ہمراہی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر میں خود ہوتا ہوں یہاں تک کہ اس شخص اور وفاء عہد کے درمیان حائل ہو جاتا ہوں۔

تیسرےؔ جو صدقہ نکالا کرو اسے جاری کر دیا کرو۔ کیوں کہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے اور اُسے جاری نہیں کرتا تو میں اس صدقہ اور اس کے پورا کرنے کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہوں اور یہ کام بذاتِ خود کرتا ہوں۔ اپنے ساتھ والوں سے نہیں لیتا۔ یہ کہہ کر شیطان چل دیا۔ اور تین بار کہا۔ ہائے افسوس۔ موسیٰؑ نے وہ باتیں جان لیں جن سے بنی آدمؑ کو ڈرائے گا۔

حسن بن صالحؒ کہتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ شیطان عورت سے کہتا ہے تو میرا آدھا لشکر ہے اور تو میرے لئے ایسا تیر ہے کہ جس کو مارتا ہوں نشانہ خطا نہیں کرتا اور تو میری بھید کی جگہ ہے اور تو میری حاجت برلانے میں قاصد کا کام دیتی ہے۔

عقیل بن معقلؒ نے کہا۔ میں نے وہب بن منبہؒ سے سنا کہ ایک راہب پر شیطان ظاہر ہوا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ اولادِ آدم کی کونسی ایسی خصلت ہے جو اُن کے بارے میں تیری بہت معاون ہوتی ہے۔ شیطان نے جواب دیا کہ تیزیٔ غضب؛ جب انسان تند مزاج ہوتا ہے تو ہم شیاطین اس کو اس طرح اُلٹتے پلٹتے ہیں جیسے لڑکے گیند کو لڑھکاتے پھرتے ہیں۔

ثابتؒ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس لعین نے اپنے شیاطین کو اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجنا شروع کیا۔ وہ سب کے سب نامُراد لوٹے اور اپنی کارروائی کے دفتر اسی طرح سادہ لے گئے کچھ اُن میں نہیں لکھا تھا۔ شیطان نے اُن سے کہا۔ تم کو کیا ہو گیا۔ اس قوم پر کچھ حملہ نہ کر سکے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہم نے ایسے لوگ آج تک نہیں دیکھے۔ ابلیس نے کہا خیر اس وقت ان کو جانے دو اور درگزر کرو۔ عنقریب دنیاوی فتوحات ان کو حاصل ہوں گی۔ اس وقت تم ان سے خاطر خواہ اپنا مطلب نکال لوگے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ جب صبح ہوتی ہے ابلیس اپنے لشکروں کو منتشر کر دیتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ جو تم میں سے کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا۔ میں اس کو تاج پہناؤں گا۔ راوی نے کہا کہ ایک ان میں سے آکر بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں مسلمان سے اس کی بی بی کو طلاق ہی دلوا کر چھوڑا۔ ابلیس کہتا ہے عجب نہیں کہ دوسری شادی کر لے۔ ایک اور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں مسلمان سے اس کے ماں باپ کی نافرمانی ہی کرا کر چھوڑی۔ شیطان کہتا ہے عجب نہیں کہ وہ پھر ان کی خدمت کرے گا۔ ایک اور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں کو شراب پلا کر چھوڑی۔ شیطان کہتا ہے تو نے بڑا کام کیا۔ ایک اور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں مسلمان کو زنا کرا کے چھوڑا۔ شیطان کہتا ہے تو نے بھی بڑا کام کیا۔ ایک اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے قتل ہی کرا کر چھوڑا۔ شیطان کہتا ہے تو نے بہت ہی بڑا کام کیا۔

حسنؒ کہتے ہیں کہ ایک درخت تھا جس کی لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اس درخت کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں اس درخت کو ضرور کاٹ ڈالوں گا۔ یہ کہہ کر خدا کے خوف سے اس نے درخت کے کاٹنے کا قصد کیا۔ اتنے میں شیطان ایک انسان کی صورت اختیار کر کے اس کے سامنے آیا۔ اور کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں۔ جس کو لوگ خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہیں۔ شیطان نے کہا کہ جب تم اس درخت کی پرستش نہیں کرتے تو دوسروں کی عبادت کرنے سے تمہارا کیا نقصان ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کو ضرور کاٹوں گا۔ شیطان نے کہا کیا تم ایسی چیز چاہتے ہو جو تمہارے لئے بہتر ہو؟ اس درخت کو مت کاٹو۔ تم کو ہر روز علی الصباح دو دینار تکیئے کے نیچے ملا کریں گے۔ اس نے کہا کہ تمہاری بات کا ضامن کون ہے۔؟ شیطان بولا میں خود ذمّہ دار ہوں۔ وہ شخص واپس لوٹ آیا۔ اگلے روز صبح کو دو دینار اپنے سرہانے پائے۔ پھر جو دوسرے دن صبح کو اُٹھا تو اسے کچھ نہ ملا۔ غصّہ میں آکر درخت کو کاٹنے کیلئے اُٹھا۔ شیطان اس کے پاس آدمی کی صورت میں آیا تو کہا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا۔ اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں۔ جس کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے۔ شیطان نے کہا تو جھوٹا ہے تو خدا کے خوف سے اس کو نہیں کاٹتا۔ وہ شخص درخت کو کاٹنے لگا۔ شیطان نے اسکو زمین پر دے مارا۔ اور اس کا گلا گھونٹ دیا۔ قریب تھا کہ اس کا دم نکل جاوے۔ پھر اس سے کہا تو مجھے جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ مجھ کو شیطان کہتے ہیں۔ پہلی بار تو خدا کے واسطے غصّہ میں بھرا ہوا آیا تھا۔ تو میں تجھ پر قابو نہ پا سکا۔ اس لئے تجھ کو فریب دیا کہ دو دینار ملا کریں گے۔ تو نے اس کو چھوڑ دیا۔ اب جب کہ تو دیناروں کے لئے غصّہ کر کے آیا تو میں تجھ پر غالب ہوا۔

زید بن مجاہد نے کہا کہ ابلیس کی اولاد میں سے پانچ ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کو ایک کام پر جس کا اس نے حکم کیا ہے۔ مقرر کر رکھا ہے۔ اور ان کے نام یہ ہیں۔ ثبر، اعور، مسبوط (مسوط)، داسم، زلنبور۔ ثبر کے اختیار میں تو مصیبتوں کا کاروبار ہے جن میں لوگ ہائے واویلا کرتے ہیں۔ اور گریبان پھاڑتے ہیں اور منہ پر طمانچہ مارتے ہیں۔

اور ایام جاہلیت کے سے نوحے بیان کرتے ہیں۔ اور اعور زنا کا حاکم ہے۔ لوگوں کو زنا کا مرتکب کرتا ہے اور اُسے اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ اور مسبوط (مسوط) اس کذب دروغ پر مامور ہے۔ جسے لوگ کان لگا کر سنیں۔ ایک انسان سے ملتا ہے۔ جھوٹی خبر اس کو دیتا ہے۔ وہ شخص لوگوں کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ایک انسان کو دیکھا جس کی صورت پہچانتا ہوں۔ مگر نام نہیں جانتا۔ مجھ سے ایسا ایسا کہتا تھا۔ اور داسم کا کام یہ ہے کہ آدمی کے ساتھ اس کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے عیب اس کو دکھاتا ہے اور اس کو اُن پر غضبناک کرتا ہے۔ اور زلنبور بازار کا مختار ہے۔ بازار میں اکر اپنا جھنڈا اگاڑتا ہے۔

مخلد بن حسین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو کسی شے کی طرف نہیں بلاتا مگر یہ کہ شیطان اس میں دخل دے کر دو میں سے ایک کام کر گزرتا ہے یا تو وہ اُس شے میں افراط کرتے ہیں یا اس سے کوتاہی کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ شیطان سب سے نیچے والی زمین میں جکڑا ہوا ہے پھر جب وہ جنبش کرتا ہے تو زمین پر سب شر و فساد جو کہ دو یا زیادہ شخصوں میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس کی حرکت سے ہوتا ہے۔

مصنفؒ نے کہا میں کہتا ہوں کہ شیطان کے مکر اور فتنے بہت ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں اپنے اپنے موقعہ پر بیان ہوں گے۔ اور چونکہ شیطان کے فتنے بکثرت ہیں اور دلوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اس لئے انسان کو اس کے مکائد سے بچنا مشکل ہے۔ کیونکہ جو شخص آدمی کو اس کی مرغوب الطبع چیز پر اُبھارتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے کشتی کیلئے دریا کا بہاؤ ہوتا ہے، دیکھو کس تیزی سے کشتی رواں ہوتی ہے اور جب کہ ہاروت و ماروت میں خواہش نفسانی کا مادہ پیدا کر دیا گیا تو وہ ضبط نہ کر سکے۔ لہٰذا جب فرشتے کسی مسلمان کو ایمان پر مرتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس کے سلامت بچنے سے تعجب کرتے ہیں۔

عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ جب بندۂ مومن کی روح آسمان پر لیجاتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں سبحان اللہ۔ اس بندے کو خدا نے شیطان سے نجات دی۔ تعجب ہے کہ یہ بیچارہ کیوں کر بچ گیا۔

## ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے

ابن قسیط کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ مجھ کو رشک ہوا۔ پھر آپؐ میرے پاس آئے تو مجھ کو سوچ میں پایا۔ فرمایا۔ اے عائشہؓ تجھ کو کیا ہوا۔ کیا تجھے رشک ہوا۔؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلا مجھ ایسی عورت کو آپ ایسے کے بارے میں کیوں کر رشک نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے عائشہ کیا تجھ پر تیرا شیطان غالب آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے ساتھ شیطان ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے عرض کیا اور کیا ہر آدمی کے ساتھ شیطان ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے عرض کیا اور آپ کے ساتھ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا ہاں ہاں میرے ساتھ بھی ہے۔ مگر میرے پروردگار عز و جل نے مجھ کو اس پر غالب کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

مصنفؒ نے کہا یہ حدیث فقط مسلم میں ہے اور دوسرے لفظ میں یوں آئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس پر غالب کر دیا۔ اس لئے میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں۔

ابو سلیمان خطابی نے کہا عامہ رواۃ لفظ فَاَسْلَمَ کو بصیغۂ ماضی غائب کہتے ہیں یعنی وہ شیطان مسلمان ہو گیا۔ مگر سفیان بن عیینہ فَاَسْلَمُ بصیغۂ مضارع متکلم کہتے ہیں۔ یعنی میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں۔

سفیان کا قول ہے کہ شیطان مسلمان نہیں ہوتا۔ مصنفؒ نے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عیینہ کا قول حسن ہے اور اس سے ریاضت اور محنت کشی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ کیوں کہ شیطان اس کے مخالف ہے۔ لیکن بظاہر عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث ابن عیینہ کے قول کو رد کرتی ہے۔

چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی فرد بشر نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ایک ہمراہی جن اور ایک ہمراہی فرشتہ مؤکل ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ۔ اور آپ کے ساتھ یا رسول اللہؐ؟ فرمایا میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ عز و جل نے اس پر مجھے غالب کر دیا۔ اس لئے مجھ کو حق بات کے سوا نہیں بتاتا۔

سالمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک آدمی کے ساتھ اس کا قرین مؤکل ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ آپؐ کے ساتھ؟ فرمایا میرے ساتھ بھی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر غالب کر دیا۔ لہٰذا وہ اسلام لے آیا تو اب مجھے نیک کام کے سوا نہیں بتاتا۔

مصنفؒ نے کہا کہ یہ حدیث فقط مسلم میں ہے اور سالم راوی حدیث ابو الجعد کے بیٹے ہیں۔ اور ابو الجعد کا نام رافع ہے۔ حدیث کے ظاہر الفاظ سے شیطان کا اسلام لانا پایا جاتا ہے۔ اور احتمال دوسرے قول کا بھی ہے۔

## شیطان آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے

حضرت ام المومنین صفیہ بنت حُیَیؓ نے کہا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ میں رات کو آپؐ کی زیارت کیلئے گئی۔ اور آپؐ سے باتیں کر کے واپس آنے لگی۔ آپؐ میرے ساتھ مجھ کو گھر پہنچانے کیلئے ہو لئے۔ حضرت صفیہؓ کا مکان اُسامہ بن زید کے احاطے میں تھا۔ اتنے میں دو انصار کے آدمی نمودار ہوئے۔ انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی کے ساتھ آگے بڑھے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا۔ ٹھیرو ٹھیرو، میرے ساتھ صفیہ ہے۔ وہ عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تمہارے دلوں میں "خیال فاسد" یا فرمایا "کوئی بات" نہ ڈال دے۔ یہ حدیث صحیحین میں ہے۔

ابو سلیمان خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں فقہی بات یہ ہے کہ انسان کو ہر ایسے امر مکروہ سے بچنا مستحب ہے۔ جس سے بدگمانیاں پیدا ہوں۔ اور دلوں میں خطرے گزریں۔ اور چاہیئے کہ عیب سے اپنی برأت ظاہر کر کے لوگوں کے طعن سے بچنے کی کوشش کرے اسی بارے میں امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خوف ہوا کہ کہیں ان دونوں انصاریوں کے دل میں کوئی خیال ناقص نہ آ دے جس کی وجہ سے وہ کافر نہ ہو جائیں۔ اور یہ آپؐ کا فرمانا اُن کی بہتری کیلئے تھا۔ کچھ اپنے نفع کے واسطے نہیں۔



## شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان

مصنف کہتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے ایک تو تلاوتِ قرآن مجید کے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا۔ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ الخ جب تم قرآن شریف پڑھا کرو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو۔ دوسرے جادو کئے جانے کے وقت چنانچہ ارشاد فرمایا۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ جب کہ ان دو موقعوں میں شیطان کے شر سے بچنے کا حکم فرمایا۔ تو دوسرے موقعوں کا تو کیا ذکر ہے۔

ابو التیاح کہتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن خنبش سے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے۔ وہ بولے ہاں۔ میں نے کہا بھلا یہ تو بتاؤ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شیاطین نے مکر گانٹھا تھا تو آپؐ نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ شیاطین جنگل کی نالیوں سے اور پہاڑوں کی گھاٹیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اور اُن میں سے ایک شیطان اپنے ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے ہوئے تھا چاہتا تھا کہ آپؐ کے چہرۂ مبارک کو جلا دے۔ اتنے میں آپؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے۔ اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیئے۔ فرمایا کیا کہوں۔ کہا یہ دعا پڑھیئے۔ اعوذ بکلمات اللہ التَّامَّاتِ مِن شرِّ ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ینزل من السماء ومن شر ما یعرج فیھا ومن شر فتن اللیل والنھار ومن شر کل طارق الا طارقاً یطرق بخیر یا رحمٰن۔

راوی نے بیان کیا کہ اس دعا کے پڑھنے سے شیاطین کی آگ بجھ گئی۔ اور خدا نے ان کو شکست دی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا۔؟ وہ کہتا ہے خدا نے۔ پھر پوچھتا ہے کہ خدا کو کس نے بنایا۔ پس جب تم میں کسی کے دل میں یہ خیال آئے تو یوں کہنا چاہیئے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اس کے کہنے سے یہ خیال جاتا رہے گا

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند آدم کو شیطان بھی چھوتا ہے اور فرشتہ بھی مس کرتا ہے۔ جب شیطان چھوتا ہے تو وہ برائی میں پڑ جاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور جب فرشتہ مس کرتا ہے تو نیکی کی طرف جھکتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے۔ جب تمہارے دل میں خیالِ نیک آئے تو سمجھ لو خدا کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ اور جب بُری بات جی میں آئے تو شیطان سے پناہ مانگو۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ الخ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور بُری باتیں بتاتا ہے۔

مصنفؒ نے کہا کہ اس حدیث کو جریر نے عطار سے اور عطار نے ابن مسعودؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کیلئے تعوذ فرماتے تھے۔ اور اس طرح کہتے تھے۔

اعیذکما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ۔ پھر فرماتے تھے کہ اسی طرح میرے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسمٰعیل و اسحٰق کیلئے پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہ حدیث صحیحین میں ہے۔

ابو بکر انباری نے کہا۔ ہامہ ہوام کا واحد ہے۔ اور ہامہ اس مخلوق کو کہتے ہیں جو بدی کا قصد کرے اور لامۃ بمعنی مُلمۃ ہے یعنی رنج دینے والی۔ اور حدیث میں لامۃ فقط ہامۃ کی مناسبت سے آیا ہے۔ اور زبان پر خفیف ہے۔

ثابت سے روایت ہے کہ مطرف نے کہا کہ میں نے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ فرزند آدم اللہ عز و جل اور ابلیس کے درمیان میں پڑا ہے۔ اگر خدا چاہتا ہے کہ اس کو محفوظ رکھے تو بچا لیتا ہے۔ اور اگر چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اس کو لے جاتا ہے۔

بعض سلف سے حکایت منقول ہے کہ انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب شیطان گناہ کو تیری نظروں میں آرائش دے گا تو تو کیا کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس کو محنت میں ڈالوں گا۔ ان بزرگ نے پھر دو مرتبہ کہا۔ اگر پھر وہ ایسا کرے گا تو تو کیا کرے گا۔؟ شاگرد نے دونوں مرتبہ کہا۔ اس کو مشقت میں ڈالوں گا۔ بزرگ نے فرمایا کہ یہ بات بہت بڑی ہے۔ یہ بتا کہ اگر تو کسی بکریوں کے گلے پر گزرے اور گلے کا کتا تجھ پر حملہ کرے اور تجھ کو چلنے سے باز رکھے تو تو کیا کرے گا۔؟ اس نے کہا۔ میں کتے کو ماروں گا۔ اور بقدر امکان ہٹاؤں گا۔ بزرگ نے کہا۔ یہ تیرے لئے بڑا کام ہے۔ تم کو چاہیئے کہ گلے کے مالک کو پکارا کرو۔ وہ تم کو کتے کے شر سے بچائے گا۔

مصنفؒ نے کہا میں کہتا ہوں کہ جاننا چاہیئے۔ ابلیس کی مثال متقی اور دنیادار کے ساتھ ایسی ہے۔ جیسے ایک آدمی بیٹھا ہو اور اس کے سامنے کھانا نہ ہو۔ اس پر کتے کا گزر ہوا اور اس نے اس کو دھتکارا تو وہ جھٹ چل دیا۔ پھر دوسرے شخص پر گزرا اور اس کے آگے کھانا اور گوشت ہے۔ جب وہ اس کو ڈانٹتا ہے تو وہ بھاگتا نہیں۔ پہلی مثال متقی کی ہے کہ اس کے پاس شیطان آتا ہے تو اس کے دور کرنے کیلئے فقط ذکر خدا کافی ہے۔ اور دوسری مثال دنیادار کی ہے کہ اس سے شیطان جُدا نہیں ہوتا کیوں کہ وہ ہر ایک سے ملا جلا رہتا ہے۔

### ضروری بات

جن حضرات کو حوالہ نمبر کی قید کے ساتھ خط لکھا جاتا ہے وہ حوالہ نمبر ضرور نقل کیا کریں۔ ورنہ تعمیلِ ارشاد ممکن نہیں ہوگی۔ (منیجر)

از قلم: مدیر

شیطان انٹرویو کیلئے وقت دیکر ہمیں بار بار ٹلاتا رہا۔ لیکن بالآخر ایک دن ہم نے اسے گھیر ہی لیا۔۔۔۔ باتیں تو بہت طویل تھیں۔ لیکن ہم طوالت سے بچنے کیلئے بہت ہی اختصار کے ساتھ اس انٹرویو کو ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔

(س) آپ مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں! اس کی کیا وجہ ہے۔

(ج) میرا اصلی نام تو عزازیل ہے۔ ابلیس میرا لقب ہے۔ ابلیس مجھے اس لئے کہا جاتا ہے کہ میں فریب اور مکاری کی اعلیٰ صلاحیتوں سے بہرہ ور ہوں۔ طاغوت میرا خطاب ہے۔ اور ابومُرّہ میری کنیت ہے۔ اور مُرّہ میری بیٹی کا نام ہے۔ شیطان کے نام سے میں زیادہ مشہور ہوا ہوں۔ اور شیطان مجھے اس لئے کہتے ہیں کہ مجھ میں چار سو بیسی کے جواہر حد سے زیادہ بمقدار میں موجود ہیں۔ میرے ساتھ زیادتی یہ ہوئی ہے کہ اللہ نے اپنی آخری کتاب میں مجھے ابلیس، طاغوت اور شیطان کے نام سے پکارا ہے۔ لیکن مجھے میرے اصلی نام سے نہیں پکارا۔ حالانکہ میرا اصلی اور قومی نام عزازیل ہے۔ اور ابتدا سے انکارِ سجدہ تک میرا نام یہی رہا۔

(س) آپ کی بیگم کا نام کیا ہے۔

(ج) میری بیگم کا نام طرطبہ ہے۔ یہ شروع ہی سے میری معاون رہی ہیں۔ اور انہیں بھی میری طرح عمرِ طویل عطا کی گئی ہے۔

(س) آپ کی اولاد کتنی ہے۔

(ج) خود مجھے نہیں معلوم۔ البتہ میرے پانچ لڑکے قابلِ ذکر ہیں۔ ثبر، اعور، مسوط، داسم، اور زلنبور۔

(س) ان کے کارناموں پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔

(ج) ثبر لوگوں کو الجھنوں اور وسوسوں میں مبتلا کرتا ہے۔ اعور لوگوں کو بدکاری کیلئے اُکساتا ہے۔ مسوط لوگوں کو جھوٹ اور فریب پر آمادہ کرتا ہے۔ داسم گھروں اور خاندانوں میں جھگڑے کراتا ہے اور سماج میں فتنے پھیلاتا ہے۔ زلنبور بازار میں طرح طرح کے ہنگامے کراتا ہے اور گناہوں کی طرف لوگوں کو مائل کرتا ہے۔

(س) آپ سب سے زیادہ خوش کس وقت ہوتے ہیں۔

(ج) میں سب سے زیادہ خوش اس وقت ہوتا ہوں۔ جب میں کسی عالم سے کوئی ایسا گناہ کرانے میں کامیاب ہوجاتا ہوں جسکی وجہ سے ایک قوم گمراہ ہوجاتی ہے کیونکہ ایک عالم کے بگاڑ سے ایک قوم میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

(س) کیا آپ عابد کو گناہ پر اُکسا کر بھی خوش ہوتے ہیں۔

(ج) عابد کو بہکانا میرے لئے مشکل نہیں ہے۔ البتہ عالم بے عمل ہو کر بھی میرے بس میں نہیں آتا۔ جب کہ عابد باعمل ہو کر بھی میرے بس سے باہر نہیں ہوتا اسے میں جب بھی چاہتا ہوں ورغلانے میں کامیاب ہوجاتا ہوں۔

(س) آپ اپنی اولاد میں سب سے زیادہ انعام کا مستحق کسے سمجھتے ہیں۔

(ج) جو میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کرانے میں کامیاب ہوجائے۔

(س) اس کی وجہ؟ بظاہر تو یہ گناہ بہت بڑا معلوم نہیں ہوتا۔

(ج) اس ایک گناہ سے ہزاروں گناہ جنم لیتے ہیں۔

(س) ان گناہوں کی تشریح کریں۔

(ج) اس سلسلے میں معذور ہوں۔ کیوں کہ اگر میں نے ساری باتیں کھول دیں تو میاں بیوی آپس میں جھگڑا کرنے سے گریز کریں گے اور میرا سارا کاروبار ٹھپ ہوجائے گا۔

(س) آپ کو پینے کی چیزیں میں سب سے زیادہ کونسی چیز پسند ہے۔

(ج) شراب میرا من پسند مشروب ہے۔ شراب پینے والا میری انگلی کے اشاروں پر ناچتا ہے۔ اسلئے میں شراب پینے والے کو اپنا دوست سمجھتا ہوں۔ اور جب تک وہ نشے میں ہوتا ہے۔ پوری طرح میرے کنٹرول میں ہوتا ہے۔

(س) کھانوں میں آپ کا پسندیدہ کھانا کونسا ہے۔

(ج) ہر وہ کھانا میرا پسندیدہ ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ ویسے گرم گرم کھانا بھی مجھے بہت پسند ہے۔ اور ہر وہ کھانا بھی مجھے مرغوب ہوتا ہے۔ جو حرام کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔ چنانچہ، سود، چوری، رشوت، جوا، سٹّہ کے ذریعہ جو غذائیں حاصل کی جاتی ہیں وہ بھی میری پسندیدہ اور مرغوب غذائیں ہیں۔

(س) آپ بیٹھنے کے کس طریقے کو پسند کرتے ہیں۔





(ج) کچھ دھوپ اور کچھ سائے میں بیٹھنا مجھے اچھا لگتا ہے۔

(س) آپ کس چیز کو دیکھ کر جھوم اٹھتے ہیں۔

(ج) میں موسیقی سن کر اور رقص و عریانیت کو دیکھکر خوشی سے پاگل ہوجاتا ہوں۔

(س) آپ کو رنج کب پہنچتا ہے۔

(ج) جب میں کسی انسان کو مصائب پر صبر کرتے دیکھتا ہوں تو مجھے دُکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عمل انسان کے رُتبے کو بلند کرتا ہے۔

(س) انسانی گروہ میں آپ کس کو عزیز رکھتے ہیں۔

(ج) بے نمازیوں سے میں بے حد پیار کرتا ہوں۔ جھوٹی قسمیں کھانے والے میری برادری ہی کے لوگ ہوتے ہیں۔ دوسروں کا مال ہڑپ کرنے والوں کو بھی محبت کی نظروں سے دیکھتا ہوں۔ جواری، سٹّے باز، شرابی، زانی میرے لئے سب قابلِ احترام ہیں۔ اور فضول خرچی کرنے والوں کو میں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔

(س) آپ کو کوفت کب ہوتی ہے۔

(ج) جب میں کسی مسلمان کو بار بار مسجد کی طرف جاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تو مجھے بہت کوفت ہوتی ہے۔

(س) آپ زندگی میں سب سے زیادہ کس کوفت ہنستے ہیں۔

(ج) ابھی اتنی زوردار آواز کے ساتھ ہنسا ہوں کہ پہاڑوں کے وجود دہل گئے تھے۔ اس وقت جب اللہ نے مجھے قیامت تک کیلئے عمرِ طویل عطا کردی تھی۔ اور مجھے انسانوں کے رگ و پے میں داخل ہونے کی صلاحیت بخش دی تھی۔

(س) آپ زندگی میں کبھی روئے بھی ہیں۔

(ج) کئی بار رویا ہوں۔ لیکن چار مرتبہ کا رونا آج تک یاد ہے۔ کیوں کہ ان چاروں مرتبہ روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

(س) کیا آپ اس بارے میں کچھ روشنی ڈالیں گے۔

(ج) آپ تو میرے رازوں سے پردے ہٹوا رہے ہیں۔ خیر۔ آپ بھی کیا یاد رکھیں گے۔ سنئے۔ ایک بار تو میں اس وقت ہچکیوں اور سسکیوں کے ساتھ رویا جب اللہ نے مجھ سے نظریں پھیر لیں اور لعنت کا طوق میرے گلے میں ڈالدیا گیا۔ دوسری مرتبہ اس دن رویا جس دن مجھے عرش الٰہی سے راندۂ درگاہ کر کے زمین پر اتار دیا گیا۔ تیسری مرتبہ اُس وقت دہاڑے مار کر رویا۔ جب محمدؐ پیدا ہوئے اور چوتھی مرتبہ اس وقت رویا۔ جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔

(س) سورۂ فاتحہ کے نزول سے تمہیں تکلیف کیوں پہونچی۔

(ج) میں اس سوال کا جواب نہیں دوں گا۔

(س) انسان پر آپ پوری طرح حاوی کس وقت ہوتے ہیں۔

(ج) جب انسان دنیا کی محبت میں گرفتار ہوجاتا ہے تو در اصل وہ میرا بندہ بن جاتا ہے۔ پھر وہ اگر مسجد میں بھی ہوتا ہے تو اللہ کا نہیں میرا ہی بندہ ہوتا ہے۔ وہ نماز میں بھی دنیا ہی کے دھندوں میں اُلجھا رہتا ہے وہ بظاہر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ لیکن دنیا کا غلام ہونے کی وجہ سے وہ فی الحقیقت میرا مطیع ہوتا ہے۔ اور میں اس سے ایسے ایسے گھناؤنے کام کرالیتا ہوں جس کی توقع کسی جانور سے بھی نہیں کی جا سکتی۔

(س) میں نے پوچھا تھا کہ آپ انسان پر پوری طرح کب کنٹرول کرتے ہیں اور کس طرح اس پر حاوی یعنی غالب ہوتے ہیں۔؟

(ج) غصہ میری اولاد ہے۔ یہ میرے خون سے پیدا ہوا ہے۔ جب کسی انسان کو غصہ آتا ہے تو اس وقت میں پوری طرح اس پر قابو پالیتا ہوں۔ اور مکمل طریقے سے اس کی نس نس میں دوڑنے لگتا ہوں۔ طلاق جیسی غیر پسندیدہ چیزوں کا ظہور غصے ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اسلئے یہ غصہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ جب کوئی انسان غصے میں بھڑک اٹھتا ہے تو وہ کتنا بھی نیک اور خدا ترس ہو وہ میرے قریب ہوجاتا ہے اور میں اس کو جس طرح چاہتا ہوں گیند کی طرح اُچھالتا ہوں۔

(س) اس کے علاوہ کوئی اور عمل جس کی وجہ سے آپ انسان کو اپنی مٹھی میں بند کر لیتے ہوں۔

(ج) اور بھی کئی عمل ہیں۔ جن کی وجہ سے انسان میرے اشاروں پر ناچتا ہے۔ جب کوئی انسان کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تب بھی اس پر میرا قابو ہوتا ہے اور میں اس سے جو چاہتا ہوں کرالیتا ہوں۔

(س) حرص اور حسد میں کیا فرق ہے۔

(ج) حرص انسانی گناہ ہے۔ آدم جنت میں رہنے کے حریص تھے۔ اور اس حرص کی وجہ سے آپ جنت سے نکالے گئے۔ کیوں کہ میں نے انہیں جنت میں رہتے رہنے کا لالچ دے کر ان سے ایک غلطی کرادی تھی۔ اور حسد شیطانی گناہ ہے۔ جو میں نے کیا تھا۔ حرص کی معافی ہو جاتی ہے لیکن حسد کی معافی نہیں ہوتی۔

(س) آخر حاسد کو معاف کیوں نہیں کیا جاتا۔

(ج) اس لئے کہ حاسد اللہ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا۔ اللہ کسی کو دولت دیتا ہے۔ حاسد کو تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ کسی کو عزت بخشتا ہے۔ حاسد کو جلن ہوتی ہے جس طرح مجھے ہوئی تھی۔ جب آدمؑ کو مسجودِ ملائکہ بنا کر معزز کیا گیا۔۔۔۔ اللہ جب بھی کسی کو کسی طرح کی فوقیت دیتا ہے۔ حاسد اپنے دل میں کُڑھن محسوس کرتا ہے۔ اور اپنے عمل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ کی عقل کم ہے۔ اس کی زیادہ ہے۔ وہ نظامِ خداوندی سے مطمئن نہیں ہوتا۔ خود کو اللہ سے زیادہ صاحبِ بصیرت سمجھتا ہے اور اس کی بنائی تقدیروں پر ایمان نہیں لاتا۔ اس لئے اس کی بخشش مبارک راتوں میں بھی نہیں ہوتی۔ خواہ وہ بظاہر کتنا ہی اللہ والا ہو۔ درحقیقت وہ میری طرح راندۂ درگاہ ہے۔

(س) کیا آپ انسانوں میں کسی کو اپنا مددگار بھی سمجھتے ہیں۔

(ج) بخل کرنے والے، تکبر کرنیوالے اور جلدبازی سے کام لینے والے سب کے سب میرے مددگار ہی ہیں۔ ان سب کا میں شکر گزار ہوں۔

(س) اس بارے میں مزید روشنی ڈالیں گے۔

(ج) بخل کرنے والے اللہ کے غریب بندوں کا حق ادا نہیں کرتے۔ اس لئے میں انہیں اپنا معین سمجھتا ہوں۔ تکبر کرنے والے اللہ سے مقابلہ آرائی کرتے ہیں۔ کیوں کہ تکبر کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جب کوئی انسان اللہ کی برابری کرتا ہے تو میں اس سے راضی

ہو جاتا ہوں اور اس کو اپنا مددگار سمجھتا ہوں۔ مختلف کاموں میں عجلت اور جلد بازی سے کام لینے والے بیشمار غلطیاں کرتے ہیں پھر ان غلطیوں سے دوسری بے شمار غلطیاں سماج میں پھیلتی ہیں۔ اس لئے جو لوگ عجلت پسند ہیں وہ خواہ نیک ہوں یا بد وہ سب میری پارٹی کے لوگ ہیں۔ اور میرے ناصر و مددگار ہیں۔ میں ان سب کا ممنون ہوں۔

(س) آپ انسانوں کیلئے مورچہ بندی کہاں کہاں کرتے ہیں۔

(ج) ایسا لگتا ہے کہ آپ تو میرا بیڑہ غرق کردینگے جب میں سارے راز فاش کردوں گا تو انسانوں کے لئے مجھ سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ لیکن آپ بھی کیا یاد کریں گے۔ آج میں نے بھی سچ بولنے کی ٹھان لی ہے۔ کیوں کہ آپ نے مجھے یہ عزت بخشی اور مجھے انٹرویو کے قابل سمجھا تو سنیئے کہ میں مورچہ بندی کس طرح اور کہاں کہاں کرتا ہوں۔

میرا سب سے پہلا مورچہ کفر ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ انسان صاحبِ ایمان نہ ہو سکے کیونکہ ایمان کے بعد عمل کی راہیں بھی کھل جاتی ہیں۔ اسلئے میری ہر ممکن کوشش یہ ہوتی ہے کہ کوئی انسان مومن نہ بن سکے۔ وہ کافر اور مشرک ہی رہے۔ اور اگر مجھے اس میں کامیابی نہیں ملتی اور انسان اپنے ایمان کو بچا کر میرے مورچے سے گزر جاتا ہے تو پھر میں دوسرا مورچہ اس کیلئے بدعت کا قائم کردیتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ اس کو بدعتوں میں اُلجھا دوں، وہ دین میں نئی نئی باتوں کی طرف مائل ہو کر محمدؐ کے طریقوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور بدعات ہی کو سنن سمجھ لیتا ہے۔ اس لئے اسے زندگی میں کبھی توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ زانی کو شرابی کو چوروں اور اُچکوں کو زندگی میں کبھی نہ کبھی توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ لیکن بدعتی کیلئے توبہ کے دروازے بند ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بدعت کو سنّت سمجھ کر خود کو برباد کرتا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ اللہ کے دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرلینا ایسی گمراہی ہے کہ جس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ اور اگر خدا کا بندہ بدعات سے خود کو بچا لیتا ہے تو میں اس کیلئے کبائر کا مورچہ کھول دیتا ہوں۔ اس کو بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا کردیتا ہوں۔ اگر وہ دنیا دار ہوتا ہے تو اس کے دل میں محبتِ مال اور عیش پرستی کی اہمیت پیدا کردیتا ہوں۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ ننانوے کے پھیر میں لگا رہتا ہے۔ اور جب نوٹ گنتے گنتے تھک جاتا ہے تو شراب اور شباب میں کھو جاتا ہے اور اس طرح وہ گناہوں میں غرق رہتا ہے۔ اگر وہ دیندار ہوتا ہے تو اس کے دل میں زعم اور نیکی کا احساس پیدا کردیتا ہوں۔ وہ خوش فہمی میں مبتلا ہو کر اپنے اعمال ضائع کرلیتا ہے اور نیکی کو توفیقِ خداوندی کے بجائے اپنا ہی کمال سمجھ بیٹھتا ہے اگر وہ عالم ہوتا ہے تو میں اس کے دل میں حبِ جاہ اور تکبر پیدا کردیتا ہوں وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ مجھ جیسا کوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی اس سے بڑا عالم سامنے آتا ہے تو وہ اس کو کوئی وقعت نہیں دیتا اور انا ولا غیری کے مرض میں مبتلا ہو کر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے اگر وہ مبلغ ہوتا ہے تو میں اس کے دل میں یہ خوش فہمی پیدا کرتا ہوں کہ دنیا میں دین کی تبلیغ جو کچھ ہو رہی ہے اور اصلاح کے جو بھی کارنامے سامنے آرہے ہیں وہ میری محنت کے بدولت ہیں جبکہ ایمان و عمل کی توفیق صرف خدا عطا کرتا ہے اور اس طرح میں دین کی تبلیغ کرنے والوں کے دل میں گھمنڈ اور عُجب پیدا کر کے ان کے اعمال کو حبط کرا دیتا ہوں۔ عورتوں کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہوں کہ پردہ تو آنکھ کا ہے۔ اور اس طرح میں بے پردگی کا گناہ عام کرا کے طرح طرح کے فتنے میں مبتلا کرتا ہوں۔ نمازیوں کے دل میں میں یہ احساس پیدا کرتا ہوں کہ ہم لوگ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ اس احساس سے ان کے اندر ریا و نمود کے جرثومے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کا خلوص برباد ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ کبائر کی مورچہ بندی مختلف لوگوں کیلئے مختلف ہوتی ہے۔ کیوں کہ ہر انسان ایک تیر سے شکار نہیں ہوتا۔ جس تیر سے میں جاہل کو شکار کرتا ہوں اس سے عالم کو شکار نہیں کرسکتا اور جس سے عالم کو شکار کرتا ہوں اس سے مجاہد کو شکار نہیں کرسکتا۔ میں چہرہ دیکھ کر تیر مارتا ہوں۔ اور میں جب دیکھتا ہوں کہ کوئی انسان کبائر کی طرف مائل نہیں ہو رہا ہے تو پھر میں اس کیلئے صغائر کا مورچہ قائم کرتا ہوں جو بڑے بڑے گناہوں سے خود کو بچا لیتا ہے وہ چھوٹے چھوٹے گناہوں میں پھنس جاتا ہے۔ کیوں کہ انسان خطاؤں کا پُتلہ ہے۔ کوئی نہ کوئی کمزوری اس کے مزاج میں ہوتی ہے۔ اگر وہ غیبت سے بچ جاتا ہے تو جھوٹ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر ان دونوں گناہوں سے بچ جاتا ہے تو تمسخر اور خود پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ان چیزوں سے بچ جاتا ہے تو کسی اور بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ پھر چھوٹے چھوٹے گناہوں کا اصرار اس کو کبیرہ گناہوں تک پہنچا دیتا ہے اور اگر انسان صغائر کے مورچے سے بھی بچ کر نکل جاتا ہے تو میں اس کیلئے مباحات کا مورچہ کھول دیتا ہوں اور اس کو ایسے اعمال میں اُلجھا دیتا ہوں جن پر کوئی ثواب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی صاحبِ علم و عقل اس مورچے سے بھی خود کو بچا لے جاتا ہے تو پھر میں اس کیلئے غیر افضل اعمال کا محاذ قائم کردیتا ہوں اور اس کو غیر افضل اعمال میں پھنسا دیتا ہوں۔ کیوں کہ اگر وہ افضل راستے پر چلتا تو زیادہ ثواب و اجر کما لیتا۔ میں اس کو غیر افضل اعمال میں مشغول کر کے اُسے افضل ترین اعمال سے روک دیتا ہوں۔ اور اس طرح اس کی ترقی رُک جاتی ہے۔ یہ ہیں میری مورچہ بندیاں ـــــ اور ان میں سے کسی نہ کسی مورچے پر میں کامیاب ہو جاتا ہوں۔

(س) موجودہ عامۃ المسلمین کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے۔

(ج) یہ سب میرے ہیں۔ اور جب یہ میرے ہوگئے ہیں تو میں ان کا ہو گیا ہوں۔ اور ان کو بہکانے پھسلانے کی بھی مجھے زحمت نہیں ہوتی۔ یہ بے چارے تو خود ہی میرا کام کر رہے ہیں اور میری ذمہ داریوں کو ہلکا کر رہے ہیں۔ میں ان سب سے خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو نیک لوگوں کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ۔ وہ اللہ سے راضی ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے اور میں اُن مسلمانوں کے بارے میں جو خود بخود میرے مشن کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں ـــــ یہ کہتا ہوں کہ



رضی الشیطان ورضوا عنہ۔ شیطان اُن سے اور وہ شیطان سے راضی ہیں۔

(س) عورتوں سے آپ کیا کام لیتے ہیں۔

(ج) عورتیں میرے سب سے زیادہ حسین پھندے ہیں۔ ان کے ذریعہ میں دنیا میں وہ فساد مچاتا ہوں جو کسی اور ذریعہ سے ممکن نہیں ہے عورت ہر مرد کی کمزوری ہے جو انسان میرے بس میں نہیں آتا اُسے میں عورت کے ذریعہ تباہ کردیتا ہوں۔

(س) آپ کا آئندہ کا پروگرام کیا ہے۔

(ج) اب میں نے کام کا انداز بدل دیا ہے۔ اب میں جہالت کو علم کے ذریعہ اور گمراہی کو دین کے کاموں کے ذریعہ پھیلا رہا ہوں۔ اس طرح خاصے بھلے لوگ بھی شکار ہو رہے ہیں۔ میری نظر خاص طور پر مدارس اور دینی اداروں کی طرف ہے۔ میں صرف ان کے کاموں کا رُخ بدلنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد نام اللہ کا رہیگا اور کام میرا ہوگا۔ اہلِ دنیا حُسین کا نام لیکر یزید کی پالیسی پر چلیں گے۔ بات رام کی ہوگی لیکن کام ہر ہر قدم پر راون کا ہوگا۔ میری یہ پالیسی دنیا کے لئے زیادہ مہلک اور تباہ کن بنے گی۔ اور اسی طرح میں اللہ کے ہر بندے کا ستیاناس کردوں گا۔

(س) آپ کے خیال میں آنے والے کل میں فتح کس کی ہوگی۔ اسلام کی یا کفر کی؟ شرافت کی یا ذلالت کی۔ شیطان کی یا رحمٰن کی۔ حق کی یا باطل کی؟ اربابِ حُسین کی یا اربابِ یزید کی۔

(ج) معاف کیجئے۔ میں اس کا جواب ہرگز ہرگز نہیں دوں گا۔ کیوں کہ میں کوئی ایسی بات اپنی زبان سے خارج نہیں کروں گا جو میری فوج میں مایوسی کی لہر دوڑا دے۔ کل جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ آج تو میرا ہے۔

اس طرح شیطانِ اعظم نے تیئیس سوالوں میں سے تین سوالوں کے جوابات نہیں دیئے۔ وقت زیادہ ہو گیا تھا۔ اس لئے میں نے مزید سوالات نہیں کئے اور رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔

شیطان کے انٹرویو سے میں نے اپنی اصلاح کا پروگرام مرتب کرلیا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ شیطان کن کاموں سے خوش ہوتا ہے اور کونسے کام اسے مایوس کردیتے ہیں۔

## شیطان اور اس کا عذاب

شیطان کو جہنم میں عذاب دے کر پوچھا جائے گا تو نے عذاب کو کیسا پایا۔؟ جواب دے گا۔ بہت سخت۔ اسے کہا جائے گا کہ آدمؑ جنت میں ہیں تو تکبّر سے تائب ہو کر انہیں سجدہ کرلے اور گزشتہ گناہوں پر معذرت کرلے تاکہ تیری بخشش ہو جائے۔ مگر شیطان سجدہ کرنے سے انکار کردے گا۔ اس کے بعد اسے عام دوزخیوں کے مقابلے میں ستّر گنا زیادہ عذاب ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن شیطان کیلئے آگ کی کرسی رکھی جائے گی۔ وہ اس پر بیٹھے گا۔ تمام شیاطین اور کفار و مشرکین وہاں جمع ہوں گے۔ شیطان گدھے کی طرح چیختے ہوئے کہے گا۔ کہ اے دوزخیو! تم نے اپنے رب کے وعدے کو کیسے پایا ـــ؟ سب کہیں گے بالکل سچ پایا۔ پھر وہ کہے گا۔ میں آج کے دن اللہ کی رحمت سے ناامید ہو گیا ہوں۔ تب اللہ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس پر اور اس کی پیروی کرنے والوں پر آگ کے ڈنڈے برساؤ اور اس کے بعد ہمیشہ ان کے ساتھ یہ عذاب جاری رہیگا

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن شیطان کے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا جائے گا۔ اور اسے ایک بہت بڑی آگ کی کرسی پر بٹھا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ عذاب کے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کو جہنم میں دھکیل دو۔ مگر وہ کوشش کے بعد کرسی کو ہلا نہ سکیں گے۔ تب جبرئیل علیہ السّلام کو اسی ہزار فرشتوں کے ساتھ اسے دھکیلنے کا حکم ہوگا۔ وہ بھی ہزاروں اور لاکھوں فرشتوں کے ساتھ دھکیلنے کی کوشش کریں گے۔ مگر ناکام رہیں گے۔ ارشادِ باری ہوگا کہ اگر میرے پیدا کردہ تمام فرشتے بھی کوشش کریں گے تو اس کو ہلا نہیں سکیں گے۔ کیونکہ اس کے گلے میں جو لعنت کا طوق ہے وہ بہت وزنی ہے۔ پھر حکمِ خداوندی سے وہ دوزخ میں گرے گا۔

(مکاشفۃ القلوب)

عامل صاحب بلاشبہ بہادر بھی تھے اور یقینی طور پر وہ روحانی عملیات کے کامیاب فنکار تھے۔ وہ رات گئے تک جنوں اور بھوتوں کے خوفناک واقعات سناتے رہے اور اپنے ان کارناموں پر روشنی ڈالتے رہے جو انہوں نے مختلف علاقوں میں انجام دیئے تھے۔ ان کی باتیں سنکر ہم سب کو ایک طرح کا اطمینان نصیب ہوا تھا۔ اور ایسا لگتا تھا کہ جیسے اب ہمارے ساتھ کوئی نئی دُرگھٹنا پیش نہیں آئے گی۔

رات کے تین حصے باتوں میں گزر گئے۔ تقریباً تین بجے سب لوگ سونے کے ارادے سے اپنے اپنے بستروں پر دراز ہو گئے۔ باقی رات آرام و سکون کے ساتھ کٹ گئی۔ رات کو کسی بھی طرح کا کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔

دورانِ ناشتہ عامل صاحب نے دعویٰ کرنے کے انداز میں کہا کہ اب آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ میں نے تمہاری حویلی کا حصار کر دیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ تم لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن میں اپنی آنکھوں سے یہ منظر صاف صاف دیکھ رہا ہوں کہ جنات اپنا بوریہ بستر یہاں سے باندھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ آج کے بعد تم لوگ کسی بھی طرح کی اُلجھن اور مصیبت کا شکار نہیں ہوں گے۔ میں نے اس حویلی کا پوری طرح سے حصار کر دیا ہے ــــــ لیکن ناشتے کے فوراً ہی بعد عامل صاحب کو خون کی قے ہوئی اور وہ نڈھال ہو گئے۔ وہ اگرچہ بے ہوش نہیں تھے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ ان پر عجیب طرح کی دہشت تھی۔ آنکھیں سُرخ اور ڈراؤنی ہو گئی تھیں۔ اور وہ سبھی گھر والوں کو حسرتناک نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ہم لوگ کیا کریں۔ عجیب سی صورتِ حال تھی۔ جو ڈاکٹر علاج کرنے آیا تھا وہ خود بیماری کا شکار ہو گیا تھا۔ عامل صاحب کی یہ حالت دیکھ کر سبھی کے اوسان خطا تھے۔ خالو یٰسین پر گھبراہٹ طاری تھی۔ ماما زبیر بالکل چپ تھے اور نانی اماں کا حال بھی اچھا نہیں تھا۔ خالہ نجمہ پر اُداسی طاری تھی۔ اور پورا ہی گھر سوگوار تھا۔ اور فکر و تشویش کے دریاؤں میں ڈوبا ہوا تھا۔ شام ۶ بجے تک عامل صاحب اسی طرح کی صورتِ حال سے دوچار رہے۔ چھ بجے اچانک وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ لیکن ٹھیک ہونے کے بعد انہوں نے ہمارے ساتھ رہنے کا فیصلہ بدل دیا۔ اور بہ شدتِ اصرار یہ مشورہ دینے لگے کہ دو تین دن کے اندر ہم سب کو یہ حویلی چھوڑ دینی چاہیئے۔ ان کے تمام دعوے اور حوصلے کافور بن کر فضاؤں میں اُڑ گئے۔ سات بجے تک انہوں نے حویلی چھوڑ دینے کا مکمل فیصلہ کر لیا۔ دراصل وہ رات آنے سے پہلے وہاں سے بھاگ جانا چاہتے تھے صاف طور پر محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ڈر گئے ہیں۔ اور انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ حویلی کے جنات سے نمٹنا آسان نہیں ہے۔ لیکن تمام گھر والوں کے اصرار کی وجہ سے انہوں نے ایک رات اور ہمارے ساتھ گزارنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن اگلی رات ان کی شوخی اور شگفتگی بالکل نہ ہونے کے برابر تھی۔ پہلی رات وہ چھوٹے کمرے میں تنہا سوئے تھے۔ اور دوسری رات انہوں نے اپنا نہ کوئی واقعہ سنایا اور نہ ہی کوئی دعویٰ کیا۔ بلکہ وہ دوسرے موضوعات پر بات چیت کرتے رہے۔ اس رات گھر کے سبھی افراد دس بجے تک سو گئے تھے۔ قریباً رات کے دو بجے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے گھر میں چور گھس آئے ہوں گھر کے مختلف گوشوں میں چلنے پھرنے اور سرگوشیاں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ تشویشناک بات یہ تھی کہ بجلی بھاگ گئی تھی۔ حویلی میں بھیانک اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ہر شخص خوفزدہ تھا۔ اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر جانے کی ہمّت کر سکے۔ سب سے پہلے نانی اماں نے آواز دی کہ بچو ڈرنا نہیں۔ اپنے اللہ سے دعا کرو۔ جس کے جو دعا یاد تھی وہ اُسے پڑھ رہا تھا۔ چھوٹے بچے غالباً بے خبر سو رہے تھے۔ باقی بھی لوگ جاگ گئے تھے۔ ایک دو بار ایسا بھی لگا جیسے بھیانک زلزلہ

> **چھوٹے بچے غالباً بے خبر سو رہے تھے۔ باقی سبھی لوگ جاگ گئے ایک دو بار ایسا بھی لگا جیسے بھیانک زلزلہ آگیا ہو۔ ــــــ پوری حویلی ہل کر رہ گئی**



آگیا ہو۔ پوری حویلی ہل کر رہ گئی۔ ان زلزلوں کے جھٹکوں سے دہشت کھا کر میں تو اپنے بستر سے کود کر نانی اماں کے پلنگ پر پہنچ گئی۔ اور پھر رفتہ رفتہ گھر کے سب افراد ایک ہی جگہ پر آ گئے۔ ہر شخص پر دہشت اور خوف طاری تھا۔ نظر کچھ نہیں آرہا تھا۔ لیکن موت کی سی خاموشی ہر شخص کے خوف و دہشت کی نشاندہی کر رہی تھی۔ کمال کی بات یہ تھی کہ اس عالم میں ایک بار بھی عامل صاحب کی آواز نہیں سنائی دی تھی۔ وہ ہال کمرے ہی میں ایک طرف مسہری پر دراز تھے۔ لیکن نہ ان کی آواز سنائی دی اور نہ ہی یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں۔ کسی کی اتنی ہمّت نہیں تھی کہ اس بھیانک اندھیرے میں جب کہ نامعلوم سی چلنے پھرنے اور بولنے کی آوازیں آرہی ہوں۔ اِدھر اُدھر جاتا۔ نانی اماں نے بھی سختی سے سب کو منع کر دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ بس ایک جگہ بیٹھ کر اپنے اللہ سے فریاد کرو وہ ہی ہمیں اس مصیبت سے نجات دے سکتا ہے۔

اسی دوران خالہ نجمہ کے جسم میں کپکپی طاری ہوئی۔ اور انہوں نے بے اختیار وحشت ناک انداز میں رونا بھی شروع کیا۔ نانی اماں اور خالو یٰسین انہیں دبائے بیٹھے رہے اُن پر کمبل وغیرہ ڈالتے رہے۔ لیکن وہ بُری طرح رو رہی تھیں اور نہ جانے کیا بول رہی تھیں ان کی کوئی بات کسی کے سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ اس وقت ماما زبیر نے پُرزور آواز میں "مولوی صاحب مولوی صاحب" کہہ کر عامل صاحب کو آوازیں دیں۔ لیکن عامل صاحب کی طرف سے ہاں ہوں کا بھی کوئی جواب نہیں آیا۔ مجبوراً زبیر ماما اُس گوشے کی طرف چلے گئے جہاں عامل صاحب سوئے تھے۔ حویلی کا یہ ہال کمرہ کافی بڑا تھا۔ اس زمانہ میں تو اتنی جگہ میں پورا مکان بن جاتا ہے خصوصاً وہاں کے علاقے میں۔ یہ کمرہ ۲۵ گز لمبا اور ۲۰ گز چوڑا تھا۔ درمیان میں لکڑی کا پارٹیشن تھا۔ عامل صاحب پارٹیشن کے دوسری طرف آرام فرما تھے۔ ہم لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ یا تو عامل صاحب گہری نیند سو رہے ہیں یا پھر ان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آگیا ہے۔ خوف و دہشت کی وجہ سے ابھی تک انہیں کوئی جگانے نہیں گیا تھا کیوں کہ کمرے میں اندھیرا ابھی طاری تھا۔ دوسرے جنات کی چلت پھرت بھی محسوس کی جا رہی تھی۔ لیکن خالہ نجمہ کی حالت دیکھ کر بے اختیار ماما زبیر کو عامل صاحب کی طرف جانا پڑا۔ لیکن اس کے بعد جو ہم پر گزری وہ ناقابلِ بیان ہے۔ زبیر ماما کے وہاں جانے کے بعد حسبِ معمول بالکل سنّاٹا چھایا رہا۔ ادھر خالہ نجمہ بھی بے سُدھ ہو گئیں۔ اُن پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ البتہ بے ہوش ہونے کے بعد بھی ان کے جسم پر کپکپی طاری رہی ــــــ خالو یٰسین نے چند منٹ کے بعد ماما زبیر کو آوازیں لگائیں۔ لیکن ماما زبیر کا کوئی جواب نہیں آیا۔ یہ داستان پڑھنے والے ہماری اس وقت کی کیفیت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اُس رات جو ہم پر گزری تھی۔ ویسی تو اگر کسی شخص پر نہ گزرے تو بہتر ہے۔ ماما زبیر کے اُدھر جانے اور پھر واپس نہ آنے سے ہم یہ یقین کر چکے تھے کہ حادثہ کچھ نہ کچھ ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے بعد کسی بھی فرد کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل پا رہی تھی۔ ہر شخص سہما ہوا تھا۔ اور ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے وہ مر چکا ہے۔ اور قبر کے کنارے بیٹھا اپنے جسم کے دفن ہونے کا منتظر ہے۔

تقریباً پندرہ منٹ تک ہم سب لوگوں کی حالت مُردوں سے بدتر رہی۔ نانی اماں پر سکتہ طاری ہو گیا تھا ــــــ زبیر ماما کے واپس نہ آنے کی وجہ سے اور ہال کمرے میں موت کی سی خاموشی کی وجہ سے رگوں میں دوڑنے والا خون بالکل ہی منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔ خالو یٰسین جو عام زندگی میں یقیناً بہادر تھے اور کسی زمانہ میں جنوں اور بھوتوں کے قائل بھی نہیں تھے۔ وہ بھی سہمے ہوئے تھے اور اپنی غلطیوں پر پچھتا رہے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اصل قصوروار میں ہوں۔ میں نے ہی اس گھر کے افراد کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا ہے۔ کاش میں اس حویلی کو خریدنے سے باز آجاتا۔ اور اس وقت تو وہ خاص طور پر سراسیمہ تھے۔ کیوں کہ عامل اور ماما زبیر کی نہ سمجھ میں آنیوالی پُرہول خاموشی نے انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ ہمارے گھر میں پھر کوئی خونی حادثہ ہو گیا ہے اور آج کی خونی واردات میں زبیر ماما بھی کام آ گئے ہیں۔ اندازاً میں کہتی ہوں کہ لگ بھگ چند منٹ کے بعد ماما زبیر کی نیم مُردہ سی آواز آئی ــ آماں جان ــ ان کی آواز سنکر بے اختیار نانی اماں کے مُنہ سے نکلا بیٹا زبیر۔ اس وقت خالو یٰسین سے نہیں رہا گیا۔ اور وہ بھی بے اختیار اور بے بس سے ہو کر اسی گوشے کی طرف پہنچ گئے۔ اور اسی اثناء میں لائٹ آگئی۔ کمرے کی ہر چیز اب ہماری نظروں کے سامنے تھی۔ لیکن اس گوشے میں چونکہ لکڑی کا پارٹیشن تھا۔ اس لئے کمرے کا وہ کونہ ہماری نظروں سے اوجھل تھا۔ لیکن لائٹ آنے کے بعد کسی سے صبر نہ ہو سکا اور سبھی لوگ اُٹھ کر اُس کونے کی طرف چلے گئے۔ وہاں عجیب منظر تھا۔ ماما زبیر نیم مُردگی کی حالت میں نیم برہنہ پڑے ہوئے تھے۔ اُن کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ چہرے پر خراشیں تھیں۔ حالت اُس زخمی انسان کی سی تھی جس پر کافی دیر تک کئی لوگوں نے ایک ساتھ لاٹھیاں برسائی ہوں۔ وہ بڑبڑا رہے تھے اور ان کی کیفیت قطعی طور پر اس انسان کی سی تھی۔ جو دَم توڑنے والا ہو۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر نانی اماں کی چیخیں نکل گئیں۔ خالہ نجمہ پر اسی وقت ایک بھیانک قسم کا دورہ پڑ گیا۔ وہ بھیّا بھیّا کہہ کر رونے لگیں اور اس کے بعد بے ہوش ہو گئیں۔ میں بھی روتے روتے بے قابو ہو چکی تھی۔ لیکن مجھے تو اللہ نے نہ جانے کس مٹی سے بنایا ہے کہ میں اتنے سارے حادثات دیکھ کر زندہ رہی۔ ورنہ مجھے

> **عامل اور ماما زبیر کی نہ سمجھ میں آنیوالی پُرہول خاموشی نے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا ــــــ کہ ہمارے گھر میں پھر کوئی خونی حادثہ ہو گیا ہے۔ اور آج کی خونی واردات میں زبیر ماما کام آگئے ہیں ــــــ**

دہشت اور خوف کی وجہ سے اسی وقت مرجانا چاہیئے تھا۔ جب ماما زبیر کو میں نے ڈوبتے ہوئے سورج کی طرح بے نور دیکھا۔ خالو جان ماما زبیر سے کچھ پوچھنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ماما زبیر پر عجیب طرح کی غشی تھی۔ وہ کراہ بھی رہے تھے۔ اور حیرت کی بات یہ تھی کہ یہ سب کچھ منٹوں سکنڈوں میں ہوا تھا۔ اور عامل صاحب کا تو کہیں پتہ ہی نہیں تھا۔ وہ تو نہ جانے کہاں غائب تھے۔ خدا جانے انہیں زمین نگل گئی تھی یا آسمان۔ حیرتناک بات یہ تھی کہ عامل صاحب کے کپڑے اُترے پڑے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ انہیں جنات ننگا کر کے لے گئے تھے۔ ان کا سامان بے ترتیب پڑا ہوا تھا۔ تسبیح ٹوٹ گئی تھی۔ اس کے دانے بکھرے ہوئے تھے۔

کیسی کیسی آفتیں ہم پر گزری ہیں۔ میں جو یہ بھیانک آپ بیتی بیان کر رہی ہوں۔ یہ حرف بحرف درست ہے۔ مگر اس آپ بیتی کے بعض اجزا ایسے ہیں کہ پڑھنے والے ان کا یقین نہیں کریں گے۔ وہ اس داستان کو من گھڑت داستان سمجھیں گے۔ دنیا کو کسی بھی حقیقت کی یقین دہانی کرانا میری ذمّہ داری نہیں ہے پھر بھی میں اس داستان کے اختتام پر کچھ ثبوت ایسے پیش کروں گی۔ کہ 'طلسماتی دنیا' کے قارئین اس داستان کی حقّانیت کے قائل ہو جائیں گے۔ اور ہر شخص میری آپ بیتی کے ایک ایک لفظ پر یقین کرنے پر مجبور ہوگا۔

یہ بدنصیب رابعہ ہزار بار خدا سے پناہ چاہتی ہے اس بات کی کہ اس کا شمار جھوٹے لوگوں میں ہو۔ یہ خطاکار اس بات سے واقف ہے کہ کذب بیانی ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اس سے سماج میں ہزار فتنے کھڑے ہوتے ہیں۔ میں خوفناک حویلی کی قسطیں قلم بند کرتے وقت کوشش کرتی ہوں کہ غلط بیانی کا جرم مجھ سے سرزد نہ ہو۔ البتہ ضعفِ دماغ کی وجہ سے واقعات آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ اور اس کیلئے میں اپنے اللہ سے اور اپنے قارئین سے معافی کی طلب گار ہوں۔ پھر بھی میں کوشش کر رہی ہوں کہ واقعات کی ترتیب حتیّ الامکان قائم رہے۔ معافی چاہوں گی۔ میں خواہ مخواہ دوسری تفصیلات میں چلی گئی۔ میں بتا رہی تھی کہ عامل صاحب تو لاپتہ تھے اور ماما زبیر پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ وہ نہ کسی کی بات سمجھ رہے تھے اور نہ ہی اپنے اوپر بیتی ہوئی کسی بات کو بتانے پر قادر تھے۔ خالو یٰسین نے انہیں گود میں اُٹھا کر بڑی مسہری پر لٹا دیا۔ نانی امّاں ان کے چہرے پر پڑی ہوئی خراشوں کو اپنے ڈوپٹے کے آنچل سے صاف کرنے لگیں۔ بچّے بھی رونے بلکنے کی آوازیں سُن کر جاگ گئے تھے۔ اور ہال کمرہ ہچکیوں اور سسکیوں سے گونج رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد خالہ نجمہ کو ہوش آگیا۔ وہ بھیّا بھیّا کہہ کر ماما زبیر سے لپٹ گئیں۔ اور اس کے بعد وہ اچانک اُٹھیں۔ اور خالو یٰسین کو لپٹ گئیں۔ انہوں نے خالو یٰسین کے سینے پر گھونسے مارنے شروع کئے۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں تم ہی ہمارے قاتل ہو۔ میں تم سے ایک ایک مرنے والے کا خون بہا لوں گی۔ یہ ساری مصیبت تمہاری وجہ سے ہمیں برداشت کرنی پڑی۔ تم خود کو سب سے زیادہ عقل مند کہتے ہو۔

نجمہ۔ پاگل ہوگئی ہے۔ نانی امّاں نے خالہ نجمہ کو ایک طرف دھکّا دیتے ہوئے کہا۔ یہ تیرا شوہر ہے۔ اس کی توہین کرے گی تو سیدھی دوزخ میں جائے گی۔ نہ دنیا کی رہے گی نہ دین کی۔

ہم تو اس وقت بھی دوزخ ہی میں ہیں۔ یہ کہہ کر خالہ نجمہ ایک دیوار سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ انہیں روتا دیکھ کر سب بچّے بھی رونے لگے۔ گھر کا سارا ماحول آنسوؤں میں ڈوب گیا۔

خالو نے خالہ نجمہ کو تسلّی دیتے ہوئے کہا ——— بہار بیگم! اگر تم اس طرح ہمّت ہار جاؤ گی تو میرا کیا ہوگا۔ تم میری طاقت ہو۔ خود کو سنبھالو۔ مجھے اپنی غلطی کا پوری طرح احساس ہے۔ لیکن اسوقت اس غلطی پر پچھتانے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہم اگر اس طرح آپس میں اُلجھیں گے تو بربادیوں کی رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے گی۔ اور ہم وقت ہی سے پہلے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

خالہ نجمہ خالو یٰسین کو لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ اور ہاتھ جوڑ کر خالو سے کہنے لگیں۔ مجھے معاف کر دو۔ خدارا مجھے معاف کر دو۔ میں پاگل ہوگئی ہوں ——— معاف کر دوں گا پہلے تم اپنے آنسو پونچھو۔ اور زبیر کو دیکھو۔ میں کسی ڈاکٹر کو لاتا ہوں۔

اسیوقت صاعقہ نے ایک زہریلے قسم کا قہقہہ لگایا ——— اور مردانہ آواز میں بولی۔ ڈاکٹر کیا کرے گا ——— عامل نے کیا کیا ہے ——— ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

آخر آپ لوگ چاہتے کیا ہیں؟ ——— خالو یٰسین نے پوچھا۔

ہم لوگ اپنے خاندان کا بدلہ لیں گے۔ ہمارا کنبہ تباہ کیا گیا تھا۔ ہم بھی تم سب کو ختم کر دیں گے۔

آپ چاہیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں۔؟" خالو یٰسین نے پوچھا۔"

تم یہاں سے جہاں بھی جاؤ گے وہیں تمہارے ساتھ یہی ہوگا۔ تم ہمارے انتقام سے بچ نہیں سکتے۔ تمام باتیں تو اب مجھے یاد نہیں رہی ہیں۔ ہاں اتنا تو بہر حال یاد ہے کہ مکالمے بازیوں کے بعد صاعقہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی تھی۔ اور رونے دھونے کا کہرام کچھ اور زیادہ ہو گیا تھا۔

صاعقہ تو کچھ دیر کے بعد ہوش میں آگئی۔ لیکن ماما زبیر کی نبضیں تھم گئیں۔ اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ دسؔ بجے انہیں ڈاکٹر نے مُردہ قرار دے دیا۔ یہ زبیر ماما کی پہلی موت تھی۔

(اس کے بعد وہ کیسے زندہ ہوئے یہ بات اگلی قسط میں پڑھیئے)

(باقی آئندہ)